رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت مصدوال ست بر منفعت تعلیم تدریجی برائے

عامہ ناظرین حاضر و ناشد یا بادی ✽ نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ تدریجیہ مشتمل ست

بر مقاصد مصادی ✽ پس اتباعا للنص المذکور صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمیٰ بہ

الہادی

نمبر ۱	بابت جمادی الاول سنہ ۱۳۴۷ھ	جلد ۵

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی و تذکرہ ست ہر مجلس و

نادی و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ✽ بجوت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ و

حل اغلاقات کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آں مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✽ باہتمام محمد عثمان خان عفی عنہ ✽ مدیر باب اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزنگ خورد فروخت میگردد

ملہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقتص بیننا بکتاب اللہ فقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے۔

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہٗ	۳/۶
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہٗ	۷/۱۴
۳	حیوٰۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	.. ..	۱۵/۱۸
۴	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم	تصوف	.. ..	۱۹/۲۶
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.. ..	۲۷/۳۰
۶	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	.. ..	۳۱/۳۴
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفٰے صاحب سلمہٗ	۳۵/۴۲
۸	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہٗ	۴۳/۴۴

اُصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

(۳) رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ھ سے یہ رسالہ بجائے ڈیڑھ جز کے تین جز کا کر دیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے۔ (عہ) ہے

(۴) سوائے اُن صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائے گا اور دو آنہ خرچ جسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی۔ پی۔ روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کرے گا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہو وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا۔ وی۔ پی۔ کی اجازت نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہوں گے اُنکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتدا رسال سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم درکار ہو طلب فرمائیں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصولڈاک

الراقم

محمد عثمان۔ مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے، اس میں رزین نے یہ اور زیادہ کیا ہے اور میں ایسے آدمی کو عطیہ دیتا ہوں وہ اسکو بغل میں لیکر چلتا ہے وہ آگ کے سوا کچھ نہیں ہوتا حضرت عمر نے عرض کیا آپ یا رسول اللہ آگ کیوں دیتے ہیں فرمایا مجکو اللہ تعالیٰ نے بخل سے منع فرمایا ہے اور وہ بغیر سوال کے نہیں مانتے صحابہ نے عرض کیا وہ غنی کیا ہے جس کے ہوتے ہوئے مانگنا نہ چاہیئے فرمایا اس قدر کہ صبح و شام کھا سکے (یعنی ایک دن کی خوراک) اس زیادتی پر بہت سے شواہد ہیں مگر ہم نے ترمذی کے کسی نسخہ میں اس میں سے کچھ نہیں پایا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال بڑھانے کے واسطے مانگتا ہے وہ بس انگارے مانگتا ہے اب چاہے کم کرلے یا زیادہ اسکو مسلم ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے باوجود غنی کے لوگوں سے مانگا اوس نے جہنم کے گرم پتھروں میں سے بڑھا لیا صحابہ نے عرض کیا کہ غنی کیا ہے فرمایا شام کی خوراک اسکو عبد اللہ بن احمد نے اپنی زوائد علی المسند میں روایت ۳۹
کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں اور اسکی اسناد جید ہے۔

اور حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سے کچھ سوال کیا حضرت نے حضرت معاویہ کو حکم کیا انہوں نے جو کچھ انہوں نے مانگا تھا وہ ان کے لیے لکھدیا اقرع نے تو اپنا پروانہ لیکر عمامہ میں لپیٹ لیا اور چلے گئے اور عیینہ اپنا پروانہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ خیال فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے پاس ایسے خط کو لیکر چلا جاؤں گا کہ نہ جانوں کہ اوس میں کیا لکھا ہے متلمس کے صحیفہ کی طرح حضرت معاویہ نے اوسکے قول کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایسی حالت میں سوال کیا کہ اوس کے پاس ایسا سامان تھا کہ اسکو سوال سے بے نیاز کردے وہ اپنے لیے (اوس سوال سے) صرف نار دوزخ کو بڑھانا چاہتا ہے نفیلی اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں

وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کیا مقدار ہے جسکے ہوتے ہوئے سوال کرنا مناسب نہیں ہے فرمایا اس قدر کہ صبح اور شام کی غذا کافی ہو اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ اوسکے الفاظ ہیں اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اوس میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا جس شخص نے سوال کیا باوجودیکہ اوس کے پاس وہ مقدار ہے کہ اوس کو (سوال سے) بے نیاز کردے وہ صرف اپنے لیے جہنم کے انگاروں کو بڑھانا چاہتا ہے لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا مقدار (سوال سے) مستغنی کرتی ہے فرمایا اتنا کہ صبح کو کھالے یا شام کو اور اسکو ابن خزیمہ نے مختصر روایت کیا ہے مگر وہ کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسی غنا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے سوال زیبا نہیں ہے فرمایا اتنا کہ اوس کے لیے ایک دن رات یا فرمایا ایک رات دن کے سیری کے قابل ہے اس حدیث میں جو صحیفہ متلمس آیا ہے یہ ایک مثل ہے اہل عرب ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ کسی چیز کو بغیر تحقیق کیے ہوئے کہ اوسکو نافع ہوگی یا مضر اٹھا لائے اس مثل کا اصل قصہ یہ تھا کہ متلمس جید المسیح نامی ایک شخص تھا وہ اور طرفہ
عبدی یہ دونوں عمرو بن منذر بادشاہ کے پاس گئے اوس کے پاس قیام پذیر ہوئے وہ کسی ۴۰
امر پر اون سے ناراض ہوا اور اپنے کسی صوبہ کے پاس پروانہ لکھدیا کہ اون دونوں کو قتل کردو اور ان دونوں سے کہدیا کہ میں نے تم دونوں کے لیے سلوک کرنے کے واسطے لکھدیا ہے وہ دونوں اوس پروانہ کو لیکر حیرہ شہر میں پہنچے متلمس نے اپنے پروانہ کو ایک لڑکے سے پڑھوایا تو اوس میں اپنے قتل کا حکم پایا اسکو پھینک دیا اور طرفہ سے کہا تو بھی ایسا ہی کر اوس نے کہنا نہیں مانا اور صوبہ کو پروانہ پہنچا دیا اوس صوبہ نے اوس پروانہ کو پڑھکر طرفہ کو قتل کردیا اس بنا پر یہ مثل جاری ہوگئی۔ خطابی کہتے ہیں کہ علماء نے سہل کی اس حدیث کی تاویل میں اختلاف کیا ہے بعض تو ظاہر الفاظ کے مطابق کہتے ہیں کہ جس کے پاس صبح شام کے خرچ کے قابل ہے اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا روزانہ کا ایسا انتظام ہے کہ دونوں وقت کے خرچ کو کافی ہوتا ہے اگر ایسا ہی ایک مدت طویل سے کے گزران کا سامان ہو جیسا کہ روزینہ داری لگی ہوئی ہے اسکو سوال کرنا حرام ہے اور دوسرے لوگوں نے اسکو منسوخ کہا ہے اون حدیثوں سے جو پہلے گزر چکی ہیں جن میں غنا کی مقدار

پچاس درہم یا اوسکی قیمت یا ایک اوقیہ (چالیس درہم کا ہوتا ہے) یا اوسکی قیمت کی کوئی اور چیز بیان کی گئی ہے حافظ مصنف کتاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نسخ کا دعویٰ تو دونوں جانبوں میں مشترک ہے (جیسا کہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک رات دن کے خرچ والی حدیث منسوخ ہے پچاس درہم والی حدیث سے یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ پچاس درہم والی حدیث ایک دن رات کے خرچ والی حدیث سے منسوخ ہے) ہم کوئی ایسی بات نہیں جانتے کہ ایک احتمال کو دوسرے احتمال پر ترجیح دیدے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو فرمایا کرتے تھے کہ کبھی آدمی کو ایک درہم سے استغنا حاصل ہو جاتا ہے اگر کام لگا ہوا ہوتا ہے (صبحکو کھانا کھایا مزدوری پر چلے گئے بس امیر ہیں) اور کبھی ہزار درہم سے بھی استغنا حاصل نہیں ہوتا کہ خود ضعیف ہو کسب پر قادر نہ ہو یا ملتا نہ ہو) اور عیال کثیر ہو اور سفیان ثوری اور ابن المبارک اور حسن بن صالح اور احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ اس طرف گئے ہیں کہ جس کے پاس پچاس درہم نقد یا اسکی مالیت ہو اسکو زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دیا جائے۔ اور حسن بصری اور ابو عبیدہ کہتے تھے کہ جس کے پاس چالیس درہم ہوں وہ غنی ہے اور اصحاب رائے یعنی فقہا حنفیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو اسکو زکوٰۃ دینی جائز ہے اگرچہ تندرست کماؤ ہو باوجودیہ کہتے ہیں کہ جس کے پاس ایک دن کے کھانے کا ہو اسکو سوال کرنا حلال نہیں ہے۔ اسی حدیث سے استدلال پکڑکر سوال سے منع کرتے ہیں **ف** مصنف نے فقہا کے دونوں قولوں میں بظاہر تعارض خیال فرماکر بعنوان اعتراض یہ فرمایا ہے اور اللہ اعلم بالصواب تحریر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال کرنا اور بات ہے اور بلاسوال ملجانا اور قبول کرلینا اور بات ہے ان دونوں میں تعارض نہیں ہے باب کی تمام حدیثوں کو مطالعہ فرمایئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں دینے والے کو دینے سے منع نہیں فرمایا۔ ہاں مانگنے والوں کو مانگنے سے منع فرمایا بلکہ جن لوگوں کو مانگنے سے منع کیا ہے اون لوگوں کا پہلے سوال بھی پورا کردیا جہاں تک قدرت تھی اور اگر کچھ موجود نہ ہوا تو معذرت فرمادی یہ جناب کا طرز عمل صاف وہی تعلیم کررہا ہے جو فقہا علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں ورنہ جو صدقات ایسے سائلین کو جناب نے تقسیم فرمائے وہ ادا کیونکر ہوسکتے اور حضرت امر ناجائز کیوں کرتے البتہ اللہ پاک نے مصرف زکوٰۃ فقرا اور مساکین کو بتایا ہے اور اغنیا پر زکوٰۃ کا

۴۱

دینا فرض کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنی کی مقدار دو سو درہم فرما دیئے تو معلوم ہوا کہ اس سے کم میں غنا حاصل نہیں ہوتا پس وہ فقیر ہے مستحق زکوٰۃ ہے یہ دوسرا امر ہے کہ چونکہ اسکی معمولی گزران ذلت سوال سے بچا سکتی ہے لہذا اسکو سوال سے منع فرما دیا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں سے اس غرض سے مانگتا ہے کہ مال جمع کرے وہ سوال اوس کے حق میں گرم تپتہ شعلہ زن ہو جائیگا اب جو چاہے اوسکو کم سے اور جو چاہے زیادہ کرے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

ف یہ پتھر دوزخ کا ایندھن ہے جو فرمایا ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضرت سے عرض کیجئے کہ آپ کو صدقہ پر عامل بنا دیں انہوں نے حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں ہوں کہ تم کو لوگوں کے گناہوں کے دھوون (یعنی صدقہ) پر عامل مقرر کردوں۔ اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

۴۲ اور حضرت ابو عبدالرحمن عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر تھے حضرت نے فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے اور ہم نے ابھی قریب ہی بیعت کی تھی ہم نے ہاتھ تو پھیلا دیے اور عرض کیا ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں یا رسول اللہ پھر کس امر پر بیعت کریں فرمایا اسپر کہ تم اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا اور پانچوں نمازوں پر اور اسپر کہ فرمانبرداری کرو اور ایک بات چپکے سے فرمائی کہ لوگوں سے مانگنا مت (گویا دوبارہ بیعت لینے سے یہی مقصود تھا) حضرت عوف فرماتے ہیں کہ میں نے اون لوگوں میں سے بعض کو دیکھا کہ اگر کسیکا کوڑا بھی گر جاتا تھا تو کسی سے سوال نہیں کرتے تھے کہ ذرا اوٹھا دینا اسکو مسلم ترمذی نے اور نسائی نے اختصار سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ مرتبہ بیعت لی اور سات مرتبہ عہد و میثاق لیا اور سات مرتبہ مجھپر خدا کو شاہد بنایا اس بارہ میں کہ میں اللہ کے بارہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔

(باقی آیندہ)

تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تو تواضع کی وجہ سے اپنے کہانیکو گوہ موت کہا ہے کیونکہ اپنے کہا نیکو کہانا کہنا تکبر ہے سو ایسی تواضع بیوقوفی ہے کیونکہ کوئی چیز بھی اصل میں ہماری نہیں یہاں تک کہ ہم خود بھی اپنے نہیں کہ جس طرح چاہیں اپنے میں تصرف کرلیں بلکہ ہم سب سرکاری چیز ہیں اسکے اصلی مالک ہم سب کے خدا تعالیٰ ہیں پس سرکاری چیزوں کی ان کے حکم کے خلاف بیقدری کرنا جائز نہیں اللہ والے اسی وجہ سے کبھی اپنے نفس کی بھی قدر کرنے لگتے ہیں اور عام لوگ کچھ اور سمجھ جاتے ہیں وہ حضرات اپنے نفس کی قدر اسلئے کرتے ہیں کہ وہ اس نفس کو سرکاری چیز سمجھتے ہیں اور اسیطرح ہاتھ۔ پاؤں۔ دماغ یہ سب سرکاری مشینیں ہیں جنکو ہمارے سپرد کیا گیا ہے اگر ہم اپنی بے احتیاطی سے انکو بگاڑیں گے تو ضرور غضب الٰہی اور عذاب کے مستحق ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد ہے کہ بیشک تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیبیوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اگر ہم اپنے دل و دماغ آنکھ کی حفاظت اور خدمت اس نیت سے کریں گے کہ یہ ہمارے آقا کی چیزیں ہیں اور آقا کی سپرد کی ہوئی چیزوں کی حفاظت غلام کو ضروری ہے تو اسمیں بھی ہم کو ثواب ملیگا یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ انما الاعمال بالنیات یعنے ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے۔ غرضکہ ان چیزوں کو چونکہ اپنے پیارے سے تعلق ہے اس لیے یہ بھی پیاری ہیں کسی نے کہا ہے کہ مجھے اپنی آنکھوں کی اس لیے قدر ہے کہ ان سے اپنے محبوب کا حسن و جمال دیکھنے کو ملا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ جب آپ خدا تعالیٰ تک پہنچ گئے تو پھر اب تسبیح کیوں رکھتے ہیں۔ آپ نے کیا پاکیزہ جواب دیا کہ میاں جسکی بدولت ہم کو یہ دولت ملی کیا اب اسکو چھوڑ دیں ہرگز نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے رستہ میں جہاد[1] کے لیے گھوڑا پالتا ہے اس گھوڑے کا پیشاب پاخانہ بھی بیکار نہیں جاتا۔ بلکہ اسپر بھی ثواب ملتا ہے یہ ساری برکت اسوجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے گھوڑا پالا تھا۔ ایسی حقیر چیزوں کے نیکیوں میں شمار ہونے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص مصری خریدے تو جو تنکا مصری میں ہوگا وہ بھی مصری کے بھاؤ ملے گا اور دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنے کی بھی یہی حکمت ہے۔ کہ درود شریف کو اللہ تعالیٰ نے ضرور ہی قبول کریں گے اور یہ ان کے فضل و کرم سے بہت دور ہے کہ اول و آخر کو تو قبول

[1] جو دین کی مدد کے لیے ہو ۱۲۔

کریں اور بیچ والی چیز کو لوٹا دیں اور درود شریف ضرور قبول ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول ومحبوب ہیں آپ پر بے کسی کی درخواست کے بھی اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں سو جب کسی نے آپ پر رحمت کرنے کی درخواست کی تو اس سے اس شخص کی خیر خواہی ظاہر ہوئی جس سے یہ بھی مقبول ہوگیا۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص ہر عید میں اپنے لڑکے کو کچھ انعام دیا کرتا ہے تو وہ تو دے ہی گا۔ لیکن اگر کسی شخص نے اسکو انعام دینے کی بابت کہہ بھی دیا تو وہ شخص اس کہنے والے پر بھی مہربان ہوجائیگا اور یہ سمجھیگا کہ اسکو ہمارے لڑکے سے محبت ہے تو چونکہ درود شریف ضرور قبول ہوتا ہے اس کے طفیل میں یہ شخص بھی مقبول ہوجاتا ہے۔ جب درود شریف قبول ہوگا تو اس کے ساتھ کی دعا بھی ضرور قبول ہوگی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کھانڈ کے چنے کے اندر چنا ہوتا ہے اور اوپر کھانڈ لپٹی ہوئی ہوتی ہے اس مٹھائی کے سبب وہ چنے بھی مٹھائی کے حساب میں بکتے ہیں۔ کیونکہ انپر کھانڈ لپٹی ہوئی ہے اس واسطے وہ چنے کھانڈ کے حکم میں ہوگئے اسی طرح وہ دعا بھی درود شریف کے حکم میں ہوگئی یا جیسے تیے مٹھائی کے ساتھ جاتے ہیں اور پھر انکو کوئی واپس نہیں کرتا اور یہی حکمت ہے جماعت کی نماز میں کہ جماعت میں نیک بندے بھی ہوتے ہیں امید ہے کہ انکی نماز قبول ہوگی اور بروں کی نماز بھی چونکہ نیکوں کے ساتھ ہے اس واسطے وہ بھی قبول ہوجائے گی۔

(۴) اسی طرح اگر کوئی شخص دنیا کے کاموں میں بھی نیک نیت رکھے گا تو اسکو ضرور ثواب ملیگا۔ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ کسی اپنے مرید کے گھر گئے وہاں ان کے گھر میں روشندان دیکھا پوچھا کیوں رکھا ہے اس نے جواب دیا روشنی کے واسطے انہوں نے فرمایا کہ روشنی تو بدون نیت کے بھی آتی اگر اس کے رکھنے میں یہ نیت کرلیتا کہ اس میں سے اذان کی آواز آیا کرے گی تو تجھے اس کا ثواب بھی ملتا رہتا اور روشنی تو خود آہی جاتی۔ مطلب یہ ہے کہ نیک نیت رکھنے سے دنیا کے سارے کام بھی ثواب کے قابل بن جاتے ہیں پس ایسی دنیا دین کے خلاف نہیں اور ایسا دنیا دار بھی دیندار ہی ہے اور اس معنی کر کوئی مسلمان دنیا دار نہیں تو سب مسلمان دیندار ہی ہوئے اور جبکہ سب مسلمان دیندار

ہوتے اور دیندار اور دنیادار کا فرق نہ ہوا تو کیا وجہ ہے کہ عمل کا طریقہ الگ الگ رکھا جاتے۔ پس ظاہر ہوگیا کہ سب مسلمانوں کے عمل کا طریقہ ایک ہی ہے۔ البتہ یہ بات جدا رہی کہ عذر و ضرورت کی حالت میں کسی کے لئے کچھ آسانی کر دیجائے سو اس کے لیے یہ ضرور نہیں کہ عمل کا طریقہ ہر ایک کیلئے الگ الگ مقرر کیا جائے بلکہ عمل کا طریقہ تو ایک ہی رہے گا۔ البتہ جہاں کسی کو ضرورت ہوگی وہ اس قاعدہ میں داخل نہ سمجھا جائیگا اب وہ طرزِ عمل بیان کیا جاتا ہے۔ اتفاق سے وہ ضروری باتیں جو اس کے مناسب ہیں ان آیتوں میں پورے طور پر جمع ہیں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے چادر اوڑھنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی آدھی رات یا اس سے کسی قدر کم یا کچھ زیادہ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر اوڑھنے والے کے نام سے یاد کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے جھٹلانے سے بہت تکلیف ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چاہتے تھے کہ یہ کمبخت ایمان لے آئیں تاکہ دوزخ کی آگ سے چھوٹ جائیں اور وہ لوگ ایمان تو کیا لاتے اُلٹے جھٹلانے پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اور خدا تعالےٰ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے اور مقابلہ کیا کرتے اس وجہ سے حضور کو بڑا رنج و غم تھا۔ اور رنج و غم کی وجہ سے متفکر ہو کر چادر اوڑھ کر بیٹھ گئے تھے اس لئے خاص اس حالت کے اعتبار سے چادر اوڑھنے والے کے لقب سے آپکو یاد کیا تاکہ حضور کو کچھ تسلی ہو اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی خاطر لوگوں کی ملامت اور بُرا بھلا برداشت کرنے سے پریشان ہو رہا ہو اسوقت اس کا محبوب اسی لقب سے پکارے کہ اے پریشان ہونے والے تو دیکھئے اس شخص کو کتنی تسلی ہوگی اور اس لفظ کی لذت اسکو کتنی معلوم ہوگی جسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسکو خیال ہوگا کہ محبوب کو میرے حال پر نظر ہے ایسا ہی حضور کو بھی چادر اوڑھنے والے کے لقب سے یاد کر کے آپ کو تسلی دی گئی ہے اور بعد اس کے بعض عبادتوں کا حکم دیا ہے اور کافروں کے بُرا بھلا کہنے پر صبر کرنے کو ارشاد فرمایا ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص محبوب کی خاطر برا بھلا برداشت کرتے کرتے پریشان ہو جائے اور اس کا محبوب یہ کہہ کر تسلی دے کہ میاں تم ہم سے باتیں کرو تمکو دیکھ دشمنوں کو

سکتے رو۔ اور تم جیسے باتیں کرو یہ کام کرو وہ کام کرو۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایسی تسلی وحی کے ذریعہ سے کی مگر امت میں جو بزرگ ہیں ان کو الہام وغیرہ کے ذریعہ سے تسلی کیجاتی ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ انسان کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو جائے مگر پھر بھی انسانیت کے آثار اسمیں باقی رہتے ہیں آرام میں خوشی اور مصیبت میں رنج وغم اسکو بھی ہوتا ہے جیسا یہاں پر کافروں کے جھٹلانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج وغم ہوا ہاں اتنا فرق ہے کہ ہم لوگوں کا غم ایسے موقعہ پر بوجہ تنگدلی اور برداشت نہ کرنے کے ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم بوجہ شفقت اور رحم کے تھا آپ کو اسپر غم تھا کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے تو دوزخ میں جائیں گے اسوجہ سے انپر رحم آتا تھا اور غم پیدا ہوتا تھا مگر یہ تو ثابت ہوا کہ اولیاء کو بھی رنج وغم ہوتا ہے اور یہی ہونا بھی چاہیئے کیونکہ اگر کسیکو مصیبت میں تکلیف ہی نہ معلوم ہو تو پھر صبر کہاں ہوگا کیونکہ صبر تو نام ہے تکلیف کو ضبط کرنے کا اور جب کسی کو تکلیف ہی نہ معلوم ہو تو ضبط کیا کرے گا البتہ جب حال کا غلبہ ہوتا ہے اسوقت تکلیف نہیں معلوم ہوتی لیکن حال کا غلبہ خود کوئی کمال کی چیز نہیں ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ بیٹے کے مرنے کی خبر سنی تو خوب کھل کھلا کر ہنسے اور ادھر حضور کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپنے اپنے بیٹے ابراہیم پر آنسو بہائے اور یہ فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی میں غمگین ہیں۔ اب جو شخص ظاہر کو دیکھنے والا ہو اس کے سامنے اگر یہ دونوں قصے بیان کر دیئے جائیں اور یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ یہ قصہ کسکا ہے اور وہ کسکا تو ضرور یہ شخص پہلے بزرگ کو جو کھل کھلا کر ہنسے تھے زیادہ کامل سمجھیگا۔ حالانکہ یہ بات سب کی مانی ہوئی ہے کہ ولی کسی حال میں نبی سے نہیں بڑھ سکتا اور ولی کو جو کمال بھی حاصل ہوتا ہے نبی سے حاصل ہوتا ہے۔ سو اصل میں ان دونوں قصوں کی حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگ کی نظر صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق پر تھی اولاد کے حقوق کی ضرورت دل سے پوشیدہ تھی اس واسطے اولاد کے حقوق کا اثر یعنی رنج جو کہ شفقت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ظاہر نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر دونوں حقوق پر تھی خدا تعالیٰ کے حقوق پر بھی اور اولاد کے حقوق پر بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت سے تو صبر کیا اور

بے صبری نہیں کی اور اولاد کے حقوق کی وجہ سے اپنی شفقت ظاہر کی جس کی وجہ سے آنسو جاری ہوئے بے رحمی نہیں کی چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتے ہیں جو دوسروں پر مہربان ہوتے ہیں۔

(۵) اسی طرح غلطی کی وجہ سے اور بھی بعض باتیں کمال سمجھی جاتی ہیں حالانکہ انہیں چھپی ہوئی کوئی خرابی ہوتی ہے جیسے حد سے زیادہ تواضع کرنا کہ بعض دفعہ اس سے ناشکری ہو جاتی ہے ایسے ہی بعض آدمی کہدیتے ہیں کہ ہم نے ذکر[له] شغل کیا مگر کچھ نفع نہیں ہوا اور سمجھتے ہیں کہ یہ کہنا تواضع ہے حالانکہ اسمیں ایک تو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری ہے۔ کہ انہوں نے اپنا نام لینے کی دولت اسکو عنایت فرمائی اس کے علاوہ ایک نقصان یہ بھی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے ذکر و شغل کو اس قابل سمجھا ہے کہ اسکو قبول کیا جائے اور اس کے انعام میں انکو بڑا رتبہ دیا جائے اور یہ تکبر اور بڑائی ہے۔ یہ نفس کے بڑے بڑے مکر ہیں ان لوگوں کو یہ خبر نہیں کہ خدا کا نام لینا خود ایک بڑی بھاری نعمت ہے ہمارے حضرت حاجی صاحب رح سے اگر کوئی مرید اس قسم کی شکایت کرتا کہ حضرت ذکر و شغل سے کوئی کیفیت ۹ پیدا نہ ہوئی تو آپ فرماتے کہ خود ذکر کی توفیق ہونا کیا تھوڑی نعمت ہے جو اور فائدوں کی آرزو کرتے ہو کسی مرید نے حضرت سے بیان کیا تھا کہ میں نے اب کے چلہ کھینچا اور روزانہ سوا لاکھہ دفعہ اللہ اللہ پورا کیا مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا شاید حضرت مجھسے کچھہ ناراض ہیں جو کچھہ فائدہ نہ ہوا فرمایا کہ اگر میں ناراض ہوتا تو تمہیں سوا لاکھہ دفعہ ذکر اللہ پڑھنے کی توفیق ہی کہاں ہوتی اور جو لوگ ذکر و شغل سے کیفیتیں چاہتے ہیں کہ خوب جوش پیدا ہو جائے یا ذکر میں مزہ آنے لگے یا کچھ دکھلائی دینے لگے وغیرہ وغیرہ ایسے لوگ بڑی غلطی میں ہیں کیونکہ ذکر شغل سے یہ فائدے اصل مقصود نہیں ہیں بلکہ ذکر سے اصل مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت اور خدا تعالے کا دیدار ہے افسوس ہے کہ یہ لوگ عشق میں مجنوں سے بھی کم ہیں وہ تو لیلیٰ کے نام کی مشق ہی کو بڑا مقصود سمجھہ رہا ہے مگر یہ لوگ دوسری چیزوں کی تلاش میں ہیں۔ مجنوں کا قصہ ہے کہ وہ جنگل بیابان میں اکیلا بیٹھا ہوا زمین پر انگلیوں سے کچھہ لکھہ رہا تھا ایک شخص کا اس طرف گذر ہوا تو اس نے

[له] اللہ اللہ کرنا ۱۲ منہ

پوچھا کہ میاں مجنوں یہ کیا کر رہے ہو یہ خط کس کے لئے لکھ رہے ہو کہا کہ لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں تاکہ دل کو کچھ تسلی ہو پس جب مجنوں کا لیلے کے عشق میں یہ حال تھا تو کیا مولیٰ کا عشق لیلے کے عشق سے بھی کم ہے۔ ایک بزرگ کو غیب سے آواز آئی کہ تمہاری عبادت قبول نہیں ہوتی انہوں نے اسپر بھی عبادت کو نہ چھوڑا بلکہ بدستور اسی طور پر عبادت کرتے رہے کسی نے ان سے کہا کہ جب تمہاری عبادت قبول نہیں ہوتی تو پھر عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے انہوں نے کیا اچھا جواب دیا کہ بھائی اگر اور کوئی دروازہ ہوتا تو اسکو چھوڑ کر اس دروازہ پر چلا جاتا۔ جب دوسرا دروازہ ہی نہیں پھر کہاں جاؤں اور کیا چارہ کروں۔ پس یہ کہنا تھا کہ فوراً غیب سے آواز آئی۔ کہ جب ہمارے سوا تمہارا اور کوئی نہیں تو خیر جیسے کچھ بھی ہو ہمیں قبول ہو۔ غرض عبادت میں تو سوائے خدا کی رضامندی کے اور فائدے طلب کرنا ایک قسم کی مزدوری ہے جو خلوص و محبت کے بالکل خلاف ہے۔

(۶) حکیم ترمذی ایک بزرگ گزرے ہیں۔ جوانی میں ان پر ایک عورت عاشق ہوگئی تھی اور انکی تلاش میں لگی تھی آخر ایکدن اس کا موقع پڑا اور ایک باغ میں انکو دیکھا اور وہ باغ ۱۰
چاروں طرف چار دیواری کی وجہ سے بند تھا وہاں پہنچکر ان سے اپنے مطلب کی درخواست کی یہ گھبرائے اور گناہ سے بچنے کی غرض سے بھاگ کر دیوار سے کود پڑے اس قصہ کے بعد ایک روز بڑھاپے کے زمانہ میں دلمیں یہ وسوسہ آیا کہ اگر میں اس عورت کا مطلب پورا کر دیتا اور پیچھے توبہ کر لیتا تو یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا اور اس عورت کا بھی دل نہ ٹوٹتا اس وسوسہ کا آنا تھا کہ بہت پریشان ہوئے اور روئے کہ افسوس جوانی میں تو میں اس گناہ سے اس کوشش سے بچا اور آج بڑھاپے میں یہ حال ہے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے عبادت میں جو کچھ محنت و مشقت کی ہے وہ سب غارت اور اکارت گئی جب بہت رنجیدہ ہوئے تو آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے حکیم کیوں غم کرتے ہو تمہارا درجہ وہی ہے اور جو کچھ تم نے کیا وہ اکارت نہیں گیا۔ اور اس وسوسہ کی یہ وجہ تھی کہ یہ زمانہ وسوسہ کا میرے زمانہ سے دور ہو گیا تھا اور اس گناہ سے بچنے کی یہ وجہ تھی کہ وہ زمانہ میرے زمانہ سے قریب تھا اور نبی سے جو زمانہ قریب ہے

اسمیں برکت ہوتی ہے۔ ایک بزرگ اسیوجہ سے باسی روٹی کو پسند فرمایا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قریب ہے اور تازی بہ نسبت باسی کے حضور کے زمانہ سے دور ہے۔ سبحان اللہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمانہ میں یہ برکت ہے تو آپ کے حکم پر چلنے میں کیسی برکت ہوگی۔

ایک مولوی صاحب جو حکیم بھی تھے مجھ سے اپنا قصہ بیان فرماتے تھے کہ مجکو بخار آنے لگا ہرچند علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر میں نے اس حدیث کے موافق علاج کرنیکا ارادہ کیا جسمیں بخار کے لیے غسل کرنے کو فرمایا ہے۔ پس میں نے نہر میں غسل کیا اس علاج سے مجھکو آرام ہوگیا اور اس کے بعد مجھے اور بیماریاں تو ہوئیں مگر بخار کبھی نہیں ہوا۔

(۷) حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اے چادر اوڑھنے والے فرماکر یاد کیا ہے۔ اور اس کے بعد حکم بیان فرماتے ہیں۔ حاصل انکا یہ ہے کہ تعلق دو طرح کے ہیں ایک خالق کے ساتھ دوسرا مخلوق کے ساتھ **اول** تعلق خالق کے ساتھ ہے اس کے بارہ میں عبادت کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے وقت رات کا مقرر فرمایا گیا جو کہ نہ بھوک کی تکلیف کا وقت ہے اور نہ پیٹ کے بوجھل ہونے کا کہ طبیعت بھاری اور سست ہو اور عبادت میں دل نہ لگے بلکہ ایسا وقت مقرر فرمایا جو دونوں تکلیفوں سے خالی ہے اور طبیعت ہلکی ہوتی ہے اور اسمیں فرشتوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے کیونکہ انکی بھی یہی شان ہے کہ نہ بھوک لگے نہ کھانے سے بوجھل ہوں اور اسوقت میں یکسوئی بھی ہوتی ہے اور جیسے کہ اس کے لیے ایسا مناسب وقت مقرر کیا اسی طرح اس کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رکھا کہ آپ پر سختی اور دشواری نہ ہو چنانچہ ساری رات عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ اسمیں دشواری تھی بلکہ کچھ حصہ سونے کے لیے بھی رکھا اور چونکہ ہر شخص کی ایک سی حالت نہیں ہوتی اسلیے ایک خاص مقدار مقرر نہیں کی بلکہ آدھی رات یا دو تہائی یا ایک تہائی ان میں سے جو آسان ہو اسپر عمل کرنیکا اختیار دیا کہ اگر رات کے زیادہ حصہ میں عبادت نہو سکے تو تھوڑا ہی سہی حدیث میں ہے وشئی من اللیل ولحیة یعنے اور اخیر رات میں سے کچھ وقت عبادت میں خرچ کرے۔ غرضکہ درمیانی طور پر عبادت کرنے کا حکم دیا تاکہ اسپر

11

ہمیشگی کر سکے کیونکہ جو کام زیادتی کے ساتھ کیا جاتا ہے اسمیں نباہ نہیں ہوسکتا اور جو درمیانی طور پر کیا جاتا ہے اسپر نباہ ہوسکتا ہے اور رات میں جو عبادت کرنے کا حکم دیا ہے مراد اس سے تہجد ہے پہلے یہ فرض تھا بعد میں فرض تو نہیں رہا لیکن سنت مؤکدہ باقی رہا۔

تہجد سے محروم رہنے والوں کی غلطیاں

تہجد سے محروم رہنے والوں کو اکثر غلطیاں ہو رہی ہیں بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تہجد صرف اخیر ہی رات میں ہوتا ہے اور اسوقت اٹھنا دشوار ہے۔ اسلئے انہوں نے اسکو چھوڑ رکھا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر اخیر رات میں نہ اٹھ سکے تو اول رات میں بھی وتر سے پہلے تہجد پڑھنا ممکن ہے۔ بعضے یہ سمجھ رہے ہیں کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہیئے اور سونے سے تہجد جاتا رہتا ہے یہ لوگ اس لیے نہیں اٹھتے کہ تہجد پڑھکر جاگنا پڑے گا یہ بھی غلطی ہے تہجد کے بعد سونا بھی جائز ہے غرض کہ خدا کے راستہ پر چلنے والے کیلئے تہجد کا پڑھنا ضروری ہے اور اگر کبھی قضا ہو جائے تو زیادہ غم میں نہ پڑے تہجد کی قضا دن میں کرلے۔

(۸) بعض تجربہ کار بزرگوں کا یہ قول ہے کہ ذاکر شاغل کو خوب گھی دودھ
کھانا چاہیئے ورنہ کمزور ہو جائیگا اور کسی وقت بیکار ہو جائے گا خوب کھاؤ پیو اور اس سے ۱۴
کام لو۔ البتہ یہ یاد رہے کہ کھانے پینے میں ایسی زیادتی بھی نہو کہ طبیعت سست ہو جائے یا بیمار ہو جائے اور بیمار ہو کر اور خرابی میں پڑ جائے اسی لئے قرآن شریف میں جہاں کھانے پینے کی اجازت دی ہے کہ کھاؤ پیو وہیں یہ بھی فرما دیا ہے کہ حد سے نہ گذرو۔

(۹) یہ بیان تھا رات میں عبادت کرنے کا اب اللہ کی راہ پر چلنے والوں کے لیے دوسرا طریقہ بیان ہوتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا یعنی قرآن کو صاف صاف پڑھو۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ بیشک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے اسمیں رات کے وقت عبادت کرنے کی مصلحت بیان کی گئی ہے کہ رات کو اٹھنے کے وقت چونکہ شور وغل نہیں ہوتا اور اس وقت کھانے کمانے کا بھی وقت نہیں ہوتا اس لئے دل ایک طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس وجہ سے اس وقت جو کچھ زبان سے پڑھا جاتا ہے دلکو اسکی بہت تاثیر ہوتی ہے اور اس وقت جو کچھ کیا جاتا ہے اس کا اثر خوب ہوتا ہے۔ اب اس کے بعد عبادت اور قرآن کی تلاوت کیلیے رات کا وقت مقرر ہونیکی ایک اور مصلحت بیان فرماتے ہیں

(باقی آئندہ)

روح دہم اپنی جان کے حقوق ادا کرنا جسکی وجہ یہ ہے کہ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہم کو بطور امانت کے دے رکھی ہے اسلئے اُسکے حکم کے موافق اُس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور اسکی حفاظت ایک تو یہ ہے کہ اسکی صحت کی حفاظت کرے دوسرے اسکی قوت کی حفاظت کرے تیسرے اسکی جمعیت کی حفاظت کرے یعنی اپنے اختیار سے ایسا کوئی کام نہ کرے جسمیں جان میں پریشانی پیدا ہو جاوے کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی نیز دوسرے حاجتمندوں کی خدمت اور امداد نہیں کرسکتا نیز کبھی کبھی ناشکری اور بےصبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے اس بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھکو شفا دیتا ہے (شعراء) **ف** اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اُن (دشمنوں) کے لیے جسقدر تم سے ہوسکے قوت تیار رکھو (انفال) **ف** اسمیں قوت کی حفاظت کا صاف حکم ہے مسلم میں عقبہ بن عامر کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تفسیر تیر اندازی کے ساتھ منقول ہے اور اسکو قوت اسلئے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور اسمیں دوڑنا بھاگنا جو پڑتا ہے تو بدن میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور یہ اس زمانہ کا ہتیار تھا اس زمانہ میں جو ۴۱
ہتیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور اس مضمون کا بقیہ حدیث ۲۲ کے ذیل میں آئیگا (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (مال کو) بےموقع مت اڑانا **ف** مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے اس پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جن امور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہوجاوے اُن سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہوگا اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا آگے حدیثیں ہیں (۱) عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب بیداری اور نفل روزہ میں زیادتی کی ممانعت میں) فرمایا کہ تمھارے بدن کا بھی تمپر حق ہے اور تمھاری آنکھ کا بھی تمپر حق ہے (بخاری و مسلم) **ف** مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہوجاویگی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارہ میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں (یعنی اُن سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت دوسری بیفکری (بخاری) **ف** اس سے صحت اور بیفکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد ملتی ہے اور بیفکری اُسوقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنیکا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا (۳) عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور اُن کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو) جوانی کو بوڑھاپے سے پہلے (غنیمت سمجھو) اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بےفکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے (ترمذی) **ف** معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت وقوت ہوتی ہے وہ اور بےفکری اور مالی گنجایش بڑی نعمتیں ہیں (ملہ) عبیداللہ ابن محصن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اُس کے پاس اس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اُس کے لیے ساری دنیا سمیٹ کر دیدی گئی (ترمذی) **ف** اِس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا (ملہ) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال دنیا کو اس لیے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کیلئے) کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملیگا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا الخ (بیہقی و ابونعیم) **ف** معلوم ہوا کہ کسب مال بقدر ضرورت بن پالنے کیلئے اور ادائے حقوق کیلئے بڑی فضیلت ہے اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا (ملہ) حضرت ابوذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بےرغبتی (جس کا کہ حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے الخ (ترمذی و ابن ماجہ) **ف** اس میں صاف برائی ہے مال کے برباد کرنے کی کیونکہ اس سے جمعیت جاتی رہتی ہے (ملہ) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اُتاری ہیں اور ہر بیماری کیلئے دوا بھی بنائی سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو (ابوداؤد) **ف** اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا (ملہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اسکے پاس (غذا حاصل کرنے) آتی ہیں اگر معدہ درست ہوا تو وہ رگیں صحت لیکر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہے تو رگیں بیماری لیکر جاتی ہیں (شعب الایمان بیہقی) **ف** اس میں معدہ کی خاص رعایت کا ارشاد ہے (ملہ) ام منذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک موقع پر) حضرت علیؓ سے فرمایا یہ (کھجور) مت کھاؤ تم کو نقاہت ہے پھر میں نے چقندر اور جو تیار کیا آپ نے فرمایا اے علی اس میں سے لو وہ تمہارے موافق ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) **ف** اس حدیث سے بدپرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ مضر صحت ہے (ملہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے وہ بُرا ہمخواب ہے الخ (ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ) **ف** مرقاۃ میں طیبی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اس سے قوی ضعیف ہوجاتے ہیں اور دماغ پریشان ہوجاتا ہے اھ اس سے صحت و قوت و جمعیت کا مطلوب

۴۲

ثابت ہوا کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب قوت ہوجاتے ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسی ہی ہے جیسے بیماری کی
فضیلت آئی ہے اس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا (۱۱) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو الخ (ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد و دارمی)
ف سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے (۱۲) ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی (مسلم) ف
دیکھئے کسقدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت کی حفاظت کی اور اسکو قوت ہونیکا بیان آیت ۲ کے ذیل میں گذر چکا ہے
قرآن و حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے (۱۳) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور
سب میں خوبی ہے الخ (مسلم) ف جب قوت اللہ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اسکو باقی رکھنا اور بڑھانا
اور جو چیزیں قوت کم کرنے والی ہیں ان سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا۔ جیسے غذا کا بہت کم کر دینا نیند کا بہت کم
کر دینا ہم بستری میں حد قوت سے آگے زیادتی کرنا ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہوجاوے یا بدپرہیزی کرنا جس سے بیماری
بڑھ جائے یا جلدی نہ جاوے یہ سب داخل ہوگیا ان سب سے بچنا چاہیے اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا دوڑنا پیادہ
چلنے کی عادت کرنا جس سلسلہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہوسکتی ہے ان کی مشق کرنا یہ سب داخل ہے ۴۴
مگر حد شرع و حد قانون سے باہر نہ ہونا چاہیے کیونکہ اس سے جمعیت و راحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے برباد ہوتی ہے (۱۴) عمرو بن شعیب
اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان
ہیں اور تین سوار قافلہ ہے (مالک ترمذی ابوداؤد و نسائی) ف یہ اسوقت تھا جبکہ اکیلے کو دشمن کا خطرہ تھا اس سے
ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے (۱۵) ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل میں اترتے تو
گھاٹیوں میں اور نشیب زمینوں میں متفرق ہوجاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا گھاٹیوں اور
نشیب زمینوں میں متفرق ہوجانا شیطان کی طرف سے ہے (اسلئے کہ اگر کسی پر آفت آئے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو)
اسکے بعد جس منزل پر اترتے ایک دوسرے سے اسطرح مل جاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ اگر ان سب پر ایک کپڑا پھیلا دیا جاوے
تو سب پر آجاوے۔ (ابوداؤد) ف اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے (۱۶) ابوالسائب
حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک اجازت لینے والے سے
فرمایا کہ اپنا ہتھیار ساتھ لیلو مجھکو بنی قریظہ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے چنانچہ اس شخص نے ہتھیار
لے لیا اور گھر کو چلا الخ (مسلم) ف جس موقع پر دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو اپنی حفاظت کیلئے جان کر
ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ہوتا ہے (۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن

تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور ابو لبابہ اور حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے جب حضور اقدس کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کی طرف سے پیادہ چلیں گے آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب اس کی مجھکو بھی حاجت ہے) (شرح سنہ) **ف** اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے زیادہ آرام طلب نہ ہو

(۱۸) حضرت نضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہمکو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں (ابو داؤد) **ف** اسمیں بھی وہی بات ہے جو اس پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس سے زیادہ (۱۹) ابن ابی حدرد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گذر کرو اور موٹا جھوٹا پہنو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ (جمع الفوائد از کبیر و اوسط) **ف** اسمیں کئی مصلحتیں ہیں مضبوطی و جفاکشی و آزادی (۲۰) حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے (تیسیر از ترمذی) **ف** وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے اسمیں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اسکی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کردیں ۴۴
خواہ تمکو انتقام کی اجازت دیدیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کردو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو یہ تین آیتیں ہیں اور بیس حدیثیں جنمیں بجز دو اخیر کے کہ انکے ساتھ کتاب کا نام لکھا ہے باقی سب مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں (**نوٹ الف**) ان آیات و احادیث سے صحت و قوت و جمعیت یعنی امن و عافیت و راحت کا مطلوب ہونا صاف ظاہر ہے جسکی تقریر جا بجا کردی گئی (**نوٹ ب**) جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ (**نوٹ ج**) اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض من جانب اللہ ایسے واقعات پیش آجاویں جن سے یہ مقاصد صحت و قوت و طمانینت وغیرہا برباد ہوجاویں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور مدد غیبی بھی ہوتی ہے پریشانی نہیں ہوتی اسلئے اس پر صبر کرے اور خوش رہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سبکے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

پس معلوم ہوا کہ اگر تمھارے لئے یہ بدن نہ بھی ہو تب بھی ایک بدن تمھارے لیئے ہے لہٰذا اگر اس جسم سے جان نکل جاوے تو ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے یاد رکھو کہ روح کا یہی کام نہیں کہ وہ تدبیر بدن میں مصروف رہے بلکہ اس کے علاوہ اوسکو اور بھی کام ہیں جنکو وہ اس میں مشغولی کے سبب نہیں کرسکتی پس تم خیال کرو کہ وہ ان کے لیے کسقدر بیقرار ہوگی۔ دیکھو جانور پنجرہ کے اندر کسقدر بیقرار ہوتا ہے تم اسکو سمجھا ور اسکو اس قید سے رہا کرو۔ تم اسکے لغو نہ سمجھنا۔ ذرا اسس پنجرہ سے اسکو نکلنے تو دو پھر دیکھنا کہ وہ اسکی طرف رخ بھی نہ کرے گی اور اسقدر بلند پروازی کرے گی کہ رفعت ہفت آسمان اس کے آگے ہیچ ہوگی۔ اگر فی الحقیقت تمکو حقیقت کیطرف میلان ہے اور تم سننا چاہتے ہو تو میں تمسے ایک حکایت بیان کرتا ہوں جس سے تمکو معلوم ہو جاوے گا کہ یہ جسم کوئی چیز نہیں اور روح کے لیئے علاوہ ان ہاتھ پاؤں کے اور ہاتھ پاؤں بھی ہیں۔

۱۳۴ ## شرح شبیری

بیان میں اسکے کہ تن روح کے لیئے مثل ایک لباس کے ہے اور یہ ظاہری ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین ہے اور یہ ظاہری پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے۔

تا بدانی کہ تن آمد چون لبیس ۔۔۔ رو بجو لابس لباسے را ملیس

(یعنی تاکہ تم جان لو کہ تن ایک لباس ہے تو جاؤ لابس کو تلاش کرو لباس کو مت چاٹو

مطلب یہ کہ یہ امور جو اکثر پیش آتے ہیں اس لئے ہیں کہ بدن روح کا لباس ہے اور اصل فاعل بدن میں روح ہے تو اگرچہ جسم میں نقصان آجاتا ہے مگر چونکہ روح سالم رہتی ہے اس سبب سے وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے تو اب تم کو چاہئیے کہ روح کے مقتضیات پر عمل کرو اور اقتضائے جسمانی کو ترک کرو۔

روح را توحید اللہ خوشتر است غیر ظاہر دست و پائے دیگر است

یعنی روح کے لئے توحید حق بہتر ہے اور غیر ظاہر کے دست و پا دوسرے ہیں مطلب یہ کہ روح کا مقتضا تو توحید ہے اور قرب حق ہے اوسکو طلب کرو اور اوس کے ہاتھ پاؤں بھی دوسرے ہیں۔ جن سے کہ قرب حق حاصل ہوتا ہے آگے ان دست و پائے روحانی کے سوا ان دست و پا ظاہری کے ہونے کی ایک نظیر لاتے ہیں۔ کہ

دست و پا در خواب بینی ایتلاف آن حقیقت دان مدانش از گزاف ۱۴۴

یعنی خواب میں دست و پا اور ان کا ملنا دیکھتے ہو تو اسکو حقیقت جانو اوسکو گزاف مت سمجھو۔ مطلب یہ کہ خواب میں تم اپنی صورت کو خود دیکھتے ہو کہ کہیں جا رہے ہیں تو وہیں تم ہاتھ پاؤں بھی دوسرے دیکھتے ہو تو مولانا فرماتے ہیں کہ وہ کوئی اور شے نہیں ہے بلکہ تمہارے ہی ہاتھ پاؤں ہیں۔

آن توئی کہ بے بدن داری بدن پس مترس از جسم جان بیرون شدن

یعنی وہ تو ہی ہے کہ بے بدن ظاہری کے بدن رکھتا ہے پس تم جسم سے جان کے باہر ہو جانے سے مت ڈرو اسلئے کہ

روح دارد بے بدن بس کاروبار مرغ باشد در قفس بس بے قرار

یعنی روح بے بدن کے بھی بہت کام کرتی ہے اور مرغ تو قفس میں بے قرار ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روح کے دست و پا ایسے ہیں کہ جنکو ان دست و پا ظاہری کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ

وہ بے اِن کے بھی بہت سے کام کرتے ہیں اور اسکی مثال جسم کے اندر ایسی ہے کہ جیسے کہ کوئی جانور
قفس میں قید ہو تو وہ ہر گھڑی یہ چاہتا ہے کہ اِس میں سے نکل جاؤں تو جب تمہاری روح
اِس جسم سے الگ ہو کر بہت سے کام کر سکتی ہے تو پھر تم اِس کے جسم سے نکل جانے سے گھبراتے
کیوں ہو اور خائف کیوں ہوتے ہو اگر نکل بھی گئی تو کیا ہے بلکہ جو کام یہ یہاں کرتی ہے
اِس کے بعد جب یہ نکل جاوے گی تو اپنا اصل مقصود اچھی طرح حاصل کرے گی آگے فرماتے ہیں کہ

باش تا مرغ از قفس آید بروں — تا بہ بینی ہفت چرخ او را زبوں

یعنی ذرا ٹھیرے رہو تاکہ یہ مرغ قفس سے باہر آجاوے تو اوس وقت تم ہفت چرخ کو اوسکے
آگے حقیر سمجھوگے اسلئے کہ روح تو مجرد ہے اور افلاک سب مادی ہیں تو اگرچہ علویات
میں سے ہیں مگر پھر بھی روح سے تو بڑھ نہیں سکتے۔ تو جب یہ اس عالم ناسوت سے
چھوٹ جاوے گی تو یقیناً آسمانوں وغیرہ سب سے بڑھ جاوے گی۔ اب یہاں یہ بات سمجھ
لینا چاہیئے کہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ انسان کی روح دوسری صورت میں متمثل ہو سکتی ۱۳۵
ہے۔ اور جسوقت کہ وہ کسی جسم ناسوتی میں متمثل ہوتی ہے اوس وقت اوس کے افعال و
خواص سب ویسے ہی ہوتے ہیں تو بعض مرتبہ تو خود جسکی روح ہے اوسی کی صورت میں
متمثل ہوتی ہے اور بعض مرتبہ اور صورتوں میں بھی متمثل ہوتی ہے اور اِس جسم کو روح
کا جسم مثالی بولتے ہیں اِس جسم پر احکام وغیرہ متوجہ نہیں ہوتے بلکہ احکام کا مکلف
تو یہ جسم ناسوتی ہی ہے جسم مثالی صرف دوسری صورت اوس روح کی ہوتی ہے اور اسکے
قصے سینکڑوں موجود ہیں کہ ایک شخص کئی کئی صورتوں میں ایک وقت میں موجود دیکھے
بعض بزرگ ایک ہی وقت میں اپنے گھر رہے اور اوسی وقت اونکو مکہ میں حج کرتے دیکھے
پایا گیا۔ لیکن اب یہ تحقیق کا کام ہے کہ جسم ناسوتی اور جسم مثالی کے احکام میں فرق کرے
اِس لیے کہ جس کی روح متمثل ہوئی ہے اوسکو تو خبر ہے کہ وہ جسم مثالی ہے اور یہ جسم ناسوتی
ہے لہذا اوسکو چاہیئے کہ احکام نماز وغیرہ تو جسم ناسوتی پر جاری کرے اور جسم مثالی کو
اوسکی جگہ رکھے۔ حکایت کتابوں میں ہے کہ ایک محقق بزرگ ایک دوسرے بزرگ سے

ملنے گئے تو یہ زائر تو محقق تھے اور وہ مزدور محقق نہ تھے بلکہ صاحب خوارق تھے اونکو باتیں کرتے دیر ہوگئی اور نماز کا وقت آگیا یہ زائر وضو وغیرہ کئے بیٹھے تھے حتےٰ کہ نماز کھڑی ہوئی تو اون زائر صاحب نے مزدور سے کہا کہ چلئے نماز پڑہیے تو اون مزدور نے کہا کہ سامنے دیکھئے دیکھا تو وہی بزرگ صف میں موجود ہیں مگر چونکہ یہ زائر محقق تھے سمجھے اور بولے کہ جناب وہ آپکا جسم مثالی ہے اور آپ کا جسم ناسوتی یہ ہے اور نماز جسم ناسوتی پر فرض ہے جسم مثالی پر نہیں ہے لہذا آپ یہ کریں کہ اس جسم ناسوتی کو تو وہاں کھڑا کیجئے اور اوس مثالی کو یہاں بٹھائیے چونکہ معاند تو نہ تھے بلکہ غلطی میں تھے اِس لیے فوراً سمجھ گئے اور اونکو دعائیں دیں کہ میں تو ایک مدت سے اس غلطی میں مبتلا تھا خدا تمکو جزائے خیر دے کہ تمنے اِس غلطی سے مجھے نکالا۔ اور اوس کے بعد وضو کر کے نماز میں شریک ہوئے اور ایک بزرگ کا قصہ بندہ نے پہلے ہی لکھا ہے کہ اون کو ایک مرتبہ محتسب گرفتار کرنے گیا تو سامنے دیکھا کہ وہی صورتیں ستر آرہی ہیں اور انہوں نے کہا کہ میاں محتسب ان میں سے پہچان لو کہ تمہارا مجرم کون ہے تو یہ اونکی روح ہی تھی۔ جو کہ ستر شکلوں میں متمثل ہوگئی تھی۔ تو ایسے بہت سے قصے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۶
روح بھی دوسرے جسم میں متمثل ہوسکتی ہے اور اوسوقت وہ سارے کام ناسوتی جیسے ہی کرے گی تو دیکھو معلوم ہوا کہ روح کے پیے سوا ان ہاتھ پاؤں کے اور قوی بھی ہیں خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہیں۔

یک حکایت گویمت بشنو ببین · در حقیقت بر حقیقت بگروی

یعنی میں تم سے ایک حکایت کہوں اگر تم سنو تو حقیقت میں حقیقت پر پہنچ جاؤ گے۔ آگے ایک حکایت لاتے ہیں کہ ایک بزرگ کے دہوکے سے چوروں کے ساتھ ہاتھ کٹ گیا تھا تو ایک مرتبہ اونکو خلوت میں ایک شخص نے دیکھا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے زنبیل بُن رہے ہیں تو ایسکو تعجب ہوا تو بات یہ تھی کہ اون کا وہ ہاتھ تو کٹ گیا تھا مگر بوقت ضرورت حق تعالیٰ اون کے لیئے دوسرا ہاتھ روحانی متمثل فرما دیتے تھے کہ وہ مثل ناسوتی کے کام دیتا تھا۔ آگے حکایت ہے

شرح حبیبی

بود درویشی بکہسارے مقیم — خلوت او را بود ہمخواب و ندیم

چون ز خالق میرسید او را شمول — بود از انفاس مرد و زن ملول

ہمچنانکہ سہل شد ما را حضر — سہل شد ہم قوم دیگر را سفر

ہمچنانکہ عاشقی بر سروری — عاشق ست آن خواجہ بر آہنگری

ہر کسے را بہر کارے ساختند — میل آنرا در دلش انداختند ۱۳۷

دست و پا بے میل جنبان کے شود — خار و خس بے آب و بادے کے رود

گر بہبینی میل خود سوئے سما — پر دولت برکشا ہمچون ہما

ور بہبینی میل خود سوئے زمین — نوحہ میکن ہیچ منشین از حنین

عاقلان خود نوحہا پیشین کنند — جاہلان آخر بسر بر میزنند

ز ابتدائے کار آخر را ببین — تا نباشی تو پشیمان یوم دین

آن یکی آمد به پیش زرگری | که ترازو ده که بر سنجم زری
گفت رو خواجه مرا غربال نیست | گفت میزان ده برین تسخر مایست
گفت جاروبی ندارم در دکان | گفت بس بس این مضاحک را بمان
من ترازوئی که میخواهم بده | خویشتن را کر مکن هر سو مجه
گفت بشنیدم سخن کر نیستم | تا نپنداری که بی معنیستم
این شنیدم لیک پیری مرتعش | دست لرزان جسم تو نا منتعش
۱۳۸ فهم کردم لیک پیری ناتوان | دستت از ضعف است لرزان تمان
وان زر تو هم قراضه خورد و مرد | دست لرزد پس بریزد زر خرد
پس بگوئی خواجه جاروبی بیار | تا بجویم زر خود را از غبار
چون بروبی خاک را جمع آوری | گوئیم غربال خواهم ای جری
تا بہ بیزم خاک و زر جویم ازان | کے بود غربال ما را در دکان
من ز اول دیدم آخر را تمام | جای دیگر رو ازینجا والسلام

هرکه اول بین بود اعمی بود | هرکه آخر بین چه با معنی بود
هرکه اول بنگرد پایان کار | اندر آخر او نگردد شرمسار
حکم چون بر عاقبت اندیشی است | پادشاهی بندهٔ درویشی است
عاقبت بینان بوند اهل شاد | درنگر والله اعلم بالسداد
این سخن پایان ندارد راز گوی | قصهٔ آن مرد زاهد باز گوی
کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد | کاندران کہسار بودش خواب و خورد

۱۳۹ ایک فقیر پہاڑوں میں رہتے تھے۔ خلوت ہی اونکی بیوی تھی۔ اور وہی اونکی جلیس تھی۔ غرضکہ خلوت کے سوا کچھہ نہ تھا۔ چونکہ حق سبحانہٗ اُنکو اپنی آغوش رحمت میں لیے ہوئے تھے۔ اسلئے آدمیوں سے گھبراتے رہتے۔ تمکو یہ امر بہت دشوار معلوم ہوگا۔ لیکن حالات مختلف ہیں اور ہرایک کے لیے ایک خاص حالت آسان ہے۔ مثلاً تم کو اگر وطن میں رہنا آسان ہے تو کچھہ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا گھر رہنے سے جی گھبراتا ہے اون کے لیے سفر آسان ہے نیز جسطرح تم سرداری پر عاشق ہو دوسرا آہنگری پر عاشق ہے۔ غرضکہ ہرایک کو ایک خاص کام کے لیئے بنایا گیا ہے اور اوس کے لئے اسکو آسان کردیا گیا ہے۔ اور اسکی رغبت اوس کے دل میں ڈالدیگئی ہے اور رغبت ہی کا سارا کھیل ہے۔ چنانچہ بدون رغبت کے ہاتھہ پاؤں کو حرکت ہی نہیں ہوسکتی۔ اس لیئے اونکی مثال ایسی ہے جیسے خس وخاشاک اور رغبت کی مثال ایسی ہے جیسے پانی یا ہوا۔ پس جس طرح خس وخاشاک کو بدون پانی یا ہوا کے حرکت نہیں ہوسکتی۔ یوں ہی ہاتھہ پاؤں کو بدون رغبت کے جنبش نہیں ہوتی۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ رغبتیں مختلف ہیں۔

کبھی تقرب حق سبحانہ کی رغبت ہوتی ہے اور کبھی اشتغال بعالم ناسوت کی۔ اب اگر تم اپنے اندر تقرب حق کی رغبت پاؤ تو عین سعادت ہے۔ خوب دولت سعادت سے مالامال ہو۔ اور اگر ناسوت اور شہوات کی طرف میلان ہو تو خوب روؤ اور رونے سے دم نہ لو۔ اور حق سبحانہ سے بگریہ وزاری تبدیل رغبت کی دعا کرو۔ کیونکہ رونا تو ایسے شخص کے لئے ضرور ہے۔ خواہ دنیا میں رولے یا آخرت میں روئے۔ عقلمندوں کا یہ کام ہے کہ پہلے ہی رو دیتے ہیں اور نادان لوگ آخر میں روئیں گے اور سر پیٹیں گے جبکہ تلافی کا وقت نہ رہے گا۔ پس ابتدا ہی میں انتہا پر نظر ڈال لو تاکہ آخرت میں پشیمانی نہ ہو۔ اب ہم پیش بینی کا ایک قصہ سناتے ہیں ایک شخص ایک سنار کے پاس آیا اور یہ کہا کہ ذرا مجھے ترازو دیدے۔ میں سونا تولونگا اوس نے کہا جناب میرے پاس چھلنی نہیں ہے اوس نے کہا کہ مذاق میں بات کو کیوں اڑاتے ہو ترازو دیدو۔ سنار نے کہا کہ میری دوکان پر جھاڑو نہیں ہے اوس نے کہا بسکرا اوران ٹھٹھولی کو رہنے دے میں ترازو مانگتا ہوں مجھے ترازو دیدے اور اپنے کو بہرہ نہ بنا اور ادہر اودہر مت اوچھل۔ اوس نے کہا کہ میں بہرا نہیں ہوں میں نے آپ کی بات سن لی آپ مجھے لغو آدمی نہ خیال کریں۔ میں نے آپ کی بات تو سن لی اور سمجھ بھی لی۔ لیکن آپ بڈھے آدمی ہیں بدن میں آپ کے رعشہ ہے۔ اور آپ کے کانپتے ہیں جسم میں کمزوری ہے سونا برادہ ہے آپ کا ہاتھ کانپے گا اور وہ برادہ گر پڑے گا۔ پھر آپ کہیں گے کہ جناب ذرا جھاڑو دیدیجئے کہ میں مٹی میں سے اپنا سونا نکال لوں اس کے بعد آپ جھاڑو دیں گے اور مٹی کو جمع کریں گے۔ پھر کہیں گے کہ مجھے چھلنی کی ضرورت ہے ذرا چھلنی بھی دیدیجئے اور میری دوکان میں چھلنی ہے نہیں۔ لہذا میں نے آغاز ہی سے انجام کو دیکھ لیا آپ کہیں اور تشریف لیجائیے۔ والسلام۔ 140

پس جب یہ ہے کہ جو شخص صرف آغاز کو دیکھتا ہے وہ اندھا ہے اور جو آخر کو دیکھے۔ وہ نہایت خوبی کا آدمی ہے اور جو شخص ابتدا ہی میں انتہا کو دیکھلے وہ انتہا میں شرمندہ نہ ہوگا۔ جبکہ محمودیت اور مذمومیت کا حکم عاقبت اندیشی پر مبنی ٹھیرا تو ثابت ہوا کہ بادشاہت درویشی کی لونڈی ہے کیونکہ بادشاہت میں آغاز بینی ہے اور درویشی میں انجام بینی۔

(باقی آئندہ)

وارحنا بها وظاهر لفظ
الجماعة ان المراد بها الاقامة
وان كانت اقامة الصلوٰة
اعم من ان يكون اذانا
او اقامة اه ملخصا وايضا
فيه قال صاحب القوت
يقال ارحنا بالشئ اى
روحنا به وارحنا منه اى
اسقطه عنا وخفف عنا اه
يقول اشرف على من شئ
من تحقيقهما فى الشطر الاول
الحديث الاول فى كتاب
كسر الشهوتين والحديث الثانى
فى كتاب الصلوٰة فلاجل لم
انقل تحقيقهما ثانيا عن الرسالة

قوله حديث
اغتنموا الخ يقاربه
ماروى ابونعيم فى الحلية
عن معاذ مرفوعا
بسند ضعيف قلوب
ابن آدم مرتلين

اور اس کے ذریعہ سے ہمکو راحت دو اور اس
لفظ (اقامت) کا جسکو اس جماعت سے
نقل کیا ہے ظاہر مفہوم یہ ہے کہ مراد اس سے
اقامت ہو اگرچہ اقامت صلوٰۃ اذان اور
اقامت دونوں کو عام ہے اھ اور اسی شرح
احیاء میں یہ بھی ہے کہ صاحب قوت نے کہا ہے
کہ ارحنا کا استعمال جب باء کے ساتھ ہو۔
(جیسا اس حدیث میں ہے (ارحنا بها)
تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس شے کے
ذریعے راحت دینا اور جب من کے ساتھ
ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس شی کا بوجھ ۲۹
اتار دینا اھ اشرف کہتا ہے کہ ان دونوں
حدیثوں کی کچھ تحقیق شطر اول میں گذر چکی ہے
حدیث اول کی تو کتاب کسر الشہوتین میں
اور حدیث ثانی کی کتاب الصلوٰۃ میں۔
قولہ مثنوی اغتنموا الخ اس کے قریب
قریب وہ روایت ہے جسکو ابونعیم نے حلیہ
میں حضرت معاذؓ سے مرفوعا باسند ضعیف
روایت کیا ہے کہ بنی آدم کے قلوب
جاڑوں میں نرم ہوجاتے ہیں اور یہ اس وجہ
سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو گارے سے

فی الشتاء وذلك ان الله
تعالی خلق آدم
من طین والطین
یلین فی الشتاء
وروی الامام احمد فی
مسنده بسند حسن وابو یعلی
عن ابی سعید مرفوعًا
الشتاء ربیع المؤمن اه
قوله استن حنانه الخ فی القصة
اجزاء توخذ من مجموع
هذه الروایات **الاولی** ٣٠
قوله صلی الله علیه وسلم
والذی نفسی بیده لو لم التزمه
ما زال هکذا حتی تقوم الساعة
حزنا علی رسول الله صلی الله علیه
وسلم رواه الامام ابو بکر
محمد بن اسحق بن خزیمة و
الترمذی اه **الثانیة** فی
روایة الترمذی فما هو الا
ان قعد علیه رسول الله صلی الله
علیه وسلم فقدت الخشبة الخ

پیدا کیا اور گارا جاڑوں میں نرم ہو جاتا ہے
اور امام احمد نے اپنی مسند میں بسند حسن اور
ابو یعلی نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا
ہے کہ جاڑا مومن کے لیئے ربیع ہے **ف**
دوسری روایت شیر ہے کہ مقصود مح
اس بردگی ہے جو مشابہ ربیع کے ہو اور برد
خریف اس کے مشابہ نہیں پس اس کے
لے حکم مقابل ہوگا واللہ اعلم۔
قولہ مثنوی - استن حنانہ الخ اس قصہ
میں کئی جزو ہیں جو روایات ذیل کے مجموعہ
سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔
پہلی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ ارشاد قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے اگر میں اسکو اپنے سے
چمٹا نہ لیتا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے غم (فراق) میں اسی حالت (گریہ نالہ)
میں رہتا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جاتی
روایت کیا اسکو امام ابو بکر محمد بن اسحق
ابن خزیمہ نے اور ترمذی نے بھی
دوسری روایت ترمذی کی روایت
میں ہے بس اتنی ہی بات ہوئی کہ اس

الثالثة فی البخاری فکان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا
خطب یقوم الی جذع
منہا فلما صنع لہ المنبر
فکان علیہ فسمعت لذلک
صوتاً۔ الرابعة فی بعض
الروایات المروی عن سعد
اقبل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی جلس علی
المنبر فلما فقدہ الجذع حن حنینا
افزع الناس اھ الخامسة
فی روایة ابی القاسم البغوی
فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان تشا
اغرسک فی الجنة فیاکل
منک الصالحون وان تشا
نعیدک رطبا کما کنت
فاختار الآخرة علی الدنیا
السادسة وقد ورد
فی روایة محمد
ابن سعد فخار الجذع
حتی تصدع وانشق

(منبر) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے
اور کلام فرمایا اور اس ستون نے آپکو
(اپنے پاس) نہ پایا اس آپ سے رونیکی
آواز شروع ہوگئی) تیسری روایت
بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
معمول تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تھے تو کھجور
کے ایک تنہ سے لگ کر کھڑے ہوتے
تھے جب آپکے لیے منبر بنایا گیا آپ اسپر
تشریف فرما ہوئے تو (راوی کہتے ہیں)
میں نے اس تنہ کی آواز (گریہ کی) سنی
چوتھی روایت حضرت سعد کی بعض ۳۱
روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے یہانتک کہ منبر پر بیٹھ گئے
پس جب آپکو اس تنہ نے نہ پایا تو ایسی
دردناک آواز سے رویا کہ لوگوں کو پریشان کردیا"
پانچویں روایت ابو القاسم بغوی کی روایت
میں ہے کہ اس (ستون) سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے
تو تجکو جنت میں لگوا دوں سو نیک لوگ
تیرا پھل کھایا کریں اور اگر تو چاہے
تو ہم پھر تجکو ہرا بھرا کر دیں جیسا تو پہلے تھا

فنزل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فمسحہ
بیدہ حتی سکن وکان
اذا صلی صلی الی
ذلک الجذع السابعة
اخرج الامام احمد فی
مسندہ عن انس قال
کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا خطب
یوم الجمعة یسند ظہرہ
الی خشبة فلما کثر ۳۲
قال ابنوا منبرا فبنوا لہ
فتحول من الخشبة الی
المنبر الثامنة
وفی الدارمی من حدیث
بریرة فاصغی لہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
یسمع ما یقول فقال بل
تغرسنی فی الجنة
والروایات کلہا
من شرح الاحیاء

اوسنے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی -
چھٹی روایت - محمد بن سعد کی روایت
میں وارد ہے کہ وہ ستون ایسا چلایا کہ
پھٹ گیا اور شق ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (منبر سے) اوترے اور اپنا
دست مبارک پھیرا یہاں تک کہ (رونے
سے) تھم گیا اور آپ جب نماز پڑھتے
تھے تو اس ستون کی طرف پڑھتے تھے
(یعنی اسکو سترہ بناتے تھے) ساتویں روایت
امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت انس رضی
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے
تھے تو اپنی کمر ایک لکڑی سے لگا لیتے تھے
جب لوگ زیادہ ہوگئے آپ نے فرمایا
کہ ایک منبر بناؤ (تاکہ اونچے کھڑے
ہونیسے آواز دور تک پہونچ سکے) لوگوں
نے آپ کے لیے منبر بنایا الخ آٹھویں روایت
اور دارمی میں بریرہ کی روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی طرف کان لگایا
اسکی بات سننا چاہتے تھے اوس نے عرض
کیا کہ نہیں مجھکو آپ جنت میں لگا دیجئے اور کل روایات شرح
احیاء میں ہیں

(باقی آئندہ)

(۵۹) آجکل جو مدارس میں مدرسین اور طالبین کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں اس کا
ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تو ایک مولوی صاحب کی بات بہت پسند آئی وہ دہلی میں رہتے تھے
اب انتقال ہوگیا جب سلم پڑھانے بیٹھے تو اپنے شاگردوں سے کہا کہ تحقیق کے ساتھ پڑھاؤں یا
حل نفس کتاب پر اکتفا کروں شاگردوں نے کہا صاحب تحقیق کے ساتھ پڑھائیے۔ چونکہ سلم
کی بہت سی شروح موجود ہیں انہوں نے دیکھ بھال کے خوب ہانکی۔ طالب علم بہت خوش
ہوئے۔ دوسرے روز کہا کہ اب بھی تحقیق کے ساتھ پڑھاؤں یا سرسری۔ طالب علموں نے
کہا کہ صاحب تحقیق سے ہی پڑھائیے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ذرا کل کی تحقیق سناؤ کیا یاد
کی ہے۔ اب سب کے سب تو بیٹھے دیکھ رہے ہیں کسیکو کچھ بھی یاد نہیں نکلا۔ مولوی صاحب
نے فرمایا کہ جب یاد نہیں کرتے تو میرا مغز کھانے سے کیا فائدہ ہوا بولو اب کیسے
پڑھاؤں سب نے کہا نفس مطلب ہی کافی ہے۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ہمنے
بھی استادوں سے یوں ہی کتابیں سمجھکر پڑھی تھیں۔ یہ تقریریں جو تمہارے سامنے
کی تھیں یہ خود کتابیں دیکھ کر سمجھ میں آگئیں۔ تم بھی ایسے ہی کتابیں پوری کرلو۔ انشاء اللہ ۲۱
سب کچھ ہو جاؤ گے حضرت نے فرمایا واقعی انہوں نے بہت ہی خیرخواہی کی۔ یہ
استادوں کو کرنی چاہیئے۔ آجکل تو اپنا رنگ جمانیکو اور تقریریں صاف کرنیکو بے تکی ہانکتے رہتے ہیں۔ چاہے کوئی
سمجھے یا نہ سمجھے یہاں تک کہ اگر طالبعلم کوئی صحیح بھی سمجھ جاتا ہو اور اپنی زبان سے اسکے خلاف نکل گیا تو پیچ پھر نیکے لیے
اسکو ہانکے جاتے ہیں یہ بات تو میں نے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھی اور آجتک کسی میں
نہ دیکھی کہ جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی فوراً اپنے ماتحت مدرسوں کے پاس چلے گئے اور مجمع میں جاکر کہدیا
کہ مولانا میں اس کا مطلب نہیں سمجھا ہوں مجھے سمجھا دیجئے اور جب وہاں سے آئے صاف طالب علموں
سے کہدیا کہ مولوی صاحب نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے اور پھر پڑھانے لگے یہاں تک کے
اگر کوئی طالب علم بھی صحیح مطلب بیان کر دیتا تھا تو فوراً مان لیتے تھے اور فرماتے کہ بھائی تم ٹھیک
کہتے ہو میں غلط سمجھا تھا اور کئی کئی بار فرماتے پھر ایک حالت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ اس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے
بے روگ بنایا تھا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ یہی حالت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اپنے خدام کو مسئلے تک
پوچھ کر عمل کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے تم لوگ عالم ہو دیکھو اگر میں اپنی تحقیقات میں کوئی غلطی کروں

تو مجھے بتا دینا۔ ورنہ میں خدا کے سامنے کہدوں گا کہ میں اِن لوگوں سے دریافت کرتا تھا
تھا۔ انہوں نے نہیں بتایا۔ یہاں تک حضرت کی حالت تھی کہ اپنے واردات کو بھی خدام
کے سامنے ظاہر فرمایا کرتے تھے۔ کہ بھائی یہ میرا وارد ہے کتابوں میں دیکھ لو شریعت کے
خلاف تو نہیں ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ جب میں کانپور میں پڑھاتا تھا اور طالبعلموں کو کتاب میں
شبہے ہوتے اور مجھ سے اُلجھتے تو میں تو صاف کہدیا کرتا تھا کہ میں ناقل ہوں۔ اور ناقل بھی
ایسا کہ تصحیح کتاب کا ذمہ دار نہیں۔ یہ بتلاؤ جو کتاب میں لکھا ہے۔ اس کا وہ مطلب ہے
یا نہیں جو میں نے بیان کیا ہے۔ طالب علم کہتے کہ صاحب جو کتاب میں لکھا ہے اس کا مطلب
تو وہی ہے جو آپنے بیان کیا ہے فرمایا کہ میں ان سے کہتا کہ بس آگے چلو میں نے کتاب کے
حل کرنے کا اہتمام کیا ہے سو کتاب حل ہو گئی۔ اب کتاب میں غلطی یا مصنف کی لغزش
یہ سب ممکن ہے۔ اس کا نہیں ذمہ دار نہ تم ذمہ دار۔ تم بھی سوچ میں بھی سوچوں سبق کو
کیوں غارت کرتے ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ بھی معمول تھا کہ جس بات میں شرح صدر
نہ ہوا فوراً کہدیا کہ یہاں پر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تم بھی غور کر و میں بھی غور کر دوں گا۔ ۲۲

(۶۰) فرمایا کہ اب تو وظیفوں کا نام بزرگی ہے اور اخلاق کی درستی کوئی چیز ہی نہیں رہی۔

(۶۱) فرمایا کہ میری بدخلقی اِن لوگوں کے ساتھ ہے جو لوگ مجھ سے تربیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس تعلق کو نہ رکھے تو پھر دیکھیے میرے خلق کو۔

(۶۲) فرمایا ایک شخص رنگون سے یہاں پر آئے تھے اور وہ کچھ ہدایا بھی لائے تھے۔ میں نے ناشناسائی کے سبب اپنی عادت کے موافق رد کر دیا اور اصرار کرتے پر کچھ تھوڑا سا لے بھی لیا۔ اسپر وہ بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور اپنے ایک ساتھی سے اظہار ملال کیا وہ صاحب چونکہ بہت ہی دانشمند اور ہوشیار آدمی ہیں اُنہوں نے کہا حاجی صاحب آپ خدا کا شکر کیجئے آج آپ کو ایک ایسا شخص ملا ہے کہ اُس نے آپکی بات بھی نہیں پوچھی ورنہ جس جگہ آپ گئے سب جگہ آپ کی تعظیم تکریم کی گئی اور فرمایا یہ میں نے اسپر کہا کہ وہ طالب ہی نہیں جو طالب تکریم ہو۔ اور فرمایا کہ حضرت تکریم کرانا۔ یا کرنا یہ خود اجنبیت کی دلیل ہے۔

(۴۳) جب عصر کی اذان ہوئی تو فرمایا کہ اور مذہب والوں کے یہاں تو عبادت کے وقت گھنٹہ بجتا ہے اور یہاں ابتدائی میں ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن سے خدا کی عظمت اور شان اور عبادت کی ترغیب ظاہر ہوتی ہے۔

(۴۴) بعد ظہر کے فرمایا کہ حافظ صاحب نے وعظ کے لیے کہا تھا اور میں نے وعدہ بھی کرلیا تھا گو دل نہیں چاہتا تھا وہ اب تک بھی بلانے نہیں آئے۔ خدا جانے بھول گئے یا اور کوئی وجہ ہوئی۔ معلوم کرانے کے لیئے ایک صاحب کو بھیجا۔ احقر نے عرض کیا کہ مولوی ظفر احمد صاحب سے وعظ لکھنے کے لیئے عرض کردوں تو اسپر فرمایا کہ جواب آجانے دیجئے۔ ممکن ہے اُن کی رائے بدلجاوے۔ جن صاحب کو جواب لینے بھیجا تھا اُن صاحب نے آکر کہا اُن مولوی صاحب نے یوں کہا ہے کہ تشریف لے آیئے۔ اسپر ان صاحب سے دریافت کیا کہ تم نے یہ بھی دریافت کیا کہ انہوں نے خود کیوں نہیں بلایا اسپر ان صاحب نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم نہیں اسپر حضرت والا نے غصہ ہوکر فرمایا کہ یہ مہمل جواب ہے تمہیں معلوم کرنا تھا کہ آپ
خود بلانے کیوں نہیں گئے پھر وہ صاحب معلوم کرکے آئے اور کہا کہ عورتیں نماز ۲۳
پڑھ رہی تھیں بجامع۔ غرض یہ ہے کہ مجہول بات سے حضرت والا کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ جو بات ہو صاف صاف ہو ÷

(۴۵) ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہ مسئلہ فلاں مولوی صاحب سے دریافت کرو مجھے مسئلے یاد نہیں ہیں مجھ سے تو اور ہی قسم کے مسئلے دریافت کرو۔ اِن مسائل کے بتلانے والے اور بہت ہیں اور ذرا دیر کے بعد فرمایا کہ یہ بات بظاہر معمولی معلوم ہوتی ہے۔ مگر میں نے ایک تجربہ کے بعد یہ دستور العمل مقرر کیا ہے۔ بالخصوص ایک خاص شخص کی حالت سے مجھے خوب معلوم ہوگیا۔ ہے وہ ہمیشہ مسائل فقہی پوچھا کرتے تھے جب میں نے دیکھا یہ تو اسی میں رہے جاتے ہیں اون صاحب نے منتہائے ترقی اسیکو سمجھ رکھا تھا تب میں نے اونکو سختی کے ساتھ منع کردیا پھر ایک ہفتہ کے بعد ابواب باطن کھل گئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا نکرے کہ اگر ان مسائل کے بتلانے والے نہ رہیں پھر تو میں اس سارے کارخانہ کو آگ لگا کر

یہی کام کروں اور یہ بھی بات ہے کہ ایک شخص سے دو کام ایک وقت میں نہیں ہو سکتے مثلاً جو شخص تنور میں روٹیاں لگا رہا ہو اگر وہ گوشت کا دیگچہ بھی چڑھا دے تو دونوں میں سے ایک کام خراب ہو جاوے گا۔

(۶۶) فرمایا دیکھئے بعض جزئیات ایسی ہوتی ہیں کہ بدون موقع اور محل کے دیکھنے کے قبل بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب آدمی پہ گذرتی ہے اور اس کا موقع آتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات کسقدر وسیع اور قابل اہتمام تھی جس کو معمولی سمجھا جاتا تھا بات یہ ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

مجھے چونکہ کام پڑتا رہتا ہے اور بعض بعض معمولی باتوں سے سخت اذیت اور تکلیف پہونچتی ہے اس لیے اہتمام کرتا ہوں لوگ مجھے وہمی اور بداخلاق کہتے ہیں۔ ایک صاحب نے لکھنؤ سے
ڈیڑھ صد روپیہ کا منی آرڈر بھیجا اور لکھا کہ ۵۰ روپیہ مدرسہ امدادیہ کے لیئے اور پچاس روپیہ ٢٤
مدرسہ دیوبند کے لیئے ہیں اب دیکھئے یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ یہاں سے پچاس روپیہ کا منی آرڈر دیوبند کو کردوں مگر مجھے جو باتیں پیش آئی ہیں وہ سنیئے کل تو تعطیل تھی میں نے اپنے پاس اُس روپیہ کو امانت رکھا اور مجھے کسی کی امانت رکھنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور آج میں صبح کے وقت لوہاری چلا گیا وہاں سے قریب بارہ کے یہاں واپس آیا تھوڑی سی دیر کو گھر چلا گیا وہاں سے یہاں آیا قیلولہ کی کچھ عادت ہے لیٹا تو فوراً ہی یہ خیال ہوا کہ اس روپیہ کو روانہ کرنا چاہیئے لفافہ لکھ کر بیمہ طیار کیا مشکل سے اوسکو سیا۔ کیونکہ لفافہ موٹا اور پھر اوس میں نوٹ نیز مجھے ان کاموں کی کرنے کی بھی عادت نہیں۔ روپیوں کے نوٹ تلاش کرائے وہ مشکل سے ملے جب بنا بنوا کر اسے طیار کیا تو اب لاکھ نہیں۔ پھر کس چیز سے لگاؤں۔ مگر میرے پاس بعض جنتریاں آجاتی ہیں اوس کی لاکھ چھوڑا کر رکھ لیتا ہوں اوسے اوٹھا کر گھر سے گیا۔ گھر میں اوسے پگھلا کر بتی بنادی (خدا اونکا بھلا کرے) مگر چونکہ وہ لاکھ استعمالی تھا یا میں ناواقف تھا اس سے مُہر بنتے ہی بری آئی۔ اچھا آدمی کو ڈاک خانہ

ٹیکر بھیجا اپنی نیند خراب کی اونکو پریشان کیا جب وہاں لیکر گئے تو ڈاک منشی نے بہت سے عیوب
نکالکر واپس کردیا پھر نیا لفافہ منگایا اور اوسکو تیار کیا پھر ان بیچاروں کو بھیجا اب وہ روانہ کرکے آئے
ہیں غرض یہ ہے کہ اپنا سارا کام چھوڑا سخت پریشان ہوا سوتا گیا جب اون کی چاندی پہونچی
ہے۔ صرف یہ اظہار کرنے کے لئے کہ ہم جیسے تمہارے معتقد ہیں ایسے ہی تمہارے مجمع کے بھی
معتقد ہیں تمہارے مدرسہ کی بھی خدمت کرتے ہیں اون کے مدرسہ کی بھی خدمت کرتے ہیں
مجھے پریشان کر ڈالا کیا آن سے یہ خود نہیں ہوسکتا تھا کہ دیوبند کو علیحدہ منی آرڈر کردیتے
اون کے پاس تو ملازمین وغیرہ موجود ہیں۔ صرف اونکو زبان سے کہنا تھا۔ میرے پاس تو کوئی
ملازم بھی نہیں طلباء کا احسان اٹھایا۔ غرض اب خدا خدا کرکے اوس سے سبکدوش ہوا
ہوں تین یوم برابر پریشان ہوا۔ اسپر لوگ مجھے وہمی کہتے ہیں یہ اچھا وہم ہے کہ ہمیشہ
مطابق واقعہ کے ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے احتیاطاً ایک ٹکٹ زائد دیدیا
تھا بھیجانے والے تو کافی بتلاتے تھے وہاں جاکر اوس نے وزن کیا تو معلوم ہوا کہ ایک
ٹکٹ اور لگایا جاوے گا۔ یہ ساری خرابی اسکی ہے کہ لوگوں نے طریق کو چھوڑ رکھا ۲۵
ہے اور قوت فکریہ سے کام لینا چھوڑ دیا ہے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت لوگ سوچتے
تو بہت ہیں مگر پھر بھی کوتاہی ہوجاتی ہے حضرت والا نے بطور ظرافت ہنسکر فرمایا
کہ میں بھی جانتا ہوں سوچ ہی کر تو بھیجا ہے میں تو خود اسکا قائل ہوں اور اسی وجہ سے
مجھے تکلیف بھی زیادہ ہوئی کہ انہوں نے اپنا نفع تو سوچا اور یہ نہ سوچا کہ میرے اوپر
کیا گذرے گی۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ وہ بیچارے اچھے آدمی ہیں۔ اور باوجودیکہ ایک
دوسرے صاحب کے معتقد ہیں پھر بھی ہمارا خیال رکھتے ہیں اور فرمایا خوش اون ہی سے
نہیں ہیں بناتے ہیں۔ چونکہ ہر وقت وہاں رہنا سہنا ہوتا ہے جس مجمع میں رہتے ہیں
وہ سارا مجمع اونہیں دوسرے صاحب کا ہے اور وہ چونکہ خلوت نشین ہیں اس سے لوگونکو
اونکی طرف کشش ہے اور یہ بھی فرمایا خلوت عجیب چیز ہے جب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے
کہ کسی نے ملنا چھوڑ دیا ہے تو مخلوق کی رجوعات ہونے لگتی ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ کسی
چیز سے روکا جاتا ہے اوسیکی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ملنے کو تو خلوت نشین کا

بھی دل چاہتا ہے چونکہ انسان مدنی الطبع ہے مگر اپنے اوپر جبر کر کے رد کے رہتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ بعضے بظاہر خلوت میں ہیں دل اونکا جلوت میں ہے۔ اور بعضے بظاہر جلوت میں ہیں اور بباطن خلوت میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ ہی بات ہے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہند میں رہ کر آرزو سے مکہ بہتر ہے۔ اس سے کہ مکہ میں ہو اور ہندوستان میں دل ہو۔ پھر ایک بزرگ کی حکایت فرمائی کہ جب اون کا انتقال ہوا کسی شخص نے خواب میں دیکھا حال دریافت کیا فرمایا کہ الحمد للہ نجات بھی ہوگئی اور مقامات بھی عطا ہوئے مگر جیسے فلاں شخص جو غریب میرے محلہ میں رہتا تھا اور ہمیشہ آرزو کیا کرتا تھا کہ اے الہ العالمین اگر مجھے فراغت نصیب ہو تو میں بھی تیری عبادت کروں جو مرتبہ اوسکو نصیب ہوا ہے وہ مجھے نصیب نہیں ہوا اس سے معلوم ہوا کہ خلوت بھی وہ ہی محمود ہے جو دل سے ہو گو چاہے جسد جلوت ہی میں ہو ؎

حجرہ میں لاکھ بیٹھیے خلوت کہاں نصیب
جب تک کہ جان و دل میں بسا تو ہی تو نہ ہو (جامع)

پھر فرمایا کہ مولانا رومی رحمہ نے خلوت کے علی الاطلاق مقید نہ ہونیکو ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ اے عزیز تو جو خلوت کو مطلقاً افضل کہتا ہے یہ بھی خلوت ہی کی برکت ہے۔ اگر جلوت میں جاکر یہ معلوم نہ ہوتا تو تجھے اس کے فضائل کہاں سے معلوم ہوتے پھر فرمایا کہ ہاں ایسا وقت ہر شخص کے لیے چاہے تھوڑا ہی ہو ضروری ہے کہ کسیوقت خلوت میں رہے حتے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود پسند فرماتے تھے چنانچہ ابتداءً غار میں جاکر رہا کرتے تھے پھر حق تعالیٰ بھی حکم فرماتے ہیں فاذا فرغت فانصب والیٰ ربك فارغب۔ ۲۶

(۲۷) ایک صاحب گجرات سے تشریف لائے حضرت والا نے دریافت فرمایا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے کہا کہ گجرات سے حاضر ہوا ہوں پھر فرمایا کہ میرا کوئی خط ہے آپ کے پاس اون صاحب نے عرض کیا کہ میں نے عریضہ بھیجا تھا مگر جواب نہیں ملا۔ فرمایا کہ جواب کا انتظار کرتے یا مکرر خط بھیجتے۔ اون صاحب نے کہا کہ شوق میں چلا آیا۔ پھر فرمایا کہ وطن بھی آپ کا گجرات ہی ہے اون صاحب نے کہا کہ وطن تو بہار ہے فرمایا کہ مجھے طرز گفتگو سے شبہ تھا پھر آپ ہاں کیا کرتے ہیں اون صاحب نے کہا کہ گوشہ میں

بیمار رہتا ہوں حضرت نے یہہ سنکر بہت دیر تک خاموشی فرمائی اور پہر فرمایا کہ مینے آپ سے
دو سوال کیئے مگر دونوں کا جواب ایسا مبہم ملا کہ شاید اب اور کچھہ نہ دریافت کر سکونگا
اون صاحب نے عرض کیا کہ میں کوہ مری ایک جگہ ہے گرمی میں وہاں چلا جاتا ہوں۔ اور
گجرات میں ملازم ہوں فرمایا کہ اب سمجہہ میں آگیا مگر ایک سوال کا جواب اب بھی سمجھہ میں
نہیں آیا اون صاحب نے کہا کہ وہاں میرے پیر و مرشد رہتے ہیں اون کا حکم ہے کہ
نوکری چھوڑ کر یہاں چلے آؤ اس وجہ سے میں وہاں جارہا ہوں ساتھہ ہی یہہ بھی خیال ہوا
کہ حضور سے بھی ملتا چلوں حضرت نے فرمایا کہ اب بات سمجہہ میں آئی ہے اور پہلے تو کوئی
بھی نہ سمجہا ہوگا پھر دوسرے دن انہیں صاحب نے کہا کہ مجھے بھی کچھہ تعلیم کر دیجئے گا۔ اسپر
فرمایا کہ جناب میں خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ تعلیم کا سلسلہ اونہیں بزرگ سے رہنے دیجئے
جنسے آپ بعیت ہیں اور جو تعلیم انہوں نے فرمایا ہے اوسکو کرتے رہئے گا اور فرمایا
کہ کچھہ تعلیم کیا ہے یا نہیں۔ اون صاحب نے کہا کہ جی کیا ہے پہر فرمایا کہ آپ اونہیں
اطلاع کرتے ہیں یا نہیں اون صاحب نے کہا کہ اطلاع تو نہیں کرتا فرمایا کہ جب آپ اطلاع ۲۷
نہیں کرتے تو کیا فائدہ ہے فضول تحقیقات میں تو پڑے ہوئے ہیں اگر آپ بزرگوں
کے ملفوظات اور احوال کے مطالب حل کر ہی لیں تو فرمایئے کہ جب تک خود کام نہ کرینگے
آپ کو کیا نفع ہوگا یہ اسپر فرمایا کہ اون صاحب نے مجدد صاحب کی بعض عبارتوں کا مطلب
دریافت کیا تہا اور یہہ بھی فرمایا کہ لوگ بہت سارے مشائخ سے تعلق کر لیتے ہیں پہر نہ ادہر کے رہتے
ہیں نہ ادہر کے رہتے ہیں اون کے یہاں کی تعلیم اون سے چھپاتے ہیں اور اون کے یہاں کی
تعلیم ان سے چھپاتے ہیں اسی چکر میں ساری عمر گذر جاتی ہے۔ اسپر یہہ حکایت فرمائی کہ فلاں طرف
میں ایک صاحب نے اپنی لڑکی کا دو جگہ نکاح کیا اور ہر ایک سے یہہ ٹہیرایا کہ چھہ ماہ ہمارے گہر رہا
کرے گی اور چھہ ماہ آپ کے گہر رہا کرے گی ایک عرصے کے بعد عقد کھل ہوا کہ ایک شوہر نے
ایک دولائی بہت نفیس اوس بے حیا عورت کو بنا دی تہی وہ چادر اس کے شوہر ثانی کو بہہ
پسند آگئی اوس نے مانگ لی اور اسکو اوڑھکر مجلس میں گئے اتفاقاً دونوں شخص وہاں
جمع ہوگئے شوہر اول نے چادر پہچانی مگر دل میں خیال کرتے تہے کہ ممکن ہے کہ اس نے بازار سے

ایسا ہی کپڑا خریدا ہو بالآخر دل نہ مانا ایک تدبیر سے اون سے معلوم کیا کہ حضرت آپ نے کہاں سے یہ چھینٹ خریدی ہے۔ مجھے بہت پسند ہے اگر آپ پتہ دیں تو میں بھی منگالوں صاحب ثانی نے کہا کہ مجھے سسرال سے ملی ہے اسپر اونہوں نے کہا کہ مجھے اون کا ہی پتہ دیجئے گا۔ جب پتہ معلوم ہوا تو اور بھی حیران ہوئے کہ یہ تو میری سسرال کا ہی پتہ ہے پھر سوچے کہ ممکن ہے اون کی دوسری دختر منسوب ہو بالآخر اون سے کہا کہ تکلیف کر کے مکان دکھا دیجئے گا۔ جب وہاں پہونچے تو وہ ہی سسرال ہے خسر صاحب کو آواز دی جب وہ باہر تشریف لائے تو اون کا رنگ دونوں کو دیکھکر متغیر ہو گیا۔ پھر تو اول شخص نے اُنکی پٹھی پکڑ کر مرمت شروع کردی دوسرے صاحب سخت حیران تھے اسپر شخص اول نے کہا کہ آپ گھبراویں نہیں آپ بھی ایسا ہی کریں گے اور فارغ ہوکر قصہ کہا تو صاحب ثانی نے بھی خوب مرمت کی یہی حال ہوتا ہے دو شیخ سے تعلیم لینے والیکا۔

(۶۸) ایک صاحب نے حضرت والا کو ایک لفافہ دیا اوسکو دیکھ کر فرمایا کیا میں نے تم سے یہ کہا تہا کہ اون سے خط لکھا کر لائیو اون صاحب نے عرض کیا کہ مجھے یاد نہیں رہا تھا ۲۸
اسپر فرمایا کہ تم نے کہا کیوں نہیں کہ مجھے یاد نہیں رہتا۔ تم اپنی شان بڑی سمجھتے ہو یہہ غریبوں کی بات کیطرف کیوں توجہ ہو شان تھوڑی نہو جائے گی۔ میں نے تمہاری بہت ہی اصلاح کی مگر پھر بھی تمہارے اندر وہ ہی مرض موجود ہے وہی تکبر وہی نخوت، یاد رکھو کہ جیسے فساق و فجار شیطان کے قبضہ میں ہیں ویسے ہی وہ متقی جو حدود شریعت سے تجاوز کرتے ہیں شیطان کے قبضہ میں ہیں پس اس کی احتیاط اور تقوی تو پانی میں ہی منحصر ہو گیا ہے (چونکہ ان صاحب میں طہارت کے معاملہ میں وہم کا بھی مرض ہے)

(۶۹) فرمایا آج ایک بہت لمبا چوڑا خط آیا تہا انہیں معاملات کے متعلق جو آجکل ہو رہے ہیں (یعنی شورش) فرمایا میں نے یہ شعر لکھدیا ہے ؎

اذا لم تستطع شیئاً فدعہ
وجاوزہ الی ما تستطیع

اور فرمایا کہ یہہ فقط شاعری نہیں ہے بلکہ اسوقت شرعی مسئلہ یہی ہے اتفاق سے یہ شعر یاد آگیا اسلیے لکھدیا ہے اور اسیطرح ایک شخص کا اور خط آیا تہا وہ بھی بہت ہی لمبا چوڑا تھا۔

(باقی آیندہ)

[ا] مقصود اس سے توثیق ہوگی وعدہ و وعید کی۔

ح کو فاعل تبدیل و تحویل کا اللہ ہو یا غیر اللہ ہو جب احتمال آگیا تو مسئلہ قدرت عقائد کا مسئلہ ہو
ور عقائد کے مسئلہ میں احتمال آنے سے مسئلہ غیر قابل تسلیم ہو جاتا ہے۔ اول تو سنۃ اللہ ہی کا
مفہوم وہ نہیں جو اہل فطرت نے سمجھا ہے جیساکہ جواب اول میں مشرح بیان ہوا۔ تو لفظ سنۃ میں
بھی احتمال ہوا پھر تبدیل و تحویل کے فاعل میں احتمال ہوا۔ اسقدر احتمالوں کے ہوتے ہوئے
ان آیات کو حق تعالیٰ کا وعدہ خلاف فطرت واقع نکرنے کے لیے قرار دینا زبردستی ہے خصوصاً
اس صورت میں کہ قرآن میں جابجا الفاظ میں مذکور ہیں گو اہل فطرت ان کے معنوں کو توڑ موڑ کر
ایسے بنالیتے ہیں کہ ان کے مدعیٰ کے خلاف نہ رہیں لیکن یہ فعل خود ہی ناجائز اور تحریف ہے
کیونکہ اسکی بنا اور ان الفاظ کے اصلی معنوں کے محال ہونے پر ہے اور یہ خلاف واقع ہے
وہ صرف مستبعد ہیں محال نہیں (اس کا بیان اصول موضوعہ نمبر ۳ میں مفصل اور مدلل ہوچکا
ہے) تو یہ توڑ مروڑ بلاوجہ ہوئی اور اخبار قرآنی کو اپنے اصلی معنوں پر رکھنا ضروری ہوا
149 اور ان آیات میں جنمیں جنت وغیرہ کی خبریں ہیں۔ خلاف فطرت چیزوں کے واقع ہونے کی
خبریں موجود ہیں۔ نیز قرآن پاک میں جابجا صاف صریح الفاظ میں قدرت عامہ کو بیان فرمایا
گیا ہے مثلاً فعال لما یرید یعنے حق تعالیٰ کرنے والا ہے جو چاہے۔ اور ان اللہ علیٰ
کل شئ قدیر۔ یعنے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور حدیث میں حق تعالیٰ کی صفات
میں سے یرفع اقواماً ویضع اٰخرین یعنے حق تعالیٰ ترقی دیتا ہے بعض قوموں کو اور
تنزل دیتا ہے بعض قوموں کو یہ سنت اللہ میں تبدیل ہی تو ہوئی۔ جب قرآن میں جابجا خلاف
فطرت باتوں کی خبریں موجود ہیں اور قدرت عامہ کا اثبات موجود ہے تو ان چاروں آیات
میں اس احتمال کو ترجیح دے لینا کہ تبدیل و تحویل کا فاعل اللہ ہے جس سے یہ وعدہ
ہوجاوے کہ ہم اپنی عادت کو تبدیل نہیں کرتے (یعنے خلاف فطرت کوئی کام نہیں کرتے)
احتمال مرجوح کو راجح کرنا ہے۔ غرض یہ آیتیں اس وعدہ پر دال نہیں کہ متکلم (حق تعالیٰ)
کی طرف سے وعدہ تبدیل نکرنے کا ہوا اور قدرت تبدیل پر ہے ہی تو بوجہ احتمالات مذکورہ
تبدیل اور تحویل کا فاعل اللہ کو نہیں قرار دے سکتے بلکہ مخلوق ہی کو فاعل قرار دینا چاہئے

(۱) اور ایک تیسری تقریر اس مدعا کی اور بھی سنی گئی ہے جو مرکب ہے عقلی و نقلی سے وہ یہ کہ عادت اللہ ایک وعدہ فعلی ہے اور وعدے میں تبدل بالنص محال ہے پہلا مقدمہ عقلی ہے دوسرا نقلی۔ دوسرا مقدمہ تو بلا استثناء صحیح ہے پہلا مقدمہ مسلم نہیں ۔

(۲) جس کی رو سے آیتوں کے معنی یہ ہوئے کہ مخلوق میں سے کوئی ہماری عادت کو نہیں بدل سکتا اور نہیں ٹال سکتا ہمارے کام ایسے نہیں ہیں جیسے دنیا کے حکام اور بادشاہوں کے ہوتے ہیں کہ بعض وقت وہ کوئی حکم صادر کرتے ہیں یا کوئی کام کرنا چاہتے ہیں لیکن کسی جماعت کی شورش وغیرہ سد راہ ہوجاتی ہے اور بمقتضائے مصلحت انکو وہ ارادہ ملتوی کرنا پڑتا ہے مقصود اس سے حق تعالیٰ کو اپنے وعدہ اور وعید کا استحکام بیان فرمانا ہے۔

آجکل بعض زبان نے خلاف فطرت واقع نہ ہوسکنے پر ایک اور طرح سے بھی دلیل پیش کی ہے وہ دو جزء سے مرکب ہے ایک جزء عقلی ہے اور ایک نقلی ہے وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی کام ایک خاص طریقہ پر ہو رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ارادہ سے ہو رہا ہے جب بار بار وہ اسی طرح سے ہوتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حق تعالیٰ کو وہ کام اسی طرح کرنا منظور ہے تو یہ وعدہ فعلی ہوگیا اور سب جانتے ہیں اور قطعی آیت سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ کے وعدہ میں ردوبدل ہونا ناممکن اور محال ہے تو اس صورت میں خلاف فطرت باتوں کو مان لینا خدا تعالیٰ ۱۵۰
کے وعدہ میں ردوبدل ہوسکنے کا قائل ہونا ہے اور یہ باطل ہے تو خلاف فطرت واقع ہونا بھی باطل ہے۔ اس دلیل کے دو جزء ہوئے دلیل کے جزء کو مقدمہ کہتے ہیں پہلا مقدمہ یہ ہوا کہ عادت اللہ وعدہ فعلی ہے یہ مقدمہ عقلی ہے کہ اپنی عقل سے ان لوگوں نے اسکو اخذ کیا ہے اور دوسرا مقدمہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ میں ردوبدل نہیں ہوسکتا یہ مقدمہ نقلی ہے یعنی یہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ دوسرے مقدمہ کو تو ہم بلا استثنا کسی بات کے صحیح مانتے ہیں کیونکہ کلام الٰہی میں موجود ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ لیکن پہلا مقدمہ ہم تسلیم نہیں یعنی یہ کہ ایک کام ایک خاص طرح پر کچھ عرصہ تک ہونے سے وعدہ فعلی ہوجاتا ہے۔ حق تعالیٰ کی شان تو دوسری ہے دنیا ہی میں انسانوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ ساری عمر ایک کام ایک خاص طرح پر کرتے رہے تو اسکو یوں

[ن]ہیں کہہ سکتے کہ یہ وعدہ ہوگیا اور اس کے خلاف یہ شخص نہیں کرسکتا یا کبھی نہیں کرے گا ایک حاکم [ک]ی عادت ہے کہ بارہ بجے کچہری میں آتا ہے اور فرض کرو کہ اوسکا ہمیشہ کا معمول یہ ہی ہے اب اگر وہ ایک دن عملہ والوں سے کہے کہ کل کو ہم دس بجے کچہری کریں گے تو کیا کسی کو یہ کہنا درست ہوگا کہ ہم کل دس بجے نہیں آویں گے کیونکہ آپکو ہمنے ہمیشہ بارہ بجے آتے دیکھا ہے تو یہ بارہ بجے آنا آپکا وعدہ فعلی ہوگیا اور ہم جانتے ہیں کہ آپ وعدہ کے بڑے پابند ہیں آپ کا وعدہ کوئی معمولی وعدہ نہیں اور آج جو آپ حکم دیتے ہیں کہ کل کو دس بجے کچہری کریں گے یہ بالکل ناممکن ہے کیونکہ ایسے بڑے حاکم کا وعدہ کیسے ٹل سکتا ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے کہیں کہ کیا یہ جواب عملہ والوں کا صحیح ہے اور اگر وہ کل کو دس بجے حاضر نہ ہوں تو وہ مجرم ہوں گے یا نہیں تعجب ہے کہ دنیا میں کوئی بھی اور کسی موقع پر بھی اس مقدمہ کو نہیں مانتا اور یہ بات محض تجربہ ہی ہے لیکن دین کے بارہ میں اس تجربات کو دلیل کا جزو بنا لیا جاتا ہے اور اسپر ایسا اصرار کیا جاتا ہے کہ جس کا یہ وعدہ فعلی قرار دیا جاتا ہے وہ بھی خود اس کے خلاف کہے تو نہیں مانتے حق تعالیٰ جا بجا فرماتے ہیں ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر اور جا بجا معجزات کی اور قیامت کے واقعات کی اور ملائکہ وغیرہ کی خبر دیتے ہیں۔ تو خود حق تعالیٰ کا تصریح کے ساتھ بیان فرمانا اور اپنا قادر ہونا ثابت کرنا تو صحیح نہیں اور ان کا وہ من گھڑت مقدمہ کہ عادت وعدہ فعلی ہے صحیح ہے اسیکو کہتے ہیں مدعی سست اور گواہ چست۔ ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے کہ جب دنیا پیدا ہوئی ہوگی تو اسیطرح یعنی جس طرح اس زمانہ میں چار فصلیں ہیں چاروں فصلیں آئی ہونگی کیونکہ ان ہی پر دنیا کا آباد ہونا اور نشو نما ہونا موقوف ہے پھر نہ معلوم کتنے سال تک ایسا ہی ہوتا رہا ہوگا موسم برسات میں بارش بھی ہوتی رہی ہوگی بارش اپنے وقت برابر ہوتے ہوئے دیکھکر اگر یہ اصول مستنبط کرلیا جاتا کہ یہ وعدہ فعلی ہوگیا تو انکی تقریر کے موافق صحیح تھا پھر اس کے خلاف کیسے ہوگیا تاریخ میں پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ سال ہا سال کے بعد کبھی کبھی امساک باران بھی ہوا ہے۔ سو جب پہلے پہل ایسا ہوا ہوگا تو وعدہ کے خلاف ضرور ہوا تو یہ کیسے ہوگیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ ہی غلط ہے کہ کوئی کام دو چار دفعہ ایک طریق پر کرنے سے وعدہ فعلی ہوجاتا ہے۔ بہت موٹی بات ہے کہ

(۱) موسم بارش میں بارش ہوتے ہوتے جب کبھی اول بار امساک باران ہوا ہوگا جب تک کہ اس
عادت بھی نہ تھی۔ کیونکہ عالم کا حادث ہونا پہلے ثابت ہوچکاہے تو اگر وہ عادت وعدہ
تھا تو اس وعدے میں خلاف کیسے ہوگیا تو عات سب حادث ہیں جب مادہ میں
اول نوع پیدا ہوتی ہے اور مدت تک اسی نوع کے افراد پیدا ہوتے رہے تو یہ
عادت ہوگئی تھی پھر دوسری نوع کے افراد کیوں پیدا ہونے لگے ٭

(۲) مختلف انواع کی چیزیں عالم میں موجود ہیں اور یہ بات مانی ہوئی ہے اور حدوث مادہ کی
بحث میں ثابت کی جاچکی ہے کہ یہ سب انواع حادث ہیں اور قدیم نہیں ہیں خود مادہ ہی قدیم نہیں
تو اس کے انواع کیا قدیم ہونگے تو ہم کہتے ہیں کہ مادہ میں جب اول نوع پیدا ہوئی تو کچھ عرصہ تک
وہی نوع رہنے سے وہ داخل عادت ہوگئی اور کوئی دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ وعدہ فعلی ہوگیا اب اسکو خلاف
نہیں ہوسکتا پھر دوسرے انواع کیسے پیدا ہونے لگیں کیونکہ آپ کی تقریر کے موافق وعدہ فعلی کے خلاف کے
جب فعل سے بھی وعدہ ہوجاتاہے تو جس نوعیت کے فعل شروع کیا جاوے وہ بھی داخل وعدہ
ہوجاوے گی اسمیں تغیر ہرگز نہ ہونا چاہیئے حالانکہ تغیر ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہیگا ۱۵۴
اس تغیر کو خواہ بطور ارتقاء مانو جیسا کہ آجکل کے بعض اہل سائنس نے کہا ہے (کہ عالم میں کوئی
نوع ابتداءً پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ انواع میں تغیر ہوکر ایک نوع سے دوسری نوع پیدا ہوجاتی ہے
مثلاً بندر اور انسان دو نوع ہیں انمیں پہلے ایک ہی نوع تھی یعنی بندر پھر رفتہ رفتہ ترقی کرتے
کرتے دم وغیرہ جھڑ گئی اور کھڑے ہوکر چلنے لگا اس کا نام انسان ہوگیا علی ہذا بہت سی
انواع میں یہی تبدیلیاں ہیں) (اس کے صحت اور بطلان سے یہاں تعرض نہیں کیا جاتا
اس کا بیان آگے آوے گا) یا اس تغیر کو بطور نشو کہو جیسا کہ اہل حق نے کہا ہے جس کا مطلب
یہ ہے کہ ہر نوع قدرت خداوندی سے علیحدہ پیدا ہوئی۔ غرض جس طرح بھی مانو تغیر ہوا ہے
تغیر عادت ہی کی تبدیلی ہی کا نام ہے اور عادت کی تبدیلی سے وعدہ فعلی کے خلاف ہونا لازم آتا ہے
اور یہ عالم میں برابر واقع ہورہا ہے تو یہ اصول آپ کا کہاں سے صحیح ہوا کہ وعدہ فعلی کے خلاف
ہونا ناممکن ہے اب یا تو یوں کہو کہ حق تعالیٰ کے وعدہ میں بھی خلاف ہونا ممکن ہے یا یوں
کہو کہ عادت سے وعدہ فعلی ہوتا ہی نہیں شق اول تو بالاتفاق باطل ہے دنیا میں کوئی بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون تھا آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر میں نے پوچھا کہ ان کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے عرض کیا کہ پھر کون فرمایا ابوعبیدہ بن جراح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام اولین وآخرین سن رسیدہ شخصوں کے جنت میں سردار ہوں گے (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے بلکہ ابن عباس ابن عمر ابی سعید خدری جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین وانصار پر ظلم کرتا اور عیب لگاتا ہے (طبرانی)

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں عرض کیا کہ ہاں فرمایا میں سننا چاہتا ہوں سناؤ انہوں نے یہ اشعار پیش کیے۔ ؎ ۱۷

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبلا

وکان حب رسول اللہ قد علموا خیر البریه لم یعدل به رجلا

ترجمہ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں۔ دشمن بھاگ جاتے ہیں جب آپ پہاڑ پر چڑھتے ہیں دنیا جہان جانتا ہے جتنی کچھ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے دنیا میں آپ کو کسی سے بھی اتنی محبت نہیں ہوئی۔

ان اشعار کو سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگی پھر فرمایا حسان تم نے سچ کہا (ابن سعد)

ازانجملہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب صحابہ کی باہمی فضیلت کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ۔

اور بعض احادیث یہ دلالت بطور تلویح[1] کے ہے مثل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جس کا
مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اور لوگوں کے لیئے عام تجلی فرمائیگا اور ابو بکر کے لیئے
خاص تجلی اِس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور مثل حدیث ابو سعید خدری کے انہوں
نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو وزیر
زمین پر آسمان کے دو وزیر تو جبرائیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے وزیر ابو بکر
و عمر ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کیطرف اُٹھایا اور فرمایا کہ علیین کے رہنے
والے نیچے والوں کو ایسے نظر آتے ہیں جیسے تم ستاروں کو دیکھتے ہو اور بے شک ابو بکر و
عمر (رضی اللہ عنہما) اہل علیین میں سے ہیں اور وہ اسی لائق ہیں۔

تیسرا مسلک یہ ہے کہ آپ کی افضلیت پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔
اجمالاً[2] بھی اور تفصیلاً بھی یہ بیان بہت طویل ہے ہر فقیہ صحابی سے آپ کی نسبت اِس امت میں
سب سے بہتر سب سے زیادہ مستحق اور اِسی قسم کے الفاظ منقول ہیں چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
۶۴ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں لیکن
مسئلہ افضلیت کو سب سے زیادہ صاف بیان کرنے والے حضرت علی مرتضیٰ ہیں اِن سے بسند
صحیح مروی ہے کہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنے عہد خلافت میں فرماتے تھے کہ اِس امت
میں سب سے بہتر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ یہ مضمون حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے محمد بن حنفیہ اور ابو جحیفہ اور علقمہ اور نزال بن سبرہ اور عبد الخیر اور حکم بن حجل
وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل الصحابہ
شمار کیا کرتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلایا کرتے تھے طبرانی نے اتنا

---

[1] تلویح اشارہ کرنے کو کہتے ہیں ۱۲

[2] یعنی بعض روایتیں مجمل ہیں کہ اُن میں اجماع کرنے والوں کی تفصیل نہیں ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے
کہ اجماع کی بعض روایت میں فضیلت کا مضمون مجمل ہے یعنی یہ نہیں بیان ہوا کہ کن اوصاف کی وجہ سے صحابہ
آپ کو افضل سمجھتے تھے اور بعض روایات مفصل ہیں یعنی ان میں وہ اوصاف مذکور ہیں ۱۲-

اور زیادہ کیا ہے کہ شدہ شدہ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہو گئی مگر آپ کو یہ بات ناگوار نہیں معلوم ہوئی +

نیز بسند مستفیض حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے تھے اول درجہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے درجہ میں ابوبکر اور تیسرے درجہ میں عمر ہیں پھر اس کے بعد فتنہ نے ہم پر ہاتھ صاف کیا اسکو عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں اور حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور نیز بسند مستفیض مروی ہے کہ علی مرتضیٰ مرفوعاً روایت کرتے تھے کہ یہ دونوں (یعنی ابوبکر اور عمر) پیران[1] اہل جنت کے سردار ہیں[2] اس حدیث کو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں کی اولاد نے روایت کیا ہے ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور ہم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو زیادہ افضل جانتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ پھر علی رضی اللہ عنہ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ پھر ہم چپ ہو جاتے تھے (ابن عساکر) ۷۳

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ کچھ لوگ کوفہ کے رہنے والے اور کچھ لوگ بصرہ کے رہنے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب وہ مدینہ پہونچ گئے تو آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر آ گیا بعض لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی اور بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی جارود بن معلی ان لوگوں میں تھے جنھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی تھی۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ درہ لیے ہوئے اور جن لوگوں نے ان کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دی تھی ان کی

---

[1] اسد الغابہ میں اس طور سے آیا ہے حارث نے حضرت علیؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ دونوں پیران اہل جنت کے سردار ہیں یعنی تمام اوّلین و آخرین کے سوائے انبیاء و مرسلین کے سے علی او دونوں سے اسکو نبیان کرتا ۱۲ منہ

[2] مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے پیرانہ سالی میں وفات پائی ان سب کے یہ سردار ہیں ورنہ جنت میں کوئی بوڑھا نہ ہوگا ۱۲ منہ

طرف متوجہ ہوئے اور درہ سے ان کو مارنا شروع کیا یہاں تک لوگ اپنے پیروں سے بچانے لگے پس جارود نے کہا کہ اے امیر المومنین ! ٹھیر جائیے اللہ عزوجل اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ہم آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیں حضرت ابوبکر رضہ آپ سے فلاں بات میں افضل ہیں فلاں بات میں افضل ہیں یہ سنکر حضرت عمر رضہ کا غصہ فرو ہوا۔ اور آپ واپس چلے گئے پھر دوسرے وقت منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا کہ آگاہ رہو اس امت میں بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے افضل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں جو شخص اس وقت کے بعد اس کے خلاف کہیگا وہ مفتری ہے اسکو وہی سزا دی جائے گی جو مفتری کو دیجاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بتواتر ثابت ہوتی ہے از انجملہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری نے حضرت[عہ] ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق ہونے کے قصہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) پھر حضرت ابوبکرؓ نے نہایت بلاغت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور انھوں نے اپنے کلام میں یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ یعنی ۴۷
اہل قریش سردار ہیں اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو اس فقرے پر حباب بن منذر نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ایسا نہ کریں گے بلکہ ہم میں سے ایک سردار ہو اور تم میں سے ایک سردار ہو حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ ہم لوگ سردار ہیں اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو (تم میں سرداری نہ ہوگی کیونکہ) وہ (یعنی اہل قریش) خاندان کے اعتبار سے سب سے بہتر اور حسب میں معروف ومشہور ہیں (لہذا امارت انہیں کا حق ہے تم کیسے پاسکتے ہو تم کو مناسب ہے کہ عمرؓ یا ابوعبیدہ بن جراح سے بیعت کرلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ ہم (سب) آپ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب میں بہتر ہیں اور ہم سب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہیں (یہ فرماکر) پھر حضرت عمر رضہ نے حضرت ابوبکر رضہ سے بیعت کرلی اور (ان کے بعد) سب نے بیعت کرلی

عہ یہ ایک بڑی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جسکو بخاری نے کتاب الانبیاء میں لکھا ہے حضرتؐ کی وفات کے وقت جو واقعات پیش آئے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ جانے کی ضرورت حضرات شیخین کو جس طرح پیش آئی اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس حدیث میں بیان کیا ہے۔ ۱۲۔

یادگار صالحین

اس جہل وضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین بندگان دین کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام نامی اس زمانہ میں کوئی ہستی نادر تحفہ ہو گیا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ وحضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ جنجہ مقیم میرٹھ کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں کے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نوراً علیٰ نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کیے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات سے عجیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کما حقہ تعریف ناممکن ہے اسکی کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصولڈاک چار آنے۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند کتاب

یہ وہی کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف وجوانب میں طاعون پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا۔ وبا کے زمانہ میں جس مکان میں پڑھی جاتی ہے وہ مکان محفوظ رہتا ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

مجموعہ واقدی۔ یعنی مغازی الرسول فتوح الشام فتوح المصر فتوح العجم عجیب وغریب مجموعہ ہے مگر ہے پرانی زبان میں قیمت چھ روپے (لعہ)

تاریخ حبیب الٰہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری معجزات وغزوات وغیرہ قیمت (۸؍)

قصص الانبیا کلاں قیمت دو روپے (عہ)

حکایات الصالحین قیمت آٹھ آنے | **تذکرۃ الاولیاء** قیمت دو روپے آٹھ آنہ

نزہۃ البساتین۔ قیمت تین روپے آٹھ آنہ | **نیک بیبیاں**۔ قیمت پانچ آنے

فردوس آسیہ۔ سیر خلفاء راشدین امیر کے حالات نہایت صفائی سے جمع کیے ہیں قیمت عہ

یادگار صالحین

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں

افسوس ہے کہ خداتعالیٰ کے احکام بجالانے اور امرونہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ محض اسباب علل کو آڑ بناکر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خداتعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں حضرت حکیم الامۃ مدظلہم کو کہ المصالح العقلیہ کو دو زبان میں تالیف فرماکر آزاد اہل ہند کے لیئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمادیا ہے جو ایک حق طلب و حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہے ورنہ خودپسند و نفس پرست کیلیے تو دفتر بھی کافی نہیں۔

قیمت ہر سہ حصص دو روپے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دھلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مؤلفہ حکیم الامۃ حضرت مولانا مدظلہم

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلیے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بہترین رہنما ہے ہمت افزائے اہل سلوک دافع شبہات و شکوک ہے اسرار معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصداق کیف روحانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں طریقت شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی کی استدلال دیکھ کر ان کو واضح ہوجائیگا کہ

شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے

ان دونوں میں تفرقہ کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی وجہالت ہے۔ قیمت تین روپے چار آنے۔

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جاں نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

اگر آپکو مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابوعبیدہ رضہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔

اگر آپ اسلام کے عروج و نزول کے صحیح اسباب معلوم کرکے ان تمام فتح کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جنسے مسلمان ہوکر کہ کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام ملاحظہ فرمائیں۔ ضخامت ۸۱۲ صفحات

قیمت تین روپے چار آنے۔ محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللّٰہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت صدر دال است بر فضیلت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس علی الخصوص مبتدیان و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل است

بر مقاصد و مبادی پس اتباعاً للنص المذکور صحیفۂ شہریہ کہ متدرج است بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد (۵) بابت جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر (۲)

کہ جامع است انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی مذکر است ہر مجلس و

نادی و مسکن است برائے ہر رائح و غادی بصورت رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ و

حل اشتباہات و کلید مثنوی و شرف و حیوٰۃ المسلمین و سیر الصدیق کہ اکثر آں مستفاد است

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی، بادارۂ محمد عثمان خاں عفی عنہ در دہلی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دینیہ کلاں دہلی برنگ زرد طلب کنید

طلب ہذا التفسیر العام ماخوذ من ... کتاب اللہ و قرضی الرحیم

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ جماد الثانی سنہ ۱۳۴۷ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد ظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہٗ	۳–۱۰
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد ظلہٗ	۱۱–۱۸
۳	حیٰوۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	" " " "	۱۹–۲۲
۴	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم	تصوف	" " " "	۲۳–۳۰
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.. ..	۳۱–۳۴
۶	ملفوظات فرید المجید	ملفوظات	.. ..	۳۵–۳۸
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفٰے صاحب سلمہٗ	۳۹–۴۲
۸	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہٗ	۴۳–۴۶

اُصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود اُمتِ محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

(۳) رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۶ھ سے رسالہ بجائے اڑتالیس تین جسز کا کر دیا گیا ہے اور قیمت سالانہ بجائے دو روپے آٹھ آنے۔ (عہ) ہے

(۴) سوائے اُن صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائے گا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کرے گا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہو وہ جب تک پیشگی قیمت نہیں بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دیں گے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہوں گے اُنکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۔۔ سے بھیجے جائیں گے اور ابتدا ارسال سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور

الہادی کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم دکار ہو طلب فرمائیں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصول

الراقم

محمد عثمان - مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

یعنی حکم الٰہی کے رواج دینے اور عمل کرنے میں کسی کی ملامت کرنے کی پروا نہ کروں جیسا کہ آجکل کسی رسم کے توڑنے میں جہلا اور عورتیں طعن و تشنیع کرتے ہیں) ابو المثنیٰ (راس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں حضرت ابو ذر نے فرمایا پھر مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کیا بیعت ہونا چاہتے ہو تمکو جنت ملے گی میں نے عرض کیا جی (حضور) اور میں نے ہاتھ پھیلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط لگائی اور فرمایا اسپر بیعت کرو کہ آدمیوں سے کچھ نہ مانگنا میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا اور نہ اپنا کوڑا اگر گرجاتو جتنے کہ خود اتر کر لینا اور ایک روایت میں ہے کہ ۶ روز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے پھر سمجھ اے ابو ذر اب تجکو کیا کہا جاتا ہے جب ساتواں دن ہوا تو فرمایا میں تجھکو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں پوشیدہ اور ظاہری امورات میں اور جب کوئی برا کام ہوجائے تو فوراً نیکی کرو (تاکہ کفارہ ہوجائے) اور ہرگز کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا اگرچہ تمہارا کوڑا بھی گرجائے اور ہرگز امانت نہ رکھنا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ ۴۲

اور ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ کبھی کبھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے اونٹ کی مہار چھوٹ جاتی تو آپ اونٹنی کی ہاتھ پر دستک دیکر اوس کے ہات کو موڑتے پھر مہار کو پکڑتے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں لوگ عرض کرتے جناب نے ہمکو حکم نہ فرمایا ہم پکڑ ادیتے تو آپ فرماتے میرے پیارے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھکو حکم فرمایا ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگنا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے مصنف کہتے ہیں ابن ابی ملیکہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا (معلوم ہوتا ہے کہ درمیان میں کوئی اور راوی ہیں جن کا ابن ابی ملیکہ نے ذکر نہیں کیا)۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون بیعت کرتا ہے حضرت ثوبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ نے عرض کیا ہم نے بیعت تو کی ہے یا رسول اللہ فرمایا اسپر کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا عرض کیا پھر اوسکے لیئے کیا جزا ہوگی۔ یا رسول اللہ فرمایا جنت بس ثوبان نے بیعت کرلی ابو امامہ

کہتے ہیں پھر مینے مکہ معظمہ میں لوگوں کے بڑے مجمع میں ثوبان کو دیکھا کہ وہ سوار تھے اون کے ہاتھ سے کوڑا اگر پڑتا کبھی کسی کے کندھے پر جا پڑتا وہ دیتا تو آپ نہ لیتے خود ہی اوترتے اور لیتے اسکو طبرانی نے کبیر میں علی بن یزید سے بواسطہ قاسم کے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجکو میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کی وصیت کی ہے (پہلے) مسکینوں سے محبت کرنا۔ اور (دوسرے) یہ کہ میں ان کے قریب رہوں اور (تیسرے) یہ کہ میں ایسے آدمیوں پر نظر ڈالوں جو مجھ سے کم درجے (بحیثیت دنیاداری کے) ہوں اون کی طرف نہ دیکھوں جو مجھ سے بڑھکر ہوں۔ اور (چوتھے) یہ کہ اکثر لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کروں۔ اور (پانچویں) یہ کہ میں کڑوا حق کہا کروں اور (چھٹے) یہ کہ دین الٰہی کے بارہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت مجھپر اثر نہ کرے اور (ساتویں) یہ کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگوں۔ اسکو امام احمد اور طبرانی نے بروایت شعبی حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے اور شعبی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالے عنہ سے کچھ نہیں سُنا ہے (معلوم ہوا درمیان کے راوی کا ذکر نہیں کیا) ۴۴

اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ آپنے دیا پھر مینے مانگا پھر آپنے عنایت فرمایا پھر مینے مانگا پھر عنایت فرمایا پھر مینے مانگا پھر عنایت فرمایا پھر ارشاد فرمایا اے حکیم یہ مال سبز اور شیریں ہے (یعنی ظاہر ا بھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور آرام بھی بظاہر معلوم ہوتا ہے خوش ذائقہ خوش منظر ہے) جو شخص اسکو دل کی سخاوت کے ساتھ لیتا ہے اوسکو اسمیں برکت دی جاتی ہے اور جو نفس کے لالچ اور طمع کے ساتھ لیتا ہے اوسکو اوس میں برکت نہیں دیجاتی اور وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسا کوئی کہائے جائے اور سیر نہ ہو اور اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اوس ذات پاک کی جس نے جناب کو حق کے ساتھ بہیجا ہے آپ کے بعد کسی شخص کی کوئی چیز کم نہ کرونگا (یعنی نہ لونگا تاکہ میرے لینے سے کم ہو) حتے کہ دنیا سے جدا ہوں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکیم کو بلاتے تھے اونکو وظیفہ دینے کے لیے وہ اوسکے قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے پھر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا کہ وظیفہ دینے کے لیے اون سے بھی قبول کرنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ تم حکیم پر گواہ رہو کہ اللہ پاک نے مال فے میں سے جو حکیم کا حصہ مقرر فرمایا ہے میں اوس کے پاس لیجاتا ہوں وہ لینے سے انکار کرتا ہے۔ پس حکیم نے کسی شخص سے کوئی چیز نہیں لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حتے کہ وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عہد کے پکے ایسے ہوتے ہیں) اسکو بخاری مسلم، ترمذی اسنے اور نسائی سنے اختصار سے روایت کیا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون مجھ سے ذمہ کرتا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگے گا میں اوس کے لیئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں میں نے عرض کیا میں (راوی کہتے ہیں) پس حضرت ثوبان نے کسی سے کچھ نہیں مانگا اسکو امام احمد نسائی ابن ماجہ اور ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ثوبان کی یہ کیفیت تھی کہ یہ سوار ہوتے اور کوڑا گر جاتا تو کسی سے نہیں کہتے کہ دے دینا یہاں تک کہ خود اوترتے اور لے لیتے۔ ۷۵

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں قسم ہے اوس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ وہ تینوں باتیں بقسم کہتا ہوں صدقہ سے مال نہیں گھٹتا بس صدقہ کیا کرو۔ اور کوئی شخص کسی کے ظلم و زیادتی کو معاف نہیں کرتا کہ اوس سے بروز قیامت اوسکی عزت افزائی نہ ہو اور کوئی بندہ سوال کا دروازہ نہیں کھولتا کہ اللہ تعالیٰ اوس پر فقر و احتیاج کا دروازہ نہ کھولدے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے مگر اونکی سند میں ایک آدمی ہے کہ اوس کا نام نہیں لیا اور ابو یعلیٰ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور پہلے باب اخلاص عمل میں ابوکبشہ انماری کی سند سے اس سے طویل گذری ہے اور اسکو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور اسی حدیث کو طبرانی نے صغیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کیا ہے اور اوس میں یوں فرمایا ہے اور نہیں معاف کرتا

کوئی آدمی کسیکی ظلم و زیادتی کو کہ اوس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اوسکی عزت افزائی نہ فرماتا ہو
بس معاف کیا کرو اللہ تعالیٰ تمھاری عزت افزائی فرمائیں گے اور باقی حدیث پہلی ہی کے مثل ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فلاں فلاں آدمیوں سے سُنا ہے خوب تعریف کر رہے تھے ذکر کرتے تھے کہ آپنے اونکو دو دینار عنایت فرمائے ہیں حضرت عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ لیکن فلاں تو ایسا نہیں ہے جسنے تو اسکو دس سے لگا کر سو تک دیئے ہیں پھر یہ کیا کہتا ہے خبردار ہو خدا کی قسم تم میں سے بعضے آدمی کا سوال میرے پاس سے کچھ نکلواتا ہے تو وہ اپنی بغل میں آگ لیجاتا ہے۔ ابو سعید کہتے ہیں حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اونکو وہ آگ کیوں دیتے ہیں آپنے فرمایا پھر میں کیا کروں وہ سوال ہی کی ہٹ کرتے ہیں اور اللہ پاک میرے واسطے بخل سے انکار فرماتے ہیں اسکو امام احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور احمد کی سند کے آدمی ثقہ ہیں
اور ابو یعلیٰ کی ایک صحیح روایت میں اس طرح ہے اور تم میں سے کوئی آدمی اپنے (حصہ کے) ۱۴۴
صدقہ کو میرے پاس سے نکلوا کر بغل میں لیتا ہے وہ صدقہ اوس کے لیے آگ جہنم ہی ہے (حضرت عمر کہتے ہیں) مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اسکو وہ کیونکر دیتے ہیں باوجودیکہ جناب جانتے ہیں کہ وہ اوس کے حق میں آگ ہے آپ نے فرمایا پھر میں کیا کروں یہ لوگ مجھ سے مانگنے سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بخل کرنے سے انکار فرماتے ہیں (یعنی مجکو بخل کی اجازت نہیں دیتے)۔

حضرت ابو بشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مینے ایک حمالہ اپنے ذمہ رکھ لیا تھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (اوس حمالہ میں) کچھ مانگتا تھا آپنے فرمایا ٹھیرو ہمارے پاس صدقہ آجائے تو ہم تمھارے لیے اس کا حکم کر دینگے (یعنی تمکو دلوا دینگے) پھر آپنے فرمایا اے قبیصہ سوال کسی شخص کو حلال نہیں ہے۔ بجز تین آدمیوں کے ایک وہ شخص جس نے کوئی حمالہ اپنے ذمہ رکھ لیا اس کے لیے سوال حلال ہوتا ہے جبتک کہ وہ اسکو حاصل کرے پھر رک جانا چاہیے اور ایک وہ آدمی کہ اوسپر کوئی ناگہانی آفت

آئی ہے کہ جس نے اس کے تمام مال کو ہلاک کردیا اوسکو سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے۔ جبتک کہ صورت گزران میسر آئے یا فرمایا کہ حاجت روائی میسر ہو اور ایک وہ آدمی کہ اوسکو ایسا فاقہ پہنچا ہے کہ اوسکی قوم کے تین عقلمند آدمی کہدیں کہ فلاں فاقہ سے ہے ؎ اسکو سوال کرنا حلال ہوگا جبتک کہ صورت گزران میسر ہو یا فرمایا کہ حاجت روائی میسر ہو۔ بس ان کے سوا اے قبیصہ جیسا بھی سوال ہو حرام ہے۔ سوال کرنے والا اسکو حرام کہاتا ہے اسکو مسلم ابوداؤد۔ نسائی نے روایت کیا ہے **ف۱** حمالہ خون بہا ہے کہ کوئی قوم کسی قوم کی جانب سے ذمہ پر رکھہ لے اور بعض نے کہا ہے کہ حمالہ وہ مال ہے کہ دو جماعتوں کا کچھ مال کے بارہ میں جھگڑا ہو کشت و خون ہونے کا خیال ہو صلح کرانے والا آدمی دفع نزاع کے واسطے اوس مال کو اپنی ذمہ رکھہ لے **ف۲** فاقہ میں تین آدمی عقلمندوں کا قول اللہ اعلم اس لیئے شرط کیا گیا ہے کہ بعض مرتبہ اوس فاقہ اور تنگی میں اسکی کاہلی یا کوئی جہالت کی شرم کسب موجودہ سے مانع ہوتی ہے تو اپنی بیوقوفی سے اوس کسب پر فاقہ کشی اور سوال کو ترجیح دیتا ہے اوس وقت اوس کے قوم ۴۷
کے عقلمندونکو اوسے اوسکی غلط فہمی سے بچانا چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے مستغنی رہو اگرچہ مسواک کرنی ہی ہو (یعنی مسواک تک میں بھی منتظر کسیکو مت رہو کہ کسی سے ملجائے گی تو کریں گے۔ اسکو بزار و طبرانی نے سند صحیح کے ساتھہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے تین وہ لوگ جو پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ اور تین وہ لوگ کہ اول دوزخ میں داخل ہوں گے پیش کئے گئے وہ تین جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے شہید ہے اور غلام مملوک ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت (اور تابعداری) اچھی طرح کرتا ہے اور اپنے مالک کی بھی خیر خواہی کرتا ہے اور ایک پارسا سوال سے بچنے والا عیالدار اسکو ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث پوری باب منع زکوۃ میں گذر چکی ہے۔

حضرت ابوسلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے وہ اپنے والد عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ فرمایا تھا جب قریظہ فتح کیا گیا تھیں اس غرض سے حاضر ہوا کہ جناب وعدہ پورا فرمادیں تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے جو مستغنی رہنا چاہتا ہے اللہ پاک اسکو غنی ہی کر دیتے ہیں اور جو قناعت کرنا چاہتا ہے اللہ پاک اسکو قناعت والا کر دیتے ہیں تو میں نے اپنے دل میں کہا میں ہرگز کسی سے کچھ نہیں مانگونگا اسکو بزاز نے روایت کیا ہے اور ابو سلمہ نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ابن معین وغیرہ محدثین نے یہ فرمایا ہے (معلوم ہوا کہ درمیان میں کوئی اور راوی رہے ہیں ابو سلمہ نے بغایت اعتماد کی بناپر ذکر نہیں کیا)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھے ہوئے صدقہ اور سوال سے پرہیز کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا عالی ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور عالی ہاتھ دینے والے کا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والے کا ہے اسکو امام مالک بخاری مسلم ابوداؤد ونسائی نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایوب ہیں کہ نافع سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ ایوب کے شاگردوں نے نقل میں اختلاف کیا ہے عبدالوارث کہتے ہیں کہ عالی ہاتھ سوال سے بچنے والے کا ہاتھ ہے اور اکثر لوگ حماد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایوب سے نقل کرتے ہیں کہ عالی ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور ایک شخص نے حماد سے بھی سوال سے بچنے والا ہاتھ نقل کیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ سوال سے بچنے والا ہاتھ زیادہ حق کے قریب ہے اور بحیثیت معنے زیادہ صحیح ہے اس وجہ سے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت ذکر فرمایا تھا کہ آپ صدقہ کا اور اوس سے اجتناب کا ذکر فرمارہے تھے اور ایک کلام کا دوسرے کلام پر عطف کرنا اسپر دلیل ہے کہ دوسرا کلام پہلے کلام کے لیے سبب ہے اور پہلے کلام کے معنے کے مطابق ہے اور بہت سے لوگوں کو یہ وہم ہوا ہے کہ ید علیا کے معنے اونچا ہاتھ ہے کہ دینے والے کا ہاتھ اونچا رہتا ہے لینے والے کے ہاتھ سے اور یہاں مراد بلندی بزرگی اور کرم کی ہے نہ کہ ظاہری اونچا نیچا ہونا مراد ہو آپ مراد لیتے ہیں سوال سے پرہیزگاری

۲۴۸

اور عالی حوصلہ ہونا کلام خطابی کا تمام ہوا اور اچھا کلام ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین ہیں سب سے عالی ہاتھ اللہ کا ہے اور اوس سے نیچے مرتبہ کا ہاتھ دینے والے کا ہے اور سائل کا ہاتھ قیامت تک نیچا ہے پس سوال سے اور مانگنے سے بچو جہاں تک ممکن ہو اور اگر (خدا کی جانب سے) تم کچھ دیے جاؤ۔ یا فرمایا کہ خیر دیے جاؤ تو وہ تم پر نمایاں ہونا چاہیے (یعنی خوشحالی بطریق شکر ظاہر ہونی چاہیے) اور ابتدا فیاضی کی اون لوگوں سے ہونی چاہیے جن کی عیالداری کرتے ہو اور بچے ہوے اوسکو اور ونپر نثار کرو اور ضرورت کے موافق روکنے پر تم ملامت نہیں کیے جاؤ گے (یعنی اگر تمہارے پاس تمہاری عیالداری اور ضرورت کے قابل ہے اور دوسرا حاجت مند دیکھتے ہو اور اسکو نہیں دیتے تم نہ دینے پر ملامت نہیں کیے جاؤ گے اسکو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اونکی روایت پر توثیق غالب ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مگر انہوں نے تو اسکی اسناد کو صحیح فرمایا ہے۔
٭۹ حضرت مالک بن نضلہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ برتر ہے اور دینے والے کا ہاتھ اوس سے نیچے مرتبہ کا ہے سائل کا ہاتھ نیچا ہے۔ پس (حاجت سے) زائد کو دے (اور خرچ کر) اور اپنے نفس سے عاجز مت ہو اسکو ابو داؤد و ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے لفظ ابن حبان کے ہیں۔
حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالی ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتدا (عطا کی) اون لوگوں سے کر جنکی عیالداری کرتے ہو اور عمدہ صدقہ وہ ہے جو اپنی غنی کے بعد ہو اور جو سوال سے بچنا چاہتا ہے خدا اوسکو بچا دیتا ہے اور جو غنی ہونا چاہتا ہے خدا اسکو غنی کر دیتا ہے (غنی سے مراد نفس کی غنی ہے) یہ بخاری کے لفظ ہیں اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔
حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے اونکو دیا پھر مانگا پھر دیا۔ پھر مانگا پھر دیا حتے کہ جب آپ کے پاس ختم ہوگیا تو آپ نے فرمایا جو کچھ مال میرے پاس رہتا ہے میں اوسکو تم سے ذخیرہ کرکے

ہرگز جمع کر کے نہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہتا ہے خدا اوسکو بچا دیتا ہے اور جو غنی مانگتا ہے خدا اوسکو
غنی کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ اسکو توفیق اصبر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے کیسکو کوئی
عطا صبر سے زیادہ نہیں دی کہ اس کے حق میں بہتر ہو اور واسع ہو اسکو امام مالک بخاری مسلم ابوداؤد
ترمذی۔ نسائی نے روایت کیا ہے اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے
کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا
اے محمد جیو جب تک چاہو آپ مریں گے ضرور اور جو چاہو عمل کرو جزا ضرور دی جاوے گی
اور جس سے چاہو دوستی کرو اوس سے جدا ضرور ہوگے اور یہ یقین کر لو کہ مومن کا شرف تہجد
کے پڑھنے سے ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز رہنے سے ہے اسکو طبرانی نے
اوسط میں اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں جنابؐ نے فرمایا تونگری کثرت سامان سے نہیں ہے لیکن تونگری دل کی
۵۱ امیری ہے اسکو بخاری۔ مسلم نسائی۔ ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا ہے اور حضرت زید
ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
تھے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ
وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں ایسے علم سے
کہ نفع نہ دے اور ایسے دل سے کہ نہ عاجزی کرے اور ایسے نفس سے کہ سیر نہ ہو اور ایسی دعا
سے کہ مقبول نہ ہو اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابوذر کیا تم کثرت مال کو تونگری خیال کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں۔
یا رسول اللہ کیا پھر تم قلت مال کو فقر جانتے ہو گے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا
تونگری تو دل کی تونگری ہے اور فقر دل کی فقیری ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ایک
حدیث میں روایت کیا ہے جو انشاء اللہ آیندہ آوے گی۔

(باقی آیندہ)

ان لک فی النہار سبحا طویلا یعنی بیشک تمکو دن میں بہت کام رہتے ہیں اسلیے انکی
وجہ سے اللہ تعالیٰ کیطرف پوری توجہ نہیں ہوسکتی اور رات فرصت کا وقت ہے اسلیے
ان کا وقت نہیں مختصر کیا بلکہ رات کا وقت مقرر کیا گیا اور دن میں آپکو بہت سے کام رہتے تھے
مخلوق کو ہدایت کرنا دین پھیلانے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ گو یہ کام بھی دین ہی کے ہیں مگر
ان میں ایک قسم کا تعلق مخلوق سے بھی ہوتا ہے اسلئے انمیں خاص اس قسم کی توجہ خدا تعالیٰ
کی طرف نہیں ہوسکتی جیسی خاص خلوت و تنہائی میں ہوسکتی ہے اس سے یہ بھی معلوم
ہوگیا کہ مخلوق کیطرف مشغول ہونا کمال کے خلاف نہیں پس کامل پر بھی ہر وقت ایک سی
حالت نہیں رہتی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ راستہ میں
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا
کہ کیا کہتے ہو حضرت حنظلہ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے تو کچھ اور حالت ہوتی ہے اور پیچھے کچھ اور۔ اسلئے میں اپنے کو منافق کہتا ہوں
اسپر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حالت تو ہماری بھی ہے آخر یہ ۱۴۷
قصہ حضور میں پہنچا۔ اسپر حضور نے فرمایا کہ میاں حنظلہ کوئی گھڑی کیسی اور کوئی گھڑی
کیسی ہر وقت ایک سی حالت نہیں رہ سکتی ✣

(۹) اور یہاں ایک فائدہ غور کرنے کے قابل معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو عبادتیں
ایسی ہیں جن سے دوسروں کو نفع پہنچتا ہے وہ اُن عبادتوں سے بڑھکر ہیں جن سے
صرف اپنا ہی نفع ہوتا ہے اسی لیے کامل دوسروں کو نفع پہنچانے کی زیادہ کوشش کرتا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں مخلوق کی ہدایت میں لگے رہتے تھے
مگر اس کے ساتھ ہی آپ کو رات میں تہجد اور قرآن شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا گیا اس سے
یہ ثابت ہوا کہ کامل کو اپنے لئے بھی کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیئے بعد کامل ہونے کے بھی ذکر
سے غفلت نہ چاہیئے اور اگر غفلت کرے گا تو نہ خود اس کا وہ حال رہے گا جو محنت
مشقت سے حاصل کیا ہے اور نہ دوسروں کو اس سے پورا نفع پہنچیگا۔ کیونکہ بدون
خود کیئے ہوئے دوسروں کو سکھلاتے ہیں برکت نہیں ہوتی البتہ یہ غلطی ہے کہ کامل

سب سے تعلق چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے تنہائی اختیار کر لے بلکہ چاہیئے کہ دوسروں کی اصلاح کرے لیکن خود اپ
اس قابل نہ سمجھنے لگے البتہ جب پیر اجازت دیدے تو پیر کے حکم سے اس کام کو بھی شروع کر دے لیکن پہلے
اسکی نیت کرنا کہ جب ہماری حالت درست ہو جائے گی تو دوسروں کی اصلاح کریں گے اور اس نیت سے ذکر
شغل کرنا بہت ہی نقصان پہنچاتا ہے اور اس نیت کے ساتھ مقصود حاصل ہونا بہت مشکل ہے ٭

(۱۰) دوسرا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو اپنے دوستوں اور موافق لوگوں کے
ساتھ دوسرے دشمنوں اور مخالف لوگوں کے ساتھ دوستوں کے ساتھ چونکہ محبت کا تعلق ہوتا ہے اس لئے ان کے
حقوق تو محبت کے تقاضے سے خود بخود ادا ہو جاتے ہیں اسلئے ان کے بیان کرنیکی ایسی زیادہ حاجت نہ تھی
البتہ مخالف اور دشمن کے ساتھ معاملہ میں کمی زیادتی ہو جانیکا اندیشہ تھا اسلئے اس کا بیان پورے طور
کیا گیا کہ یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں اونپر صبر کرو۔ اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ مطلب
یہ کہ مخالف لوگوں کی تکلیفوں اور دشمنیوں پر صبر کیجئے اور ان سے اچھے طور پر علیحدہ رہیئے کہیں
ایسا نہ ہو کہ سختی سے انکی دشمنی اور بھڑک اٹھے اور زیادہ تکلیف پہنچائیں پھر جب صبر کا حکم دیا
تو اس کے آسان کرنیکے لئے آپکی تسلی کرتے ہیں کہ دشمنوں کے معاملہ کو ہمپر چھوڑ دیجئے ہم ان سے ۱۴
پورا بدلہ لیں گے یعنی یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے تابعدار بندوں کے دشمنوں سے
پورا بدلہ لیتے ہیں اسلئے مناسب یہی ہے کہ صبر اختیار کیا جائے کیونکہ جب انکے پاس زبردست
بدلہ لینے والا موجود ہے تو خود آپ کیوں فکر کریں چنانچہ اسی عادت الٰہی کی وجہ سے
خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کے دشمنوں کو آخرت اور دنیا دونوں میں رسوائی ہو جاتی ہے۔

(۱۱) صوفیوں نے کمبل اور موٹا کپڑا پہننا اس سبب سے اختیار کیا تھا کہ جلدی پھٹے نہیں۔ جلدی
میلا نہ ہو اور بار بار دھونا نہ پڑے اور بعض صوفیوں نے اس شفقت کی وجہ سے اپنی یہ علامت
مقرر کی تھی کہ بعض لوگ انکو ناواقفی سے ستاتے تھے اور اس وجہ سے وبال میں پڑ جاتے تھے
اسلئے انہوں نے ایک علامت مقرر کی تاکہ لوگ انکو پہچان جائیں اور ناواقفی میں ستانے
کے وبال سے بچے رہیں پس یہ حکمتیں تھیں اس قسم کے کپڑے پہننے میں اور اب تو صرف
دکھلاوہ کی غرض سے پہنتے ہیں اس لیے اب اس لباس کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ فقط

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دوسری جلد کا چھٹا وعظ ختم ہوا۔ صفحہ ۱۰۳ سے ساتواں وعظ شروع ہوا ہے (مدیر الہادی)

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا ساتواں وعظ

مسمے بہ

گناہوں کا سرسری سمجھنا

منتخب از استخفاف المعاصی وعظ پنجم دعوات عبدیت حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاہِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ ترجمہ) جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے سن سنا کر نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جسکی تمکو مطلق خبر نہیں اور تم اسکو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی۔

اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں:—

(۱) یہ سورۂ نور کی آیتیں ہیں انہیں تہمت اور بہتان کے ہلکا سمجھنے کی برائی بیان کی گئی ہے اور اس کے ہلکا سمجھنے پر اللہ تعالیٰ نے خفگی ظاہر کی ہے اور خوب ڈانٹا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا خاص اسی گناہ کو ہلکا اور سرسری سمجھنا برا ہے یا ہر گناہ کو سو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کسی گناہ کی خصوصیت نہیں ہر گناہ کو ہلکا سمجھنا برا ہے رہا یہ شبہ کہ بعضے گناہ

چھوٹے ہی۔ تو یہ سب چھوٹا ہونا اس معنے کر نہیں ہے کہ یہ خود ہلکے اور چھوٹے ہیں بلکہ ان کا چھوٹا ہونا بہ نسبت اور گناہوں کے ہے کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے اور دوسرا اس سے چھوٹا ورنہ اصل میں سب گناہ بڑے ہی ہیں کسی کو ہلکا نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ گناہ نام ہے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کسی قسم کی ہو بہت ہی بری ہے اور اس چھوٹے بڑے ہونے کی ایسی مثال ہے جیسے پہاڑ آسمان عرش سے تو چھوٹا ہے مگر حقیقت میں کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے دوسری مثال ناپاکی اور پلیدی کی ہے کہ پلیدی چاہے تھوڑی ہو یا بہت۔ مگر حقیقت تو دونوں کی پلیدی ہی ہے۔ غرض خدا تعالےٰ کی ہر نافرمانی بڑی ہے پس اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ گناہ جیسا بھی ہو اس کا ہلکا سمجھنا برا ہے۔ گناہ کی مثال تو آگ کی سی ہے کہ ایک چنگاری بھی مکان کے جلانے کے لیئے کافی ہے اور بڑا انگارہ بھی پس چھوٹا گناہ چنگاری ہے اور بڑا گناہ انگارہ ہے۔ پس یہ جو بعضے لوگوں کی عادت ہے کہ جب انہیں کسی گناہ سے روکا جاتا ہے تو اول یہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا گناہ ہے یا بڑا اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اگر بڑا گناہ ہو تو بچیں اور چھوٹا ہو تو نہیں ہم ایسے شخص سے اجازت لیتے ہیں کہ لاؤ تمہارے چھپر ۴
میں چھوٹی سی چنگاری رکھ دیں اگر یہ ناگوار ہے تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیسے گوارا ہے وہ چنگاری گو چھوٹی ہو مگر پھیلتے پھیلتے انگارہ ہو جاوے گی۔

اسیطرح آدمی اول چھوٹا گناہ کرتا ہے اور وہ چھوٹتا نہیں اس لیئے اسکی عادت ہو جاتی ہے اور عادت کر لینے سے وہ چھوٹا گناہ بھی بڑا گناہ ہو جاتا ہے اور زیادہ مدت تک کرتے رہنے سے آدمی اسکو ہلکا بھی سمجھنے لگتا ہے اس وجہ سے وہ اور بھی بڑا گناہ ہو جاتا ہے اور بعضے توبہ کے بھروسے گناہ کرتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے کیونکہ گناہ کی جب عادت ہو جاتی ہے پھر توبہ بھی مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ نئے گناہوں سے جنکی ابھی لذت دل میں نہیں رچی توبہ کرنا آسان ہے اور عادت کے بعد گناہ سے توبہ بہت مشکل ہے علاوہ اس کے جب چھوٹے گناہوں سے پرہیز نہیں کیا جاتا ہے تو طبیعت بیباک ہو جاتی ہے اور دل کھل جاتا ہے پھر ہوتے ہوتے بڑے گناہ بھی ہونے لگتے ہیں جیسے صاف کپڑے کو بارش میں کیچڑ وغیرہ سے بچاتے ہیں اور جب اس کپڑے پر بہت چھینٹے پڑ جاتے ہیں تو پھر دامن کھلا چھوڑ دیتے ہیں اس خیال سے کہ اب تو

چھوٹا گناہ بڑا ہوجانا عادت سے

خراب ہو ہی گیا اب کیا بچا ہیں چنانچہ اب وہ بالکل خراب ہو جاتا ہے اور اسکی کچھ پروا نہیں ہوتی ایسا ہی گناہ کا معاملہ ہے کہ جب کسی چھوٹے گناہ کی عادت ہو جاتی ہے۔ تو بڑے بڑے گناہوں سے بھی بچنے کی پروا نہیں ہوتی اور جس گناہ کی عادت ہو جاتی ہے اور وہ پرانا ہو جاتا ہے تو پھر وہ چھوٹتا بھی نہیں جیسے کہ زمینداروں اور کاشتکاروں وغیرہ کو غصہ اور ظلم اور شریعت کے خلاف خریدنے بیچنے کی عادت ہو گئی ہے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ آم اور بیری کی بہار شریعت کے خلاف طریقہ سے بیچنے کا رواج ہو رہا ہے اور یتیموں۔ نابالغوں کے مال کو خرچ کر لیا جاتا ہے جو کہ بالکل ظلم ہے یہ گناہ کس طرح سب بے کھٹکے کرتے ہیں۔ اور خیال میں بھی نہیں لاتے۔ البتہ شراب نہیں پئیں گے تو یہ فرق اسی عادت کے ہونے نہ ہونے سے ہے ورنہ جیسے شراب پینا گناہ ہے۔ ایسے ہی یہ باتیں بھی تو گناہ ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ گناہ کی عادت ہو جانے سے پھر اوسکی عادت ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اوس کی برائی دل سے نکل جاتی ہے۔ اور اوسکو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ اس لیے توبہ مشکل ہو جاتی ہے اور اگر ہوتی بھی ہے تو صرف زبانی توبہ ہوتی ہے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ ابھی جن گناہوں کا ذکر ۳۷
ہوا ہے اون سے توبہ تو کیسی اور اولٹے اون کے چھوڑنے کو عزت کے خلاف سمجھتے ہیں اور یہ گناہ کر کے دل برا نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نیکی کر کے دل خوش ہو اور گناہ کر کے دل برا ہو۔ غرضکہ گناہ کی عادت ہو جانے سے پھر توبہ مشکل ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے بھروسہ گناہ کرنا نہایت بے وقوفی ہے۔ مگر بعضے نادان پھر بھی دھوکے میں ہیں اور توبہ کے توقع پر گناہ پر دلیری کرتے ہیں۔ اس شخص کی ایسی مثال ہے جیسے کسی کے پاس مرہم ہو اور اوس کے بھروسہ وہ اپنی انگلیاں آگ میں جلا لیتا ہو۔ کیا یہ شخص پورا بے وقوف نہیں ہے کیا کسی عقلمند نے کبھی ایسا بھی کیا ہے جب اسے آگ میں جلا لینے کی ہمت نہیں پڑتی تو دوزخ کی آگ تو اس آگ سے ستر حصے زیادہ تیز ہے۔ پھر اس پر کیسی دلیری اور ہمت کیجاتی ہے۔

(۲) بعضے لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ فلاں کام کر کے توبہ کر لیں گے۔ حالانکہ اوسکی خبر ہی کیا ہے کہ پھر توبہ کرنے کا موقع ملیگا یا نہیں۔ یہ بھی تو اندیشہ ہے کہ پھر ایسے

کاموں میں پھنس جاوے کہ اونکی مشغولی سے اتنی مہلت ہی نہ ملے اِس لیے اسوقت کی فرصت
کو غنیمت سمجھو اور توبہ کر لو۔ اور توبہ نام ہے اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونیکا۔ اور شرمندگی۔ اور
جلن دل میں اوسوقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی بڑائی اور اون کا عذاب نظر کے
سامنے رکھے۔ اور اوس کا خیال دلمیں جمائے۔ اس سوچنے اور خیال جمانے کے لیئے
فرصت اور فراغت کی ضرورت ہے۔ پس اِس وقت کی فرصت اور فراغت کو غنیمت
سمجھو۔ بعض لوگ اِس فراغت کی قدر نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ بہت بڑی قدر کی چیز ہے
چنانچہ ایک حدیث شریف ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پانچ چیزوں کو اون کے جاتے
رہنے سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اونمیں سے ایک یہ ہے کہ اپنی فراغت کو مشغولی سے پہلے غنیمت
سمجھو۔ مشغول آدمیوں کی حالت میں غور کرنے سے فراغت کی قدر معلوم ہوتی ہے
وہ بیچارے ہر وقت بلا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اونکو کوئی وقت فرصت کا اور سوچنے
کا نہیں ملتا اور اِسی حدیث شریف میں ایک دوسری چیز کا ذکر ہے کہ صِحَّتَکَ قَبْلَ
سُقْمِکَ۔ یعنے تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو۔ تیسری چیز ہے جوانی بڑھاپے سے ۴
پہلے اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو شخص امن چین اور تندرستی کے ساتھ صبح کرے اور اوسکے
پاس ایک دن کا کہانا ہو تو گویا اوسکو دنیا کی ساری چیزیں مل گئیں۔ واقع میں یہی بات ہے
کیونکہ اگر زیادہ بھی ہوا تب بھی اوس کے کہانے میں تو ہر روز ایک ہی روز کی خوراک آئے گی
پس اوس میں زیادہ مال والا اور صرف ایک دن کی خوراک والا برابر ہے۔ چنانچہ اسی زمانہ کے
ایک مالدار یہودی کی حکایت ہے کہ وہ ایک روز اپنے خزانہ کو دیکھنے گیا جو زمین کے
نیچے بڑے مکان میں تہا اور وہ مکان کبھی کبھی کھلتا تھا۔ اتفاق سے اوسکو وہاں دیر لگ گئی
اور کسیکو خبر نہ تھی کہ مالک خزانہ اندر ہے اِس لیے نوکروں نے دروازہ بند کر لیا اور
وہ بہت بڑا مکان تہا اور دروازوں کا سلسلہ بڑی دور تک تہا۔ اور یہ اتنی دور تہا کہ
وہاں سے آواز باہر نہیں آسکتی تھی۔ غرض کہ وہ یہودی مالدار وہاں جواہرات کے
ڈھیروں میں بھوکا پیاسا مر گیا۔ اوسوقت کوئی اوس سے پوچھتا تو اوس کے نزدیک
ایک بسکٹ اور پانی کے گلاس کے سامنے سارا خزانہ ہیچ تہا۔ ایسی ہی ایک اور حکایت ہے

زیادہ مال کے کارآمد نہ ہونے کے متعلق ایک حکایت۔

کسی بھوکے کو رستہ میں ایک تھیلی ملی کھولکر جو دیکھا تو اوس میں اشرفیاں تھیں اوس نے پھینک کر زمین پر ماریں اور افسوس کیا اور کہا کہ اگر یہ گیہوں کے دانے ہوتے تو کچھ کام آتے خلاصہ یہ کہ فراغت اور صحت اور ضروری خرچ کی چیزیں بہت غنیمت ہیں یہ ہر وقت میسر نہیں آتیں۔ اس لیے اوسکو غنیمت سمجھیں اور اوس وقت کی فرصت کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور توبہ بہت جلدی کرے۔ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور معافی کے ناز پر توبہ نہیں کرتے حالانکہ رحمت اور معافی کی خبریں اس لیے دی گئیں ہیں کہ توبہ کرنے والے کو نا امیدی نہ ہو۔ اور یہ خبریں اس لیے نہیں ہیں کہ اور دلیر ہو کر گناہ کرو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان اور رحمت کی خبریں سننے کا اثر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اور بھی تابعداری زیادہ کرتے نہ کہ اور گستاخی۔ اور نافرمانی کیجائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے تو وہ اور زیادہ محبت اور تابعداری کرتا ہے۔ نہ گستاخی۔ اور نافرمانی اور اگر یہ شبہ کیا جائے کہ واقعی احسان کا اثر تو یہی ہونا چاہیئے کہ تابعداری اور زیادہ کرتے مگر گناہوں میں لذت ہی ایسی ہے کہ اونکو چھوڑنا دشوار ہو گیا ہے۔ تو اوس کا جواب یہ ہے کہ گناہوں کی لذت ایسی ہے جیسے کہ کھجلی کی لذت۔ کہ خود اوس میں کوئی لذت نہیں۔ صرف بیماری کیوجہ سے لذت معلوم ہوتی ہے پھر کھجانے کے بعد فوراً جلن اور تکلیف ہونے لگتی ہے۔ سو یہ در اصل بیماری ہے۔ جیسا سانپ کے کٹے ہوئے کو کڑوا بھی میٹھا معلوم ہونے لگتا ہے سو کوئی عقلمند تندرستی کے مقابلہ میں ایسی لذت کو نفع کی چیز نہیں سمجھ سکتا۔ البتہ اصلی لذت عبادت میں ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے ابھی عبادت اور پرہیزگاری کی لذت چکھی نہیں اس لیے گناہ اور نفس کی لذتوں کی اونکو رغبت ہوتی ہے آخرت۔ اور پرہیزگاری کی لذت حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھیئے کہ کس طرح اوس کے پیچھے بادشاہت کی لذت چھوڑ دی تھی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس لذت کے پیچھے بادشاہی کپڑے پہننے چھوڑ دیئے تھے۔ اور غریبوں کے سے کپڑے پہننے اختیار کیے تھے۔ اور بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنجر کے بادشاہ نے نیمروز کا ملک دینا چاہا۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اگر سنجر کے ملک کی ذرا سی ہوس بھی

ہمارے دل میں ہو تو ہمارا مقدر خدا کرے آپ کے چترؐ کے مانند سیہ ہو جائے اور یہاں چونکہ آدھی رات کے ملک کی خبر لگ گئی ہے یعنے رات کی عبادت کا مزا پڑ گیا ہے اس لیے ہم نیمروز کے ملک کو ایک جو کی قیمت میں بھی نہیں لیتے۔ خاقانی فرماتے ہیں کہ مجھے بتیس سال کے بعد اس کا یقین ہو گیا۔ کہ خدا کے ساتھ ایک دم مشغول ہونا حضرت سلیمان کے ملک سے بہتر ہے اور واقعی یہ تمام گناہوں کی لذتیں اصل میں جان کے لیے عذاب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کو کافروں کے مال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ دنیا کی زندگی میں مال اور اولاد کے ساتھ اونکو عذاب دینا چاہتے ہیں۔ مال و اولاد کے عذاب ہونے کی ایک تو یہی وجہ ہے کہ ان سب چیزوں کا مرضی کے موافق حاصل ہونا اختیار میں نہیں۔ اور اگر حاصل بھی ہو گئیں تو ان سب کی مشغولی کی وجہ سے جو پریشانی اور بے آرامی ہوگی یہ دوسرا عذاب ہے۔ حقیقت میں آرام تو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ہے قرآن شریف میں ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو چین پڑتا ہے۔ یہ تکلیفیں تو گناہ کی وجہ سے خود گناہ کرنے والے ہی کو ہوتی ہیں اور بعضی مصیبتیں شہروں اور ملکوں میں پھیلتی ہیں۔ چنانچہ انہی گناہوں کی بدولت طرح طرح کی بیماریاں۔ طاعون۔ اور دوسری وبائی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ آپس کی نااتفاقیاں وغیرہ ظاہر ہوتی ہیں اور گناہوں سے مصیبتوں کا آنا خود قرآن شریف سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں کہ تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی کیے ہوئے کی بدولت ہے۔

ایک بزرگ گھوڑے پر سوار تھے۔ وہ شوخی کرنے لگا۔ فرمانے لگے ہم سے آج کوئی گناہ ہو گیا ہے اوس کی وجہ سے یہ گھوڑا شوخی کرتا ہے اور کہنا نہیں مانتا۔ پھر توبہ کی۔ تو گھوڑا سیدھا ہو گیا اور حقیقت میں یہی بات ہے کہ جو شخص خدا کے حکم سے نہیں پھرتا اوس کے حکم سے بھی کوئی نہیں پھرتا۔ اور جو کوئی خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اوس سے جن اور انسان اور ہر چیز ڈرتی ہے۔ اوس کے مناسب جناب پیر و مرشد حضرت حاجی صاحبؒ کی حکایت ہے کہ ایک دفعہ پیران کلیر سے لوٹتے ہوئے سہارنپور تشریف لائے ؛

(مادی تکلیفیں گناہ کی وجہ سے آتی ہیں اور دینی کے متعلق ایک ...)

(... حکایت)

ملہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی ہے تو دھوپ سے بچانے کے واسطے وہ بادشاہ کے سر پر کھنچا ہوا رہتا ہے۔ ۱۲ منہ

(باقی آئندہ)

روح یازدہم - نماز کی پابندی کرنا - کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارہ میں نقل کرتا ہوں۔
آیات (۱) (خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی صفات میں فرمایا) اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک
ادا کرتے ہیں (شروع سورۂ بقرہ) **ف** اس میں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب
آگیا (۲) اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو (ربع الم) **ف** ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت
ہی کثرت سے جابجا آیا ہے (۳) (ایمان والو طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارہ میں) صبر اور
نماز سے سہارا (اور مدد) لو (شروع سیقول) **ف** اس میں نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے جسکی
ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے (۴) محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا) پھر اگر
تمکو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے
چڑھے جس طرح بن سکے خواہ قبلہ کیطرف بھی منہ نہ ہو اور گو رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے
ممکن ہو، پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اسپر محافظت رکھو اسکو ترک مت کرو) (قریب ختم سیقول)
ف غور کرو کسقدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں (۵)
(اگر دشمن کے مقابلہ کیوقت یہ اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاوینگے تو دشمن موقع پا کر حملہ
۴۵ کر بیٹھے گا) تو (ایسی حالت میں) یوں چاہیئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر) انہیں سے
ایک گروہ کو آپکے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپکے بعد جو امام ہو اسکے ساتھ نماز میں)
کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کیلئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو
دیکھتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ) پھر جب یہ لوگ (آپ کی ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت
پوری کرلیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لیے) تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنہوں نے
ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے
قریب آجاوے) اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اسکو) پڑھ لیں
(یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھ لینگے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو
دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو
دو دو رکعت پڑھا دے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا
دے اور ایک گروہ کو ایک رکعت) **ف** غور کرو نماز کسقدر ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی
میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر ہماری مصلحت کیلئے اسکی صورت بدل دی (۶)
اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ)

اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو آگے اور عذروں کا بیان ہے جیسے پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے) تو (ان سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (شروع سورہ مائدہ) **ف** دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا لیکن نماز معاف نہیں ہوئی (۷) (شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا) اور شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تمکو باز رکھے (شروع واذا سمعوا) **ف** دیکھو نماز کی کسقدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اسکو حرام کر دیا تاکہ نماز میں خلل نہ ہو (۸) (ایک ایسی جماعت کے بارہ میں جنہوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہنچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) اور (اس اسلام کو ظاہر بھی کر دیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جاوے گا) (شروع سورہ براۃ) **ف** اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت ۴۶
فرمایا ہے یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھا تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اسکو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں اسلئے وہ اس درجہ کی علامت نہیں (۹) (ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہے) (قریب ختم سورہ مریم) **ف** دیکھو نماز کے ضائع کرنے والوں کے لئے عذاب کی کیسی وعید سنائی (۱۰) اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے (آخر سورۂ طٰہٰ) **ف** یہ حکم ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو تو کیسے معاف ہو سکتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسیطرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے۔ اور بہت آیتیں ہیں اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی۔

احادیث (نمبر۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو اور آدمی اس میں ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل کچیل نہ رہیگا آپ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ اُن کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے (بخاری ومسلم) **ف** اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے (نمبر۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے (جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آگیا چاہے بندہ کے اندر گھُس جاوے پاس ہی آجاوے مگر دوری تو نہ رہی) (مسلم) **ف** دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کردیتا ہے (نمبر۳) حضرت عبدالرحمن بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسپر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اس کے لیے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اسپر محافظت نہ کرے وہ اس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز ۴۷
اور نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں اگرچہ اُن کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نہ رہے مگر ہونا بھی بڑی سخت بات ہے) (احمد ودارمی وبیہقی شعب الایمان) (نمبر۴) حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہی ہے پس جس شخص نے اسکو ترک کردیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہوگیا (یعنی ہم اس کے ساتھ کافر کا سا برتاؤ کرینگے کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی انمیں نہیں پائی جاتی کیونکہ وضع ولباس وگفتگو سب مشترک تھی تو ہم کافر ہی سمجھیں گے) (احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ) **ف** اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترک نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے (نمبر۵) عمرو بن شعیب نے باپ سے اور انکے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور اسپر انکو مارو جب وہ دس برس کے ہوں (ابوداؤد) (یہ حدیثیں مشکوۃ میں ہیں) (نمبر۶) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے انمیں ایک شہید

ہوگیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے) مرا طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنیوالے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا مجھکو بہت تعجب ہوا صبح کو میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس (مرنے والے) نے اس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض و واجب و سنت موکدہ ہی لیجاویں تو دس ہزار رکعت کے قریب ہوتی ہیں یعنی اس لیے وہ شہید سے بڑھ گیا) (احمد وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی) **ف** ابن ماجہ وابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ فقط اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا تو نماز ایسی چیز ٹھیری کہ اسکی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے (۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے (دارمی) **ف** نماز ہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھکر جنت میں لیجانے والی ہے (۸) عبداللہ بن قرط سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ ۴۸
نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اسکے سارے عمل خراب نکلیں گے (طبرانی اوسط) **ف** معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے اس سے بڑھکر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی۔ (۹) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسیطرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بیجان ہیں) (طبرانی اوسط وصغیر) **ف** جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اسکو چھوڑکر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہوگی (۱۰) حضرت حنظلہ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص پانچ نماز کی محافظت کرے یعنی اُن کے رکوع کی بھی ان کے سجدہ کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی (یعنی انہیں کسی کوتاہی نہ کرے) اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا یہ فرمایا کہ اس کے لیے واجب ہوگی یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہوجاویگا (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے) (احمد) یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں یہ دس آیتیں دس حدیثیں سب مل کر بیس ہوگئیں اگر مسلمان کو اتنی آیتیں حدیثیں سنکر بھی نماز کی پابندی نہ کروگے کتبہ اشرف علی

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انجام بیں ہیں اون کی روش ٹھیک ہے خوب سمجھ لو۔ اور فی الواقع حق سبحانہ ہی حقیقت سے خوب واقف ہیں ہم کو جو کچھ معلوم تھا وہ بیان کردیا خیر یہ گفتگو کبھی ختم ہی نہ ہوگی اب اصل راز بیان کرنا چاہیئے اور پیر زاہد کا قصہ بیان کرنا چاہیئے اور اوس خوش نوائے زبان شیخ کا واقعہ بیان کرنا چاہیئے جو کہسار ہی میں سوتا تھا اور وہیں کھاتا تھا۔

شرح شبیری

۱۴۱ حکایت اوس درویش کی کہ اوسنے پہاڑ میں خلوت اختیار کی تھی اور خلوت اور انقطاع عن الخلق کی حلاوت بیان اور ذکر اس منقبت میں داخل ہونے کا کہ انا جلیس من ذکرنی و انیس من استانس بی ۵

گر با ہمہ چون بے منی بے ہمہ
ور بے ہمہ چو با منی با ہمہ

بود درویشے بکہسارے مقیم ‌‌ ‌ خلوت او را بود ہمخواب و ندیم

یعنی ایک درویش ایک پہاڑ میں مقیم تھا اور اوس کے لیے خلوت ہی ہمخواب اور ندیم تھی۔

چون ز خالق مے رسید او را شمول　　بود از انفاس مرد و زن ملول

یعنی چونکہ خالق سے اوسکو شراب (محبت) ملتی تھی تو وہ مرد وزن کے انفاس سے ملول تھا۔
مطلب یہ کہ چونکہ اوسکو قرب حق نصیب تھا لہذا وہ مخلوق کے اختلاط سے پریشان ہوتا تھا ہوتا۔
آگے حکایت سے دوسرے مضمون کیطرف انتقال فرماتے ہیں کہ۔

ہمچنان کہ سہل شد ما را حضر　　سہل شد ہم قوم دیگر را سفر

یعنی جیسا کہ ہمکو ایک جگہ رہنا سہل ہے اسیطرح دوسرے لوگوں کو سفر سہل ہے یہ ایک مثال ہے
مقصود اس مثال سے یہ ہے کہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک کو سہل اور دوسرے کو مشکل۔
تو اس فقیر کو تو خلوت سہل تھی مگر ہمکو مشکل ہوتی ہے آگے اور اسکی مثال ہے کہ۔

آنچنان کہ عاشقی بر سروری　　عاشق است آنخواجہ بر آہنگری　　۱۴۲

یعنی جیسے تم سرداری پر عاشق ہو اسی طرح ایک دوسرا آدمی آہنگری پر عاشق ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　میل آنرا در دلش انداختند

یعنی ہر شخص کو کارکنان قضا و قدر نے ایک کام کے لیئے بنایا ہے اور اوس کے دل میں اوسکی
رغبت ڈال دی ہے (بس سب لوگ اسیطرح کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اونکو وہی سہل ہے۔
کوئی سنار ہے تو کوئی لوہار۔ کوئی بڑھئی ہے تو کوئی معمار۔ علیٰ ہذا)۔

دست و پا بے میل جنبان کے شود　　خار و خس بے آب و بادے کے رود

(یعنی) ہاتھ پاؤں بے رغبت کے کب ہلتے ہیں اور خار و خس بے پانی اور ہوا کے کب چلتے ہیں
مطلب یہ ہے کہ دیکھو جسقدر دنیا میں کام ہو رہے ہیں ہاتھ پاؤں سے تو ہاتھ پاؤں تو جبھی
چلتے ہیں جب ان کے پیچھے کوئی محرک ہو۔ جیسے کہ خار و خس کے لیئے پانی یا ہوا محرک ہوا کرتی ہے

پس محرک اِن کے لیے وہی اقتضائے نفس ہے کہ نفس اوسکو کرنا چاہتا ہے تو دست و پا اوس کے تابع ہو کر اوس کام کو کرنے لگتے ہیں جب معلوم ہوا کہ جو کام ہوتا ہے وہ رغبت اور میلان سے ہوا کرتا ہے تو فرماتے ہیں کہ

گر بہ بینی میل خود سوئے سما پرّ دولت بر کشا ہمچون ہما

یعنی اگر تم اپنا میلان آسمان کی طرف دیکھو تو پر دولت کو ہما کی طرح کھول دو۔ مطلب یہ کہ اگر دیکھو کہ تمھارا میلان طبعی عالم غیب کی طرف ہے تب تو خوب عروج کرو۔ اور کوشش کر کے ترقی حاصل کرو۔

ور بہ بینی میل خود سوئے زمین نوحہ میکن ہیچ منشیں از حنین

یعنی اور اگر تم اپنا میلان زمین کی طرف دیکھو تو نوحہ کرتے رہو اور گریہ وزاری سے مت بیٹھو مطلب یہ کہ اگر عالم سفلی کیطرف تمہارا میلان ہو تو بس پھر تو سر پکڑ کر رویا کرو۔ اور آہ وزاری کیا کرو۔

عاقلان خود نوحہا پیشین کنند جاہلان آخر بسر برہے زنند

یعنی عاقل تو خود پہلے ہی سے نوحہ کرتے ہیں اور جاہل آخر میں سر پیٹتے ہیں یعنی جو عاقل ہیں وہ تو ہر وقت حق تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے رہتے ہیں تو وہ اون کے کام آتی ہے اور جو جاہل ہیں وہ بعد کو سر پیٹا کرتے ہیں اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

ز ابتدائے کار آخر را بہ بین تا نباشی تو پشیمان یوم دین

یعنی ابتدائے کار سے انجام کو دیکھ لو تاکہ قیامت میں پشیمانی نہو۔ یعنی اگر اول ہی سے دیکھ لوگے تو پھر انشاء اللہ نافرمانی صادر نہوگی اور سمجھو گے کہ اسکا برا انجام ہے تو اسکو ترک کر دوگے آگے ایک حکایت لاتے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کو اول ہی سے سوچ لینا چاہیئے۔

ایک سونار کا انجام کار کو دیکھ لینا اور ترازو مانگنے والے سے اوسکے موافق باتیں کرنا

آن یکے آمد بہ پیش زرگرے کہ ترازو دہ کہ بسنجم زرے

یعنی ایک شخص کسی سونار کے پاس آیا کہ ترازو (کانٹا) دیدے میں کچھہ سونا تولونگا۔

گفت رو خواجہ مرا غربال نیست گفت میزان دہ بدین تسخر مایست

یعنی سونار نے کہا کہ جناب جائیے میرے پاس چھلنی نہیں ہے تو وہ شخص بولا کہ ترازو دو۔ اور اس تمسخر پر مت ٹھیرو یعنی اوس شخص نے کہا کہ میاں مسخراپن مت کرو ذرا ترازو دیدو۔

۱۴۴ گفت جاروبے ندارم در دکان گفت بس بس این مضاحک را بمان

یعنی سونار نے کہا کہ میری دوکان پر جھاڑو نہیں ہے تو وہ شخص بولا کہ بس بس ان مسخرہ پنونکو رہنے دو

من ترازوے کہ میخواہم بدہ خویشتن را کر مکن ہر سو مجہ

یعنی میں تو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے اپنے کو بہرا مت بنا اور ہر طرف مت جا۔

گفت بشنیدم سخن کر نیستم تا نپنداری کہ بے معنیستم

یعنی سونار نے کہا کہ میں نے بات سن لی ہے میں بہرا نہیں ہوں اور یہ ہرگز مت سمجھنا کہ میں بے معنی ہوں (بلکہ

این شنیدم لیک پیری مرتعش دست لرزان جسم تو نا منتعش

یعنی میں نے یہ تو سن لیا لیکن تو بڈھا ہے ہاتھہ پیر کانپنے والا ہاتھہ لرزاں ہے اور جسم تیرا بے قابو ہے

فہم کردم لیک پیری ناتوان   دستت از ضعفست لرزان ہر زمان

یعنی میں نے سمجھ لیا لیکن تو بڈھا ہے اور ہاتھ تیرا ہر وقت ضعف کیوجہ سے کانپتا ہے۔

وان زرِ تو ہم قراضہ خورد و مرد   دست لرزد پس بریزد زر خورد

یعنی وہ تیرا سونا بھی ریزہ ریزہ ہے تو تیرا ہاتھ کانپے گا اور وہ زرخورد گر جاوے گا۔

پس بگوئے خواجہ جاروبے بیار   تا بجویم زرِ خود را از غبار

یعنی پھر تو کہیگا کہ میاں ذرا جھاڑو لانا تاکہ میں غبار میں سے اپنا سونا تلاش کرلوں۔

چون بروبی خاک را جمع آوری   گوئیم غربال خواہم ای جری

۷۵ یعنی جب تو جھاڑو دیگا تو خاک کو جمع کرے گا اور مجھ سے کہیگا کہ میاں مجھے چھلنی کی ضرورت ہے

تا بہ بیزم خاک و زر جویم از آن   کے بود غربال ما را در دکان

یعنی تاکہ میں خاک کو چھانکر اوس میں سے سونا تلاش کرلوں تو ہماری دکان میں چھلنی کہاں ہے۔

من ز اول دیدم آخر را تمام   جائے دیگر رو ازینجا والسلام

یعنی میں نے اول ہی آخر کو پوری طرح دیکھ لیا تھا۔ (لہذا) تو کہیں اور چلا جا والسلام مولانا فرماتے ہیں کہ

ہر کہ اول بین بود اعمے بود   ہر کہ آخر بین چہ با معنے بود

یعنی جو شخص کہ صرف اول بین ہو وہ اندھا ہوتا ہے اور جو کہ آخر بین ہو وہ کیسا با معنے ہوتا ہے +

ہر کہ اول بنگرد پایان کار — اندر آخر او نگردد شرمسار

یعنی جو شخص کہ اول ہی انجام کار کو دیکھ لے وہ آخر میں شرمسار نہیں ہوا کرتا۔

حکم چون بر عاقبت اندیشی است — بادشاہی بندۂ درویشی است

یعنی حکم جب عاقبت اندیشی کا ہے تو بادشاہی غلام درویشی کی ہے مطلب یہ کہ دیکھو بادشاہی کا انجام کیا ہے مفلسی و درویشی کہ قبر میں جاکر کچھ بھی پاس نہوگا اور اعتبار انجام کا ہے اور وہی اصل ہے اور یہ حالت ابتدائی تابع ہے تو بس بادشاہی درویشی کے تابع ہوئی۔ اور غلام بھی آقا کا تابع ہوا کرتا ہے۔ لہذا بادشاہی درویشی کی غلام ہوئی آگے فرماتے ہیں کہ

عاقبت بینان بوند اہل رشاد — درنگر واللّٰہ اعلم بالرشاد

یعنی اہل رشاد ہی عاقبت بیں ہوتے ہیں تم آپ میں غور کرلو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مطلب یہ کہ ۱۴۶
اہل اللہ و اہل رشاد ہی آخر بیں ہیں کہ اون کی نظر انجام پر ہے تب تو اوس دنیا کو ترک کرکے عاقبت کو اختیار کیا ہے لہذا چاہیئے کہ ہمیشہ انجام پر نظر کرکے جسکا انجام اچھا ہو اوسکو اختیار کرو اور دوسرے کو ترک کرو۔ آگے فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد راز گوی — قصۂ آن مرد زاہد باز گوی

یعنی یہ بات تو انتہا نہیں رکھتی تم راز کو بیان کرو اور اوس مرد زاہد کا قصہ پھر کہو۔

کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد — کاندران کہسار بودش خواب و خورد

یعنی اب تم اوس شیخ یکتا کی بات کو پورا کرو جسکی کہ خواب و خورد اوسی پہاڑ میں تھی۔

شرح حبیبی

اندران کہ بود اشجار و ثمار — سیب و امرود و انار و بے شمار
قوت آن درویش بود آن میوہا — غیر آن چیزے نخوردے دائما
گفت آن درویش یا رب با تو من — عہد کردم زین نچینم در زمن
خود نچینم میوہ را در کل حین — نیز غیرے را نگویم کہ بچین ۷۷
جز ازان میوہ کہ باد اندازدش — من نچینم از درخت منتعش
مدتے بر نذر خود بودش وفا — تا در آمد امتحانات خدا
زین سبب فرمودہ استثنا کنید — گر خدا خواہد بہ پیمان بر زنید
زانکہ حکم کار در دست من است — اختیار جملگان بستۂ من است
ہر زمان دل را دگر میلے دہم — ہر زمان بر دل دگر داغے نہم
کل اصباح لنا شان جدید — کل شئ عن مرادے لا یحید

در حدیث آمد کہ دل ہمچون پریست — در بیابانے اسیر صرصریست
باد پر را ہر طرف راند گزاف — گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
در حدیث دیگران دل دان چنان — کآب جوشان ز آتش اندر قازغان
ہر زمان دل را دگر رائے بود — آن نہ از وے لیک از جائے بود
پس چرا ایمن شوی بر رائے دل — عہد بندی تا شوی آخر خجل
این ہم از تاثیر حکم ست و قدر — چاہ می بینی و نتوانی حذر ۱۴۸۱
نیست خود از مرغ پران این عجب — کو نہ بیند دام و افتد در عطب
این عجب کہ دام بیند با وتد — گر بخواہد ور نخواہد مے فتد
چشم باز و گوش باز و دام پیش — سوئے دامے مے پرد با پر خویش
بنگر اندر دلق مہتر زادۂ — سر برہنہ در بلا افتادۂ
در ہوائے ناسزائے سوختہ — اقمشہ و املاک خود بفروختہ
خوار گشتہ درمیان قوم خویش — مرہمش نایاب و دل ریش از مریش

(باقی آئندہ)

قولہ گفت پیغمبر الخ قولہ اے خدا یا منفقاں را

روی الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاٰخر اللھم اعط ممسکا تلفا کذا فی المشکٰوۃ

قول الشارح الفقر فخری فی المقاصد الحسنۃ قال شیخنا ھو باطل موضوع والدیلمی عن معاذ بن جبل رفعہ تحفۃ المؤمن فی الدنیا الفقر وسندہ لا باس بہ اھ ملخصًا

قولہ انھن یغلبن العاقل ویغلبھن الجاھل روی ابو داؤد عن ابن عمر مرفوعًا ما رأیت من ناقصات عقل ولا دین اغلب لذی لب منکن

قول مثنوی گفت پیغمبر الخ قولہ اے خدا یا منفقاں را الخ بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جسمیں بندوں کو صبح ہوتی ہو (اور ظاہر ہے کہ ہر دن ایسا ہی ہوتا ہے) مگر دو فرشتے (آسمان سے) نازل ہوتے ہیں اونمیں ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو عوض دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ نہ کرنے والیکو تلف (نقصان) دے

۳۳ اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ الفقر فخری مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ غلط اور موضوع ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اھ

قول مثنوی انھن یغلبن العاقل ویغلبھن الجاھل ابو داؤد نے ابن عمر سے روایت کیا کہ میں نے کسی ذی عقل پر غالب آجانے والا تم عورتوں سے جو کہ ناقص العقل والدین بھی ہو زیادہ

الحدیث قلت ویستفاد
منه معنی الروایة المذکورة
قوله حبک یعمی ویصم
فی الاربعین للشاه
ولی الله رح بسند
مرفوعاً
حبك الشیء
یعمی ویصم
قول الشارح غالباً
سیوطی الی قوله
قیامت اخرجه الترمذی
مرفوعاً قال صلی الله ٣٤
علیه وسلم ان اول
ما خلق الله القلم فقال له
اکتب فجری بما هو کائن
الی الابد وقال الترمذی
حسن صحیح غریب وفی
الدر المنثور عن ابن
عباس ان المراد ما هو
کائن الی یوم القیامة
وکذا روی ابوهریرة
مرفوعاً کما فی حاشیة
الترمذی عن علی القاری

کسی کو نہیں دیکھا الحدیث اس سے روا
مذکورہ کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔
قول مثنوی حبک یعمی ویصم حضرت
شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اربعین میں ا
سند سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمہا
کسی چیز سے (حد سے زیادہ) محبت کر
اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے (کہ محبوب کی
برائی چشم وگوش میں نہیں آتی)
صاحب کلید کا قول۔ غالبا
الی قولہ قیامت ترمذی نے مرفوعاً روا
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا
اوس سے فرمایا لکھ پس ابد تک جو ہونے
ہے اوسکی (کتابت کی) ساتھ وہ (قلم)
جاری ہوگیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
صحیح غریب ہے اور در منثور میں حضرت
ابن عباس سے رض روایت ہے کہ مر
(ما هو کائن الی الابد سے) وہ
ہیں جو قیامت تک ہونیوالی ہیں (پس
ابد سے مراد قیامت ہوئی) اور ایسے ہی
ابوہریرہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ حاشیہ ترمذی میں علی قاری
سے منقول ہے۔

قولہ شاورھن فے المقاصد الحسنۃ حدیث شاورھن وخالفوھن لم ارہ مرفوعا ولکن عند العسکری من قول عمر خالفوا النساء فان فی خلافھن البرکۃ او محصلاً وفی الفوائد المجموعۃ مرفوعاً ھلکت الرجال حین اطاعۃ النساء فان فے خلافھن البرکۃ اخرجہ الطبرانی والحاکم وصححہ

قولہ مرتد شدن کاتب وحی الخ فی لباب النقول فی سورۃ الانعام منہ اخرج ابن جریر عن عکرمۃ فی قولہ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ قال نزلت فی عبداللہ بن

قول صاحب مثنوی۔ شاورھن مقاصد حسنہ میں ہے کہ حدیث شاورھن وخالفوھن میں نے مرفوعاً نہیں دیکھی لیکن عسکری کے نزدیک حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ انکی مخالفت میں برکت ہے او محصلاً اور فوائد مجموعہ میں مرفوعاً ہے کہ مرد ہلاک ہو جائیں گے جسوقت عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں گے کیونکہ ان کے خلاف میں برکت ہے روایت کیا اسکو طبرانی اور حاکم نے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ باعتبار اکثر عورتوں کے اور اکثر امور کے ہے ورنہ جس عورت میں فہم اور دین ہو اور اسکی رائے دلکو لگے وہ مستثنیٰ ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امور میں حضرت ازواج مطہرات سے مشورہ لیکر عمل فرمایا ہے۔

قول صاحب مثنوی۔ مرتد شدن کاتب وحی الخ لباب النقول سورہ انعام میں ہے ابن جریر نے عکرمہ سے اس آیت کے ذیل میں ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ نقل کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے باب میں نازل ہوئی الخ پھر یہ

۳۵

سرح الخ ثم اتاہ صلی اللہ
علیہ وسلم عثمانؓ وجدد
الاسلام یوم فتح مکۃ۔

قول الشارح سیکون
فی المشکوۃ مرفوعا لقد
کان فیما قبلکم من الامم
محدثون فان یک فی امتی
احد فانہ عمرؓ
متفق علیہ۔

قولہ اصبحت مؤمنا
حقا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الی اخر القصۃ قد ۳۶
وقع الخلط بین القصتین
وانی انقل کلیتہما عن
الرحمۃ المہداۃ کتاب
الایمان منہا فاحدھما
عن محمد بن صالح
الانصاری ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لقی
عوف بن مالک فقال کیف
اصبحت یا عوف بن مالک
قال اصبحت مؤمنا حقا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل قول حقیقۃ

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ حاضر تھے
اور اسلام کی تجدید کی۔

صاحب کلید کا قول سیکون الخ
مشکوۃ میں مرفوعاً ہے تم سے پہلی امتوں میں
صاحب الہام لوگ تھے سو اگر کوئی میری امت
میں ایسا ہوا (اور ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ
یہ امت سب امم سے افضل ہے) تو عمرؓ (بھی)
ضرور ہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

قول صاحب شنوی اصبحت مؤمنا
حقا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی اخر القصۃ۔ صاحب تشرف کہتا ہے
کہ یہاں دو قصوں میں خلط واقع ہو گیا ہے
اور میں دونوں کو رحمۃ مہداۃ کی کتاب
الایمان سے الگ الگ نقل کرتا ہوں
سو ایک قصہ تو یہ ہے کہ محمد بن صالح انصاری
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے عوف بن مالکؓ سے ملاقات
کی اور فرمایا کہ اے عوف بن مالک تم نے
کس حالت میں صبح کی اونہوں نے عرض کیا
کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ میں پختہ
مؤمن ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے

باقی آیندہ

ں یہ بتا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیئے میں نے لکھا کہ آپ ایک فہرست بنا کر بھیجدیجئے کہ آپ کیا کیا
کر سکتے ہیں اوسپر میں لکھدونگا کہ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے۔

(۵۷) فرمایا کہ ہر جگہ بدگمانی اور تجسس کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسکی بھی ایک تفصیل ہے جو شخص سے تعلق تربیت واصلاح ہو جسمیں شبہ ہے تو دریافت کرے بلکہ بعض محل میں دریافت کرنا ضروری ہے نواح پانی پت کے ایک صاحب نے پندرہ روپیہ اس مدرسہ کیلئے مجھکو دیئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تم نے یہاں اسواسطے روپیہ دیئے ہیں کہ میں خوش ہونگا سچ بتاؤ میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں ان صاحب نے خود اقرار کیا کہ جی حضرت بات تو یہی ہے۔ مجھے یہ شبہ اس لیے ہوا کہ پانی پت میں کئی مدرسہ ہے اور بار و مساکین بھی ہیں۔ پھر یہاں کی تخصیص کیوں کی حالانکہ یہ ایسی بات ہے کہ سب جگہ جاری ہوسکتی ہے۔ مگر مجھے ایسے شخص کی تفتیش سے کیا غرض جو مجھ سے تعلق نہیں رکھتا چنانچہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے واقعہ میں اون سے خود دریافت کیا ہے کہ اے عائشہ رض ہم نے تمہاری بابت ایسا ایسا سنا ہے اگر یہ بات 29
صحیح ہے تو مجھ سے کہدو میں تمہارے واسطے استغفار کرونگا اور دوسرے لوگوں کے بارے میں صحابہ سے فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کسی کی باتیں نہ بیان کیا کرو میں چاہتا ہوں کہ لوگوں سے میرا دل صاف رہے اور قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ لوگوں کے بھید نہ معلوم کرو چنانچہ ارشاد ہے فلا تجسسوا الخ اسی کے ذیل میں فرمایا یہاں پہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو امر بالمعروف کیا اور مجھے شبہ ہوا اون سے دریافت کیا کہ آپنے فلاں شخص کو امر بالمعروف کیا ہے اون صاحب نے کہا کہ جی ہاں فرمایا میں نے اون سے کہا کہ آپ مسجد میں کھڑے ہیں اسکا نام لیتے ہیں اگر جھوٹ کہوگے تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاویں گے اب بتلایئے کہ جسوقت آپنے انکو امر بالمعروف کیا تھا آپ اوسنے اپنے کو اچھا سمجھتے تھے یا نہیں۔ انہوں نے اقرار کیا کہ بیشک یہ بات تو تھی میرے اندر فرمایا یہ تو ہدایت نہیں ہے یہ تو گمراہی ہے اور گمراہی بھی کیسی بلکہ شرک ہے۔ پھر اب کیا ہونا چاہیئے کہا جو آپ فرمادیں میں نے کہا کہ تمام

نمازیوں کے جوتے سیدھے کیا کیجئے اور سب کو لوٹے بھر بھر کر دیا کیجئے اور چونکہ یہ مرض پیدا ہے ذکر و شغل سے بالکل ذکر و شغل چھوڑ دیجئے مگر مجھے پھر اللہ کی نام کا ادب غالب ہوا میں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ خصوصیت کیسا تھ اس صورت سے جیسے ذاکر کیا کرتے ہیں نہ کیا کیجئے بلکہ یونہیں چلتے پھرتے کر لیا کیجئے چاہے اوس سے زیادہ کر لیا کیجئے اس عمل کے کرنے سے انکو اسقدر فائدہ ہوا۔ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ مجھے دس سال میں بھی اتنا نفع نہ ہوتا۔

۷۱۔ فرمایا علما کے لالچ نے اسقدر اس طریق کو لوگوں کی نظروں میں حقیر کر دیا ہے کہ ایک جگہ بھانڈوں نے نقل میں بیان کیا کہ سب سے زیادہ منحوس فرقہ کونسا ہے تو ا تھوں نے مولویوں کو کہا ایک شخص نے دریافت کیا کہ اسکی دلیل۔ تو کہا کہ لوگ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ کوئی مرے تو روٹی حلوا ملے۔ اور سب سے بہتر فرقہ بھانڈوں کا ہے اس لیے کہ ہمیشہ خوشی کی دعائیں کرتے ہیں اسپر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ مدرسے تو اب نام ہی کے رہ گئے ہیں ان سے کچھ نفع نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں صاحب میں بالکل اس کے خلاف ہوں مدارس کا وجود خیر کثیر اور بڑی برکت کی چیز ہے اسپر مجھے شیخ سعدیؒ کی ۴۰
حکایت بہت ہی پسند ہے۔ لکھا ہے کہ ایک شہزادے کے تاج کا لعل کسی شکار گاہ میں کھو یا گیا تھا اور رات کا وقت ہو گیا تھا تلاش سے نہیں ملا اوس نے خدام کو حکم دیا کہ یہاں کے سب کنکر و پتھر جمع کر کے لیچلو۔ اطمینان سے تلاش کر لینا۔ چنانچہ اونہیں میں سے لعل نکل آیا۔ اسی طرح ان مدارس میں سے ایسے ایسے لوگ نکل آتے ہیں کہ جو سارا دین کا کام سنبھال لیتے ہیں۔

۷۲۔ فرمایا الاعمال بالنیات جو حدیث شریف میں ہے یہ مباحات و طاعات کے متعلق ہے معاصی میں نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ طاعات میں اگر نیت نیک ہوگی تب تو وہ مقبول ہیں اسطرح مباح میں اگر نیت دین کی ہو وہ دین ہو جاتا ہے اور یہ نہیں ہے کہ معاصی میں نیت نیک کرنے سے وہ معاصی طاعت بنجاویں گی۔

۷۳۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ اور مولوی رحمت اللہ صاحب کیرانوی میں گفتگو ہو رہی مولوی صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ آپ تو اپنے

آپ کو جنید وقت سمجھتے ہیں = حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ اپنے کو بوعلی سینا سمجھتے ہیں۔ اِس کے بعد مولوی صاحب گھر گئے تو اونپر گریہ طاری ہوا اور صبح کو حضرت کی خدمت میں معذرت کی =

(۷۴) فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ صاحب جب قسطنطنیہ سے واپس آئے تو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ سلطان المعظم ایسے ایسے ہیں اگر آپ فرمائیں تو آپ کے واسطے سلطان سے کچھ عرض کردوں حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ کیا نتیجہ ہوگا جو آپ کو ملا وہی مجھے ملے گا یعنی بیت اللہ۔ اسکے بعد اور بیت سلطان سے قرب مگر آپ سلطان کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ دیندار ہیں میرے واسطے دعا کرا دیجئے پھر فرمایا چونکہ حضرت بڑے محقق تھے جامع تھے اسلئے یوں فرمایا کہ دعا کیلیے کہنا یہ شاہی آداب کے خلاف ہے آپ میرا سلام عرض کردیں وہ جواب دیں گے اوسمیں دعا ہو جاویگی۔

(۷۵) ایک صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں ایک لفافہ پیش کیا کہ یہ فلاں صاحب نے بھیجا ہے دیکھکر فرمایا اسکو واپس کردو وہ خود کیوں نہیں بھیجتے واسطہ کی کیا ضرورت ہے 71
وہ لوگو پر اپنا بوجھ کیوں ڈالتے ہیں اور ان صاحب سے کہا کہ آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ آیندہ کو کسیکا سلام وپیام مجھسے نہ کہا کیجیگا آپ اپنا کام کرنے آئے ہیں یا لوگوں کے سفیر ہیں۔

(۷۶)۔ فرمایا ایک صاحب نے مجھسے دعا کیواسطے کہا میں نے جواب دیا آپ خود بھی تو دعا کیجئے اون صاحب نے کہا کہ میں اِس قابل کہاں ہوں میں نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کلمہ تو پڑھ لیتے ہیں جو سب کی اصل ہے۔ اِس کے لیے تو آپ قابل ہوگئے اور دعا کے قابل نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ دعا کے واسطے قابلیت کیضرورت نہیں ہے اِس لیے کہ دعا تو ایک سوال ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ سوال نونا قابل ہی کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دعا کیواسطے شیطان ہونا بھی مانع نہیں چنانچہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیوں قابل نہیں ہیں لوگوں کو شیطان نے اِس غلطی میں مبتلا کرکے ایک خیر کثیر سے روک رکھا ہے۔

(۷۷)۔ فرمایا ایک حاجی صاحب کن تھانہ بھون ہی تھے وہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے

ایک مرتبہ میرا اور اون کا کیرانہ کا سفر ہوا راستہ میں جب نماز کا وقت آیا میں نے گاڑی والے
سے کہا کہ بھائی گاڑی روک لے میں اوتر کر لوٹا لیکر ایک نہر کیطرف پانی لینے گیا اور میں نے
اون سے کچھ نہیں کہا اور یہ خیال کیا کہ دیکھوں یہ کیا کرتے ہیں وضو کر کے میں نے نماز
شروع کر دی وہ بھی چپکے چپکے پانی لا کر وضو کر کے میرے ساتھ کھڑے ہوگئے اور سارے
سفر میں نماز پڑھتے رہے لوگوں نے جب اون کو نماز پڑھتے دیکھا تو ہنسی کی کہ حاجی
بھی نمازی ہوگئے حاجی نے کہا کہ بھائی مجھے نماز سے انکار تھوڑا ہی ہے میری نماز تو ان مولویوں
نے لمبی لمبی رکعتیں پڑھکر چھوڑوا دی ہے اور میرا نام لیکر کہا کہ اگر اوس جیسا امام ہو کہ
مختصر مختصر نماز پڑھا دیا کرے تو کبھی بھی نماز نہ چھوڑوں اسپر فرمایا کہ واقعی لوگ ایسی نماز
پڑھاتے ہیں کہ مقتدی پریشان ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ مظفر نگر کے سفر میں
میرا بھی ایک بزرگ کیساتھ جانا ہوا انہوں نے جنگل میں صلوٰۃ الاوابین شروع کر دیں
میں بہت ہی پریشان ہوا ہر کام میں تفقہ کی ضرورت ہے اور روایات کے یاد کرنے کو
فقہ نہیں کہتے ہیں۔ فقہ دین کی سمجھ کا نام ہے۔ حدیث میں ایک راہب کا قصہ آیا ہے ۳۲
جریج نامی بہت عابد زاہد تھے ہمیشہ صومعہ کے اندر رہا کرتے تھے یہ ایک دن نماز
میں مشغول تھے اونکی والدہ نے کسی ضرورت سے پکارا یہ چونکہ نماز میں تھے نہ بولے
وہ خفا ہو کر واپس چلی گئیں اور ان کے واسطے بد دعا کی کہ اے اللہ یہ جبتک نہ مرے
کہ جبتک کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ اونکی دعا قبول ہوگئی تھوڑے عرصے کے
بعد ایک بدکار عورت کے ایک بچہ ہوا اسپر لوگوں نے اوسکی دار وگیر کی اسپر اوس نے ان
عابد کا نام لے دیا بس لوگوں نے اون کو پکڑ لیا گھر گرا دیا وہ بیچارے بہت پریشان ہوئے
پوچھا آخر کیا خطا ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے اس عورت سے منہ کالا کیا ہے۔
اوس سے حرام کا بچہ ہوا ہے بالآخر اونہوں نے اوس شیر خوار سے کہا کہ بتا تیرے
باپ کا کیا نام ہے اوس نے ایک چرواہے کا نام لیا تب اون بیچارے کی جان بچی
اس قصہ کو بیان فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فقیہ نہیں تھا اگر فقیہ ہوتا
تو نماز توڑ دیتا۔ چونکہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نوافل میں مشغول ہو اور والدین بھی پکاریں تو نیت توڑ کر انکی بات سنے

(باقی آئندہ)

خواہ بطور ارتقار جیسا کہ اہل سائنس قائل ہیں یا بطور نشو جیسے کہ اہل حق کی تحقیق ہے
اور اگر کہا جاوے کہ یہ عادت کے خلاف اسی لیے نہیں تھا کہ اصلی عادت اسباب طبعیہ
آثار کا مرتب کرنا تھا ❁

طرح اسباب کا قائل نہیں کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ خلاف ہو سکتا ہے کیونکہ وعدہ خلافی اس کے یہاں ہو سکتی ہے جسکو وعدہ پورا کرنے پر قدرت نہ ہو یا بھول جاتا ہو۔ اور یہ دونوں باتیں حق تعالےٰ کے یہاں ناممکن ہیں لہذا شق ثانی ہی صحیح رہی اور یہ ہی کہنا پڑے گا کہ کبھی کام کے چند روز کرنے سے وعدہ فعلی نہیں ہو جاتا تو یہ مقدمہ غلط اور باطل ہو گیا کہ سنت اللہ وعدہ فعلی ہے۔ جب دلیل کا ایک مقدمہ غلط ہو گیا تو دلیل کل غلط ہو گئی اور ماننا پڑے گا کہ خرق عادت کا وقوع ممکن ہے اور خلاف فطرت باتوں کا وجود ہو سکتا ہے دونوں جواب ختم ہوئے

کوئی ہماری اس تقریر کا رد اس طرح کر سکتا ہے کہ یہ مقدمہ دلیل کا باطل نہیں ہوا کہ عادت وعدہ فعلی ہے اور جو اشکال اس پر وارد کیا گیا تھا کہ اگر عادت سے وعدہ فعلی ہو جاتا ہے تو کبھی اس کے خلاف کیوں ہوتا ہے مثلاً عادت تھی موسم پر بارش ہونے کی اور کبھی اس کے خلاف ہوا۔ تو وعدہ خلافی ہوئی اگر وہ لوگ اس اشکال کا جواب یوں دیں کہ عادت کا دائرہ وسیع ہے عادت اسی ایک فعل یعنی ۱۵۳
بارش کے متعلق نہ تھی بلکہ ایک اور قاعدہ کلیہ کے متعلق تھی جس کا ظہور کبھی بارش ہونے کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی بارش نہ ہونے کی صورت میں وہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر فعل کے لیے کچھ اسباب طبعیہ مقرر ہیں جہاں جیسا سبب پایا جاوے گا وہاں ویسا اثر ظاہر ہوگا بارش کے لیے مثلاً سبب مانسون کا اٹھنا ہے۔ جب یہ سبب پایا جاوے گا تو بارش ہوگی اور نہ پایا جاوے گا تو نہ ہوگی جن سالوں میں بارش ہوئی ان سالوں میں مانسون اٹھا ہوگا اور جن سالوں مانسون نہ اٹھا بارش نہ ہوئی تو یہ دونوں فعل اس قاعدہ کلیہ کے اندر داخل ہو کر موافق عادت اور وعدہ فعلی کے رہے تو وہ اشکال جاتا رہا علی ہذا مختلف انواع کا موجود ہونا اس پر بھی یہ اشکال تھا کہ چند روز تک ایک ہی نوع موجود ہونے سے وہ ہی نوع داخل عادت ہو گئی اب اس کے خلاف نہ ہونا چاہیئے یہاں بھی یہی جواب ہو سکتا ہے کہ صرف اس خاص نوع کا وجود داخل عادت نہ تھا بلکہ وہ بھی اسی ہی ایک قاعدہ کلیہ کا فرد تھا یعنی اسباب طبعیہ جیسے ہوں گے

(ا) اور یہ سب اس عادت میں داخل ہے۔

(ج) ویسے ہی انواع موجود ہو جائیں گی جب تک ایک نوع کے وجود کے اسباب رہے ایک کا وجود ہوا جب دیگر انواع کے اسباب موجود ہو گئے تو دیگر انواع کا وجود ہو گیا تو عادت اور وعدہ فعلی کے خلاف ہونا لازم نہ آیا۔ تقریر اس قائل کی ختم ہوئی۔ جواب اسکا یہ ہے کہ آپنے امساک بارش اور بارش دونوں کو داخل عادت بنانے کے لیے علی ہذا تعدد انواع کو داخل عادت بنانے کے لیے عادت کے دائرہ کو وسیع کیا خلاصہ آپ کے جوا کا یہی ہے۔ پس یہ ہی ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ عادت کے دائرہ کو وسیع کریں۔ چنانچہ اسی آپ کا کام چلا لیکن آپ اس دائرہ کی وسعت کی کوئی حد قرار نہیں دے سکتے جس کے بو یہ کہیں کہ فلاں چیز اسمیں داخل ہے اور فلاں اسمیں داخل نہیں قیامت تک یہ ہی سلسلہ چلا جائے گا کہ نئے نئے انواع موجود ہوں گے اور جب آپ پر اشکال کئے جاویں گے تو آ دائرہ عادت کو اور وسیع کرنا پڑے گا ورنہ وہی اشکال پڑے گا کہ نئی نوع کا وجود اور نیا فعل و فعلی کے خلاف ہے ہاں جب قیامت آجاے گی اور دنیا ختم ہو جائے گی تب آپ کہہ سکیں ۱۵۴
گے کہ فلاں فلاں سبب تھے اور ان کے اثر سے فلاں فلاں فعل ہو سکتے تھے اور اتنی قسم کی انواع ہو سکتی تھیں پس اس وقت کام ختم ہوگا اور دائرہ عادت کی ایک حد بھی قائم ہو جائے اور اس وقت کوئی حد قائم کرنا محض بے سود ہے۔ ضرورت تو دنیا میں اس دائرہ کی تحدید کی ہے تاکہ پہچان سکیں کہ فلاں کام اس دائرہ کے اندر داخل ہے اور وہ وجود میں آسکتا ہے اور فلاں کام اسمیں داخل نہیں اور وہ وجود میں نہیں آسکتا آپ کے پاس چونکہ اس حد بندی کا کوئی اصول اور معیار نہیں لہٰذا آپ کو تو یہ کہنا چاہیے کہ یہ دائرہ عادت غیر محدو ہے اگر آپ اسکو مان لیں تو ہمارا مدعا ثابت ہو گیا اور کسی معجزہ کا اور کسی اوس بات کا جسکی خبر دی گئی ہے مثل جنت و نار ہیئت کذائی کا آپکو انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ دائرہ عادت کو غیر محدود مان چکے گو آپ کی سمجھ میں نہیں آتا مگر ممکن ہے کہ کسی ایسے دائرہ کے اندر داخل ہو جس کا انکشاف ابتک آپ کو نہیں ہوا۔ اور اگر آپ اسکو نہ مانیں تو اس دائرہ کی حد بندی کا کوئی معیار بتائیے اور یہ آپ کبھی نہیں بتا سکتے اس کا معیار ہم بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ

(۱) تو ہم کہیں گے کہ اسباب طبعیہ خود تصرف قدرت و تعلق ارادہ کے خود محتاج ہیں اس لیے اِس اصل کی بھی ایک اصل دوسری نکلے گی یعنی قدرت وارادہ کے تصرف کرنا پس اصل عادت اسکو کہیں گے سو یہ خلاف سائنس واقع ہونے میں بھی محفوظ ہے اِس اعتبار سے خلاف عادت بھی موافق عادت ہوگیا۔

(۲) جس چیز کے ساتھ حق تعالیٰ کی قدرت متعلق ہو وہ اِس دائرہ میں داخل ہے خواہ اس کا وجود زمانہ ماضی میں کبھی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یا اس کا وجود زمانہ حال میں ہو یا نہ ہو ایسی چیز کی پہچان یہ ہے کہ وہ از جنس ممکنات ہو جو چیز بھی از جنس ممکنات ہو اوس کا وجود ہوسکتا ہے خواہ کیسی ہی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہو کبھی ہم نے اوسکو دیکھا یا سنا ہو یا نہو ہاں اوس کے وجود کی خبر صحیح ہونا ضروری ہے (اب ممکن کو بھی سمجھ لیجئے آجکل اسمیں بہی بڑی غلطی کیجاتی ہے ہر نئی بات کو ناممکن کہدیتے ہیں سمجھ لیجئے کہ کوئی چیز ان تین درجوں سے باہر نہیں ہوسکتی یا واجب ہوگی یا ممتنع یا ممکن۔ واجب اوسکو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری ہونے پر دلیل عقلی قطعی قایم ہو اور وہ صرف ایک چیز ہے یعنے ذات پاک خالق جل و علا شانہٗ کی اور ممتنع اوسکو کہتے ہیں جس کے نہ ہوسکنے پر دلیل عقلی قطعی قایم ہو جیسے اجتماع نقیضین کہ ایک چیز ایک ہی وقت میں اور ایک ہی اعتبار سے موجود بھی ہو اور موجود نہ بھی ہو اجتماع نقیضین محال ہے اور جس بات سے اجتماع نقیضین لازم آوے وہ بھی محال ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں کے سوا جو چیز بھی فرض کیجائے خواہ اُس کا وجود کبھی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور خواہ وہ خیال میں آسکتی ہو یا نہ آسکتی ہو سب تیسری قسم میں داخل ہیں جس کا نام ممکن ہے) اسی کے ساتھ قدرت کا مطلقاً اور ارادہ کا احیاناً تعلق ہوتا ہے اور اسی تک عادت کا دائرہ محدود ہے اِس معیار سے حدبندی دائرہ عادت کی ہوگئی اور آپ نے جو حد قایم کی تھی یعنی اسباب طبعیہ پر آثار کا وجود ہونا یہ حدبندی ناقص تہی اسواسطے کہ اسباب میں گفتگو کیجائے گی کہ وہ مؤثر بالذات ہیں یا ان کے اثر کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت ہے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ مؤثر بالذات ہیں لامحالہ دوسری شق رہی کہ اسباب کے لیے بہی کسی اور چیز کی احتیاج ہے اور وہ چیز سوائے تصرف قدرت اور تعلق ارادۂ حق تعالیٰ کے ۵

(۱) باعتبار صورت کے خلاف عادت کہنا صحیح ہے اور باعتبار حقیقت کے موافق عادت کہنا درست ہے پس واقعات کے انکار یا تحریف کی کون ضرورت ہوئی۔

(۲) کے اور کچھ نہیں ہو سکتی تو دائرہ اسباب ایک اور بڑے دائرہ کے اندر داخل ہوا اور اسکی اصل کی بھی ایک اور اصل نکلی تو آپکی تحدید ناقص ہوئی اور غلط ٹھیری اور ہماری تحدید کامل اور صحیح ہوئی خلاصہ یہ ہوا کہ عادت کی تحدید اسباب طبعیہ تک نہ ہوئی جو منتہا ہے سائنس حال کے معلومات کا بلکہ اس سے بڑے دائرہ تک ہوئی جس کا نام قدرت وارادۂ باری تعالیٰ ہے تو جو بات اسباب طبعیہ کے دائرہ سے یعنی سائنس سے باہر بھی ہو اوسکو بھی عادت کے دائرہ سے باہر نہیں کہہ سکتے یعنے خلاف سائنس چیزوں کو بھی (جنکو خارق عادت کہا جاتا ہے) اس تقریر کی رو سے خلاف عادت نہ کہنا چاہیئے ہاں عوام کی سمجھ کے اعتبار سے اسکو خلاف عادت کہہ سکتے ہیں ورنہ درحقیقت وہ خلاف عادت نہیں پھر اون کی خبر سننے سے اسقدر متوحش ہونا کہ اوس خبر میں تاویل وتحریف کرنے لگیں کیا معنے۔

یہاں تک عالمانہ ومحققانہ تقریر سے تردید ہوگئی ہے نئے تعلیم یافتوں کی اس دعوے ۱۵۶
کی کہ خلاف فطرت کوئی امر واقع نہیں ہو سکتا اب ہم ایک سہل عنوان سے قدرت حق تعالےٰ کی وسعت دکھلاتے ہیں جس سے سمجھنا بہت آسان ہو جاوے گا۔ وہ یہ ہے کہ ایک ایسے گاؤں میں جسمیں محض گنوار اور جاہل اور جنگلی لوگ رہتے تھے چند اشخاص کی ایک جماعت پہنچی جن کے پاس یورپ کے ایجاد کردہ بعض ساز وسامان اور آلات تھے انمیں کے ایک شخص نے گاؤں والوں کو کچھ ساز وسامان دکھلایا سب سے پہلے گھڑی دکھائی اسکو دیکھ کر گاؤں کے آدمی حیرت میں رہ گئے اور کہنے لگے یہ آپ سے آپ بولتی کیسے ہے اوسمیں یہ سوئی ناچتی کس طرح ہے اسمیں ضرور کوئی بلا ہے اور یہ کہہ کر بھاگے اس شخص نے اونکو اطمینان دلایا کہ اسمیں کوئی بلا نہیں ہے اور نہ اس سے تمھیں کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کہنے لگے با ولا ہے اس میں بلا نہیں ہے تو یہ اس کے اندر بولتا کون ہے۔ آواز بلا کسی جاندار کے بولنے والے کے کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اوس نے کہا گھنٹہ دو گھنٹے اس کے پاس بیٹھکر دیکھو یہ تو ایک کھلونا اور تماشہ ہے بمشکل وہ لوگ ڈرتے کانپتے اوس کے پاس بیٹھے جب بہت دیر تک بیٹھے رہے اور کوئی بلا اوس میں سے نہ نکلی تو اطمینان

(باقی آئندہ)

اور حاکم نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور تم میں (سب سے) بہتر تھے اور ہم سب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تھے (اور از انجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) امام بخاری نے بروایت حضرت ابن عباس کے (حضرت ابوبکرؓ کی بیعت) پر اتفاق کرنے کے قصہ میں حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے (اپنے عہد خلافت میں) فرمایا مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ تم سے کوئی شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر عمر مر گئے تم میں فلاں شخص سے بیعت کر لوں گا (اے لوگو!) تم میں سے کوئی شخص دھوکہ میں آکر یہ نہ کہے کہ ابوبکر کی بیعت (ابتدا) میں دفعۃً واقع ہوئی اور (بعد اس کے) کامل ہو گئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہے ولیکن اللہ تعالےٰ نے اس (قسم کی) بیعت (میں جو شر اور فتنہ ہوتا ہے (اس) کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (اے لوگو!) تم میں ابوبکر کے مثل کوئی نہیں ہے جس کے آگے (لوگوں کی) گردنیں جھکیں اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے جماعت مسلمین) میں تمہارے لیئے ان دونوں آدمیوں سے ۷۵
ایک کو پسند کرتا ہوں ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو پھر حضرت ابوبکرؓ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا یہ دونوں شخص موجود ہیں) اور اسوقت وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے حضرت ابوبکر کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہیں ہوئی خدا کی قسم اگر میں بلاقصور قتل کر دیا جاؤں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ ایسی قوم پر جس میں ابوبکر ہوں سردار بنایا جاؤں ہاں (اگر خدانخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اس بات کو میری نظر میں اچھا کر کے دکھلائے کہ جسے اسوقت اچھا نہیں جانتا (تو یہ دوسری بات ہے) (از انجملہ بروایت حضرت انس) امام بخاری نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کا دوسرا خطبہ سنا جبکہ حضرت عمر منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دوسرے دن کا ہے سب سے پہلے (حضرت عمر نے) کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اس وقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپ کے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپ ہم سب کے بعد (اس عالم سے) تشریف لیجاتے لیکن ہماری آرزو کے خلاف اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی (تو بھی دین کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تمھارے درمیان اس نور کو باقی رکھا جس سے تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس نور سے ہدایت دی تھی اور (دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ) ابو بکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہیں (وہ تم میں موجود ہیں) وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمھارے کاموں کے حقدار ہیں لہذا اے مسلمانو! اٹھو اور بیعت کرلو (از انجملہ بروایت شیبہ) امام بخاری نے ابو وائل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایک دفعہ) یہاں بیٹھے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے قصد کیا کہ خانہ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں۔ اسپر میں نے کہا کہ آپ کے دونو ساتھی (یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق) نے تو ایسا نہیں کیا فرمایا وہی دونوں تو ہیں جنکی اقتدا کرتا ہوں یہ کہہ کر حضرت عمر رضہ نے ارادہ فسخ کردیا (از انجملہ قبیلہ بنی رزیق کے ایک شخص کی ایک روایت جو حضرت ابو بکر کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں ہے)

ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ (اے لوگو) حضرت ابو بکر سے بیعت کرلو۔ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں پھر دوبارہ دونوں میں اس قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت آئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ ملجائے گی۔ راوی کا قول ہے کہ پھر سب نے حضرت ابو بکر سے بیعت کی (از انجملہ بروایت جابر بن عبد اللہ) ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ اے سب سے بہتر بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر رضہ نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (تو سنو) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ آفتاب نے عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا (از انجملہ بروایت علقمہ بن قیس وقیس بن مروان) ابو یعلی نے علقمہ اور قیس بن مروان سے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے

ائل میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے میں (ایک روز) علی الصباح
مسعود کے پاس انہیں بشارت دینے گیا (وہاں پہونچکر) میں نے ابوبکر کو پایا کہ مجھ سے پہلے
ن کے پاس پہونچ گئے تھے اور انہیں بشارت دے چکے تھے قسم خدا کی میں نے جب کسی نیک
کام میں ابوبکر سے سبقت لیجانے کا ارادہ کیا تو (ناکام ہی رہا اور) وہی مجھ سے اس میں
سبقت لے گئے۔ ضحاک بن مزاحم نے نزال بن سبرہ ہلالی سے روایت کرکے بیان
وہ کہتے تھے ایک دن ہم نے علی رضؓ کو خوش خوش دیکھا تو ہم نے کہا کہ اے امیرالمومنین
ہم سے اپنے اصحاب کی حالت بیان کیجئے اونہوں نے کہا کہ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب تھے وہی میرے بھی اصحاب ہیں ہم نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کی حالت بیان کیجئے اونہوں نے فرمایا کہ وہ شخص تھے جن کا نام خدا نے صدیق
رکھا ہے جبرائیل علیہ السلام کی زبان پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر نماز میں
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
۷۷ وسلم نے ان کو ہماری دینی پیشوائی کے لیے منتخب فرمایا تھا پس ہم ان کی دنیاوی
پیشوائی پر راضی ہوگئے (اسد الغابہ) محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضؓ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں نے
کہا ان کے بعد فرمایا عمر رضؓ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے
ہوئے ڈرا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں آپ نے فرمایا میری کیا ہستی ہے۔ میں
ایک معمولی مسلمان ہوں (بخاری) احمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
متواتر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں روافض پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل مرکب میں
پھنس گئے ہیں (تاریخ الخلفاء)

زکریا بن روید کندی نے حمید بن انس رضؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے
جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے وحی لیکر آئے اور کہا کہ

اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عتیق بن ابی قحافہ (ابوبکر رض) سے کہدیجئے کہ میں ان سے راضی ہوں۔ نیز ابن عیینہ نے بیان کیا کہ اللہ سبحانہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب مسلمانوں کو عتاب کیا سوا (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے کہ ان پر کچھ عتاب نہیں ہوا۔ اور فرمایا کہ

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ	اگر تم نبی کی مدد نہ کرو (تو کچھ پروا نہیں) اللہ نے ان کی مدد
اخرجہ الذین کفروا ثانی	کی جبکہ کافروں نے انہیں نکالا نبی کے ہمراہ دوسرا ایک
اثنین اذ ھما فی الغار	اور تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔

عبد اللہ بن حارث نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں کچھ لوگ میرے بھائی تھے کچھ میرے دوست تھے لیکن میں خدا کی طرف برارت کرتا ہوں اگر میں نے تم میں سے کسی کو خلیل (جانی دوست) بنایا ہو۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا مگر میرے پروردگار نے مجھے خلیل بنایا ہے ۷۸
جس طرح اس نے ابراہیم ع کو خلیل بنایا تھا۔ (اسد الغابہ)

ابو داؤد نے لکھا ہے کہ ہم سے محمد بن مسکین نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد یعنی فاریابی نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علی شیخین سے زیادہ مستحق خلافت تھے اس نے ابوبکر و عمر اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنی مقبول خدا ہو سکے کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیق رسالت کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا) اور بیہقی نے امام شافعیؒ سے باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے آسمان کے نیچے انہوں نے ابوبکر رض سے بہتر کسی کو نہ پایا۔ پس سب نے ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنا لیا (ازالۃ الخفا مقصد اول)

نیز حکیم بن نحل سے مروی ہے (باقی آئندہ)

یادگار صالحین

اس جہل وضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین یعنی بندگان دین کے حالات و واقعات کا بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو کیا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم میرٹھ کی زبان سے نکلے ہوئے ہونیکے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات فی جلیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کماحقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند کتاب یہ وہ کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں طاعون پھیلی ہوئی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا۔ جس زمانہ میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے وہ مکان محفوظ رہتا ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

مجموعہ واقدی یعنی مغازی الرسول فتوح الشام، فتوح المصر و فتوح العجم عجیب و غریب مجموعہ ہے مگر ہے پرانی زبان میں۔ قیمت چھ روپے۔ (ہے)

تاریخ حبیب اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانحعمری معہ غزوات وغیرہ قیمت (۵ر)

قصص الانبیا کلاں۔ قیمت دو روپے۔ (عار)

حکایات الصالحین۔ قیمت آٹھ آنے

نزہۃ البساتین۔ قیمت تین روپے آٹھ آنہ

تذکرۃ الاولیا مؤلفہ شیخ فریدالدین عطار رح قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

فردوس آسیہ۔ تاریخ خلفاء راشدین و ائمہ دین کے حالات نہایت صفائی سے جمع کئے ہیں قیمت عہ

المشتہر۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

تفسیر حقانی کے شائقین کو خوشخبری تفسیر زکوٰۃ کی طباعت شروع ہوگیا اور مقدمہ تیار ہوگیا ہے جسکی قیمت (۶؍) ہے اگر ضرورت ہو تو طلب فرمائیں (محمد عثمان مدیر الہادی دہلی)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں

افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام بجا لانے اور امر و نہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے ہیں اور علتیں یافت کیجاتی ہیں خصوصاً نئی تعلیم کے اثر سے اس بدعملی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ تحقیق اشیاء عقل کو بہانہ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدا تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حکیم الامۃ مدظلہم کو کہ المصالح العقلیہ اردو زبان میں تالیف فرما کر اہل ہند کیلئے احکام اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمایا ہے جو ایک حق طلب حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہو سکتا ہو ورنہ خود پسند و نفس پرست کے لیے تو دفتر بھی کافی نہیں۔

قیمت ہر سہ حصص دو روپے (۲)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مولفہ حکیم الامت حضرت مولانا مدظلہم

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بے مثل رہنما ہے بحث فرمائے اہل سلوک و دافع شبہات شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیف حالی ہے یہی کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کہہ دیں طریقت کو شریعت کا جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہو جائیگا کہ

شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے

ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے قیمت تین روپے چار آنہ (۳؍)

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جانثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

اگر آپ کو مشہور نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ رض بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔

اگر آپ اسلام کے عروج و نزول کے صحیح اسباب معلوم کرکے ان تمام غلط کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان ہو کر کھا کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو **فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام** ملاحظہ فرمائیں ضخامت ۱۲ سو صفحات۔

قیمت تین روپے چار آنے محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه

چوں آیت صدر عنوان است بنا بر مناسبت تعلیم تفہیمی برائے

عامہ ازیں حاضر باشند یا بادی — نیز بر حضرو در تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل است

بر مقاصد و مبادی — پس اتباعاً للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ مندرج است بتدریج شہود

مسمے بہ

الہادی

جلد | بابت رجب المرجب ۱۳۴۷ھ | نمبر

کہ جامع است انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و حاوی مذکر است ہر مجلس و

نادی و مسکن است برائے ہر رائح و صادی — بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ و

حل لغات و کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آن مستفاد است

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی — باہتمام محمد عثمان خان عامی — در شہر دہلی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بہ زر ... میگردد

له ہٰذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث انظر ہہنا بکتاب ارشاد الرحیم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ

جو برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۳ / ۱۰
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۱ / ۱۸
۳	حیوٰۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	" " " "	۱۹ / ۲۲
۴	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم	تصوف	" " " "	۲۳ / ۳۰
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف "	حدیث	" " " "	۳۱ / ۳۴
۶	ملفوظات مزید المجید " " "	ملفوظات	" " " "	۳۵ / ۳۸
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفٰی صاحب سلمہ	۳۹ / ۴۲
۸	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہ	۴۳ / ۴۹

اصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصد امۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے +

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بجمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے ۔

(۳) رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ سے یہ رسالہ بعونہ تعالیٰ تین جزء کا کردیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے ۔ (عہ) ہے ۔

(۴) سوائے ان صاحبان کے جنہوں نے قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی پی پہنچے گا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک انکی قیمت نہ پہنچیں گی یا وی پی کی اجازت نہ دیں گے ۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا ۔

(۶) جو صاحب امسال میں خریدار ہوں گے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جاینگے اور ابتداء سال سے خریدار سمجھے جائینگے ۔ دیباچہ الہادی کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم دفتر سے طلب فرمائیے مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصول ڈاک

الراقم

محمد عثمان ۔ مالک و مدیر "رسالہ الہادی" دہلی

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسکین نہیں ہے جسکو ایک دو لقمہ اور ایک دو چھوارہ در بدر پھراتا ہے مسکین تو وہ شخص ہے کہ نہ اوس کے پاس آتنا ہے کہ اسکو بے نیاز کردے اور نہ کوئی اوسکو مسکین سمجھتا ہے کہ صدقہ دیدے اور نہ کھڑا ہو کر مانگتا ہے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوس آدمی نے فلاح پائی کہ مسلمان ہوا اور ضرورت کے قابل روزی عطا کیا گیا۔ اور اللہ نے اوسکو جو کچھ عنایت فرمایا اوسپر قناعت نصیب کی اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے خوش عیش ہے اوس شخص کے لیے کہ اسلام کی ہدایت دیا گیا اور اس کا گزران ضرورت کے قابل ہے اور قناعت نصیب ہوئی اسکو ترمذی نے
۵۱ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا اور شرط
مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی آدم تو اگر حاجت سے زیادہ کو خرچ کردے تو یہ تیرے واسطے بہتر ہے اور تیرا اوسکو روکنا تیرے لیے برا ہے اور تو کفاف (کے روکنے) پر ملامت نہیں کیا جائے گا اور خرچ فاضل کو شروع کرو ون لوگوں سے جن کی عیالداری کرتا ہے اور عالی ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اسکو مسلم ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے ف از مصنف کفاف وہ رزق ہے کہ سوال سے روک دے قناعت کے ساتھ قدر حاجت سے زاید نہ ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اوس سے ناامیدی کو اپنی اوپر لازم کرلے (یعنی کسی سے امید نہ رکھ) اور لالچ سے بچ اس واسطے کہ

کریہ تو سر دست ہی فقر ہے اور اون باتوں سے بچ جن سے معذرت کیجاتی ہے اسکو حاکم نے
اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے مصنف کہتے
ہیں حاکم نے ایسا ہی کہا ہے (مصنف کا یہ کہنا اسطرف اشارہ ہے کہ مصنف کے نزدیک
اس کی سند کو صحیح ہونے میں کچھ کلام ہے) اور حضرت عبداللہ بن محصن خطمی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایسی حالت میں صبح کی
کہ اپنے بہشت میں امن سے ہے اور اپنے بدن میں تندرست ہے اور اوس دن کا
خرچ اس کے پاس ہے (وہ شخص ایسا ہے کہ گویا اس کے لئے دنیا مع اپنی توابع کے
جمع کردی گئی اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے اس حدیث میں لفظ
سرب واقع ہوا ہے میں نے اپنی پہلی معلومات سے اس کا ترجمہ بہشت کیا ہے جو جھوٹے سے
گھر سے کنایہ ہے مگر مصنف نے اس کا ترجمہ اس کا نفس فرمایا ہے واللہ اعلم اونہوں نے
نفس کو روح کے لیے بہشت خیال فرمایا ہوگا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
۵۲ کہ انصار میں سے ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے
کچھ طلب کیا آپ نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے اوس نے عرض کیا البتہ ایک حضرت
موٹا کمبل ہے کہ ہم کچھ بچھا لیا کرتے ہیں اور کچھ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے کہ ہم
اوس میں پانی پی لیتے ہیں آپ نے فرمایا اون دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ
اون دونوں چیزوں کو لے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونوں کو اپنے دست
مبارک میں لیکر فرمایا ان دونوں کو مجھ سے کون خریدتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا
میں ان دونوں کو ایک درہم میں (کہ ۳۰ر آنہ کا ہوتا ہے) خریدتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایک درہم سے کون زیادہ دیتا ہے دو یا تین مرتبہ فرمایا تب ایک
آدمی نے عرض کیا میں ان دونوں کو دو درہم میں لیتا ہوں (اسی حدیث سے سند
نیلام کی ہے) آپ نے وہ دونوں چیزیں اوس شخص کو دیدیں اور وہ دونوں درہم لیکر اوس
انصاری کو دیکر فرمایا ایک کا اناج لیکر اپنے گھر ڈال اور دوسرے کا ایک کلہاڑا خریدکر
میرے پاس لا وہ لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس میں دستہ اپنے دست مبارک

اسے ڈال دیا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں جمع کرو اور بیچو اور ہم تمکو دس روز نہ دیکھیں اوس نے ایسا ہی کیا۔ پھر حاضر ہوا کہ (اس عرصہ میں) دس درہم کمائے تھے کچھ کا کپڑا خرید لیا اور کچھ کا غلہ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ تیرے واسطے اس سے بہتر ہوا کہ سوال کی وجہ سے تو قیامت کے دن اپنے چہرہ پر دھبا لاتا سوال کرنا کسیکو جائز نہیں ہے بجز تین آدمیوں کے۔ فقیر خاک آلودہ۔ اور رسوائی کنندہ تاوان کی برداشت کرنیوالا اور دردناک خون بہا دینے والا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور بیہقی نے بطور روایت کیا ہے۔ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور ترمذی ونسائی نے صرف پیالہ کے بیچنے کا قصہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔

اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقینی بات ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنی رسیوں کو لیکر لکڑیوں کا گٹھا کمر پر لاکر بیچکر اسکی (بدولت) سے اپنی چہرہ کو (گھرونٹوں کی ذلت سے) روکے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ دیں یا منع کریں اسکو بخاری ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ کہ کوئی تم میں سے کمر پر لکڑیاں لائے اوسکے لیے بہتر ہے اس سے کہ کسی سے مانگے وہ اوسکو دے یا منع کرے۔ اسکو امام مالک بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت مقداد بن معدیکرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کسی شخص نے کوئی کھانا ایسا نہیں کھایا جو اپنی ہات کی کمائی کے کھانے سے بہتر ہو اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔

اس امر کی ترغیب کہ اگر کسی کو نوبت فاقہ کی پہنچے تو خدا سے مدد طلب کرے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر فاقہ آگیا اوس نے اوسکو لوگوں سے مدد لیکر

رفع کرنا چاہا اوس کا فاقہ بند نہ ہوگا اور جس نے اسکو بند کرنے کے لیے خدا سے مدت چاہی تو اللہ پاک جلد اسکو بند کردے گا رزق عاجل یا آجل سے اسکو ابوداؤد و ترمذی نے نقل کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ثابت ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے مگر اون کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ اوسپر غنا بھیجدینگے فوری موت سے یا آیندہ استغنا سے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھوکا ہوا یا حاجتمند ہوا اور اس نے لوگوں سے چھپایا۔ اور پروردگار سے ظاہر کیا اللہ تعالی پر حق ہے کہ اوس کے لیے ایکسال کا خرچ حلال کمائی سے کھولدے اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔

بغیر خوشی دل کے جو چیز دیجاوے اسکے لینے سے ترہیب

۵۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جنابنے فرمایا کہ یہ مال سبز یعنی خوش منظر اور شیریں ہے پس جس شخص کو ہم نے اپنی خوشی دل سے اور اوس کی اچھی طمع سے بغیر مزید حرص کے کچھ دیا اوس شخص کو اوس میں برکت دی جاوے گی اور جسکو ہم نے کچھ بغیر خوشی دل کے اور بغیر اوسکی اچھی طمع کے زیادتی حرص کی وجہ سے دیا اوسکو اوس میں برکت نہیں دیجاوے گی۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور امام احمد اور بزار نے جزو اخیر کو اسی کے مثل سند حسن سے روایت کیا ہے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال کرنے میں اصرار مت کرو خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے اور صرف اس کے سوال کی وجہ سے مجکو کچھ نکالنا پڑے اور مجکو وہ ناگوار ہو اور اوس شخص کے لیے اوس میرے عطیہ میں برکت ہو۔ اسکو مسلم نسائی حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ (آثنار کلام میں)

فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میں (خدا کے مال کا) صرف خزانچی ہوں بس جس شخص کو میں اپنی خوشی دل سے دیتا ہوں اوس کے لیے اوس میں برکت دی جاتی ہے اور جسکو اوس کے سوال اور مزید حرص کی وجہ سے دیتا ہوں وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ کھائے اور سیر نہ ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال میں اصرار نہ کرو اس لیے کہ جو ہم سے اپنے اصرار سے کچھ نکلواتا ہے اسکو اوس میں برکت نہیں دی جاتی۔ اسکو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اوس کے راوی سند صحیح میں حجت لیئے جاتے ہیں۔ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آدمی میرے پاس آتا ہے مجھ سے مانگتا ہے میں اوسکو دیدیتا ہوں اور وہ چلا جاتا ہے مگر وہ اپنی گود میں بجز آگ کے کچھ نہیں بھرتا۔ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

۵۵ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونا تقسیم فرما رہے تھے اتفاقاً آپ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو دیجیے آپنے اُسکو دیا پھر عرض کیا اور زیادہ دیجیے آپنے اور زیادہ دیا تین مرتبہ ایسا ہی مانگا اور دیا پھر جب مڑکر واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہے میں اوسکو دیتا ہوں وہ پھر مانگتا ہے میں پھر دیتا ہوں آپنے تین مرتبہ فرمایا پھر میرے پاس سے واپس ہوتا ہے کہ اوس کی جھولی میں آگ بھری ہوئی ہوتی ہے جب اپنے گھر جاتا ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فلانے شخص کو دیکھا کہ شکر کرتا تھا ذکر کرتا تھا کہ آپنے اوسکو دو دینار عطا فرمائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر فلانا شخص اوسکو میں نے دس سے لگا کر سو تک دیئے اوس نے شکر نہیں کیا نہ وہ اوسکو کہتا ہے تم لوگوں

سے کوئی شخص اپنی حاجت کو مجھ سے نکالتا ہے اوسکو بغل میں لیے ہوئے کچھ نہیں ہوتا بجز آگ کے (یعنی اپنے مطلب کو نہیں بھولتا اور آخرت کے عذاب کو بھول جاتا ہے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اونکو کیوں دیتے ہیں آپ نے فرمایا وہ مانگنے سے نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ میرے واسطے بخل سے انکار فرماتا ہے۔ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اسی حدیث کو امام احمد اور ابویعلیٰ نے ابوسعید کی روایت سے نقل کیا ہے جو پہلے گذر گئی ۔

جس شخص کے پاس کوئی چیز بلا طمع اور بلا سوال آئے خصوصاً حاجت کے وقت اوسکے قبول کرنے کی ترغیب اور واپس کرنیکی ترہیب اگرچہ ضرورت نہو

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو عطا فرماتے میں عرض کرتا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو دیدیجئے کہتے ہیں آپ فرماتے ۵۶
اسے لیلو۔ جب اس مال میں سے کچھ تمہارے پاس بلا لالچ اور بغیر سوال کے آیا کرے اوسے لے لیا کرو اور تمول حاصل کیا کرو پھر چاہو کھایا کرو چاہو خیرات کیا کرو اور جو اس طرح نہ آوے اوسکے پیچھے اپنے نفس کو مت لگاؤ۔ سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں اسیواسطے حضرت عبد اللہ کسی شخص سے کچھ نہیں مانگتے تھے نہ کسی چیز کے لینے سے انکار کرتے تھے اسکو بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا ہے ۔

اور حضرت عطا ربن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عطا بھیجی اوسکو حضرت عمر نے واپس کردی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تم نے کیوں واپس کردی حضرت عمر نے عرض کیا کیا آپنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم لوگوں کے حق میں یہ بہتر ہے کہ کوئی کسی سے کچھ نہ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو جب ہے کہ سوال کر کرلے اور جو بغیر سوال کے ہو وہ تو خدا کا رزق ہے اللہ تعالیٰ تمکو دیتا ہے بس حضرت عمر نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی

کہ میری جان اوس کے قبضہ میں ہے کسی سے کوئی چیز نہیں مانگونگا اور جو چیز بلا سوال آوے گی
ہرگز رد نہ کروں گا اسکو امام مالک نے اسی طرح مرسل نقل کیا ہے اور بیہقی نے زید بن اسلم
سے بواسطہ اپنے باپ کے روایت کیا ہے کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ
عنہ سے سنا فرماتے تھے اور مضمون بالا روایت کیا۔ اور مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ
تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عامر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہا کی خدمت میں کچھ خرچ اور کپڑا بھیجا آپ نے قاصد سے فرمادیا کہ اے بیٹا ہم کسی سے
کچھ نہیں لیتے جب قاصد چلا گیا فرمایا اسکو میرے پاس واپس لاؤ (خادم) واپس لائے
آپ فرمانے لگیں مجھکو ایک بات یاد آگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا
اے عائشہ جو تمکو کوئی عطا بغیر سوال کے دے اسکو قبول کرلو۔ وہ رزق ہے اللہ تعالےٰ نے
تمہارے پاس بھیجا ہے اسکو امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے امام احمد کے راوی
ثقہ ہیں مگر ترمذی کہتے ہیں امام بخاری فرماتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ مطلب بن
۵۷ عبد اللہ نے صحابہ میں سے کسی سے کچھ نہیں سنا۔ مگر اون کا یہ قول سنا ہے کہ مجھ سے
اوس شخص نے حدیث بیان کی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں حاضر تھا اور
میں نے عبد الرحمن سے سنا ہے کہتے تھے ہم نہیں جانتے ہیں کہ مطلب کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے صحابہ میں سے کسی سے سماع ثابت ہو صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مطلب نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کے بارہ میں
ابو حاتم تو کہتے ہیں کہ مطلب نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ثقہ ہے
میں امید کرتا ہوں کہ حضرت عائشہ سے سنا ہوگا اب اگر مطلب نے حضرت عائشہ سے
سنا ہے تب تو اسناد متصل ہے اور اگر نہیں تو قاصد کا نام نہیں بیان کیا اللہ اعلم
اور واصل بن عطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ جناب نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تجھے یہ ہی بہتر ہے کہ
لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ مانگے آپ نے فرمایا یہ تو جب ہے کہ تم مانگو اور جو تم کو اللہ تعالےٰ
نے بغیر سوال تمہارے پاس بھیجا یا وہ تو رزق ہے اللہ تعالےٰ نے تم کو بھیجا یا ہے (وہ

اس میں داخل نہیں ہے) اسکو طبرانی اور ابو یعلی نے ایسی سند سے روایت کیا ہے
کہ اوس میں کچھ اندیشہ نہیں ہے۔

اور حضرت خالد بن علی جہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس کسی کے پاس اوس کے بھائی
کی جانب سے کوئی احسان بغیر سوال اور طمع نفس کے پہنچے اوسکو قبول کرلے اور واپس نہ
نہ کرے وہ تو رزق ہے اللہ تعالی غالب اور بزرگ نے اسکو بھیجا ہے اسکو امام احمد نے
سند صحیح سے اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت
کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا جس کسیکو کہ اللہ تعالی نے اس مال میں سے کچھ بغیر سوال کے
عنایت فرمایا اوسکو قبول کر لینا چاہیئے کہ وہ تو رزق ہے خدا نے اوس کے پاس
بھیجا ہے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی حدیث صحیح میں قابل ۵۸
حجت ہیں اور عابد بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں جناب نے ارشاد فرمایا جس شخص کے لیے اس رزق میں سے کچھ بغیر
طلب اور نفس کی خواہش کے پیش کیا اوس کے ساتھ اپنے رزق میں وسعت کر لینا
چاہیئے اب اگر وہ غنی ہے تو اسکو اوس شخص کیطرف بھیج دینا چاہیئے جو اوس سے زیادہ
حاجتمند ہے اسکو امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے امام احمد کی راوی کھرے
قوی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد بزرگوار
سے دریافت کیا اشراف نفس کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو کہے کہ فلانا میرے پاس بھیجے گا
فلاں میرے ساتھ سلوک کرے گا (غرض دل منتظر رہنا)

لوجہ اللہ بجز جنت کے مانگنے اور لوجہ اللہ مانگنے والے کو منع کرنیسے ترہیب

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

(باقی آئندہ)

لوگوں نے آپکو ایک ایسے مکان میں اُتار دیا جہاں ایک جن تہا بہت تکلیف پہنچا رکہی تھی اور اُسکی وجہ سے وہ مکان بالکل خالی چہوڑ دیا گیا تہا جب حضرت رات کو تہجد میں اُٹہے دیکہتے کیا ہیں کہ مکان اندر سے بند ہے کنڈی لگی ہوئی ہے اور نہ معلوم کہاں سے ایک آدمی آیا اور اُس نے سلام کیا اور مصافحہ کرکے بیٹھ گیا حضرت نے تعجب سے پوچھا تم کون ہو اور کدھر سے آئے ہو اوس نے عرض کیا میں ایک جن ہوں اور میری ہی وجہ سے یہ مکان خالی پڑا ہے مجھے حضرت سے ملنے کا اشتیاق تہا اسلئے زیارت کو آیا ہوں۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہم سے محبت کا دعوے اور یہ ناشائستہ حرکت تم کو خدا کا خوف نہیں کہ لوگوں کو تکلیف دیتے ہو اسنے وعدہ کیا کہ میں اب کسیکو تکلیف نہ دونگا۔ اس کے بعد وہ جن اس مکان سے چلا گیا اور وہ مکان آباد ہو گیا تو حضرت کا یہ اثر جن پر خداتعالےٰ کی تابعداری کرنے کی وجہ سے تہا۔ تواریخ کی کتابوں میں یہ حکایت لکہی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے جب مصر فتح کیا تو ایک بار دریائے نیل خشک ہو گیا لوگوں نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کبھی پہلے بھی ایسا ہوا ہے اور لوگ ایسے وقت کیا کرتے ہیں لوگوں نے کہا یہاں یہ رسم ہے کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے تو لوگ ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سنگار کرکے اسمیں ڈال دیتے ہیں دریائے نیل پہر جوش مار کر بہنے لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسلام کے آنے کے بعد اب ایسا کبھی نہ ہوگا اور یہ سب حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بہیجا حضرت عمرؓ نے اپنا ایک رقعہ دریائے نیل کے نام لکھ کر بہیجا جس کا یہ مضمون تہا کہ اگر تو اپنی خوشی سے چلتا ہے تو ہمکو تیری حاجت نہیں۔ اللہ تعالےٰ رزق پہنچانے والے ہیں اور اگر خدا کے حکم سے چلتا ہے تو شیطان کے تصرف سے کیوں بند ہوتا ہے اس رقعہ کے ڈالتے ہی دریا کو جوش ہوا اور ہمیشہ کے لیے بہنے لگا اور وہ بری رسم موقوف ہو گئی یہ ساری برکت حضرت خداتعالےٰ کے تابعدار بنجانے کی ہے حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرتا ہے اوس کے لیے سب باتیں آسان ہو جاتی ہیں غرضکہ ثابت ہو گیا کہ عبادت ہی آرام کا سبب ہے اور گناہ تکلیف کا سبب ہے۔ آجکل اول تو گناہ کو مصیبت اور

تکلیف کا سبب ہی نہیں سمجھتے اور اگر کوئی یہ سمجھتا بھی ہے تو اپنے گناہ کو نہیں بلکہ دوسروں کے گناہوں چنانچہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اپنے گناہ کو نہیں دیکھتے بلکہ دوسروں کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مصیبت انکی وجہ سے آئی ہے پہلے بزرگوں کی حالت اس کے خلاف تھی اون کا یہ خیال تھا کہ جب کوئی مصیبت آتی تو یہ خیال کرتے تھے کہ ہمارے ہی گناہوں کی وجہ سے بلا آئی ہے حضرت ذوالنون مصریؒ سے لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت بارش نہیں ہوتی دعا کیجئے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں شاید بارش میری وجہ سے نہیں ہوتی میں یہاں سے چلا جاتا ہوں بارش ہو گی چنانچہ وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری وجہ سے مخلوق پر عذاب نہ دیجئے بارش نازل کر دیجئے بس کرنا تھا کہ بارش ہوگئی۔ ہم لوگوں کو اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہیئے مگر آجکل بجائے گناہ کے اپنی خوبیوں پر نظر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ خوبیاں ہی کیا ہیں اور اسکی خبر نہیں کہ ہماری نیکیاں خدا تعالیٰ کی درگاہ کے قابل ہرگز نہیں ہو سکتیں
۸ توبس یہ سب ہمارا دعویٰ اور گمان ہی ہے یہ لوگ اپنے جن نیک کاموں پر ناز گھمنڈ کرتے ہیں وہ صرف ان کے گمان ہی میں نیک ہیں ورنہ حقیقت میں بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے وہ قبول ہونے کے لائق بھی نہیں۔ مثال کے طور پر مجھے یاد آیا کہ ایک صاحب مجھکو بے طریقہ پنکھا جھلنے لگے مجھکو ناگوار ہوا اب وہ صاحب تو سمجھتے ہونگے کہ ہم خدمت کر رہے ہیں اور آرام دے رہے ہیں مگر یہاں اور اولٹی تکلیف ہو رہی ہے اور بعض لوگ اپنے ہی گناہوں کو مصیبتوں کا سبب سمجھکر عبادت اور توبہ میں مشغول ہوتے ہیں مگر اس عبادت اور توبہ میں پہلے ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب یہ مراد حاصل ہو جائے گی تو اسکو چھوڑ دیں گے جیسے طاعون کے زمانہ میں بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ مگر جہاں طاعون ختم ہوا اس کے ختم کے ساتھ ہی نماز کو بھی چھوڑ دیتے ہیں یہ تو بالکل دھوکہ کی صورت ہوگئی اسی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم سے اُٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں دعائیں مانگتا ہے اور جب اوس کی تکلیف جاتی رہتی ہے تو اسکی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا تکلیف دور کرنے کے لیے

ہم سے رعایتیں مانگی تھیں ہمارے ایسے برتاؤ کی سزا تو بہت سخت ہونا چاہیئے تھی مگر یہ اونکی رحمت اور عنایت ہے کہ اتنی خطاؤں اور شوخیوں کے ہوتے ہوئے بھی روزی اور تندرستی ویسے ہی باقی رکھتے ہیں (۳۲) غرضکہ ثابت ہوگیا کہ گناہ کا اصلی اثر گناہ ہے وقت بھی اور انجام کار بھی تکلیف ہی تکلیف ہے تو ایسی چیز میں لذت ہی کیا ہوئی پس گناہ میں لذت ہونے کا شبہ جاتا رہا اور گناہ کرنے کے لیے کوئی سچ مچ کا عذر نہ رہا۔ اور ثابت ہوگیا کہ گناہ ہلکا سمجھنے کی چیز نہیں نہ تو اعتقاد میں ہلکا سمجھے کیونکہ یہ کفر ہے اور نہ برتاؤ میں کیونکہ یہ دینداری اور عقل کے خلاف ہے حدیث میں ہے کہ ایماندار گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو کہ وہ گرا چاہتا ہے اسلئے اوس سے بچتا ہے اور ڈرتا ہے اور منافق گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ایک مکھی ناک پر آکر بیٹھی اور اوسکو ہاتھ سے اڑا دیا۔ اس لیے بیدھڑک گناہ کرتا ہے اور ڈرتا نہیں گناہ کا خوفناک ہونا تو بیان ہوچکا۔ اب اس کے علاج کرنے کا ایک طریقہ بیان کیا جاتا ہے جس سے توبہ کرنے کا طریقہ معلوم ہو اور گناہ سے خوف ہو۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے اسمیں مراقبہ کیا کرے اور یہ مضمون سوچا کرے اور پہر نفس سے اس کے ہر کام کا حساب لے چنانچہ اول گناہوں کے نقصانوں کو سوچے اور پہر اوس کے اوپر جو عذاب ہونے والا ہے اس کا خیال کرے پہر یہ دیکھے کہ میں کیسی نافرمانی کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچے اور پہر اپنے برتاؤ کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر رہا ہے پہر نفس کو ملامت کرے اور اوسکو خوف دلائے اس کے بعد موت اور موت کے بعد کی تمام حالتوں کو سوچے اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ دنیا کی محبت دل سے کم ہوگی جو کہ زیادہ سبب ہے گناہ ہونے کا حدیث شریف میں ہے کہ لذتوں کو مٹا دینے والی چیز یعنی موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو مراقبہ کے لیے یہ اشعار بہت مناسب ہیں ؎

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس ہے اور سر زمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی
اس طرف آواز بلبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہے مئے گلگوں کا دور
شب ہوئی تو ماہ رویوں سی کنار و بوس ہے

سلہ جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ہو۔ ۱۲۔ سلہ نقارہ ۱۲ ط۔ سلہ جن کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ہو ۱۲

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا ہیں تجھے ۔۔۔ چل دکھاؤں تو تو قید آز[1] کا محبوس[2] ہے
لیگئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف ۔۔۔ جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس[3] ہے
مرقدِ یا دو میں دکھلا کر لگی کہنے مجھے ۔۔۔ یہ سکندر[4] ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج۔
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت افسوس ہے۔

اِس مراقبہ کے بعد دل سے دنیا کی محبت کم ہوگی اور توبہ ہی نصیب ہوگی اور گناہ کا مرض خدا کے فضل سے دور ہو جائیگا۔ فقط

---

[1] حرص [2] قیدی [3] ناامیدی [4] بادشاہوں کے نام ہیں ۱۲۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دوسری جلد کا ساتواں وعظ ختم ہو کر آٹھواں شروع ہوتا ہے (مدیر)

مسائل السلوک مع رفع الشکوک ۱۰

مولفہ حکیم الامۃ حضرت مولانا مدظلہم

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنے کا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلیے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلیے بے مثل رہنما ہے ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلیے اتمام حجت ہے اور محبین کیلیے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیفیت روحانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں طریقت سے شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں۔ اور مسائل السلوک کا مطالعہ کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھ کر انکو واضح ہو جائیگا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے قیمت تین روپے چار آنہ (سے)

ملنے کا پتہ محمد عثمان۔ تاجر کتب دریبہ کلاں دھلی

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا آٹھواں وعظ

مسمّٰی بہ

معاشرت کے حقوق

منتخب از وعظ ششم دعوت عبدیت حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ

۱۱ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اہواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرًا وضلوا عن سواء السبیل

ترجمہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق کی زیادتی مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے اور وہ لوگ سیدھے راستہ سے دور ہوگئے تھے اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) پہلے میں نے ایک وعظ میں کچھ حقوق کے متعلق بیان کیا تھا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کتنے حق ہیں اور وہ بہت سے ہیں مثلاً سلام کرنا۔ دعوت قبول کرنا بلائے تو جواب دینا۔ چھینکنے کے وقت الحمد للہ کہے تو جواب دینا بیمار ہو تو اس کا مزاج پوچھنے کے لئے جانا مر جائے تو جنازے میں شریک ہونا یہ حقوق تو پاس رہنے کی حالت کے ہیں اور بعض حقوق پاس نہ ہونے کی حالت کے ہیں جیسے کہ ایک مسلمان کے پیچھے اسکی کوئی غیبت کرے تو اسکو دفع کرنا۔ اسپر کوئی بہتان باندھے تو اس کا دور کرنا وغیرہ وغیرہ

میں نے وعدہ کیا تھا کہ ان حقوق کے ضروری آداب کسی موقع پر بیان کروں گا۔ تو آج اونکو بیان کرتا ہوں۔

(اخلاق و عادات کے لیے بھی حدود و آداب ہیں)

جاننا چاہیئے کہ اخلاق اور عادات کے لیئے بھی کچھ قاعدے مقرر ہیں جیسے کہ نماز روزہ وغیرہ کے لیے مقرر ہیں کہ جن میں کمی زیادتی کرنے سے ان کا حق ادا نہیں ہوتا۔ پس جس طرح چار رکعت والی نماز یا پانچ رکعت یا تین رکعت پڑھنے سے ادا نہیں ہوتی۔ اور عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھنے سے ادا نہیں ہوتی یا جیسے رکوع میں قرآن شریف پڑھنا جائز نہیں بلکہ اور گناہ ہے یا جیسے عصر کے وقت تک روزہ رکھنے سے روزہ نہیں ہوتا اور عشاء کے وقت تک روزہ رکھنے سے گناہ ہوجاتا ہے اسیطرح اخلاق اور عادات کی بھی حدیں مقرر ہیں کہ ان میں کمی زیادتی کرنے سے بندہ کے ذمہ برائی آتی ہے اس لیے تم انکے آداب اور اونکی حدوں کو جاننا ضروری ہے آجکل لوگوں کی عادتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اون کے آداب سے اکثر لوگوں کو ناواقفیت ہے گویا اوسکو دین ہی نہیں سمجھتے اس لیے اپنی رائے میں جو آیا کرلیا اس لیے اون کے ادب اور احکام ۴
بھی دریافت نہیں کرتے اور بعض جاننے والے اخلاق اور عادات میں کمی کرنے کو تو برا جانتے ہیں۔ مگر زیادتی کو برا نہیں جانتے بلکہ ہر طرح کی زیادتی کو پسند کرتے جاتے ہیں اور اوسکو مقصود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں زیادتی کی برائی بیان کرنے سے معلوم ہوچکا ہے کہ جس طرح کمی بری ہے اسیطرح زیادتی بھی بری ہے جیسے سلام ہے کہ لوگ ابھی کتنی زیادتی کرتے ہیں کہ ذکر؎ قرآن خطبہ اذان وغیرہ سب میں آتے جاتے سلام کرتے ہیں مثل مشہور ہے اوچھے نے سیکھا سلام نہ صبح دیکھو نہ شام۔ اس قسم کی زیادتی بھی دین میں پسند نہیں بلکہ اس آیت میں اسکو منع فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ۔ یعنی تم اپنے دین میں ناحق کی زیادتی مت کرو اسکی مثال نسخے کی سی سمجھنا چاہیئے کہ جیسے حکیم نسخے میں چھ ماشہ کوئی دوا لکھے تو اگر بیمار یہ خیال کرکے اوس کا وزن بڑھادے کہ یہ چیز جب حکیم نے لکھی ہے تو ضرور فائدہ مند ہوگی اور زیادہ ڈالنے سے اور زیادہ فائدہ

؎ اللہ اللہ کرنا۔ ۱۲

ہوگا تو وہ دوا ہرگز فائدہ مند نہ رہے گی اسی طرح شریعت جب روحانی علاج[1] ہے تو اس کے حکموں کی مثال نسخے کی سی سمجھنا چاہیئے تو انہیں کمی زیادتی کرنے سے ضرور نقصان ہوتا ہے اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو۔

(۲) میں نے اخلاق کے آداب اور حقوق کے بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لئے آج اسکو پورا کرتا ہوں کیونکہ وعدہ کا پورا کرنا بھی شریعت میں واجب ہے۔ اور لوگ اس میں بھی سستی کرتے ہیں وعدہ پورا کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ خیر میں اب ان حقوق اور آداب کا بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک سلام ہے کہ یہ کفایہ کے طور پر سنت ہے یعنے ساتھیوں میں سے اگر ایک بھی سلام کرلے تو سب کے ذمے سے اتر جاتا ہے مگر اس میں یہ بے احتیاطیاں کیجاتی ہیں کہ ایک تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ وقت سلام کا ہے یا نہیں بعض وقتوں میں سلام کرنا منع بھی ہے جیسے عبادت کے وقت خواہ وہ ذکر ہو یا قرآن یا نماز ان وقتوں میں سلام کرنا منع ہے کیونکہ ایسے وقت میں سلام کرنا دوسرے کو خدا تعالے کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول کرنا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص حاکم کے پاس بیٹھا ہوا اس سے باتیں کر رہا ہو اور ایک دوسرا شخص اوسکو اپنی طرف مشغول کرنا چاہے کیا یہ ادب کے خلاف نہ ہوگا ضرور ہوگا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خدا میں مشغول ہونے والے کو جو کوئی اپنی طرف مشغول کرنا چاہتا ہے تو اوسکو فوراً خدا کا غضب آ لیتا ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت آ پڑے تو اوسوقت ذکر کو چھوڑ کر دوسرا کام کرنا یہ اور بات ہے جیسے کہ انسان کوئیں میں گرنے لگے تو ایسے وقت میں نماز بھی توڑ کر اوسکو بچانا ضروری ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جب عبادت کے وقت سلام ہی کرنا اس وجہ سے منع ہوگیا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغولی میں خلل نہ آئے تو اور ایسے کام بھی ضرور منع ہوں گے جن سے دوسرے کا دل بٹے جیسے کہ اوسکو خبر کرنے کے لئے کھنکھارنا کھانسنا۔ یا اوسکی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ جانا کہ اس سے دوسرے آدمی کی طبیعت پریشان ہوتی ہے اپنے اوپر قیاس کرکے دیکھ لینا چاہیئے کہ اگر ہمارے

[1] یعنے روح کا علاج ہے گناہوں کی بیماری سے ۱۲

ساتھ یہ برتاؤ ہو تو تکلیف ہو یا نہیں۔ تو ہر جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتے دوسروں کے لیے کیوں پسند کرتے ہو۔ بعض لوگ بیٹھے پیچھے بیٹھنے کو ادب سمجھتے ہیں حالانکہ ادب ایسی چیز ہی کبھی نہیں ہو سکتا جس میں تکلیف ہو وہ تو بے ادبی ہوئی جو لوگ ایسا کرتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے پیچھے اسطرح آکر بیٹھ جائے تب حقیقت معلوم ہو جائے بعضے اس قسم کی روک ٹوک کرنے پر اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے مزاج میں تو انگریزی انتظام ہے افسوس ہے درمختار[1] تو کوئی انگریزی کتاب نہیں اس میں سلام کے یہ آداب لکھے ہیں جن کا ذکر کیا گیا اسیطرح بعض لوگ ذکر کے وقت دوسرے آدمی کو انتظار میں تکتے رہتے ہیں اس سے بھی طبیعت پریشان ہوتی ہے بلکہ اگر انتظار کرنا ہو تو ایسی جگہ بیٹھکر انتظار کرنا چاہیئے کہ ذکر کرنے والا اسکو نہ دیکھے اور یہ شخص اسکو دیکھ سکے تاکہ اس کا دل پریشان نہ ہو۔ اسیطرح بعض لوگ اور جگہ موجود ہوتے ہوئے خاص بیٹھک کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اول تو شرک کے مشابہ ہے دوسرے کسی آدمی کو قید کر دینا ہے کہ جب تک یہ سلام نہ پھیرے وہ غریب کہیں جا بھی نہیں سکتا یہ کونسی عقل کی بات ہے۔ بعضے فیض لینے کے خیال سے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں سو یاد رہے فیض تکلیف دینے کی حالت میں نہیں ہو سکتا یہ سخت غلطی ہے کہ تکلیف بھی دیں اور فیض کی بھی امید رکھیں واقعی بعض ادب بھی تکلیف دہ ہے تو ایسا ادب خود چھوڑ دینا چاہیئے دیکھئے حضرات صحابہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں اٹھتے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے ناگواری ہے ادب یہی ہے کہ اپنے بزرگ کی رضا و خوشنودی کی کوشش کرے یہاں تک کہ اگر کسی طرح معلوم ہو جائے کہ رستہ میں ساتھ چلنے سے تکلیف ہوتی ہے تو ساتھ بھی نہ جانا چاہیئے۔ اسی طرح جوتا اٹھانے سے اگر تکلیف ہو تو جوتا بھی نہ اٹھائے۔

جناب مولانا فتح محمد صاحب مرحوم کی حکایت ہے کہ جمعہ کے بعد مسجد سے باہر کو تشریف لیجارہے تھے کہ ایک شخص نے آکر جوتا لینا چاہا مولوی صاحب نے تواضع کی وجہ سے نہ دیا اسنے اصرار کیا مولوی صاحب نے زور سے پکڑ لیا تو اس نے ایک ہاتھ سے تو مولوی صاحب کا ہاتھ دبایا اور

حکایت مولوی فتح محمد صاحب

[1] مسئلوں کی ایک کتاب کا نام ہے ۱۲

(باقی آئندہ)

روح دوازدہم مسجد بنانا (اسمیں اسکے بنانے میں مدد دینا مال سے یا جان سے اور اسکے لیے زمین دینا اسکی ٹوٹی پھوٹی کی درست کرنا سب آگیا) اور اسکے حقوق ادا کرنا (ان حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں) یعنی ۱ اس میں نماز پڑھنا خاصکر جماعت کے ساتھ ۲ اسکو صاف رکھنا ۳ اس کا ادب کرنا ۴ اسکی خدمت کرنا ۵ وہاں کثرت سے حاضر رہنا اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں **آیات** ۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے (۲) ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں سو ایسے لوگوں کے لئے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات) تک پہنچ جاویں (توبہ) **ف** اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کیلئے خوشخبری ہے ایمان اور جنت کی چنانچہ ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اسمیں اسکی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اسکے ایمان کی گواہی دیدو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما یعمر الآیہ (یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا مشکوٰۃ از ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) (۳) وہ (اہل ہدایت) ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور انمیں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے (نور) **ف** مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہی ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے **احادیث** (۱) حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو (اور کوئی بری غرض نہو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی کی مثل (اس کا گھر) جنت میں بنا دیگا (بخاری و مسلم) **ف** اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بناوے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کر دے اُس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمان رضؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بنا دیو (بنانے میں مال خرچ کرنا یا جان کی محنت خرچ کرنا دونوں آگئے) چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابوسعید کی روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود بھی اینٹیں اٹھا رہے تھے خواہ وہ قطاۃ پرندہ کے گھونسلہ کی برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیگا (ابن خزیمہ)

(ابن ماجہ) ف اس حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کیونکہ
گھونسلہ کی برابر کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا سکا اسکے بننے میں تھوڑی سی شرکت کر لی جس سے
اسکی رقم کے مقابلہ میں اس مسجد کا اتنا ذرا سا حصہ آگیا۔ اور اوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اسکی مثل جنت میں گھر بنیگا
اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ اس صورت میں گھونسلہ کے برابر گھر بن جاویگا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں
اسکی مثل ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہوگا اسکی مثل گھر بنے گا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا
ہوگا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے مسجد
بناویگا اللہ تعالیٰ اسکے لئے (جنت میں) ایک گھر بناویگا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا (احمد) (۴) حضرت
ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کے لیے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد)
بنائے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بناویگا (طبرانی اوسط) ف یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں
حرام مال نہ لگاوے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو خواہ ملبہ ہو خواہ زمین ہو جیسا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ دوسرے
زمیندار کی زمین میں بدون اسکی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں پھر اسکے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں
اور اسکو اسلام کی بڑی طرفداری و خدمت سمجھتے ہیں خصوصاً اگر زمیندار غیر مسلم ہو تب تو اسکو کفر و اسلام کا مقابلہ
۵۰ سمجھتے ہیں سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جاوے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے البتہ زمیندار کی
خوشی سے اپنی ملک کرا کر پھر اس میں مسجد بنالی (۱۳) حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید
حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی ایک رات کو وہ مرگئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دیگئی آپ نے
فرمایا تم نے مجھکو اسکی خبر کیوں نہ کی پھر آپ نے صحابہ کو لیکر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اسپر تکبیر فرمائی (مراد نماز
ہے) پھر آپ نے اس سے پوچھا تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو
(ابو الشیخ اصبہانی) ف دیکھئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی جسکی مسکنت و گمنامی
کے سبب اسکی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں کی گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اسکی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پر تشریف لیگئے اور اسپر
جنازہ کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدس کی خصوصیت تھی اور اسکے لئے دعا فرمائی پھر حضور کے پوچھنے پر خود
اس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں
(۱۴) ابو قرصافہ سے ایک بڑی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا
کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے (طبرانی کبیر) (۵) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ

ا ملی فرش سے الگ کنکر ٹھیرا اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیگا (ابن ماجہ) (ملا) حضرت شہ رضہ سے روایت ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ محلہ میں مسجدیں بنانیکا حکم اور اونکو ف پاک رکھنے کا حکم فرمایا (احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ) ف پاک رکھنا یہ کہ یں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا یا ناپاک تیل وغیرہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ لتے رہیں (ملا) واثلہ بن الاسقع سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ مسجدونکو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو (ابن ماجہ و کبیر طبرانی) ف جمعہ کی قید میں یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جن میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں کبھی کبھی دھونی دینا یا اوسیطرح خوشبو لگا دینا چھڑک دینا سب برابر ہے (ملا) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسیکو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو جد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہدو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچا دے (ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و حسنہ) اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں (مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ) ف مراد اوس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھوئی گئی اور مسجد میں آکر ۱۵۱
پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دے دے اور یہ بد دعا دینا تنبیہ کے لیے ہے لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دنیا کے کام نہ کرے (ملا) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں۔ اسکو رستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ جلد پہنچنے کے لیے مسجد کے اندر ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں) اور اوسمیں ہتھیار نہ سونتے جائیں اور نہ اوسمیں کمان کھینچی جاوے اور نہ اوسمیں تیروں بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کے چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت لیکر اوسمیں کو گذرے۔ اور نہ اوسمیں کسیکو سزا دیجاوے۔ اور نہ اوسمیں کسی سے بدلہ لیا جاوے (جسکو شرع میں حد و قصاص کہتے ہیں) اور نہ اوسکو بازار بنایا جاوے (ابن ماجہ) ف یہ سب باتیں مسجد کے ادب کے خلاف ہیں (ملا) عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی۔ اللہ تعالیٰ کو اون لوگوں کی کچھ پرواہ نہ ہوگی (یعنی اون سے خوش نہ ہوگا) (ابن حبان) ف دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے (ملا) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا جو شخص جماعت کی مسجد کیطرف چلے تو اوس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اوسکے لئے نیکی لکھتا ہے
میں بھی لوٹتے میں بھی (احمد و طبرانی و ابن حبان) **ف** کیا ٹھکانا ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہے
لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے (۱۲) ابو درداءؓ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں آپنے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کیطرف چلے خدا تعالیٰ اوسکو قیامت کے روز نور دیکر
ملیگا (طبرانی) (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ سات آدمیوں کو اللہ
اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس روز سوا اوس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا اونمیں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد
میں اٹکا ہوا ہو (بخاری و مسلم وغیرہما) (۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان بدبودار
ترکاریوں سے (یعنی پیاز و لہسن جیسا کہ اور حدیثوں میں آیا ہے) بچو کہ اونکو کھا کر ہماری مسجد میں نہ آؤ اگر تم کو اون
کھانیکی ضرورت ہی ہو تو اون کی بدبو کو آگ سے مار دو (یعنی پکا کر کھاؤ کچی کھا کر مسجد میں نہ آؤ) (طبرانی)
(۱۵) ابو امامہؓ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جو شخص مسجد کیطرف
جاوے اور اوس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھاوے تو اوسکو حج کرنیوالیکے برابر پورا ثواب ملے
(طبرانی) **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لیے ہے ایسے ہی علم دین سیکھنے کیلئے بھی ہے سو مسجدوں میں ایسے شخص کو
چاہیے جو دین کی باتیں بتلایا کرے یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں بجز دو حدیثوں کے کہ اونمیں مشکوٰۃ و جمع الفوائد کا نام لکھا
ہے **دستور العمل** جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہے: **الف** ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی
ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہیے **ب** مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو **ج** مسجد کا ادب
یعنی اسکو پاک صاف رکھیں جھاڑو دیا کریں اسکی ضروری خدمت کا خیال رکھیں بدبودار جیسے تمباکو وغیرہ چیز کھا کر
لیکر اوسمیں نہ جاوے وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے **د** مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہیے اور بدون عذر
جماعت نہ چھوڑنا چاہیے مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اسمیں تعلق بڑھتا ہے ایک کو دوسرے
کا حال معلوم رہتا ہے مالک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ
کو صبح کی نماز میں نہیں پایا۔ حضرت عمرؓ بازار تشریف لیگئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان
تھا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا میں نے سلیمان کو صبح میں نہیں دیکھا الخ اس حدیث کے ذیل میں علماء نے
یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے **ہ** مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے
و جب فرصت ملا کرے مسجد میں جا کر بیٹھ جایا کرو مگر وہاں جا کر دین کے کاموں میں یا دین کی
باتوں میں لگا رہے اگر سب آدمی اسکی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہونچے فقط

اشرف علی

۵۲

زان فن مان رفتہ شدہ بدنام و خوار — کام دشمن مے رود ادبار وار

زاہدے بیند بگوید اے کیا — ہمتے میدار از بہر خدا

کاندرین ادبار زشت افتادہ ام — مال و زر و نعمت از کف دادہ ام

ہمتے تا بو کہ من زین وا رہم — زین گل تیرہ بود کہ بر جہم

این دعا میخواہد او از عام و خاص — کالخلاص و الخلاص و الخلاص

دست بازو پاے باز و بند نے — نے موکل بر سرش نے آہنے

۱۴۹ از کدامیں بند میجوئی خلاص — وز کدامیں قید میخواہی مناص

بند تقدیر و قضاے مختفے — کہ نہ بیند آن بجز ذات صفے

گرچہ پیدا نیست آن در مکمن است — بدتر از زندان و بند آہن است

زانکہ آہنگر مر آنرا بشکند — حفرہ گر ہم خشت زندان بر کند

این عجب این بند پنہان گران — عاجز از تکسیر آن آہنگران

دیدن آن بند احمد را رسد — بر گلوے بستہ حبل من مسد

دید بر پشت عیال بولہب
تنگ ہیزم گفت حمال الحطب

حبل و ہیزم را جز آن چشمے ندید
کہ پدید آید برو ہر ناپدید

باقیانش جملہ تاویلے کنند
کاین ز بیہوشی است ایشان ہوشمند

لیک از تاثیر آن پشتش دوتو
گشتہ و نالان شدہ در پیش او

کہ دعائے ہمتے تا وارہم
تا ازین بند نہان بیرون جہم

آنکہ داند این علامتہا پدید
چون نداند و شقے را از سعید

داند و پوشد بامر ذوالجلال
کہ نداند کشف راز حق حلال

این سخن پایان ندارد آن فقیر
از مجاعت شد زبون و تن اسیر

پنج روز آن باد امرودے نریخت
ز آتش جوعش صبوری می گریخت

بر سر شاخے مرودے چند دید
باز صبرے کرد و خود را واکشید

باد آمد شاخ را سر زیر کرد
طبع را بر خوردن او چیر کرد

جوع و ضعف و قوت جذب غذا
کرد زاہد را ز نذرش بیوفا

اوس پہاڑمیں درخت اور پہل امرود۔ انار سیب بکثرت تھے اور اس فقیر کی غذا وہی میوے تھے اون کے علاوہ اور کوئی چیز نہ کھاتا تہا۔ ایک مرتبہ اوس نے حق سبحانہ سے کہا کہ اے اللہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی میوہ نہ توڑوں گا۔ یعنی نہ خود توڑوں اور نہ کسی سے کہونگا کہ توڑ دے یہاں نہ زور درخت سے میوہ نہ چنوں گا بجز اون میوؤں کے جو ہوا سے گر جائیں ایک زمانہ تک اپنے عہد کو پورا کرتے رہے۔ آخر امتحانات خداوندی شروع ہوئے چونکہ دعوے پر امتحان ضروری ہے اور امتحان میں کامیابی نہایت کٹھن اور لوہے کے چنے ہیں اسی لیئے حق سبحانہ نے باقتضائے رحمت ہمکو تعلیم فرمایا ہے کہ تم استثنا کرلیا کرو۔ یعنی ہر عہد کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ کہہ لیا کرو کیونکہ حکومت میرے قبضہ میں ہے اور سب کے اختیارات میرے اختیار کے تحت میں ہیں۔ لہذا بدون میری مشیت کے کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ میں ہر وقت دلمیں مختلف قسم کے میلان پیدا کرتا ہوں اور ہر وقت دلپر ایک نیا داغ رکھتا ہوں یعنی ایک ایسی خواہش پیدا کرتا ہوں جس کے حاصل نہو لے سے اسے رنج ہو (یا یوں کہو کہ اسی مطلق رغبت پیدا کرنے کو داغ دینے سے تعبیر کیا۔ کیونکہ جس طرح داغ دینا ایک خاص اثر پیدا کرتا ہے یوں ہی رغبت پیدا ۱۵۱
کرنا بھی ایک تاثیر خاص ہے) غرض ہر وقت ہمارے لیے ایک نیا کام ہے اور کوئی شے میرے ارادہ سے متخلف نہیں ہوسکتی۔ بلکہ جو میں چاہتا ہوں فوراً ہو جاتی ہے۔

اذا اراد شیئاان یقول لہ کن فیکون حدیث میں آیا ہے کہ دل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پر ہوا ویا ایک میدان کے اندر آندھی کے قبضہ میں ہو کہ جسطرف وہ چاہتی ہے اسکو پلٹے دیتی ہے کبھی داہنی جانب پلٹتی ہے کبھی بائیں طرف اور اسی قسم کے اوسینکڑوں پلٹے دیتی ہے نیز دوسری حدیث میں آیا ہے (واللہ اعلم بالصحۃ) کہ دلکو ایسا سمجھو جیسے ایک دیگچہ ہو جس میں پانی جوش مار رہا ہو۔ کہ اس کے اندر ہی یوں ہی خیالات کا جوش ہوتا ہے اور ہر وقت اوس کی جداگانہ رائے ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ یہ خود دل کا تصرف نہیں ہے بلکہ کوئی اور ذات ہے جو یہ گونا گوں خیالات پیدا کر رہی ہے جب تقلب و تغیر احوال کی یہ حالت ہے تو کون سی وجہ ہے کہ دل کے ایک خیال کی بنا پر آدمی مطمئن ہو جاوے اور سمجھ لے کہ بس یہی ہوگا اور یہ خیال کرے کہ حق سبحانہ

عہد کرے کہ میں یوں ہی کرونگا۔ اِس کے خلاف نہ کروں گا اور آخر میں اوس کے پورا نہ ہوسکنے
کے سبب ندامت اوٹھائے۔ اب مولانا پر غلبہ توحید سے سکر کی حالت طاری ہوتی ہے
اور فرماتے ہیں کہ یہ عہد کرنا بھی بحکم قضا وقدر ہی ہے اسمیں بھی آدمی پورے طور پر مختار
نہیں۔ اور اوسکو اختیار کامل حاصل نہیں کہ وہ عہد نہ کرے۔ اِس لیے کہ ایسا ہوتا ہے کہ
مضرت آدمی کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور وہ اِس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ کوئی تعجب کی
بات نہیں کہ پرندہ جال نہ دیکھے اور ہلاکت میں پڑجائے بلکہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کھلی
ہوئی جال دیکھ رہا ہے اور پھر خواہ مخواہ اور بالاضطرار اسمیں پھنس جاتا ہے آنکھیں
بھی کھلی ہوئی ہیں کان بھی کھلے ہوئے ہیں جال بھی نظر آرہا ہے اسپر بھی وہ خود اپنے
پروں سے اوڑکر اوسمیں آپہنچتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ حیوانات اپنے اوپر پورا اختیار
نہیں رکھتے اب انسان کی حالت سنو ایک رئیس زادہ ہے کہ گدڑی پہنے ہوئے ننگے سر ہے
مصیبت میں مبتلا ہے کسی چڑیل کی محبت میں جل رہا ہے جائداد اور گھر کا سامان سب
۱۵۲ بک چکا ہے اپنے لوگوں میں نظر حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ننگ خاندان سمجھا جاتا ہے
مطلوب کی یہ حالت ہے کہ اوس کے حصول کی کوئی صورت نہیں معشوق کے ظلم وستم نے دل
وجگر چھلنی کررکھے ہیں گھربار سب تباہ ہوچکا ہے بدنامی وذلت انتہا کو پہونچ گئی ہے ادھر
اوسکی محسرومی وبدبختی مستمر ہے ادھر رقیب کا کام نکل رہا ہے غرضکہ وہ ان مصائب میں
مبتلا ہے اور یہ بھی نہیں کہ اوسکو اس کا احساس نہو نہیں وہ ان کا احساس بھی رکھتا ہے
اور جب کسی متقی کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ حضور خدا کے لیے میرے واسطے دعا فرمایئے کہ میں اس
مصیبت میں پھنس گیا ہوں مال و دولت نعمت سب کھوچکا ہوں۔ آپ توجہ فرمائیں کہ میں اس
مصیبت سے نجات پاؤں۔ ممکن ہے کہ آپکی دعا اور توجہ سے مجھے نجات ملجائے غرض وہ
ہر ایک سے یہی التجا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن بتوں کے پھندوں میں
چھڑا دے کوئی ہو ایسا خدا کے بندوں میں

یہ تو واقعہ ہے جو بکثرت ہوتا ہے اور جس کا انکار نا ممکن ہے حالانکہ اس کے ہاتھ بھی کھلے ہوئے
ہیں پاؤں بھی کھلے ہوئے ہیں اسکو کسی نے محبوس بھی نہیں کررکھا ہے کوئی پہرہ بھی اسپر

قائم نہیں ہے۔ اوس کے گلے پر تلوار بھی رکھی ہوئی نہیں۔ اب اِس سے کوئی پوچھے کہ میاں تم
کس پھندے سے نکلنا چاہتے ہو۔ اور کون سی بیڑی سے چھوٹنا چاہتے ہو۔ سمجھو کہ یہ وہی تقدیر و
قضاء الٰہی کا مستور پھندا ہے جو لوگوں کو دکھلائی نہیں دیتا ہے بلکہ اسکو نفوس مقدسہ اہل اللہ
ہی دیکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے بلکہ مستور ہے لیکن اوسکی گرفت جیلخانہ اور بیڑی سے
بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ لوہار بیڑی کو کاٹ سکتا ہے اور کھودنے والا جیلخانہ کی اینٹیں
اکھیڑ سکتا ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اس مخفی بیڑی اور مستور جیلخانہ کو نہ کوئی لوہار کاٹ
سکتا ہے نہ کوئی کھودنے والا کھود سکتا ہے وہ پھندا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے شخص کو
دکھلائی دے سکتا ہے اور وہی زوجۂ ابولہب کے گلے میں مونج کی رسی بندھی ہوئی دیکھ
سکتے ہیں جنھوں نے ابولہب کی بیوی کی پشت پر ایندھن کا گٹھا لدا ہوا دیکھکر اوسے حمالۃ
الحطب کہا تھا۔ اس رسی اور ایندھن کے گٹھے کو وہی آنکھ دیکھ سکتی ہے جو اکثر غیر محسوسات
کو دیکھنے کی عادی ہو۔ دوسرے لوگ جن کی آنکھ ایسی نہیں وہ چونکہ اسکو دیکھتے نہیں اسلئے
مجبوراً تاویل کرتے ہیں۔ اور نہ دیکھنا انکا بے موقع بھی نہیں کیونکہ مشاہدہ غیر محسوسات تو ۱۵۳
ہوش ظاہری کو خیرباد کہنے ہی سے ہو سکتا ہے اور وہ ایسے ہیں نہیں۔ بلکہ وہ ہوش والے
ہیں۔ پھر مشاہدہ کیونکر ہو ہاں تو وہ پھندا اپنی ذات کے لحاظ سے ضرور غیر محسوس ہے۔
لیکن اپنے اثر کے اعتبار سے محسوس ہے کہ اوسکی تکلیف کے سبب وہ اہل اللہ کے سامنے
جھکتا اور اون کے سامنے روتا پیٹتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کے لیئے مجھے اِس بلا سے
چھڑاؤ اور کوئی دعا یا توجہ ایسی کرو کہ میں نجات پا جاؤں۔ اور اس مخفی پھندے سے
چھوٹ جاؤں۔ اس مقام پر ضمناً ایک اور ضروری امر پر بھی تنبیہ کر دینا مناسب معلوم
ہوتا ہے وہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدیر کے پھندے کو دیکھ لینا
ثابت ہے اور آپ کے طفیل اور آپ کے اتباع کی برکت سے اہل اللہ کو بھی یہ شرف
حاصل ہو جاتا ہے جب یہ امر محقق ہے تو جو لوگ اون اشیاء کو جنکو لوگ علامات سے جانتے
ہیں بعض اوقات عیاناً مشاہدہ کرتے ہیں وہ شقی اور سعید میں کیوں نہیں امتیاز کر سکتے بلکہ
بلکہ بعض اوقات اونکو اسکا بھی احساس و ادراک ہوتا ہے لیکن وہ جو ظاہر نہیں کرتے

اسکی وجہ یہ ہے کہ اونکو اظہار کا حکم نہیں ہوتا۔ اور وجہ اخفا یہ ہوتی ہے کہ وہ راز حق سبحانہ کے ظاہر کرنے کو جائز نہیں جانتے۔ خیر یہ گفتگو تو بہت طویل ہے۔ اب سنو کہ وہ فقیر بھوک سے بہت مضمحل ہوگیا اور حرکت کرنا بھی اوس کے لیے دشوار ہوگیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پانچ دن تک ہوا سے کوئی امرود بھی نگرا۔ اور خود توڑ نہ سکے اسلئے بھوکا رہنا پڑا۔ اور بھوک کی آگ اس قدر شعلہ زن ہوئی کہ ان سے صبر نہ ہوسکتا تھا۔ اتفاقاً اونہوں نے ایک شاخ کے اوپر چند امرود لگے ہوئے دیکھے خیر یہاں تک بھی صبر کیا اور توڑنے سے اجتناب کیا اس کے بعد یہ ہوا کہ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور اوس نے شاخ کو نیچے جھکا دیا۔ اور اس طرح اونکی طبیعت کو اوسکے کہانے پر پوری طور پر مائل کردیا۔ اونکو بھوک لگی ہوئی تھی جسم میں بےحد ناتوانی تھی۔ اعضا کو جذب غذا کی شدید ضرورت تھی ان سب باتوں نے ملکر فقیر کا عہد توڑ دیا۔

شرح شبیری

۱۵۴

اوس زاہد کوہی کے قصہ کا بقیہ جسنے کہ نذر کی تھی کہ پہاڑی میوہ درخت سے خود نہ توڑونگا اور نہ کسی سے صراحۃً یا کنایۃً کہونگا کہ توڑدے بلکہ جسکو ہوا گرادیگی اوسکو کھالیا کرونگا

اندراں کہ بود اشجار و ثمار　　سیب و امرود و انار بے شمار

یعنی اوس پہاڑ میں اشجار و ثمار بہت تھے سیب اور امرود اور انار بے شمار تھے۔

قوتِ آن درویش بود آن میوہا　　　غیر آن چیزے نخوردے دائما

یعنی اوس درویش کی غذا وہ میوے ہی تہے اور وہ ہمیشہ سوا اوس چیز کے اور کچھ نہ کہاتا تہا

گفت آن درویش یا رب با تو من　　　عہد کردم زین نچینم در زمن

یعنی اوس درویش نے کہاکہ اے اللہ میں تیرے ساتہ عہد کرتا ہوں کہ اس میں سے کبھی توڑوں گا نہیں۔

خود نچینم میوہ در کل حین　　　نیز غیرے را نگویم که بچین

یعنی میں تو کبھی خود میوہ توڑوں گا نیز کسی غیر سے بہی نہ کہونگا کہ توڑ دے ؎

۵۵ جز ازان میوہ که باد اندازدش　　　نے ازان میوہ که شاخ افرازدش

یعنی سوائے اوس میوہ کے کہ ہوا اوسکو ڈالدے نہ وہ میوہ کہ شاخ اوسکو بلند کرے یعنی اوس نے نذر کی تہی کہ جو میوہ شاخ پر لگا ہوگا اوسکو تو توڑوں گا نہیں اور جسکو ہوا گرا دیگی اوسکو کہا لیا کرونگا۔

مدتے بر نذر خود بودش وفا　　　تا در آمد امتحانات قضا

یعنی ایک مدت تک اوسکو اپنی نذر پر وفا رہی یہاں تک کہ قضا کے امتحانات آئے مولانا فرماتے ہیں کہ

زین سبب فرمود استثنا کنید　　　گر خدا خواہد بہ پیمان بر نہید

یعنی اسی سبب سے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ استثنا (اس طرح) کرلیا کرو کہ اگر خدا چاہیگا تو تم عہد کو پہونچ جاؤگے قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ لا تقولن لشئ انی فاعل ذالک غدا الا ان یشاء اللہ تو چونکہ اوس درویش نے اپنے عہد کے ساتہ انشاء اللہ

نہ کما سکا آخر ٹوٹ گیا۔ اور مصرعہ ثانی میں گر خدا خواہد۔ ترجمہ ہے انشاء اللہ کا۔ اور ارشاد حق ہے کہ

زانکہ جملہ کار در دست من است — اختیارِ جملگان پستِ من است

یعنی اسلئے کہ تمام کام میرے ہاتھ میں ہے اور سب کا اختیار میرے تابع ہے۔

ہر زمان دل را دگر میلے دہم — ہر نفس بر دل دگر داغے نہم

یعنی ہر وقت دلکو ایک نئی رغبت دیتا ہوں اور ہر گھڑی دلپر ایک نیا داغ رکھتا ہوں۔

کلُّ اصباحٍ لنا شانٌ جدید — کل شی عن مرادی لایحید

یعنی ہر صبح کو ہماری ایک نئی شان ہے اور ہر کوئی شے ہماری مراد سے تجاوز نہیں کر سکتی
قرآن شریف میں ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ اور ارشاد ہے کہ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
۱۵۶ قَدِیْرٌ تو بس جب یہ بات ہے تو ہمیشہ مدد حق تعالیٰ سے مانگنی چاہیئے اور حق تعالیٰ
ہی کو واسطہ ڈالنا چاہیئے آگے فرماتے ہیں کہ۔

در حدیث آمد کہ دل ہمچون پریست — در بیابانے اسیر صرصریست

یعنی حدیث میں ہے کہ دل مانند ایک پر کے ہے جو کہ بیابان میں ایک آندھی کا اسیر ہو۔

باد پر را ہر طرف راند گزاف — گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف

یعنی ہوا پر کو ہر طرف بے ترتیب ڈال رہی ہے کبھی بائیں کبھی دائیں سو اختلاف کے ساتھ مطلب یہ
حدیث میں ہے کہ قلب کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک پر میدان میں پڑا ہو اور تند ہوائیں کہ قلبہا ظہراً
لبطن وبطناً لظہر۔ اسکو الٹا سیدھا کرتی ہوں تو جس طرح کہ یہ پر ہوا اونکے تابع ہے تو اسیطرح بلکہ اس سے
بھی زیادہ قلب حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے یقلبہا کیف یشاء لہذا چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ ہی سے
مدد مانگتا رہے اور کہتا رہے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک آگے فرماتے ہیں کہ

(باقی آئندہ)

فما حقيقة ذلك	(جس سے اوس قول کا حق ہونا معلوم ہوتا ہی
قال يا رسول الله	سو تمھارے) اِس (قول) کی کیا حقیقت ہے
اطلقت نفسي	اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے
من الدنيا	اپنے نفس کو دنیا سے آزاد کر دیا اور راتیں
واسهرت ليلي	جاگنے میں گذاریں اور دوپہر پیاس میں
واظمأت	گذاریں (غالباً روزہ مراد ہے کہ اوسمیں
هواجري كاني	دوپہر کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور کثرت
انظر الى عرش	استحضار عالم آخرت سے میری یہ حالت ہے
ربي وكاني انظر	کہ) گویا میں اپنے پروردگار کے عرش کو
الى اهل الجنة	دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ
يتزاورون	رہا ہوں کہ آپس میں باہم ملاقات کر رہے ہیں
فيها وكاني انظر	اور گویا اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ اوسمیں
الى اهل النار	چیخ چلا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يتضاغون	نے فرمایا کہ (واقعی) تم نے (حقیقت کو) پہچان
فقال رسول الله	لیا یا یہ فرمایا کہ (واقعی) تمکو (حقیقت کی) تلقین
صلى الله عليه	کی گئی (پس تمھارا دعویٰ ایمان حق ہے)
وسلم عرفت	پس اسی پر جمے رہنا اور دوسرا قصہ یہ ہے
او لقنت فالزم	کہ زید خیر سے روایت ہے کہ اونہوں نے
رواه ابو بكر	عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجکو خبر دیجیے
ابن شيبة والآخر	کہ اللہ تعالیٰ کی علامت (الثانی) ایسے
عن زيد الخير	شخص کے متعلق جسکو وہ چاہیں (یعنی آپ سے

قال یارسول اللہ
لتخبرنی ما علامۃ
اللہ فیمن یرید
وما علامۃ
فیمن لا یرید
قال لی کیف اصبحت
یا زید قلت
اصبحت احب
الخیر واھلہ
ان قدرت علیہ
بادرت الیہ ۳۸
وان فاتنی حزنت
وحننت الیہ
قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
فتلک علامۃ
اللہ فیمن یرید
ولو ارادک لغیرھا
لھیاک لھا رواہ رزین

محبت کریں) کیا ہے اور (اسیطرح) اللہ تعالیٰ کی
علامت اپنے شخص کے متعلق جسکو وہ چاہتا
کیا ہے آپنے مجھ سے (یعنی زید سے) فرمایا
اے زید تم نے کس حالت میں صبح کی میں نے
عرض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ
امر خیر سے اور اہل خیر سے محبت رکھتا ہوں
(اور) اگر اوسپر (خیر پر) قدرت پاتا ہوں
تو اوسکی طرف دوڑتا ہوں اور اگر وہ (یعنی خیر)
مجھ سے فوت ہو جاتی ہے تو اوسپر مغموم
ہوتا ہوں اور اوسکی طرف مشتاق ہوتا ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ
اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اوس شخص کے متعلق
جسکو وہ چاہتے ہوں اور اگر تمکو اس کے
خلاف کے لیے چاہتے تو اسی کے لیے
تمکو تیار کرتے (یعنی ویسا ہی سامان کر دیتے)
روایت کیا اوسکو رزین نے **ف** یہ دونوں
روایتیں شطر اول کے کتاب الرجاء کے
اول میں اور ختم کے قریب میں قدرے
تفاوت سے گذر چکی ہیں۔

قولہ الشقی اوردہ الامام السیوطی
فی الجامع الصغیر عن الصغیر

قول صاحب مثنوی الشقی الخ اسکو
امام سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کی صغیر

للطبرانی مرفوعاً بسند
صحیح ما لفظہ السعید من
سعد فی بطن امہ
والشقی من شقی فی بطن امہ
قولہ ابیت عند ربی
اخرج البخاری عن
ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال
ایاکم والوصال
مرتین قیل انک
تواصل قال انی
ابیت یطعمنی ربی
ویسقینی فاکلفوا
من العمل ما تطیقون
قولہ مدینۃ علم روی الحاکم
والطبرانی وابو الشیخ وغیرہم
کلہم من حدیث ابی معاویۃ
الضریر عن الاعمش عن مجاہد
عن ابن عباس مرفوعاً
انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

بسند صحیح ان الفاظ سے مرفوعاً وارد کیا ہے
کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں
سعید ہوجائے اور اسیطرح شقی وہ ہے
جو اپنی ماں کے پیٹ میں شقی ہوجائے۔
قول صاحب مثنوی ابیت عند
ربی۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے
اونہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ (صوم) وصال
اپنے کو بچانا یہ دوبار فرمایا عرض کیا گیا
آپ تو (صوم میں) وصال فرماتے ہیں
آپنے فرمایا میں تو اس حال میں رات
گذارتا ہوں کہ میرا رب مجکو کھلا پلا دیتا ہے
(اسلئے مجھکو ظاہری کھانا پینا ترک کردینا مضر
نہیں اور تمکو مضر ہوگا) سو عمل کا اتنا ہی بار
اٹھاؤ جسکی طاقت رکھتے ہو۔
قول صاحب مثنوی۔ مدینہ علم حاکم اور
طبرانی اور ابوالشیخ وغیرہم نے سب نے
ابی معٰویۃ الضریر کی روایت سے انہوں نے
اعمش سے اونہوں مجاہد سے انہوں نے
ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کے

فمن اتى العلم فليأت الباب
وتفصيل الاسناد في
المقاصد الحسنة۔
قوله من احب لله وبغض لله
حديث من احب لله وابغض
لله واعطى لله ومنع لله
فقد استكمل الايمان
اورده العلامة السيوطیؒ
في الجامع الصغير عن ابي
امامة مرفوعاً برواية ابي
داؤد وايضاً المقدسي ثم صحح ۲۰
قوله لا يسع فينا نبي مرسل
قال صاحب التشرف من
تحقيق الحديث في الشطر الاول
كتاب عجائب القلب منه
بعد خمسة احاديث اوستة
وكذلك تحقيق بعض اٰخر من احاديث
(المثنوی)

دروازہ ہیں سو جو شخص علم میں داخل ہو وہ
دروازہ سے داخل ہو اور سند کی تفصیل
مقاصد حسنہ میں ہے۔
قول من احب لله والبغض لله یہ حدیث
کہ جو شخص اللہ ہی کیلئے محبت کرے اللہ ہی کے
لیے بغض رکھے اللہ ہی کے لیے دے اللہ
ہی کے لیے دینے سے ہاتھ روکے اوس نے
ایمان کو کامل کرلیا اسکو علامہ سیوطی نے
جامع صغیر میں ابی امامہ سے مرفوعاً ابو داود سے
اور ضیاء مقدسی کی روایت سے وارد کیا ہے
پھر اوسکی تصحیح کی ہے۔
قول صاحب مثنوی لا یسع فینا نبی
مرسل الخ۔ صاحب تشرف کہتا ہے
کہ اس حدیث کی تحقیق شطر اول کتاب
عجائب القلوب کی پانچویں چھٹی حدیث
کے بعد گذر چکی ہے اور اسیطرح مثنوی کی
بعض دوسری احادیث کی تحقیق بھی۔

(باقی آیندہ)

یہاں تک کہ اگر بضرورت پکاریں تو فرض بھی توڑ دے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　　اگر خاموش بنشینم گناہ است

(۷۸) ایک صاحب نووارد حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہاں سے اوٹھکر سب
لوگوں کے پیچھے جا بیٹھے حضرت والا نے فرمایا کہ آپ وہاں کیوں جا بیٹھے آپ میرے پاس
چلے آئیے اون صاحب نے کہا کہ وہاں جگہ تنگ ہے اسپر حضرت والا نے ایک مولوی صاحب
سے فرمایا کہ آج آپ ہی ایثار کریں آپ پیچھے بیٹھ جائیے۔ اور اپنی جگہ خانصاحب کو دیدیجئے
آپ تو ہمیشہ کے رہنے والے ہیں تو واردوں کی رعایت کیا کیجئے میں ہمیشہ اس کا خیال رکھتا
ہوں۔ میں اکیلا کیا کروں کوئی سنتا ہی نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ زاہدان خشک کا فتوےٰ
ہے کہ ایثار در قربات میں جائز نہیں۔ مگر محققین نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ بھی ایک قربت
ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کے ساتھ رعایت ادب کی کرنا۔ اور یہ بھی فرمایا
کہ اہل مکہ میں یہ بات بہت ہی اچھی ہے کہ وہ حج کے زمانہ میں مسافروں کی رعایت سے
خود طواف کرنا چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی واجب شرعی نہیں ہے مگر جائز ہے اسمیں ۲۲۳
مسافروں کو بہت سہولت ہے۔

(۷۹) ایک شخص سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیسے آنا
ہوا ہے اون صاحب نے کہا کہ فقط زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں پھر کچھ دیر کے بعد پوچھا
کہ کوئی اور کام تو نہیں ہے اون صاحب نے کہا کہ بیعت ہونے کا بھی خیال ہے اسپر فرمایا
کہ پھر پہلے ہی کیوں نہیں کہا جاؤ ہم تمکو بیعت نہیں کرتے کیونکہ تم نے ہمکو دہوکہ دیا ہے
اچھا اگر چند مہینے یہاں رہو تو پھر کرلیں گے جب دیکھیں گے کہ تمہارے اندر سے یہ
اوصاف جاتے رہے جو مانع ہیں بیعت سے اور فرمایا کہ آپنے شادی بھی کرلی ہے یا نہیں
کہا جی کرلی ہے۔ فرمایا کوئی بچہ بھی ہے۔ کہا ہاں جی ایک لونڈا بھی ہے فرمایا کہ کبھی تم نے
شادی ہوتے بھی دیکھی ہے۔ کہا ہاں جی دیکھی ہے اسپر فرمایا کہ نکاح پیام کے ساتھ فوراً
ہو جاتا ہے یا برسوں جوتی گہسانی پڑتی ہیں کیا اس تعلق کی نکاح کے برابر بھی وقعت
نہیں آپکے ذہن میں اور فرمایا کہ جس شخص سے کام متعلق ہوتا ہے اوس شخص کو تابع کیا

کرتے ہیں یا کہ خود تابع ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حاجتمند کو خود چاہیئے کہ وہ اون امور کو خود کرے جنسے اپنا مطلوب اور مقصود حاصل ہو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ساری دنیا کے تابع بنتے پھریں۔

(۸۰) فرمایا میں تو راحت کا عاشق ہوں اور دوسروں کے واسطے بھی یہی اختیار کرتا ہوں چنانچہ فلاں صاحب یہاں نیر اہتمام کیا کرتے تھے ایک مرتبہ اونہوں نے اوسکو دفعتہً چھوڑ دیا الحمد للہ مجھے ذرا فکر نہیں ہوئی اور یہ خیال کر لیا کہ اگر کوئی شخص نہیں ملا تو مدرسہ کو ختم کر دوں گا۔ میرے ذمہ کوئی واجب تھوڑا ہی ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں حاضر ہوں میں ساری دنیا کا ذمہ دار نہیں ہوں اور فرمایا راحت میں ایک عجیب بات ہے ہاں کسی میں طبیعت سلیمہ ہی نہ ہو تو اوس کا کچھ ذکر ہی نہیں وہ تو بیشک فرعون ہو جاتا ہے ورنہ راحت میں حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے معرفت بڑھتی ہے طاعت اور فرمانبرداری میں لطف آنے لگتا ہے اور فرمایا حضرت جو محقق ہیں وہ اور ہی کچھ سمجھکر کھاتے پہنتے ہیں۔ وہ اس جسد کو خدا کی مشین سمجھتے ہیں اسواسطے تیل بھی لگاتے ہیں صاف بھی کرتے ہیں غلاف بھی چڑھاتے ہیں اونکو حکم ہوتا ہے کہ سب کل پرزے درست رکھنے کا ہمارے حضرت سید احمد صاحبؒ ہر روز ایک جوڑا بدلا کرتے تھے۔ ایک رئیس حضرت کیواسطے ہر سال تین سو ساٹھ جوڑے بنا کر بھیجا کرتے تھے بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ کیسے درویش ہیں روز ایک جوڑا بدلتے ہیں حضرت سیدؒ صاحب کو اس خطرہ پر اطلاع ہوئی تو ایک روز مجمع میں فرمایا کہ لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ میں روزانہ جوڑا بدلکر خوش ہوتا ہوں، واللہ میری ایسی حالت ہے کہ مجھے اگر کمبل بندھوا کر اور سر پر گوبر کا ٹوکرا رکھکر بازار میں نکالا جاوے تو اس حالت میں اور پہلی میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ ۳۷

(۸۱) ایک صاحب حضرت والا سے ملنے کو تشریف لائے تھے اول روز تو انہوں نے یہ درخواست کی کہ حضرت آج وعظ فرما دیجئے حضرت والا نے فرمایا کہ کیا میرے ذمہ وعظ کہنا ضروری ہے یا میرے اوپر کسیکا قرض ہے اور اگر قرض بھی ہو تو کیا ضروری ہے کہ آج ہی ادا کر دوں

اور آج ۹ رجب کو جب حضرت والا اپنے معمول کے موافق جنگل کو جانے لگے تو اون صاحب نے کہا کہ میں بہی ہمراہ چلوں۔ اسوجہ سے حضرت کو اور بہی تکلیف ہوئی مگر کوئی تنبیہ نہیں کی اور صبر کیا مگر اون صاحب نے آج چلتے وقت بعد ظہر پہر کچھ خلاف قاعدہ اور بلا ضرورت کہدیا اسپر اون سے فرمایا کہ بہائی بہت بولنا چھوڑدو زیادہ بولنا کوئی ہنر نہیں ہے جو بات کرو بغیر سوچے مت کہو۔ بہت بولنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اجی ہم ایسے تو کہاں ہیں کہ گناہوں سے بچے رہیں مگر اتنا تو کریں کہ بندگان خدا کو ہم سے ضرر نہو اور فرمایا کہ اگر کوئی انگریز اس طرح جاتا ہوتا تو کیا آپ اوس سے بہی درخواست کرتے کہ میں بہی آپ کے ساتہ چلوں اون صاحب نے کہا کہ نہیں اسپر فرمایا کہ پہر یہاں ایسا کیوں کیا۔ کیا میں تمہارا غلام ہوں اون صاحب نے کہا کہ محبت کیوجہ سے میں نے کہا تہا اسپر فرمایا کہ بہائی یہ محبت نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ کوئی روک ٹوک نہیں کرتا ہے۔ یہ بزرگوں کی خوش اخلاقی نے ناس کیا ہے اگر ذرا بہی روک ٹوک کریں تو سب ٹہیک ہو جاویں۔

۷۵ (۸۲) ایک دن لوگ حضرت کی مجلس میں دور دور بیٹھے ہوئے تہے اور آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تہی اسپر فرمایا کہ سب صاحب قریب ملکر بیٹھ جایئے۔ افسوس میں روز کہتا ہوں مگر کوئی اس کا خیال نہیں کرتا۔ کیا یہ بہی میرے ذمہ ضروری ہے کہ روز کہا کروں۔ اگر کوئی نیا آدمی دیکہے تو یوں کہے گا کہ یہ شخص ہٹیلا معلوم ہوتا ہے جو لوگ اس سے اس قدر خائف ہیں کہ پاس آنیکی ہمت نہیں ہوتی اور یہ بہی فرمایا اس قدر تعظیم کرنا بدعت ہے۔

(۸۳) ایک صاحب کا خط آیا تہا اپنے اور حالات کے ساتھ یہ بہی لکہا تہا کہ میری نظر نہیں رکتی حضرت والا نے اونکو کچہ ترکیب بتلائی اور یہ فرمایا کہ اگر اس سے بہی نظر نہ رکے تو یہ خط لیکر میرے پاس چلے آنا۔ وہ اوس خط کو لیکر حاضر ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے آپکو لکہا تہا آپنے اوس کے مطابق عمل نہیں کیا؟ انہوں نے کہا کہ جی کیا تو تہا مگر نظر رکتی ہی نہیں فرمایا کہ اگر وہ عورت میرے سامنے ہوتی اور آپ بہی ہوتے تو تب بہی آپ کی نظر پڑتی یا نہیں کہا جی رکتی اسپر غصہ ہوکر فرمایا کہ مردود تجہکو خدا کی اتنی بہی عظمت نہیں جسقدر پیر کی جا میرے سامنے سے دفع ہوجا اور جب تک اس سے نجات نہو مجہے صورت

نہ دکھانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ صاحب جامع سے کہنے لگے کہ اب بالکل خیال نہیں رہا۔

(۴۸م) یہ بھی جامع نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تھا جو بہت اخبار دیکھتے تھے
تو اون مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس سے عقل بڑھتی ہے سیاسی امور میں معلومات پیدا
ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ اسیواسطے علماء منع کرتے ہیں اخبار بینی کو کہ تم سمجھتے نہیں اسپر حضرت
والا نے فرمایا کہ ہر اخبار کی اشاعت کی مضرت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ کقولہ تعالےٰ
واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ط ولو ردوہ الی الرسول
والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ
علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا ط مطلب یہ ہے کہ جب ان
لوگوں کو یعنی منافقین کو کسی امر جدید کی خبر پہونچتی ہے خواہ وہ موجب امن ہو یا موجب
خوف تو اوس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں حالانکہ وہ بعض اوقات غلط نکلتی ہے اور
اگر صحیح بھی ہو تب بھی بعض اوقات اوس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے اور
۳۶ اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہہ لوگ اوس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور جو حضرات صحابہ؛ اونمیں ایسے امور کو سمجھتے ہیں اون کی رائے کے اوپر رہنے دیتے اور خود دخل نہ دیتے تو
توصحت وغلطی ہونے کا اور قابل تشہیر ہونے نہ ہونے کا وہ پورا اندازہ کر سکتے۔ اسکی پوری تفصیل
تو تفسیر میں دیکھ لینے کے قابل ہے یا کسی عالم محقق سے سمجھنی چاہیئے خلاصہ یہ ہے کہ اخبار کے
بالعموم مشہور کرنے کی ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے اور حدیث میں بھی وارد ہے کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع ✣

(۵م) فرمایا ایک مرتبہ میں نے کانپور میں بڑے مجمع میں سلطنت جمہوری کا لغو ہونا ثابت
کیا تھا اور جس دلیل سے یہہ لوگ استدلال جمہوریت سلطنت پر کرتے ہیں اوسی سے رد کیا تھا میں نے
کہا صاحبو سلطنت کی جمہوری ہونے کا استدلال اس آیت سے کرتے ہیں قولہ تعالےٰ۔
وشاورھم فی الامر میں اسی سے اس کا رد کرتا ہوں دیکھئے اسمیں مشورہ کا حکم ہے
اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ جمہوریت کا حکم ہے۔ آپ لوگ اپنے کو بڑا فلسفی اور حکیم
سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ✣ (باقی آئندہ)

(۳) اور وحشت دور ہوئی دو چار دن کے بعد تعجب بھی کچھ دور ہوا۔ اور یہہ اصول کچھ دل سے اترا کہ آواز بلا جاندار بولنے والے کے نہیں پیدا ہو سکتی بجائے اس کے یہ اصول ذہن میں آیا کہ ایسی کھٹ کھٹ کی آواز جیسی اس گھڑی میں موجود ہے بلا جاندار بولنے والے کے بھی ہو سکتی ہے۔ جس چیز میں گھڑی کا نام لگ جائے اوس میں یہ آواز خود پیدا ہو سکتی ہے اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے پھر اس گھڑی والے نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اور گھڑی ہے کہ اسمیں ایسی آواز تو ہے ہی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آواز بھی پیدا ہوتی ہے یعنی گھنٹہ بجاتی ہے ایک سے شروع کر کے بارہ تک بجاتی ہے گاؤں والے کہنے لگے کہ تونے ہمیں بالکل ہی بیوقوف سمجھ لیا ہے کہ جو چاہے بہکا رہا ہے بھلا ایسا ہو سکتا ہے، اس کے اندر کوئی آدمی بیٹھا ہے جو اوسکو وقت معلوم ہو جاتا ہے اور وہ گنکر گھنٹے بجاتا ہے یہ ناممکن بات ہے ہم نے تو اپنی عمر میں کبھی ایسا نہیں دیکھا نہ بزرگوں سے سنا یہ ناممکن ہے اوس شخص نے کلاک گھڑی لاکر رکھدی اور کہا دیکھو میرا کہنا سچ ہے یا نہیں۔ گاؤں والوں نے اوس کے پاس دن بھر بیٹھکر دیکھا تو وہ سب باتیں سچ پائیں مگر اطمینان نہیں ہوا اور کہا کہ یہ نظر بندی ہے یا اسمیں کوئی دہوکا ہے کسی ترکیب سے تو خود گھنٹی بجا دیتا ہے اسنے کہا کہ میں بالکل علیحدہ جاتا ہوں تم دیکھتے رہو کہ یہ گھڑی خود ہی گھنٹہ بجائے گی جب کئی روز تک یہ دیکھ لیا تب تعجب کم ہوا اور یہہ اصول وضع کیا کہ گھڑی میں کھٹ کھٹ کی آواز بھی از خود ہو سکتی ہے اور تھوڑے تھوڑے وقت کے بعد گھنٹہ از خود بجنا بھی ممکن ہے ان دونوں کاموں کے لیے کسی جاندار فاعل کی ضرورت نہیں اس کے بعد اوس شخص نے کہا کہ ہمارے پاس ایک گھڑی ایسی ہے کہ ان دونوں آوازوں کے سوا اوسمیں ایک آواز اور بھی ہے وہ آواز اوس وقت پیدا ہوتی ہے جس وقت تم اوس سے کہدو مثلاً تم یہ چاہو کہ رات کے بارہ بجے بولے تو بارہ ہی بجے وہ آواز دیگی ورنہ ہرگز اوسمیں سے وہ آواز نہیں نکلے گی یہ اسکو سنکر وہ گنوار اور زیادہ متوحش ہوئے اور کہنے لگے کہ گھڑی کوئی جاندار چیز ہے جو ہمارا کہنا سنیگی اور مانے گی اور کیا اوس کے دماغ میں قوت حافظہ ہے کہ ہمارے بتائے ہوئے وقت کو یاد رکھے گی تو اوس نے اس کا جواب

(۷) کہ بتاؤ تم کس وقت اسکو بلوانا چاہتے ہو انہوں نے رات کے دو بجے کا وقت بتایا
اسنے رات کے دو ہی بجے پر اس کے الارم کو ملا دیا جس سے وہ گھڑی ٹھیک دو بجے بولی
اب ان گنواروں کی حیرت اور بڑھ گئی لیکن مشاہدہ کا انکار نہیں کر سکتے تھے اسواسطے
اوس سابق اصول میں اتنی اور وسعت کی کہ رات کے دو بجے بھی گھڑی میں آواز خود
پیدا ہونا ممکن ہے اس کے لئے کسی جاندار فاعل کی ضرورت نہیں پھر اسنے کہا کہ ہمارے
پاس ایک گھڑی ایسی ہے جس سے دن اور تاریخ بھی معلوم ہوتا ہے مہینہ بھر تک ہر روز
کا دن اور تاریخ وہ الگ الگ بتاتی ہے کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں
کیا چاند سورج لگے ہوئے ہیں کہ سورج نکلتا ہے تو دن ہو جاتا ہے اور چاند نکلتا ہے
تو تاریخ شروع ہو جاتی ہے یہ تو خدائی دعوے ہیں اوس نے ایسی گھڑی لاکر سامنے
رکھدی جس میں تاریخ کی سوئی بھی تھی اور کہا دو چار دن دیکھ لو یہ سوئی ایک دن رات
میں ایک نمبر ہٹے گی پورے مہینہ میں ایک چکر کرے گی جب ایک دو دن دیکھ لیا
تو اس سے بھی انکار کا موقع نہ رہا اور اب اوس اصول میں اتنی وسعت اور کی کہ گھڑی ۱۵۸
میں دونوں تینوں آوازوں کے ساتھ تاریخ معلوم ہونا بھی ممکن ہے یہ بھی کوئی تعجب کی
بات نہیں۔ پھر اوس نے ایک ایسی گھڑی دکھائی جس میں سال بھی معلوم ہوتا تھا
اونکو اور زیادہ تعجب ہوا لیکن جب کہ پہلی باتیں سب مشاہدہ کر چکے تھے اس واسطے
انکار نہ کر سکے اور اوس اصول میں اتنی وسعت اور کی کہ جس چیز کا نام گھڑی ہو اوس سے
سال کا معلوم ہونا بھی کوئی تعجب نہیں ہے۔ گھڑی کے نام میں یہ اثر ہے کہ اتنی عجیب
اور خارج از عقل باتیں ہو سکتی ہیں اور جس چیز میں گھڑی کا نام نہ لگا ہو اوس میں ایسی
صنعتیں نہیں ہو سکتیں کیونکہ گھڑی کے نام میں یہ اثر ہے گھڑی کے اندر طبیعت تو جسہ
ہے وہ ایسے کام کرتی ہے اور گھڑی میں بھی اس سے زیادہ کوئی صنعت نہیں ہو سکتی
اوس شخص نے کہا کہ ارے بیوقوفو ابھی تو تم نے ایک ادنے سی یوروپ کی کاریگری دیکھی ہے
یہ وہ ذلیل صنعت ہے جسکو یوروپ میں گنوار سے گنوار بھی تعجب کی نظر سے نہیں
دیکھتا اور گھڑیوں کی وہاں وہ کثرت ہے کہ جوتوں تک میں اور انگوٹھیوں پر لگی ہوئی

(۴) ہیں اور طرح طرح کی اوصنعتیں اونمیں ہیں۔ تم تو اوس ذلیل صنعت ہی کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے وہاں کی بڑی صنعتیں تمہاری سمجھ میں کیا آئیں گی جیسے ریل کہ بلا گھوڑے اور بیل کے چلتی ہے اور موٹر کہ بلا آگ کے چلتی ہے اور ہوائی جہاز کہ بلا سڑک کے چلتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے اور بجلی کی گاڑی کہ بلا آگ اور کوئلہ اور تیل کے صرف کشش سے دوڑتی ہے اور بجلی کی روشنی کہ بلا تیل بتی کے نہایت صاف دن کی طرح چمکتی ہے اور لطف یہ ہے کہ اس میں گرمی بھی نہیں اور تار کہ ہزاروں کوس کی خبر کھڑے کھڑے منگالو اور ٹیلی فون کہ تمام دنیا سے اس طرح بات کرلو۔ جیسے کوئی سامنے کھڑا ہے اور وائرلیس ٹیلی گراف جس سے بلا تار کے دنیا کے اس سرے سے اوس سرے تک خبر پہنچا دو وغیرہ وغیرہ۔ اسکو سنکر وہ سب گنوار چلا اٹھے کہ یہ پاگل ہے ابتک تو خدائی دعوے کرتا تھا اب اس سے بھی آگے بڑھ گیا کہیں خدا نے بھی تو ایسی ترکیب نہیں رکھی کہ یہاں سے بیٹھے بیٹھے سو دو سو کوس تک آواز پونہچ جاوے کوس دو کوس ہی نہیں پہنچتی ایک گنوار بولا کہ ہاں جی اس کا دماغ خراب ہے اس سے پوچھو کہ اگر کوئی آواز ایسی ہے 159
جو ساری دنیا میں پونہچ جاتی ہے تو اس سے تو ساری دنیا کے کان پھٹ جاویں گے اور سننے والے سارے مرجاینگے ذرا سا بادل تڑختا ہے تو سہار نہیں ہوتی کلیجے پھٹے جاتے ہیں بعض وقت عورتوں کے حمل گرجاتے ہیں۔ حالانکہ بادلوں کی آواز چار پانچ کوس سے زیادہ نہیں جاتی پھر جو آواز اتنی بڑی ہوگی کہ دنیا بھر میں پہنچ جاوے اس سے دنیا کیوں نہیں مر جاوے گی اور ساری دنیا کے عورتوں کے حمل کیوں نہیں گرجائیں گے اور یہ کہتا ہے کہ یورپ میں ایسی آواز ہے تو وہ ہمیں کبھی کیوں نہیں سنائی دیتی دنیا میں تو ہم بھی ہیں۔ غرض ان تمام باتوں پر ان گنواروں کو ایسا تعجب ہوا کہ سب نے ملکر یہی فیصلہ کیا کہ یہ شخص پاگل ہے اسنے جواب دیا کہ پہلے تم گھڑی کو بھی یہی کہتے تھے کہ اس میں کھٹ کھٹ کی آواز بلا کسی جاندار بولنے والے کے کیسے پیدا ہوسکتی ہے اسکو میں نے دکھا دیا پھر گھنٹہ بجنے پر تم نے تعجب کیا وہ بھی دکھا دیا پھر الارم پر تعجب کیا وہ بھی دکھا دیا پھر تاریخ پر تعجب کیا وہ بھی دکھا دیا یہ باتیں تمہاری سمجھ میں کیسے آگئیں اور سچ پوچھو تو سمجھ میں اب بھی نہیں آئیں ہاں دیکھنے

(۳) یقین ہوگیا اور تعجب جاتا رہا۔ مگر حقیقت نہیں سمجھ میں آئی اگر حقیقت سمجھ میں آگئی
ہے تو ایک گھڑی تم بنا کے تو دکھا دو۔ اس کا جواب اِن کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے
اسکے کہ مرغ کی ایک ٹانگ ہانکتے رہے اور یہ ہی کہتے رہے کہ چل تیری باتیں خدا
دعوے ہیں کل کو اگر تو یہ کہنے لگا کہ ہم آسمان زمین بھی بناسکتے ہیں اور چاند سورج
نکال لیتے ہیں تو کیا ہم ایسے بیوقوف ہیں کہ تیری باتوں کو مان لیں گے انسانوں کی سی
باتیں کرو جو چیزیں خدا نے بھی نہیں بنائیں وہ مت بنا۔ اس کا جواب اِس کے پاس
کچھ نہ تھا سوائے اِس کے کہ الزامی جواب تو یہ دیا کہ گھڑی کے متعلق تم بھی ہر صنعت
یہ کہتے تھے کہ ناممکن ہے اور میں نے سب کو ممکن کر کے دکھا دیا پھر تمہارا کیا منہ ہے کہ
کسی بات کو ناممکن کہو۔ اور تحقیقی جواب یہ دیا کہ میرے ساتھ دو چار آدمی یورپ چلیں
وہاں اپنی آنکھ سے سب چیزیں دیکھ لینا۔

ناظرین بالتمکین یعنے تعلیم یافتہ حضرات میری اِس طول طویل تقریر سے ملول نہ ہوں
نہ اپنے خلاف شان سمجھیں بلکہ نظر انصاف سے دیکھیں کہ اون کی حالت ایسی ہوئی ۱۶۰
ہے یا نہیں جن کرامات اور معجزات و عجائبات قدرت سے یہ چونکتے ہیں اور اون کو
اپنی سمجھ سے باہر دیکھ کر اون میں ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو حد تحریف تک پہونچ جاتی
ہیں جب تحقیق کریں گے تو اپنی حالت کو بالکل اون دیہاتیوں کی حالت پر منطبق پائیں گے
جو پہلے گھڑی کو دیکھ کر چونکے جب کچھ اوسکی آواز سے وحشت دور ہوئی تو من گھڑت
ایک اصول وضع کیا کہ گھڑی میں آواز پیدا ہوسکتی ہے یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ جب
کوئی دوسری صنعت دیکھی تو اول تو چونکے لیکن ذرا وحشت دور ہونے پر اس امکان
کے دائرہ کو اور وسیع کیا کہ یہ صنعت بھی گھڑی میں ہوسکتی ہے۔ جب اوس سے بڑھ کر
اور کوئی صنعت دیکھی تب پھر وحشت ہوئی مگر تکرار مشاہدہ سے وہ بھی کم ہوئی اور اوس
دائرہ امکان کو اور وسیع کرنا پڑا اور کہا کہ یہ صنعت بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن ہنوز
گھڑی ہی کے چکر میں اونکی عقل ہے۔ ریل اور موٹر اور تار برقی اور ہوائی جہاز۔ اور
وارلس ٹیلیگراف وغیرہ دیگر صنعتوں کے امکان تک دماغ اون کا نہیں پہونچتا۔

(باقی)

قال علی رضی اللہ عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر کوئی شخص فضیلت نہ دے ورنہ میں اسکو وہ سزا دونگا جو مفتری کو دیجاتی ہے (استیعاب جلد ا)

مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت اور ان دونوں کو افضل سمجھنا سنت سے ہے ۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا علم

آپ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب میں نووی فرماتے ہیں کہ علماء نے آپ کے وفور علم پر صحیحین کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم اگر کوئی شخص نماز و زکوۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں اسکو قتل کردوں گا کیا انہوں نے مجھ کو مجبور خیال کرلیا ہے ۔ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کیا کرتے تھے اگر وہ اس میں ذرہ بھی کمی کرینگے تو میں ان سے مقاتلہ کے لیے تیار ہوں ۔ شیخ ابو اسحاق نے اس سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب کبھی کسی مسئلہ میں توقف ہوتا تھا تو وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے جو کچھ آپ کی رائے ہوتی تھی مباحثہ کے بعد وہی جواب ہوتا تھا اور صحابہؓ اسی کی طرف رجوع کرتے تھے ۔ بشیر بن سعید نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرکے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنے ایک نیک بندے کو دنیا و آخرت کے درمیان میں اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا میں رہے خواہ آخرت کو اختیار کرے ۔ یعنی اللہ کے یہاں چلا جائے) سو اس بندہ نے آخرت کو پسند کرلیا ۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا کاش ہم اپنے ماں باپ آپ پر قربان کردیں ہم کو ان کے رونے سے سخت تعجب ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو سرسری طور پر ایک شخص کا حال بیان کررہے ہیں کہ اسے اختیار دیا گیا ہے ۔ اس پر

رونے کی کیا بات ہے مگر بعد میں معلوم ہوا جو کچھ اس میں رمز تھا کہ وہ عبد خیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس کو فقط ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم پا سکتا تھا۔ اسی واسطے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے (بخاری و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص لوگوں کو فتوی دیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ کیونکہ ان دونوں کے سوا اور کوئی زیادہ عالم نہ تھا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ کلام اللہ کا علم آپ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کا امام بنایا تھا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے حاکم نے محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ عبد القیس کے وفد آئے انمیں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے ابوبکر! جو کچھ انہوں نے کہا تم نے سنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ۸۰
جواب دیا کہ ہاں اے رسول اللہ میں نے (سب سنا) سمجھ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو (انکی بات کا) جواب دو حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے وفد عبد القیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ ان کا جواب سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ پھر فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے تمہیں رضوان اکبر عطا فرمائی کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔ نیز حاکم نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوبکر! اب تم خطبہ پڑھو چنانچہ حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور انہوں نے خطبہ پڑھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے

فرمایا کہ اے عمر اب تم بھی خطبہ پڑھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی خطبہ پڑھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قایم فرمائی جس میں علاوہ دیگر حضرات صحابہ کے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، اسید بن حضیر (رضی اللہ عنہم) بھی موجود تھے تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہی کی رائے سے اتفاق کیا مجھ سے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا اسوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر غلطی کریں (طبرانی)
ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین پر غلطی کریں طبرانی کے بھی یہی الفاظ ہیں (تاریخ الخلفاء)
81 آپ سب سے زیادہ فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے چنانچہ حاکم نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور انہوں نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لیے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزوجل سے خلافت کو طلب کیا بلکہ میں نے فتنہ کا اندیشہ (کر کے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت میں کوئی راحت نہیں بلکہ میں نے (اسوقت) ایک ایسے بڑے امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اٹھا لیا کہ بدون اللہ عزوجل کی تائید کے مجھے کوئی قوت اس (بار کے اٹھانے) کی نہیں ہے اور میں (اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر) مقرر ہو جائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کر لیا (یعنی مان لیا کہ بے شک آپ کو خلافت کی خواہش

تربیت دی آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی) نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ جو انہوں نے بیعت خلافت لینے کے بعد پڑھا ان کی فصاحت اور حسن تقریر کو عیاں کر رہا ہے وہ خطبہ یہ ہے۔

ایہا الناس قد ولیت امرکم ولست بخیرکم انما انا متبع ولست بمبتدع فان احسنت فاعینونی وان زغت فقوّمونی فان الصدق امانۃ والکذب خیانۃ والضعیف فیکم قوی عندی حتی ارد علیہ حقہ ان شاء اللہ والقوی فیکم عندی ضعیف حتی اخذ الحق منہ ان شاء اللہ لا یدع الجہاد قوم فی سبیل اللہ الا ضربہم اللہ بالذل ولا تشیع الفاحشۃ فی قوم الا عمہم اللہ بالبلاء اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فان عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعۃ لی علیکم قوموا الی صلاتکم یرحمکم اللہ (تلقاء اخبار الاول للشرقی)

اے لوگو! میں تمہارا والی مقرر کیا گیا ہوں (اس میں کوئی شک نہیں کہ) میں تم سے بہتر نہیں میں سچ سنت کا متبع ہوں بدعتی نہیں اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اگر بدی کا مرتکب ہوں تو مجھے ٹھیک بنا دو صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ تمہارا گروہ کمزور شخص اس وقت میری نظروں میں زوروار ہے جب تک کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حق اسے نہ دلادوں اور تم میں کا زور والا میرے نزدیک اس وقت تک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق کو حاصل کر لوں (تم میں سے کوئی شخص جہاد کو ترک نہ کرے کیونکہ) جو قوم اسکو چھوڑ دیتی ہے خداوند کریم اسکو ذلت میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جس قوم میں فحش شائع ہوگا اللہ تعالیٰ اس قوم کو بلائے عام میں مبتلا فرماویں گے جب تک میں خدا و رسول کی اطاعت کرتا رہوں تم بھی میرے مطیع رہو اور جس وقت میں اس امر سے باہر ہو کر نافرمانی کروں تو تم پر بھی میری اطاعت واجب نہیں۔ بس اب تم اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ ۸۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ان سب میں مجھے ابوبکر صدیق رضی کا مال اور صحبت اچھی معلوم ہوتی ہے اگر میں اپنے اللہ کے علاوہ کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن ان کی اخوۃ اسلامی اور انکی محبت میرے دل میں ہمیشہ رہے گی (دوسرا) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) موجود ہوں وہاں کوئی دوسرا شخص سوائے آپ کے امامت نہیں کر سکتا۔　(باقی آئندہ)

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین و بزرگان دین کے حالات و واقعات کا بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کیلیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام شاید ہی اسلام میں کوئی ہستی ناواقف ہو کیا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ تعلیم یافتہ ہوئی زبان سے نکلے ہوئے ہیں کے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین و علی نور کا کام کر رہی ہیں جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کیے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات فی عجیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کما حقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایکروپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند کتاب

یہ وہ کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں طاعون پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا۔ وبا کے زمانہ میں جن مکانوں میں پڑھی جاتی ہے وہ مکان محفوظ رہتا ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

مجموعہ واقدی یعنی مغازی الرسول فتوح الشام فتوح المصر فتوح العجم یہ عجیب و غریب مجموعہ ہے مگر ہے پرانی زبان میں قیمت چھ روپے۔

تاریخ حبیب اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری معہ غزوات وغیرہ قیمت (۸/)

قصص الانبیاء کلاں۔ قیمت دو روپے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

حکایات الصالحین۔ قیمت آٹھ آنے

نزہۃ البساتین - قیمت تین روپے آٹھ آنہ

تذکرۃ الاولیاء مولفہ شیخ فریدالدین عطار رح قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

فردوس آسیہ - خلفاء راشدین و اماین کے حالات نہایت وضاحت سے جمع کئے ہیں قیمت عہ

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں [illegible]

تھانہ بھون ٹاؤن

یعنی

قصبہ تھانہ بھون کا جدید اسٹیشن

تھانہ بھون میں جو ریل آئی ہے تو ریلوے لائن تو قصبہ سے بہت قریب ہو کر گذری ہے مگر بعض وجوہ سے ریلوے اسٹیشن ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بنا تھا۔ اہل قصبہ اسیوقت سے برابر کوشش کر رہے تھے کہ چونکہ ریلوے لائن قصبہ سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے لہذا ایک مختصر اسٹیشن مسافروں کے لئے یہاں بھی بنا دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ریلوے نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور ایک جدید اسٹیشن قصبہ کے قریب بنا دیا ہے۔ اگرچہ ابھی اسٹیشن امتحاناً بنایا گیا ہے مگر امید ہے کہ انشاء اللہ عنقریب مستقل ہو جاوے گا۔ لیکن مستقل ہونے سے پہلے بھی مسافر اس جدید اسٹیشن سے سفر کر رہے ہیں لہذا عام اطلاع کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ جو حضرات تھانہ بھون آنا چاہیں وہ تھانہ بھون ٹاؤن کا ٹکٹ لیں اور سہارنپور کیطرف سے آنے والے حضرات تھانہ بھون کے قدیم اسٹیشن پر نہ اتریں بلکہ اُسکے آگے یہ جدید اسٹیشن آتا ہے اسپر اتریں اور شاہدرہ کی طرف سے آنے والے حضرات جیند اسٹیشن کے بعد جو اسٹیشن آوے اسپر اتر جاویں ان کو قدیم اسٹیشن پر جانیکی ضرورت نہیں ہے کرایہ شاہدرہ کیطرف سے آنے والوں کے لئے تو وہی ہے جو قدیم اسٹیشن کا تھا اور سہارنپور سے آنے والے حضرات کے لیے کچھ زیادتی ہوئی ہے جو ٹکٹ بانٹنے والے سے جب تھانہ بھون ٹاؤن کا ٹکٹ طلب کیا جائے گا تو وہ بتا دے گا۔

المعلن

مدیر "الہادی" دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت محمود صدر حال ست بر منافقیت تعلیم تدریجی برائے

عامہ ناس حاضر و بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست

بر مقاصد و مبادی و پیراستہ عالنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمیٰ بہ

الہادی

جلد ۵ | بابت ماہ شعبان ۱۳۴۷ھ | نمبر ۸

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکرست ہر مجلس و

نادی و مسکن ست برائے علاج دصادی بصورت تجربہ سالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل الہ و عظ و

حل انتہابات کلیہ شہوی تشرف رحیۃ المسلمین و تیسیر قال الصدیق کہ اکثر آن مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی بہ ادارہ محمد عثمان خان عامی در عہد اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بیرنگ نور صحیح می گردد

سلہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث افضل بیتنا بکتاب اللہ وقتنی بالتہم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ ..	۳ - ۱۰
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۱ - ۱۸
۳	حیوۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	" " "	۱۹ - ۲۲
۴	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم ..	تصوف	" " "	۲۳ - ۳۰
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف ..	حدیث	" " "	۳۱ - ۳۴
۶	ملفوظات فرید المجید	ملفوظات	" " "	۳۵ - ۳۸
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفٰے صاحب سلمہ	۳۹ - ۴۲
۸	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہ	۴۳ - ۴۶

اصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعین

۱- رسالہ ہذا کا مقصد امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

۲- یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

۳- رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ سے یہ رسالہ بعد ٹائیٹل تین جزء کا کر دیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے (عہ/) ہے۔

۴- سوا ان صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائے گا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی۔پی۔ روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔پی۔ پہنچیگا

۵- جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی۔ کی اطلاع نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا

۶- جو صاحب امسال میں خریدار ہوں گے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۵ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتدا رسالہ سے خریدار سمجھے جائیں گے اور اگر الہادی کی جلد اول دوم سوم چہارم درکار ہو طلب فرمائیں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصول ڈاک کے

الراقم
محمد عثمان۔ مالک و مدیر رسالہ "الہادی"۔ دہلی

فرماتے تھے ملعون ہے جس نے بوجہ اللہ مانگا اور ملعون ہے جس سے بوجہ اللہ مانگا گیا اور منع کر دیا جب تک کہ ہجر یعنی بری بات نہ مانگے۔ **ف** اللہ اعلم لعنت کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی ذات پاک کی دونوں نے قدر نہیں کی اللہ اعلم اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اُس کے راوی صحیح کے آدمی ہیں بجز شیخ یحییٰ بن عثمان بن صالح کے کہ ثقہ ہیں اور اس میں کلام ہے لفظ ہجر کی تفسیر میں دو احتمال بیان کئے ہیں یا تو ایسا امر قبیح مانگے کہ لائق نہو یا بری طرح سے سوال کرے الفاظ قبیحہ سے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے واسطے پناہ مانگے اُسکو پناہ دیدو اور جو اللہ کے واسطے مانگے اُسکو دیدو اور جو تم کو دعوت دے اُس کی دعوت قبول کرلو اور جو تمہارے ساتھ سلوک کرے تم اس کا بدلہ اُتارو اور اگر بدلہ دینے کو کچھ نہ میسر ہو تو اُس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم خیال کرنے لگو کہ تم نے بدلہ اُتار دیا اسکو ابوداؤد نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ 9
علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو سب سے برا آدمی نہ بتاؤں وہ وہ شخص ہے کہ خدا کے نام پر مانگے اور نہ دیا جائے۔ اور اس حدیث کے ایک معنے یہ بھی کرتے ہیں کہ خدا کے نام پر اُس سے کوئی مانگے اور نہ دے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے اور نسائی نے اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ایک حدیث کے آخر میں روایت کیا ہے جو انشاء اللہ کتاب الجہاد میں آویگی۔

صدقہ کی ترغیب اور تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کے بیان میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک چھوارے کے برابر حلال کمائی سے خیرات کیا اور اللہ پاک بجز حلال کمائی کے قبول کرتا ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے،

پھر اُس کی ایسے پرورش کرتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھیرے کو پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس کو بخاری مسلم نسائی ترمذی ابن ماجہ اور ابن جریر نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے جب بندہ طیب مال میں سے تصدق کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ سے قبول فرماتے ہیں اور داہنے ہاتھ میں اسکو لے کر پرورش فرماتے ہیں جیسا کوئی اپنے بچھیرے یا اونٹ کے بچہ کو پرورش کرتا ہے اور بالتحقیق مرد ایک لقمہ کو تصدق کرتا ہے تو وہ خدائے پاک کے دست (قدرت) میں بڑھتا ہے۔ حتیٰ کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے پس تصدق کرو۔

اور ترمذی کی ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرماتے ہیں اور داہنے ہاتھ میں لے کر اُس کی پرورش فرماتے ہیں جیسا کہ کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کو پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ ایک لقمہ پہاڑ اُحد کے برابر ہو جاتا ہے، اور اس کی تصدیق آیت کریمہ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات الآیۃ ویمحق اللہ الربو ویربی الصدقات میں ہے ترجمہ وہ (اللہ) وہ ذات پاک ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول ۲۰
فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اور اس کو مثل ترمذی کے امام مالک نے سعید بن یسار سے مرسل روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں جناب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک شخص کے ایک چھوارے اور ایک لقمہ کو پرورش کرتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھیرے یا اونٹ کے بچے کو پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اُحد کے برابر ہو جاتا ہے، اس کو طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے لفظ ابن حبان کے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کسی مال سے نقصان نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ بندہ کے معاف کرنے سے نہیں بڑھاتا مگر عزت کو اور کوئی بندہ اللہ کے واسطے تواضع نہیں اختیار کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے رفع مراتب نہ کرتا ہو، اس کو مسلم ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور امام مالک نے مرسل روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال اور اُس کے تو اُس کے مال میں سے صرف تین ہیں جو کھا لیا فنا کر دیا یا پہنا تو پرانا کر دیا یا دیدیا تو جمع کر لیا اور جو اُس کے سوا ہے (اُس کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ بندہ جانے والا ہے اور اُس مال کو لوگوں کے لئے چھوڑ جانے والا ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے کہ اُس کے وارث کا مال اُس کو اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے سب کو اپنا ہی مال محبوب ہے آپ نے فرمایا بس تو اپنا مال وہ ہے جس کو آگے بھیج دیا اور اُس کے وارث کا مال وہ ہے جسکو پیچھے چھوڑا اس کو امام بخاری اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے جنگل میں بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر پس وہ بادل ایک طرف کو ہٹا اور اپنا پانی ایک پتھریلی زمین میں ڈال دیا وہ تمام پانی اُس زمین کے نالوں میں سے ایک نالے میں بھر گیا یہ شخص اُس پانی کے پیچھے پیچھے چلا گیا اچانک دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے اُس سے کہا اے اللہ کے بندہ تیرا کیا نام ہے کہا فلاں وہ ہی نام جو بادل میں سنا تھا (باغ والے نے) کہا اے اللہ کے بندہ تو نے میرا نام کیوں پوچھا اُس نے کہا میں نے اُس بادل میں سنا تھا جس کا یہ پانی ہے کہتا تھا فلاں کے باغ کو سیراب کر تیرا ہی نام لیا تھا تیرا اس باغ میں کیا دستور العمل ہے، اُس نے کہا جب تو نے یہ بات کہی ہے تو میں دیکھتا ہوں جو کچھ اس میں پیدا ہوتا ہے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی اس میں لگا دیتا ہوں اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے کہ اُس سے اللہ تعالیٰ بلا ترجمان عنقریب گفتگو نہ فرمائے پس وہ آدمی داہنے طرف دیکھے گا بجز اپنے پہلے عمل بھیجے ہوئے کے کچھ نہ دیکھے گا، اور اپنی بائیں طرف نظر ڈالے گا وہاں بھی بجز اپنے پہلے عملوں کے کچھ نہ دیکھیگا

پھر سامنے دیکھے گا تو بجز آگ کے اپنے مونہہ کے آگے کچھ نہیں دیکھے گا لہذا آگ ہی سے بچو پھر اگرچہ چھوارے کی ایک پھانک ہی کے ساتھ سہی اور ایک روایت میں ہے جو تم میں سے طاقت رکھے کہ آگ سے چھپ جائے اگرچہ ایک چھوارے کی پھانک ہی کے ساتھ ہو اُس کو ایسا کرنا چاہیئے اِسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر کسی کو چاہیئے کہ اپنے چہرہ کو آگ سے بچاوے اگرچہ چھوارے کی ایک پھانک ہی سے ہو اس کو امام احمد نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہو۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ آگ سے دبک اگرچہ ایک چھوارے کی پھانک ہی کے ساتھ ہو وہ بھی بھوکے کو سیر کے قائم مقام کردیتا ہے اس کو امام احمد نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے کہ اے کعب بن عجرہ ۶۲
نماز نزدیکی (پروردگار) ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو بجھاتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو اے کعب بن عجرہ تمام آدمی (روزانہ) دو قسم کی صبح کرنے والے ہیں اپنی جان کو بیچنے والے گردن کو بند ہوانے والے اور اپنی جان کو خریدنے والے اپنی گردن کی آزادی میں اِسکو ابو یعلےٰ نے سند صحیح سے روایت کیا ہے

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب بن عجرہ وہ گوشت اور خون جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پرورش پاتا ہے آگ اُس کے لئے اولےٰ ہے اے کعب بن عجرہ آدمی دو حالتوں میں صبح کرنے والے ہیں جان چھڑانے والے ہیں (مصروف ہیں) وہ تو اس کو آزاد کرنے والے ہیں یا صبح کرتے ہیں اس کو اسی طرح پھانسنے والے ہیں اے کعب بن عجرہ نماز نزدیکی (رب العالمین) سبب ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں (کی آگ) کو بجھاتا ہے جیسے چالاک آدمی چکدار چکنے پتھروں پر چلا جاتا ہے اِسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں سفر میں تھا انہوں نے پہلے حدیث بیان کی اور اُس میں یہ بھی بیان کیا کہ، اور آپ نے فرمایا میں تجکو خیر کے دروازوں کا پتہ نہ دوں، میں نے عرض کیا بیشک (ضرور بیان فرمایئے) یا رسول اللہ فرمایا روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں (کی آگ) کو ایسا بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حدیث حسن صحیح فرمایا ہے اور یہ حدیث پوری خاموشی کے باب میں آویگی اور یہ ہی حدیث ابن حبان کے نزدیک حضرت جابر کی ایک حدیث میں ہے جو انشاء اللہ کتاب القضاء میں آویگی۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ پروردگار کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے، اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن غریب کہا ہے اور ابن المبارک نے کتاب البر میں اس حدیث کا آخری حصہ بیان کیا ہے۔ اور اُن کے لفظ یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ صدقہ کرنے سے بُری موت کو ستر درجے دفع کرتا ہے۔ ۶۳

اور حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے تین شخص ہیں میں اُن پر قسم کھاتا ہوں اور تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں یاد رکھنا (تین شخص یہ ہیں) کسی آدمی کا مال صدقہ کرنے سے نہیں کم ہوا، اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے ظلم سے کوئی چیز چھینی گئی ہو اور اُس نے اُس پر صبر کیا ہو اور پھر اللہ نے اُس کی عزت افزائی نہ فرمائی ہو، اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ سوال کا دروازہ اپنے اوپر کھولا ہو (یعنی مانگنا شروع کیا ہو) اور پھر اللہ پاک نے اُس پر فقر کا دروازہ نہ کھولا ہو یا کوئی اور کلمہ اسی معنے میں فرمایا تھا اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں یاد رکھنا دنیا چار قسم کے آدمیوں کے واسطے ہے، ایک وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو مال اور علم نصیب کیا وہ اُس کے بارہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اُس میں اللہ پاک کا حق پہچانتا ہے وہ تو فاضل ترین مرتبہ پر ہے اور ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو علم نصیب فرمایا ہے اور مال نصیب نہیں فرمایا تو وہ سچی نیت والا ہے کہتا ہے اگر اللہ مجھکو

مال نصیب فرماتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا وہ اپنی نیت کے ساتھ ساتھ ہے یہ دونوں اجر میں برابر ہیں اور ایک آدمی ہے کہ اللہ نے اُسے مال دیا ہے اور علم نہیں نصیب کیا وہ بغیر علم کے اپنے مال میں عتر لود کرتا ہے اور اُس مال کے بارہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اُس میں کچھ اللہ کا حق جانتا ہے یہ بڑے خبیث مرتبہ کا ہے اور ایک بندہ ہی کہ نہ اس کو علم نصیب ہوا نہ مال وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص جیسے کام کرتا وہ اپنی نیت کے ساتھ ساتھ ہے اور دونوں کا گناہ برابر ہے اِسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ خیرات کرنے والے کی مثال بیان فرمائی جیسے دو آدمی آہنی زرہ پہنے ہوئے ہیں کہ اُن کے دونوں ہاتھ چھاتی اور ہانسوں کے درمیان کسے ہوئے ہیں، پس خیرات کنندہ جوں جوں خیرات کرتا جاتا ہے وہ زرہ ڈھیلی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ
۴۷ اس کے پوروں تکو ڈھک لیتی ہے اور پیروں میں گھسٹنے لگتی ہے اور بخیل جب خیرات کا قصد کرتا ہے تو وہ زرہ سکڑ جاتی ہے اور اُس کا ہر ہر حلقہ اپنی جگہ کو پکڑ لیتا ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گریبان میں اُونگلیاں ڈال کر زور لگا کر ایسا دکھاتے تھے کہ گویا آپ کھینچنا چاہتے ہیں مگر نہیں کھنچتی اس کو بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا ہے اور نسائی کے الفاظ کا ترجمہ اس طرح ہے کہ خرچیلے اور بخیل کی مثل امثل دو آدمیوں کے ہے کہ اُن پر لوہے کے دو جبے یا دو زرہ ہیں انکے ہاتھوں سے گلے کے ہانسوں تک جب خرچیلے آدمی خرچ کرنا چاہتا ہے تو اُس کی زرہ واسع ہو جاتی ہے اور بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ اُس کے پوروں کو ڈھانک لیتی ہے اور (اتنی نیچی لٹک جاتی ہے کہ چلتے میں) اُس کے قدموں کے آثاروں کو مٹا دیتی ہے اور بخیل جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو (اُس کی زرہ سکڑ جاتی ہے اور اُسکی ہر ہر کڑی اپنی جگہ مضبوط پکڑ لیتی ہے حتیٰ کہ جب کڑیاں اپنی جگہ پکڑ لیتی ہیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

(اُس کی حالت دکھانے کے لئے بطور اشارہ کے) اُسکو واسع کرتے ہیں وہ واسع نہیں ہوتی تھی۔ اللہ اعلم بالصواب مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال کی محبت جسکو بمنزلہ لوہے کی زرہ کے فرمایا ہے وہ سخی کو بھی ہوتی ہے اور بخیل کو بھی ہوتی ہے فرق اتنا ہے کہ سخی جوں جوں خرچ کرتا جاتا ہے ہمت بڑھتی جاتی ہے اور محبت کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ محبت خرچ کو بالکل مانع نہیں رہتی اور بخیل جب خرچ کا ارادہ کرتا ہے محبت مال ایسی غالب ہوتی ہے کہ اس کا ہاتھ کھلتا ہی نہیں گویا وہ خرچ کرنے پر قادر ہی نہیں رہتا۔

اور امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم کو خبر پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روزہ دار تھیں اور اُن کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی ایک سائل نے جناب سے سوال کیا آپ نے اپنی باندی سے فرمایا یہ (روٹی) اس سائل کو دیدو باندی نے عرض کیا جناب کے افطار کرنے کے لئے اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا یہ اسکو دیدو باندی کہتی ہے میں نے ایسا ہی کیا جب ہم نے شام کی تو گھر والوں نے فرمایا ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں ایک بکری اور اُسکا ساماں ہدیہ کیا ہے جو کبھی ہدیہ بھیجتا بھی نہیں تھا، آپ نے اُسی باندی کو بلایا اور فرمایا کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔ 45

امام مالک فرماتے ہیں اور ہم کو یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانا مانگا آپ کے پاس انگور تھے آپ نے ایک آدمی سے فرمایا ایک دانہ لے کر اسکو دیدو وہ آدمی تعجب سے دیکھنے لگا آپ نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو اس دانہ میں کتنے ذرہ کے برابر حصہ ہیں (اللہ اعلم یہ اشارہ اُس آیت کریمہ کی طرف ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ترجمہ جو ایک ذرہ کے برابر کوئی عمل نیک کرے گا اس کو بھی دیکھ لیگا مطلب یہ ہے کہ اگر تم زیادہ نہیں دے سکتے تو شرم کی وجہ سے تھوڑا دینے سے باز نہ رہو ضائع نہیں جائیگا، خدا کے نزدیک اُسکا بھی بڑا اجر ملے گا۔ اُسکو امام مالک نے اسی طرح بلا سند موطا میں بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے (اپنے دل میں) کہا میں صدقہ کروں گا اُس نے ایک چور کے ہاتھ پر رکھدیا صبح کو لوگ کہنے لگے کہ آج رات چور کو خیرات دیگئی ہے، کہنے لگا اللہ تیرا شکر ہے چور پر میں ضرور صدقہ کرونگا صدقہ لے کر گیا تو ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھدیا پھر صبح کو لوگ کہنے لگے کہ آج رات کو (پھر) زانیہ پر خیرات کی گئی ہے پھر کہنے لگا اے خدا تیرا شکر ہے زانیہ پر میں پھر ایک صدقہ کروں گا پھر صدقہ لے کر نکلا تو ایک تونگر کے ہاتھ پر رکھدیا پھر صبح کو لوگ کہنے لگے کہ آج رات کو ایک غنی کو صدقہ دیا گیا ہے، کہنے لگا اے اللہ تیرا شکر ہے چور پر اور زانیہ پر اور غنی پہ (یہ کلمہ بطور تاسف کے کہہ رہا تھا) اُس کو بشارت ہوئی، تیرا صدقہ جو چور پر ہوا ہے (اس کا فائدہ یہ ہے کہ شاید وہ اسکی وجہ سے) اپنی چوری سے بچے، اور زانیہ پر بھی کہ شاید وہ اپنے زنا سے بچے اور غنی شاید وہ عبرت حاصل کرے اور جو کچھ اُس کو خدا نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرنے لگے اس کو بخاری نے اِن ہی لفظوں سے روایت کیا ہے اور مسلم اور نسائی نے کہا ہے کہ بشارت دی گئی کہ تیرا صدقہ قبول ہو گیا پھر باقی حدیث کو اُسی طرح روایت کیا۔ ۴۴

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے ہر شخص (بروز محشر) اپنے صدقہ کے زیر سایہ رہے گا جب تک کہ تمام لوگوں کا حساب فیصل ہو، یزید راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرے استاد ابو مرثد کا کوئی ایسا دن نہیں گزرتا تھا کہ کچھ صدقہ نہ کریں اگرچہ ایک روٹی یا ایک پیاز ہی ہو اسکو امام احمد نے اور ابو خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اپنی کتاب میں روایت کرکے شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور ابن خزیمہ کی روایت میں یزید بن ابی حبیب سے بھی مروی ہے کہ ابو مرثد بن ابی عبد اللہ یزنی تمام اہل مصر سے پہلے شام کے وقت مسجد کو جایا کرتے تھے اور میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا کہ مسجد میں گئے ہوں اور اُن کی جیب میں کچھ صدقہ نہ ہو پیسہ یا روٹی یا گیہوں (کچھ نہ کچھ ہوتا تھا) حتیٰ کہ گاہے گاہے دیکھا کہ پیاز ہی اُٹھائے لئے جاتے ہیں، یزید کہتے ہیں، میں کہتا اے ابو الخیر یہ تو آپ کے کپڑے سڑا دیگی تو فرماتے اے ابن ابی حبیب

(باقی آئندہ)

اور دوسرے ہاتھ سے زور سے جھٹکا دیکر چھین لیا - دیکھیے اس شخص نے ایک ذرا سے خیالی ادب کے لئے اُن بزرگ کو کیسی تکلیف دی اور ادب سے بڑھکر بے ادبی ہوگئی - یہ ناسمجھی کی باتیں ہیں - اور یہ باتیں ہلکی نہیں - اور گو یہ نماز روزے کی طرح اسلام کے فرضوں میں سے نہیں لیکن چونکہ اخلاق وعادات کا تعلق دوسروں سے ہے - اور اس وجہ سے یہ بندوں کے حقوق میں داخل ہیں اس لئے انکے اندر کمی زیادتی کرنے میں عذاب کا زیادہ اندیشہ ہے اور نماز روزہ چونکہ اللہ کے حقوق ہیں اس لئے اُن میں کوتاہی کرنے سے اس قدر عذاب کا اندیشہ نہیں کیونکہ اللہ تعالی بخشنے والے ہیں اُن سے بخشش کی اُمید کچھ دُور نہیں - مگر بندوں کے حق خود انہیں کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں - اس لئے اُن کی رعایت زیادہ ضروری ہے -

چنانچہ حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضؓ کا وہ قصہ جس میں حضورؐ کے رات کو قبرستان کی طرف جانیکا ذکر ہے اس بات کی پوری دلیل ہے کہ اخلاق وعادات کی رعایت نہایت ضروری ہے - وہ قصہ یہ ہے کہ ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے مکان سے قبرستان کو تشریف لے گئے - اُنہوں نے سمجھا کہ شاید کسی اور بیوی کے یہاں تشریف لیجا رہے ہیں - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ جاگتی ہیں - اس لئے حضورؐ اس خیال سے کہ حضرت عائشہ رضؓ کی آنکھ نہ کھُل جائے آہستہ سے اٹھے اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے بند کیا - پس ہر ایک کو اِن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے - کہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو - غرض حضورؐ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے حضرت عائشہؓ چونکہ جاگتی تھیں اور اُن کا خیال تھا کہ شاید کسی اور بیوی کے ہاں تشریف لیگئے ہیں اس لئے یہ بات اُن کو بوجہ محبّت کے غلبہ کے گوارہ نہوئی اور دبے پاؤں پیچھے پیچھے ہولیں اور حضورؐ تو اس درجہ محبوب تھے کہ حضرت عائشہ رضؓ یا اور آدمیوں کو عشق ہوتو کیا عجیب ہے جبکہ جانور تک حضورؐ کی محبّت سے بیقرار تھے - حج میں جب حضورؐ نے سو اُونٹ ذبح کئے ہیں جس میں تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے تھے (اس سے آپکی قوت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے) تو اونٹوں کی یہ حالت تھی کہ بیقرار ہوکر آپ کے پیچھے کی طرف اپنی گردنیں جھکاتے تھے - جب حیوانات کو یہ بیقراری ہو تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو تو خاص تعلق تھا -

اُن کی بے قراری کیا عجیب ہے غرضکہ حضرت عائشہ صدیقہ پیچھے پیچھے قبرستان میں پہونچیں حضورؐ نے وہاں مُردوں کے لئے دُعا فرمائی۔ اُس کے بعد گھر کی طرف لوٹے اور یہ بھی لوٹیں تو اب یہ آگے ہو لیں۔ حضورؐ نے اپنے آگے آدمی دیکھکر معلوم کرنے کے لئے اس طرف تیز چلنا شروع کیا۔ حضرت عائشہؓ دوڑیں۔ حضورؐ نے بھی دوڑکر آگے بڑھنا چاہا وہ اور دوڑیں اور گھر آکر بستر پر چپکے سے لیٹ گئیں۔ حضرتؐ تشریف لائے تو پوچھا کہ سانس کیوں چڑھ رہا ہے حضرت عائشہؓ نے حالت بیان کی خلاصہ یہ کہ دیکھئے حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کی نیند میں خلل نہ آنے کیلئے کیسی احتیاط کی کہ آہستہ اُٹھے۔ آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے بند کیا۔

(۳) بعض لوگوں کو یہ آداب ذرا سخت لفظوں سے سکھلائے جاتے ہیں کیونکہ بعض طبیعتوں کے لیے سختی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ لوگ سختی سے بُرا مانتے ہیں۔ اور اس کو اخلاق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جان لینا چاہیے کہ بے تمیزی کی بات پر سختی کرنا اخلاق کے خلاف نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کوئی آوارہ بکری ملے تو کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لینا چاہیے ورنہ کوئی اور شخص یا بھیڑیا لے لیگا۔ پھر اس شخص نے اونٹ کی نسبت بھی یہی دریافت کیا تو حضورؐ ناخوش ہوئے۔ اور تیزی سے جواب دیا کہ اونٹ سے تم کو کیا واسطہ وہ تو درخت کے پتے کھاکر پانی پیکر خود ہی اپنے مالک کے پاس پہونچ جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصہ کرنا بے تمیزی کی بات پر جائز ہے۔ پس حقیقت اخلاق کی یہ ہے کہ بلا وجہ کسی کو تکلیف نہ پہونچائے۔ بعضے لوگ کسی گھر پر جاکر تقاضے پر تقاضا اور آوازیں دینی شروع کردیتے ہیں۔ یہ بھی تکلیف دینا ہے جو لوگ کہ حضورؐ کو دروازہ پر آکر پکارتے تھے اُن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر اُن میں سے بے سمجھ ہیں۔

(۴) اسلام کا ایک ادب تو یہ ہے جس کا بیان ہوا کہ عبادت میں جو شخص مشغول ہو اُس کو سلام نہ کرے اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی گئی۔ اسی طرح سلام کا ایک ادب یہ ہے کہ جو شخص

گناہ میں مشغول ہو اس کو سلام نہ کرے کیونکہ گنہگار کی تعظیم جائز نہیں ۔ اور سلام کرنا ایک قسم کی تعظیم ہے ۔ اور ایک ادب یہ ہے کہ پیشاب یا پاخانے کی حالت میں سلام نہ کرے اور کھانے پینے کی حالت میں سلام نہ کرنا چاہیے ۔ اس وقت اگر سلام کا جواب دیا تو اندیشہ ہے کہ شاید گلے میں پھندا پڑ جاوے ۔ اس بیان میں اور بھی بہت ادب اور احکام آ گئے ۔ پھر سلام کے بعد مصافحہ کیا جاتا ہے اُس کے بھی چند ضروری آداب ہوتے ہیں سو جاننا چاہیے کہ ملاقات ہوتے ہی تو سب کے نزدیک سُنّت ہے اور رخصت کے وقت مصافحہ کرنے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سُنّت ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور ان دو وقتوں کے سوا اور کسی وقت میں مصافحہ کرنا ثابت نہیں ۔ پس مصافحہ کے لیے بھی قاعدہ مقرر ہوا ۔ اور اس میں مصافحہ کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر چیز کے واسطے خاص خاص قاعدے اور شرطیں ہوتی ہیں کہ بدون اُن کے وہ چیز درست نہیں ہوتی دیکھیے نماز ہے ۔ اگر کوئی چار رکعت کی جگہ پانچ رکعت پڑھنے لگے تو صحیح نہیں ہوگی یا جمعہ دیہات میں پڑھنے لگے تو حنفیوں کے نزدیک نہیں ہوگا جیسا کہ حج بمبئی میں کرے تو حج نہیں ہوتا ۔ اسی طرح ہر کام کا ایک قاعدہ ہوتا ہے چنانچہ مصافحہ اور گلے ملنے کے بھی خاص قاعدے ہیں ۔ اُن کے خلاف مصافحہ کرنا اور گلے ملنا درست نہیں جیسے عید بقر عید اور جمعہ میں جو لوگ رسم جان کر مصافحہ کرتے ہیں یا گلے ملتے ہیں یہ کہیں قرآن حدیث میں ثابت نہیں اس لیے یہ رسم بدعت ہے ۔ اس کو چھوڑ دینا چاہیے ۔ اور جو مولوی ان مسئلوں کو بتلائیں اُن سے بحثا بحثی نہ کرنی چاہیے ۔ کہ صاحب اُس کی کیا وجہ ۔ یہ کیوں منع ہے ۔ کیونکہ دلیل کا سمجھنا آسان نہیں ہے اس کے لیے بڑے علم کی ضرورت ہے البتہ حکم کا معلوم کر لینا بے شک آسان ہے ۔ کہ مسئلہ معلوم کر لو اور اس پر عمل کر لو ۔ باقی دلیل ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی مگر عوام کے حال پر افسوس ہے کہ باوجود علم نہ ہونے کے عالموں سے مقابلہ کرتے ہیں ۔ اصل یہ ہے کہ اُن کے دل میں عالموں کی عزت نہیں ورنہ عزت ہوتی تو کبھی عالموں سے بحثا بحثی نہ کرتے ۔ دیکھو اگر کوئی انجینئر کسی سرکاری عالیشان عمارت کے گرانے کا حکم دیدے اور عمارت کے عیب نقصان کو پوری طرح بیان نہ کرے تو وہ فوراً گرا دی جاتی ہے ۔ ذرا تامل نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کو ماہر اور معتبر سمجھ کر اس کی بات کو بہت

قابل قدر سمجھتے ہیں اور بڑے سے بڑا فاضل دل میں یوں جان لیتا ہے کہ جس بات کو انجینئر کی عقل
ذرا معلوم کر سکتی ہے میری سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ افسوس عالموں کو اتنا بھی نہیں سمجھا جاتا جتنا
انگریزی ڈاکٹر اور انجینئر کو سمجھتے ہیں۔ بعض اس سے بڑھ کر شریعت میں کاٹ چھانٹ کرنے کی
رائے دیتے ہیں کہ شریعت کے بعض احکام موقوف کر دیئے جائیں۔ اگر ایسی رائے دینے والوں
کی باتیں مانی جاویں تو شریعت تو تمام مٹ کر رہ جائے اور سوائے کفر اور بددینی کے اسلام کا
نام بھی باقی نہ رہے۔ حالانکہ مسلمان ہونے کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سب
حیل و حجت مان لیتے افسوس یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ وکیل سے قانون اور دفعہ پوچھنے کا تو حق
ہے مگر قانون کی وجہ دریافت کرنے کا حق نہیں کیونکہ اول تو اکثر وکیل وجہ کو جانتے ہی نہیں
اور جو جانتے ہیں وہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قانون بتلانا ہمارا کام ہے۔ قانون کی وجہ بتلانا
ہمارا کام نہیں ہے۔ اگر قانون کی وجہ معلوم کرنا منظور ہے تو قانون بنانے والوں سے جا کر
پوچھو اور قانون کے بدلنے کی رائے دینا اور اس میں بحث کرنا تو حکومت کا صاف انکار ہے
افسوس دنیا کی حکومت کے قانون میں تو دخل دینا ناجائز سمجھا جاوے مگر شریعت کے حکموں ۸
میں دخل دینا آسان سمجھا جائے۔ حکیم۔ ڈاکٹر سول سرجن جب کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے تو اس سے
کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ نسخہ کیوں تجویز کیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور عالموں سے وجہ پوچھی
جاتی ہے اور حجتیں نکالی جاتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ وہاں تو بیماری سے اچھا ہونا مقصود ہے
اور یہاں یہ مقصود ہی نہیں۔ ورنہ جب کسی عالم کی نسبت یہ تحقیق ہو جاتا کہ یہ روحانی حکیم ہے
تو ان کے نسخے کو بے حیلہ و حجت پی جاتے۔ ان کے دلوں میں خود اللہ تعالیٰ کے حکموں ہی
کی قدر نہیں بلکہ ان کو کھیل بنا رکھا ہے۔ شریعت کے حکموں کا حال رسم و رواج کا سا سمجھ رکھا
ہے کہ جیسی مصلحت سمجھی اس کے موافق بدل ڈالا۔ اب مصافحہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

بعض وقت مصافحہ کرنے سے دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ فرض کیجئے ایک ہاتھ میں جوتا ہے
دوسرے ہاتھ میں چھتری ہے۔ اب مصافحہ کیسے کرے سوائے اس کے کہ جوتے کو رکھے تو خود ہی
تکلیف دینا ہی نامناسب ہے۔ اسی طرح جو آدمی کام میں مشغول ہو اس سے مصافحہ نہ کرنا چاہئے
اس سے تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اور حرج بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص تیز چلا جا رہا ہو اس کو

[illegible]

مصافحہ کے لئے روکنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اس میں دوسرے ضروری کام کا حرج ہوتا ہے اس لئے تنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض آدمیوں کی عادت ہے کہ مجلس میں پہونچکر سب آدمیوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور اگر وہ لوگ کسی شغل میں ہوں تو اتنی دیر تک سب بیکار ہوجاتے ہیں اور اس سے دل میں تنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ بعد وعظ کہنے کے وعظ کہنے والے سے ضرور مصافحہ کرتے ہیں۔ سو اول تو یہ بدعت ہے اور پھر تکلیف بھی ہے جس بات میں تکلیف ہو وہ نکرنا چاہئے جیسے اگر قرینہ سے معلوم ہوجائے کہ سفارش کرنیسے دوسرے آدمی پر بوجھ ہوگا تو ایسی سفارش نکرے۔ بعض دفعہ سفارش پر عمل کرنا اس آدمی کی مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔ اور سفارش کرنیوالے کے لحاظ اور اس کے دل ٹوٹنے کے خیال سے اپنی مصلحتوں کے خلاف کرنے پر اس کو مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اور اب سفارش کرنے والے تو اس خیال میں مست ہیں کہ ہم نے فلاں شخص کی حاجت پوری کردی مگر اس کی خبر نہیں کہ بلا وجہ اور ناحق دوسرے آدمی پر بوجھ ڈال کر اس کی مصلحتوں کا خون کیا۔ ایک نیکی کے لئے جو کہ واجب بھی نہ تھی مفت کئی برائیاں ذمہ لیں۔ اکثر لوگ ایک مصلحت تو دیکھ لیتے ہیں کہ ایک آدمی کو نفع پہونچیگا مگر اُن نقصانوں کو نہیں دیکھتے جو دوسروں کو پہونچے۔ اگر سفارش کی ضرورت ہو تو اس میں صاف ظاہر کردینا چاہیئے کہ تمہاری مصلحت کے خلاف نہو تو یہ کام کرو۔ ورنہ خیر تاکہ دوسرے آدمی پر بوجھ نہ پڑے۔ دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رض سے اُن کے شوہر مغیث کی سفارش کی کہ اُن کے ساتھ نکاح قبول کرلو۔ بریرہ رض چونکہ جانتی تھیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سفارش میں بوجھ نہیں ڈالتے۔ اس لئے انہوں نے پوچھا کہ آپ حکم فرماتے ہیں۔ یا سفارش۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ نہیں حکم نہیں دیتا سفارش کرتا ہوں۔ بریرہ رض کو چونکہ معلوم تھا کہ آپ سفارش قبول نہ کرنے سے ناراض نہ ہوں گے اس لئے انہوں نے صاف انکار کردیا تو سفارش ایسی ہونی چاہیئے کہ دوسرے پر بوجھ نہ پڑے۔ بلکہ صاف کہدے کہ اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو کرو، کچھ زور نہیں ڈالا جاتا۔ کہ صاحب یہ کام آپ کو ضرور کرنا ہوگا۔

افسوس ہم نے سب اچھی عادتیں بدل دیں۔ کس کس چیز کی اصلاح کیجئے۔ مثل مشہور ہے کہ اونٹ رے اونٹ تری کونسی کل سیدھی۔ غرض اس بات کا خیال رکھئے۔ کہ جس کام سے دوسرے کو

تکلیف پہونچتی ہو۔ وہ نکرے جیسے دعوت کم آدمیوں کی تھی اور زیادہ آ گئے۔ یہ مرض بھی کچھ ایسا عام ہو رہا ہے کہ لوگ اکثر بیاہ شادی میں اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ خواہ دعوت کرنے والے کے یہاں اتنا سامان بھی نہ ہو۔ ایک ظریف عـــہ آدمی تھے انہوں نے جو دیکھا کہ شادی بیاہ وغیرہ عام دعوتوں میں ایک ایک دو دو کو ضرور ساتھ لیجاتے ہیں انہوں نے کیا دل لگی کی کہ ایک دفعہ جو دعوت میں گئے تو اپنے ایک بچھڑے کو بھی ساتھ لیگئے اور جب کھانا رکھا جانے لگا تو انہوں نے بچھڑے کے حصّہ کی بھی رکابی رکھوائی۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے اُنہوں نے کہا کہ بھائی اور لوگ بِدُون بُلائے اپنی اولاد کو ساتھ لاتے ہیں میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ میں اس کو عزیز رکھتا ہوں۔ اس لئے میں اِسے لے آیا۔ غرض سب شرمندہ ہوئے اور اس رسم کو موقوف کیا گیا حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایکدفعہ ایک شخص بلا کہے دعوت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لئے۔ آپ نے مکان پر پہونچکر گھر والے سے صاف فرمادیا کہ یہ ایک آدمی ہمارے ساتھ ہو لیا ہے۔ اگر تمہاری اجازت ہو تو آئے ورنہ چلا جائے۔ گھر والے نے اس کو اجازت دیدی اور وہ شریک ہو گیا۔ رہا یہ شبہ کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے اس نے اجازت دیدی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے معاملوں میں حضور نے صحابہ کو اس قدر آزادی دے رکھی تھی کہ جس کا جی چاہتا قبول کرتا تھا اور جس کا جی چاہتا تھا انکار کر دیتا تھا چنانچہ حضرت بریرہ رض کا قصّہ آپنے ابھی سُنا ہی ایک قصّہ اس سے بڑھکر سنئے۔ مسلم شریف عـــہ میں ہے کہ ایک دفعہ ایک فارسی شخص نے جو کہ شوربہ عمدہ پکاتا تھا۔ شوربہ پکا کر حضورؐ کی دعوت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ عائشہ کی بھی دعوت کرو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں حضرت عائشہ کی نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ پھر ہماری بھی نہیں پھر اُس نے اصرار کیا۔ حضورؐ نے پھر یہی فرمایا۔ اُس نے چند بار انکار کیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لحاظ کا بوجھ اور دباؤ ہوتا تو وہ انکار کیوں کرتا۔ پھر خوشی سے اُس نے حضرت عائشہؓ کی بھی دعوت کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی۔ اور یہ جائز ہے کہ دعوت قبول کرنے میں کوئی شرط لگا دی جائے۔ غرض اس قسم کی

عـــہ جنکی مذاق کرنے کی عادت ہو ۱۲ عـــہ حدیث کی ایک کتاب ہے ۱۲ منہ

تکلیف جو آج کل ہم لوگوں میں ہے۔ اس زمانہ میں نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے اپنی حالت خود بگاڑ رکھی ہے اور مذہب اسلام کو غیر قوموں کی نظروں میں ہلکا کر دیا ہے اور ہماری اس بُری حالت کو جو ہم نے خود اپنی بیہودہ حرکتوں سے کر رکھی ہے غیر قومیں دیکھ کر غلطی سے مذہب اسلام کو ناقص سمجھنے لگتی۔ اور اصل میں ہم ہی نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔

(۵) جس طرح ان موقعوں پر مصافحہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے جس کا بیان کیا گیا اسی طرح کھانا وغیرہ کے وقت مصافحہ کرنا بھی سراسر بے تہذیبی ہے۔ ہاتھ تو سالن میں سَن رہا ہے اُن کو مصافحہ کی پڑی ہے۔ بعض ایسی بے تمیزی کرتے ہیں کہ ہاتھ میں قارورہ کا برتن ہے بس اس کو رکھا اور مصافحہ کرنے لگے۔ یہ نفاست اور پاکیزگی کے بالکل خلاف ہے۔ اگرچہ ہاتھ میں کچھ نہ لگا ہو اصل اسکی یہ حدیث ہے کہ جو شخص اپنے پیشاب کے مقام کو ہاتھ لگا دے تو وضو کرلے۔ امام شافعی تو اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ پیشاب کا مقام چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر ہمارے امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حکم نفاست اور پاکیزگی کے لئے ہے۔ اور کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ یہ ہاتھ اب نماز کے قابل نہیں بہتر یہ ہے کہ یا وضو کرلے یا صرف ہاتھ ہی دھو لے۔ اور اسلام کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے پکارنے پر جواب دے۔ اس کے بھی آداب ہیں۔ چنانچہ امام ابو یوسفؒ کو امام صاحبؒ نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ اگر کوئی تم کو پیچھے سے پکارے تو جواب مت دو کیونکہ اُس نے تمہاری بے آبروئی کی ہے۔ کہ تم کو جانوروں کی طرح پیچھے سے آواز دیا ہے اور اس حالت میں جواب نہ دینا غرور نہیں ہے۔ بلکہ ایک شخص کی درستی اور اصلاح ہے۔ اور واقع میں پیچھے سے آواز دینا کتنی بے تمیزی کی بات ہے۔ کہ کام تو ہمارا اور اُلٹا اس کو یہ تہذیب کے خلاف ہے خود آگے بڑھ کر سامنے کی طرف سے آکر بولنا چاہیئے اور ایک حق یہ ہے کہ اگر کوئی دعوت کرے تو قبول کر لینا چاہیئے۔ اس کے بھی آداب ہیں۔ بعض آدمی غرور کی وجہ سے غریب کی دعوت قبول نہیں کرتے یہ بہت بُرا ہے اس پر مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے ایک مولوی صاحب کی دعوت ایک بیچارے غریب نے کی۔ مولوی صاحب اس کے ساتھ دعوت کھانے جا رہے تھے راستہ میں ایک رئیس صاحب سے

ملاقات ہوئی - جو مولوی صاحب کے دوست تھے - رئیس صاحب نے پوچھا مولوی صاحب
کہاں تشریف لیچلے - مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس سقے نے دعوت کی ہے - اس کے
یہاں جارہا ہوں - رئیس صاحب ملامت کرنے لگے کہ مولوی صاحب آپنے تو بالکل ہی
بات ڈبودی اور ایسی ذلت اختیار کی - مولوی صاحب نے یہ لطیفہ کیا کہ اس سقہ سے فرمایا کہ
اگر بھائی ان کو بھی دعوت میں لیچلو تو میں چلتا ہوں - ورنہ میں بھی نہیں چلتا - اب وہ سقہ
رئیس کے گرد ہوا - اور خوشامد کرنے لگا - اوّل اوّل تو بہت عذر کئے - مگر خوشامد عجیب چیز ہے
پھر اور لوگ بھی جمع ہوگئے - اور ان کو مجبور کرنے لگے - آخر مجبور ہوکر جانا پڑا - وہاں جاکر
دیکھا کہ تمام سقے صف باندھیں کھڑے ہیں - اور رئیس صاحب کو معلوم ہوگیا کہ غریب لوگ
مہمان کی جیسی تعظیم اور محبت کرتے ہیں وہ امیروں اور نوابوں کے یہاں خواب میں بھی نہیں دکھلائی
دیتی تو مان گئے کہ واقعی جیسی راحت دعوت اور محبت غریبوں سے ملنے میں ہے وہ
امیروں سے ملنے میں قیامت تک نہیں - اور حقیقت میں غریبی کے اندر بشرطیکہ پریشانی
کی حد تک نہو جس قدر دین اور دنیا کی راحت ہے وہ امیری میں ہرگز نہیں - پھر اس کی فضیلت ۱۲
اور شرافت الگ رہی - حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ اے
اللہ مجکو زندگی میں بھی مسکین رکھیے - اور مسکین ہی ہونیکی حالت میں موت نصیب کیجیے
اور قیامت میں مسکینوں کے ساتھ اٹھائیے - بس مال کی اتنی ضرورت ہے کہ فاقہ نہ ہو
اور پریشانی نہ ہو - غرض یہ کہ غریب لوگ اگر دعوت کریں تو مالدار کو غرور کی وجہ سے انکار
نہیں چاہئے باقی ہر جگہ کی دعوت قبول کرلینا بھی نہ چاہئے جس میں یہ بھی تمیز نہو کہ خالص
دل سے کی ہے - یا نہیں - آمدنی حلال ہے یا نہیں - گو اس میں زیادہ کھود کرید کی بھی ضرورت
نہیں مگر پھر بھی جن لوگوں کے ہاں غالب گمان میں آمدنی کا زیادہ حصہ حرام ہے - اُن کی
دعوت قبول کرنا جائز نہیں جیسا آجکل موروثی زمین کی کثرت ہے - اسی طرح رشوت کی
سو ایسے لوگوں کے ہاں دعوت قبول نہ کرے - ہاں اگر زیادہ حصہ مال کا حلال ہو تو جائز ہے
لیکن اگر اُن کی تنبیہ کے لئے نہ کھائے تو زیادہ بہتر ہے - اسی طرح اگر گناہ کے جلسے میں
دعوت ہو تو قبول نہ کرے اگر اس کے پہونچ جانے کے بعد گناہ شروع ہو جیسے راگ باجہ

روح سیزدہم

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یعنی جسقدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن اور حدیث میں اسکا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور کچھ مشکل کام بھی نہیں تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بیجا اور بری بات ہے پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ پکار کر پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کیطرف موہنہ کرنیکی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی ہر طرح سے آزادی اور جب اتنا ہے پھر کیا مشکل ہے البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کیلئے یا اسلئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کیلئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اسکا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائیگا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھکو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو وہ دکھلاوا نہیں۔ اسکو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا شیطان کا دھوکا ہے وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور وہ ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے جب
۵۳ دل سے ایکدفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کیواسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اسکے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر نیت نہ بدلے برابر ثواب ملتا رہیگا البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اسمیں دلکو ذکر کیطرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصوں کیطرف خیال نہ لیجاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو اب ذکر کے بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں

آیات (۱) پس تم مجھکو یاد کرو میں (عنایت سے) تمکو یاد رکھونگا (البقرہ) (۲) ایسے لوگ جو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی (آل عمران) (۳) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر (خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کیساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (حدیث کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہونا (اعراف) ف اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلادیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دلپر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اسکا خیال رکھے کہ کسیکی عبادت یا نیند میں خلل نہ پڑے نہیں تو گناہ ہوگا (۴) (جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ) لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ

اُس سے حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور اطمینان کی جڑ یہی تعلق ہے (رعد) (ع۵) (مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ) اُنکو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے (نور) (ع۵) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اسمیں بڑی فضیلت ہے) (عنکبوت) (ع۵) اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو (احزاب) (ع۵) اے ایمان والو تمکو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں (منافقون) (ع۹) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہوکر اُسی کے ہوجاؤ (الگ ہونیکا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب ہو) (مزمل ع۱) مراد کو پہنچا جو شخص (بُرے عقیدوں اور بُرے اخلاق سے) پاک ہوگیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (اعلیٰ) احادیث (ع۱۱) حضرت ابوہریرہ و ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھیں اُنکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اُنپر خدا تعالیٰ کی رحمت چھا جاتی اور اُنپر چین کی کیفیت اُترتی ہے (مسلم) (ع۱۲) حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو اُنکی حالت زندہ اور مردہ کی سی حالت ہے (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دوسرا مثل مردہ کے کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہو تو روح مردہ ہے) (بخاری مسلم) (ع۱۳) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُسکی (یعنی اپنے بندہ کی) ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے پھر اگر وہ اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اُسکا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اُسکا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اُس مجمع سے بہتر ہوتا ہے (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں) (بخاری و مسلم) ف اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُس یاد کی کسیکو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہوگی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا اسکا مطلب یہ ہے کہ اُس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں جیسا آپ کے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آویگا (ع۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو اُنکے میوے منہ چھوٹ کھایا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے (اور مجمعے) (ترمذی) (ع۱۵) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جسمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اُسپر گھاٹا ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جسمیں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اُسپر گھاٹا ہوگا (ابوداؤد)

ف مقصد یہ ہو کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہیے (۱۶) عبد اللہ بن بسر سے روایت ہو کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہوگئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ ثواب کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا مشکل ہو) اسلئے آپ مجھکو کوئی ایسی چیز بتلا دیجیے کہ اُسکا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلے میں کافی ہو جائے) آپنے فرمایا (اسکی پابندی کرو کہ) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے) (ترمذی و ابن ماجہ) (۱۷) ابو سعیدؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہو آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنیوالے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنیوالی ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اُس سے بھی (افضل ہی) آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اسقدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے اللہ کا ذکر کرنیوالا درجہ میں اُس سے بھی افضل ہے (احمد و ترمذی) **ف** وجہ ظاہر ہو کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کیلئے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کیلئے مقرر ہوا ہو (سورۂ حج) آیت الذین ان مکناھم میں اسکا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے (۱۸) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ ہر شے کی ایک قلعی ہو اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے (بیہقی) (۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہو تو وہ ہٹ جاتا ہو اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہو وسوسہ ڈالنے لگتا ہو (بخاری) (۲۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جسمیں سختی ہو (ترمذی) **ف** آخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہو کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہو اور اصل سختی بُرے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال۔ پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان بُرے بُرے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی پس نیک کام نہیں ہوتے اور بُرے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں اس طرح سے صفائی اور سختی قلب میں پیدا ہو جاتی

ہی مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے
کرنے کا اور بُرے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے وہ دھوکے میں ہے۔ یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ
کی ہیں (۲۱) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ
دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو اونچے اونچے درجوں میں داخل
فرمائیگا (ابن حبان) ف یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے
نفع نہیں ہوتا (۲۲) اُن ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے
اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں (احمد و ابو یعلی و ابن حبان) (۲۳) حضرت ابن عباس سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بددین) لوگ تمکو ریاکار (مکار)
کہنے لگیں (طبرانی) (۲۴) معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی مگر جو گھڑی اُن پر ایسی گذری ہوگی جسمیں اُنہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا
ہوگا اُس گھڑی پر اُن کو حسرت ہوگی (طبرانی و بیہقی) ف مگر اُس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی،
۵۶ پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی (۲۵) عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی
ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اُس بی بی کے سامنے کھجور
کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں (الخ اور آپ نے انکو منع نہیں
فرمایا) ابو داؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح) ف یہ اصل ہے تسبیح پر گننے
کی (کما قررہ الشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا بعضے خاص
خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے اُنمیں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں جیسے (الف)
لا الٰہ الا اللہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ب) سبحان اللہ (ج) الحمد للہ (د)
اللہ اکبر (ہ) لا حول ولا قوۃ الا باللہ (و) استغفر اللہ واتوب الیہ (ز) درود شریف جو
کسی طرح سے ہو ایک ہلکا سا یہ ہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد (نسائی عن زید بن خارجہ) خلاصہ یہ کہ ذکر
سے غافل مت ہو خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی پھر
خواہ بے گنتی خواہ اُنگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے، اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی
دیندار عالم سے پوچھ لو ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھدی ہیں یہ بھی کافی ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے (اشرف علی)۔

در حدیث دیگر این دل دان چنان کآب جوشان ز آتش اندر قازغان

یعنی دوسری حدیث میں ہے کہ اس دل کو ایسا جانو کہ جیسے کہ پانی آگ کیوجہ سے ہانڈی میں جوش کھاتا ہو اس حدیث کو احیاء العلوم میں امام غزالی نے بالفاظ ذیل نقل کیا ہے مثل القلب فی تقلبہ کالقدر اذا استجمعت غلیانا۔

ہر زمان دل را دگر رائے بود آن نہ از وے لیک از جائے بود

یعنی ہر وقت دل کی ایک نئی حالت ہوتی ہے اور وہ اوسکی طرف سے نہیں بلکہ کسی اور جگہ سے ہوتی ہے۔

پس چرا ایمن شوی بر رائے دل عہد بندی تا شوی آخر خجل

یعنی پس دل کی رائے پر کس سئے بے خوف ہو جاتے ہو اور عہد باندھ لیتے ہو یہاں تک کہ ۱۵۷
شرمندہ ہوتے ہو۔ یہ فرما کر آگے فرماتے ہیں کہ۔

این ہم از تاثیر حکم است و قدر چاہ می بینی و نتوانے حذر

یعنی یہ بھی حکم قدر ہی کا اثر ہے کہ کنواں دیکھتے ہو اور بچ نہیں سکتے۔ تو جب یہ بات ہے تو پھر قضا سے بچکر قضا ہی کیطرف جاوے اور اوسی سے چارہ جوئی اور مدد چاہے۔

نیست خود از مرغ پران این عجب کو نہ بیند دام و افتد در عطب

یعنی اڑنے والے جانور سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ جال نہ دیکھے اور مصیبت میں پڑ جاوے دیگر

این عجب کہ دام بیند ہم وتد گر نخواہد ور نخواہد مے فتد

یعنی عجیب بات تو یہ ہے کہ جال دیکھتا ہے اور کھونٹا بھی دیکھتا ہے اور اگر چاہے یا نہ چاہے گر پڑتا ہے مطلب یہ کہ دیکھو جو جانور کہ ہوا میں اڑ رہا ہے اوس نے جو جال نہیں دیکھا اگر وہ آکر پھنس جاوے تو کوئی تعجب نہیں ہے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ایک جانور سامنے بیٹھا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ اوس کے لئے جال بچھایا جا رہا ہے مگر پھر بھی پھنس جاتا ہے

چشم باز و گوش باز و دام پیش سوئے دامے پرد با پر خویش

یعنی آنکھ کھلی ہوئی کان کھلے ہوئے اور جال سامنے اور جال کیطرف اپنے ہی پر وں سے اڑتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کوئی اور شے ہے جو اوسکو اوس طرف لیجا رہی ہے ورنہ اگر اوسکو من کل الوجوہ اپنا اختیار ہوتا تو یقیناً جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پھنستا۔ آگے مولانا اسکو خود ایک مثال میں بیان فرماتے ہیں کہ۔

قضا کو جان سے تشبیہ دینا کہ صورت تو پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے ۱۵۸

بنگر اندر دلق مہتر زادہ سر برہنہ در بلا افتادہ

یعنی ایک امیر زادہ کی گدڑی کو دیکھو کہ وہ سر برہنہ ہے اور بلا میں پڑا ہوا ہے

در ہوائے یک نگارے سوختہ قمشہ و املاک خود بفروختہ

یعنی ایک معشوق کے عشق میں جلا ہوا ہے متاع اور املاک اپنے بیچے ہوئے ہے۔

خوار گشتہ در میان قوم خویش مرہمش نایاب و دل ریش از مرش

یعنی اپنی قوم میں ذلیل ہوا اور اوس کا مرہم نایاب ہے اور اوس کا دل اوسکے عشق سے زخمی ہے۔

خان و مان رفتہ بشدہ بدنام و خوار کام دشمن میرود ادبار وار

یعنی خان ومان برباد شدہ اور بدنام و ذلیل اور دشمن کا مقصد ادبار کی طرح چلتا ہے۔ دشمن سے مراد نفس و شیطان یعنے سب گھر بار برباد کئے ہوئے ہے اور نفس و شیطان کا قابو چلا ہوا ہے۔

زاہدے بیند بگوید اے کیا ہمتے میدار از بہر خدا

یعنی کسی زاہد کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اے بزرگ خدا کے لئے دعا کیجئے۔

کاندرین ادبار زشت افتادہ ام مال و زر و نعمت از کف دادہ ام

یعنی کیونکہ میں ادبار زشت میں پھنس گیا ہوں اور مال وزر اور نعمت ہاتھ سے برباد کردی ہے

۱۵۹ ہمتے تا بوکہ من زیں وارہم زین گل تیرہ بود کہ برجہم

یعنی ایک دعا کیجئے تاکہ شاید کہ میں اس سے چھوٹ جاؤں اور اس تیرہ و تاریک کیچڑ سے نکل جاؤں۔

این دعا میخواہد او از عام و خاص تا کہ یابد یکدمے از غم خلاص

یعنی وہ یہ دعا ہر عام و خاص سے چاہتا ہے تاکہ ایک دم کے لئے غم سے خلاصی پائے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

دست و باز و پائے بازو بند نے نے موکل بر سرش نے آہنے

یعنی ہاتھ کھلے ہوئے پاؤں کھلے ہوئے کوئی قید نہیں ہے نہ تو اوس کے سر پر کوئی سپاہی ہے اور نہ کوئی بیڑی وغیرہ ہے۔

از کدامیں بند میجوئے خلاص وز کدامیں قید میخواہی مناص

یعنی کون سے بند سے خلاصی ڈھونڈھتا ہے اور کون سی قید سے خلاصی چاہتا ہے مطلب یہ کہ یہ جو سب کہتا پھرتا ہے کہ دعا کرو کہ میں قید سے چھوٹ جاؤں تو ظاہر میں اوس پر کوئی قید ہی نہیں پھر کیوں کہتا پھرتا ہے کہ دعا کرو کہ قید سے نکل جاؤں۔ یہ سوال کر کے مولانا خود ہی جواب دیتے ہیں کہ۔

بند تقدیر و قضائے مختفی کہ نہ بیند آن بجز جان صفی

یعنی یہ قید تقدیر قضا سے پوشیدہ کی ہے کہ اوسکو بجز برگزیدۂ حق کے اور کوئی دیکھتا ہی نہیں ہے۔

گرچہ پیدا نیست آن در مکمن است بدتر از زندان و بند آہن است

یعنی اگرچہ یہ قید ظاہر نہیں ہے اور پوشیدگی میں ہے مگر زندان اور قید آہنی (ظاہری) سے سخت ہے آگے اوس کا اس ظاہری قید سے سخت ہونا بتاتے ہیں کہ۔

زانکہ آہنگر مر آن را بشکند حفرہ گر ہم خشت زندان برکند

یعنی اسلئے کہ اوس (قید ظاہری) کو تو لوہار توڑ دیتا ہے یا نقب زن زندان کی اینٹ اوکھاڑ دیتا ہے۔

این عجب این بند پنہان گران عاجز از تکسیر آن آہنگران

یعنی یہ عجب ہے کہ یہ قید پوشیدہ اور گراں ہے کہ اوس کے توڑنے سے لوہار بھی عاجز ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ قید اس قید ظاہری سے سخت تر ہے آگے فرماتے ہیں کہ

دیدنِ آن بند احمدؐ را رسد بر گلوئے بستہ حبل من مسد

یعنی اِس قید کو دیکھنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے کہ گلو پر ایک رسی لیف خرما سے بندہی ہوئی۔

دید بر پشتِ عیالِ بولہب تنگ ہیزم گفتِ حمال الحطب

یعنی بولہب کے گھر والوں کی پشت پر ایک لکڑیوں کا گٹھا دیکھا تو کہا کہ حمال الحطب۔

حبل و ہیزم را جز آن چشمے ندید کہ پدید آید برو ہر ناپدید

یعنی رسی اور لکڑیوں کو سوائے اوس آنکھ کے کسی نے نہیں دیکھا جس پر کہ ہر ظاہر اور غیر ظاہر ظاہر ہوتا ہے

باقیانش جملہ تاویلے کنند کاین ز بیہوشی ست و ایشان ہوشمند ۱۶۱

یعنی باقی لوگ اوسکی تاویل کرتے ہیں اسلیئے کہ یہ تاویل تو بیخبری کی وجہ سے ہے اور وہ خبردار ہیں احمدؐ سے مراد اہل اللہ ہیں پس ان چاروں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ اوس قضا کے دیکھنے کیلئے اہل اللہ کی چشم چاہیئے جو کہ نائب رسول ہوں اور دیکھو کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بولہب کی بیوی کی کمر پر لکڑیاں لدی ہوئی دیکھیں اور رسی لٹکتی ہوئی دیکھی تو فرمادیا کہ حمالۃ الحطب تو دیکھو اوس گذشتہ واقعہ کو آپنے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دوسرے لوگ تو اسکی تاویل کرتے ہیں مگر مولانا فرماتے ہیں کہ تاویل کی ضرورت ہی نہیں اسلئے کہ اسمیں کیا حرج ہے کہ کہا جاوے کہ وہ قضا صورت میں متمثل ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود رسی اور لکڑیاں نظر آئیں تو بس قضا کے دیکھنے کے لیئے چشم بصیرت کی ضرورت ہے ورنہ اور لوگوں کو کیا خبر آگے پھر اوسی مثال کی طرف رجوع ہے کہ دیکھنے ظاہر میں اوس سپہر کوئی قید معلوم نہیں ہوتی۔

لیک از تاثیر آن پشتش دوتو گشتہ و نالان شدہ در پیش او

یعنی لیکن اوسکی تاثیر کیوجہ سے اوسکی پشت دوہری ہو رہی ہے اور اوس زاہد کے آگے رو رہا ہے (اور کہہ رہا ہے)

کہ دعائے ہمتے تا وارہم تا ازین بند نہان بیرون جہم

یعنی کوئی دعا اور مدد کیجئے تاکہ میں چھوٹ جاؤں اور تاکہ اس قید پوشیدہ سے باہر نکل جاؤں تو بس معلوم ہوگیا کہ بند قضا کوئی شے ہے کہ جو اس قید ظاہری کے علاوہ ہے اور مولانا فرماتے ہیں کہ۔

آنکہ بیند این علامتہا پدید چون نداند او شقی را از سعید

یعنی جو شخص کہ ان علامتوں کو دیکھ رہا ہے وہ شقی کو سعید سے کس طرح ممتاز کرکے نہ دیکھے گا ۱۹۲
مطلب یہ کہ جو شخص کہ ایسی پوشیدہ بات کو دیکھ لیتا ہے تو بھلا وہ یہ تو کیوں معلوم نہ کرلے گا کہ فلاں شخص اچھا ہے فلاں برا ہے۔ یقیناً معلوم کرلیتا ہے۔ مگر۔

داند و پوشد بامر ذوالجلال کہ نباشد کشف راز حق حلال

یعنی جانتا ہے اور حکم حق کی وجہ سے پوشیدہ رکھتا ہے اسلئے کہ حق تعالےٰ کے راز کو ظاہر کرنا حلال نہیں ہے۔ یعنی بعض مرتبہ بعض بات کا اظہار مضر ہوتا ہے لہذا وہ اوس قضا کو کہ یہ شخص برا ہے اور یہ اچھا ہے ظاہر نہیں کرتے ورنہ وہ سب جانتے ہیں اور قضا اونکو آنکھوں سے نظر آجاتی ہے آگے اوس فقیر کے قصہ کو اور امتحان حق کو بیان فرماتے ہیں

این سخن پایان ندارد آن فقیر از مجاعت شد زبون و تن اسیر

یعنی اس بات کی انتہا نہیں ہے اور وہ فقیر بھوک کیوجہ سے ضعیف اور تن اسیر ہوگیا ہے

اس نذر کرنے والے فقیر کا درخت امرود سے پھل توڑنے پر مضطر ہونا اور اسکو حق تعالیٰ کیطرف سے اوسکی گوشمالی ہونا

پنج روز آن باد امرودے نریخت ز آتشِ جوعش صبوری میگریخت

یعنی پانچ روز تک ہوا نے کوئی امرود نہ گرایا۔ تو اوس درویش کی آتش جوع سے صبر بہاگتا تہا۔ یعنی اوسکو مارے بہوک کے صبر کی تاب نہ رہی۔

بر سرِ شاخے مرودے چند دید باز صبرے کرد و خود را وا کشید

یعنی ایک شاخ پر چند امرود دیکہے تو پہر صبر کیا اور اپنے کو ہٹا لیا یعنی جب ہی احتیاط کی۔ اور نفس کو سمجہا لیا کہ اوپر لگ رہے ہیں کون توڑے مگر وہاں تو منظور امتحان تہا جب اوسنے (۴۲) اس طرح پرہیز کیا تو یہہ ہوا کہ

باد آمد شاخ را سر زیر کرد طبع را بر خوردن آن چیر کرد

یعنی ہوا آئی اور شاخ کے سر کو نیچے کر دیا اور طبیعت کو اوس کے کہانے پر غالب کر دیا۔

جوع و ضعف و قوتِ جذبِ قضا کرد زاہد را ز نذرش بیوفا

یعنی بہوک نے اور ضعف نے اور جذب قضا کی قوت نے زاہد کو اوسکی نذر سے بیوفا کر دیا۔

شرح حبیبی

چونکه از امرود بن میوه شکست | گشت اندر عهد و نذر خویش سست
هم در آندم گوشمال حق رسید | چشم او بگشاد و گوش او کشید
مخلصان هستند دائم در خطر | امتحانها هست در ره ای پسر
یا مکن نذری که نتوانی وفا | بر خطر منشین و بیرون جه بلا
نذر را باید وفا در راهِ حق | لیک حق تا خود کرا بدهد سبق ۱۶۴
عهدها بستیم بس در کارها | نذرها کردیم در سر بارها
قوت آن کو که پایان آوریم | عاجزیم و ناتوان و مضطریم
گر نه فضلت دستگیر ما شود | وائے بر ما زانکه رسوائی بود
نذر ما را با وفا پیوسته دار | عهد ما را از کرم دار استوار
باز گشتم سوی قصه کان فقیر | عهد چون بشکست در دم شد اسیر

تخریج بعض الروایات الواردة فی الدفتر السادس من المثنوی المعنوی او شرحه کلید مثنوی

قول الشارح حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قلت انه وان لم ینقل لفظا لکنه صحیح معنے کما حققه فی المقاصد الحسنة

قول الشارح حدیث قال الله تعالی اعطیهم من حلمی وعلمی روی البیهقی عن ام الدرداء فی فضل هذه الامة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الله تبارك وتعالی قال یا عیسی انی باعث من بعدك امة اذا اصابهم ما یحبون حمدوا الله وان اصابهم

صاحب کلید کا قول۔ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث گو لفظاً منقول نہیں لیکن معنے صحیح ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ میں تحقیق کیا ہے

صاحب کلید کا قول۔ حدیث قال اللہ تعالی اعطیہم من حلمی وعلمی بیہقی نے اس امت کی فضیلت میں ام الدرداء رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے عیسی میں تمہارے بعد ایک ایسی امت قائم کرنیوالا ہوں کہ جب انکو کوئی محبوب حالت پیش آویگی وہ اللہ تعالی کی حمد کریں گے اور اگر انکو کوئی ناگوار حالت پیش آوے گی تو وہ اوسمیں ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر کریں گے حالانکہ اونمیں نہ حلم ہوگا نہ عقل ہوگی اونہوں نے عرض کیا اے رب یہ بات اونکو کیسے میسر ہوگی حالانکہ اونمیں

ما یکرھون احتسبوا
و صبروا ولا حلم
ولا عقل فقال
یا رب کیف یکون
ھذا لھم ولا حلم
ولا عقل قال
اعطیھم من حلمی
وعلمی کذا فی المشکوٰۃ

قول الشارح حدیث آل محمد
کل تقی اوردہ فی الجامع الصغیر من
الطیالسی وفی کنوز الحقائق عن الطبرانی ۴۴

قولہ ہمچو احمد کو برد بوئے یمن اشارۃ
الی حدیث انی
لاجد نفس الرحمن
من ھھنا واشار الی
الیمن رواہ
الطبرانی کذا فی
کنز العمال
ج ۶ ص ۲۰۰

قولہ واں گلو گزارش حق نور نیافت

حلم ہوگا نہ عقل ہوگی ارشاد ہوا کہ میں انکو
اپنے حلم اور علم میں سے دیدوں گا ایسا ہی
ہے مشکوٰۃ میں **ف** یعنی ان کے علم و حلم
ضعیف سے کام لینے میں اکتساب کا حصہ
کم ہوگا وہب کا حصہ زیادہ ہوگا دوسری
امتوں میں اس کا عکس ہے یہ وجہ ہے
تخصیص کی ورنہ جس میں علم و حلم ہوا ہے
وہ عطائے حق ہی ہے۔

قول صاحب کلید۔ حدیث آل محمد
کل تقی اسکو جامع صغیر میں طیالسی سے
وارد کیا ہے اور کنوز الحقائق میں طبرانی سے

قول مثنوی ہمچو احمد کو برد بو از یمن
اشارہ ہے اوس حدیث کی طرف کہ میں
رحمٰن کا دم اس طرف سے پاتا ہوں اور
یمن کی طرف اشارہ فرمایا اسکو طبرانی
نے روایت کیا اسی طرح ہے کنز العمال
ج ۶ ص ۲۰۰ میں **ف** اس حدیث کے
معنی کی تحقیق شطر اول میں کتاب الصلوٰۃ
سے ذرا پہلے گذر چکی ہے

قول مثنوی واں گلوے گزارش حق نوری نیافت

اشارۃ الی الحدیث المرفوع
ان اللہ خلق خلقہ
فی ظلمۃ فالقی علیہم
من نورہ فمن اصابہ
من ذلک النور اہتدی
ومن اخطأہ ضل رواہ
احمد والترمذی
کذا فی المشکوۃ

یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں
پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جسکو نور میں
سے کچھ پہونچ گیا وہ ہدایت پاوے گا
اور جسکو وہ نور نہیں پہونچا وہ گمراہ ہوگا۔
روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے
اسی طرح ہے مشکوۃ میں ف یہ پہونچنا
نہ پہونچنا اضطراری نہیں حق تعالیٰ کا اختیاری ہے

قولہ نے بنی نفس موجود محمدہ الخ
اشارۃ الی الحدیث المرفوع
ولفظہ السخاء شجرۃ فی
الجنۃ فمن کان سخیا اخذ
بغصن منہا فلم یترکہ
الغصن حتی یدخلہ الجنۃ
والشح شجرۃ فی النار
فمن کان شحیحا اخذ
بغصن منہا
فلم یترکہ
الغصن حتی
یدخلہ النار
رواہ البیہقی فی

قول صاحب مثنوی نے بنی فرمود جود محمدہ
یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی
۴۳ طرف اور اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ سخاوت
ایک درخت ہے جنت میں سو جو شخص
سخی ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ
کو پکڑے ہوئے ہے وہ شاخ اس کو
نہ چھوڑے گی جب تک کہ اوسکو جنت میں
داخل نہ کرلیگی اور بخل ایک درخت ہے
دوزخ میں سو جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اس
درخت کی ایک شاخ کو پکڑے ہوئے ہے
وہ شاخ اوسکو نہ چھوڑے گی جب تک
کہ اسکو دوزخ میں داخل نہ کرلے گی۔
روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں

شعب الایمان کذا فی المشکوۃ

قول الشارح
فی الرمل

حدیث مسلم
المرفوع کان
نبی من الانبیاء
یخط فمن
وافق خطه
فذاک
کذا فی المشکوۃ

قوله مصطفی فرموده الی قوله ۴۴
برنایا صبی فی المقاصد
الحسنة ص۱۸ فی تحقیق حدیث
ما من نبی نبئ الا بعد الاربعین
قال ابن الجوزی موضوع

قول الشارح لو تعلمون ما اعلم
فی الحاشیة عن الجامع الصغیر
قال صلی اللہ علیہ وسلم
لو تعلمون ما انتم ملاقوه
بعد الموت ما اکلتم طعاما
علی شهوة ابدا

اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ در بارہ رمل کے مسلم کی مرفوع حدیث ہے کہ انبیاء میں ایک نبی تھے جو خطوط بنایا کرتے تھے (جیسے رمل میں خطوط ہوتے ہیں) سو جسکا خط (رمل) ان (کے خط) کے موافق ہو ٹھیک ہے (اور جس کا موافق ہونا معلوم نہ ہو وہ ممنوع ہے اور چونکہ کوئی سند صحیح موجود نہیں اس لئے موافقت ثابت نہیں اسلئے جواز بھی نہیں)
اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

قول صاحب مثنوی مصطفی فرمود الی قولہ برنا یا صبی مقاصد حسنہ میں ہے اس حدیث کی تحقیق میں کہ کوئی نبی چالیس برس کی عمر سے کم میں نبی نہیں بنائے گئے
ابن الجوزی نے اسکو موضوع کہا ہے۔

صاحب کلید کا قول حاشیہ میں جامع صغیر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو واقعات تمکو بعد موت کے پیش آنے والے ہیں اگر تمکو انکی پوری خبر ہو جاوے تو کبھی کھانا رغبت سے نہ کھاؤ (اور بضرورت حفاظت جان کھانا اور بات ہے)

باقی آئندہ

...ضرات جمہوری سلطنت محض مشورہ کا نام نہیں ہے بلکہ جمہوری سلطنت میں مشورے کے خاص
...صول بھی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر اختلاف ہو تو کثرت رائے پر فیصلہ ہو
...ور بادشاہ اس کے خلاف ہرگز نہ کر سکے اور اگر بادشاہ سب کو جمع کر کے کوئی رائے لے
...کر سب کے خلاف اپنی رائے پر عمل کرے تو وہ سلطنت شخصی ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ محض مشورہ
...لے سلطنت کا جمہوری ہونا لازم نہیں آتا۔ اب اس کو ثابت کیا جائے کہ صحابہ کرام رض
...ی سلطنت میں کبھی یہ بات ہوئی ہے۔ کوئی ایک ہی واقعہ میں بتلاویں کہ خلیفہ مشورہ دینے
...کے بعد مجبور کیا گیا ہو کہ جو مشیروں نے رائے دی ہو اُس کے خلاف نہ کیا ہو۔ شریعت سے
...لطنت شخصی ہی ثابت ہے۔ اور اسی آیت سے ثابت کئے دیتا ہوں جس سے آپ
...بت کرتے ہیں۔ مگر آپ وشاورھم فی الامر تک تو پہنچے فاذا عزمت فتوکل
...ی اللہ اس پر آپ نے اُنگلی رکھ لی۔ یا آپ کی پرواز فکری وہاں تک نہیں پہونچی۔
...یکھئے یہ جملہ صاف صاف بتلا رہا ہے کہ شریعت میں سلطنت شخصی ہو۔ کیونکہ مشورہ کے
...ر اذا عزم اکثرھم و اذا عزموا نہیں فرمایا بلکہ مدار حکم محض حضور ہی کے عزم پر رکھا گیا ۴۷
...ہ کہ بعد مشورہ جب آپ تنہا کسی بات کا عزم فرمائیں تو خواہ وہ سب کے مشورہ کے موافق ہو
...خالف آپ خدا پر بھروسہ کر کے کام شروع کر دیجئے۔ اور اسی طرح اور ایک دوسری آیت سے
...ثابت ہے سورۂ نور میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ
...ا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک
...ئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن
...ن شئت منھم الایۃ۔ اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ لوگ جب کسی مجمع کے کام کے لئے
...مع ہوا کریں اور پھر اُن میں سے کوئی یا اکثر یا سب جانا چاہیں تو آپ سے پوچھ کر جایا کریں۔ اگر جمہوریت
...چیز ہوتی تو بعض صورتوں میں جبکہ جانے والے آدھے سے زیادہ ہوں۔ آپ سے پوچھنے کی
...اجت تھی پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب وہ پوچھیں جب بھی آپ کو اختیار ہے جاہے جسے
...ت دیں چاہے جسے اجازت نہ دیں۔ اب بتلائیے اس سے شخصی سلطنت ثابت
...یا جمہوری۔ اگر جمہوری ہوتی تو جس وقت اکثر حصہ مجمع کا اجازت چاہتا تو آپ کو منع فرمانے کا

کچھ اختیار نہ ہوتا۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جس جس کام کے ہو وہ ہی کرتے ہو۔ جس کام کے ہو اسمیں دخل نہ دو۔ ترجمہ دیکھنے سے عالم نہیں ہو سکتے۔

(۸۶) فرمایا کہ کیا کہوں کہ جب دین کا کام کسی نبی پر منحصر نہیں ہے تو کیا کسی کافر پر موقو ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے پاس ایک عیسائی منـ تھا۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے جناب امیر المومنین نے پوچھا۔ تمہارے پاس منشی عیسائی ہے۔ ا عرض کیا جی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اُسے موقوف کردو۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ حساب اچھا جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وہ مرجاوے تو جب بھی تو کچھ انتظام کرو وہ ہی انتظام اب کرلو۔ جب واپس تشریف لیگئے تو معلوم ہوا کہ وہ عیسائی مرا ہوا پڑا ہے فرمایا کہ یہ لوگ تھے۔ اور لیجئے حضرت عمرؓ نے جب حضرت خالدؓ بن الولید کو معزول کیا اور ابو عبیدہؓ کو گورنر کیا ہے۔ تو لوگوں نے اُن کے ضعف کی وجہ سے عرض کیا کہ حضرت خالدؓ جگہ ایسے ضعیف شخص کو مقرر نکرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے جس دلیل سے لوگوں کو اُن کا ناکا ثابت کیا تھا اُسی دلیل سے مفید ہونا ثابت کردیا اور فرمایا کہ اسی واسطے تو معزول کیا ہے ۳۸
لوگوں کی نظر انہیں تک پہنچتی ہے۔ آگے نہیں بڑھتی۔ اب ابو عبیدہ کو دیکھکر ہر شخص خ طرف متوجہ ہوگا۔ پھر فرمایا دیکھئے یہ مشاہدہ ہے اور پرانے لوگوں سے اکثر یہ سُنا ہے جب یہ نہریں نہیں تھیں تو جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو رب العالمین کی طرف نگاہ اُٹھتی تھیں۔ اُن سے طلب کرتے تھے۔ وہاں سے مدد ہوتی تھی۔ اب جب سے نہریں ہو ہیں۔ بس اپنی تدبیر اسباب پر نظر ہے اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اسلئے مسبب الاسباب کی سے امداد کم ہورہی ہے بارش کم ہوتی ہے۔

(۸۷) فرمایا کہ آج پانی پت کی ایک خبر معلوم ہوئی ہے وہاں کے لوگ کہتے کہ بس جی آج سے ہم اُن کو یعنی احقر کو مولوی ہی نہ سمجھیں گے۔ بھلا میں نے کب کہا تھا کہ مولوی کہو۔ میں تو بقسم کہتا ہوں کہ میں خود بھی اپنے علم کا قائل نہیں۔ یہاں تک کہ جب طالب علم آجاتا ہے تو واللہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میری غلطی نہ نکل جائے۔ ایک شخص کہا کہ وہ تو خود اس سے خوش ہوتے ہیں کہ کوئی اُن کو مولوی نہ کہے۔ اور وہ تو ایک شخص

کہ جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک مرید کم ہو گیا تو خوش ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو کہ دو کم ہو گئے تو زیادہ۔ اور فرمایا کہ میرا یہ کبھی قصد نہیں ہوتا کہ اپنے مقابل کو گفتگو میں مغلوب کر دوں یا وہ میری موافقت کرے بلکہ یہ قصد ہوتا ہے کہ خدا کرے یہ بھی سمجھیں اور میں بھی سمجھوں اور حق بات معلوم ہو جائے۔

(۸۸) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب اس نے بیس دن کے بعد اپنی سالی سے نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور شامی میں جو مرد کے واسطے بیس عدتیں لکھی ہیں۔ اس کا کیا مطلب۔ میں نے لکھا کہ نکاح تو ہو گیا۔ اور شامی میں جو لکھا ہے خود دیکھ لو مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو [1]

(۸۶) فرمایا کہ اکبر حسین جج نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ بہت بڑے عاقل شخص ہیں اور غالباً انہوں نے اس واقعہ کو نظم بھی کیا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفتار زمانہ کے مطابق چلنا چاہیئے۔ یہ بات بالکل بے جوڑ ہے کیونکہ زمانہ تو خود ہمارے ہمارے مجموعہ افعال و اقوال کا نام ہے اور یہ ہمارے تابع ہے۔ ہم اس کے تابع کیسے ہو جائیں۔

(۸۹) فرمایا کہ مشائخ کے یہاں تو یہ بھی فخر ہوتا ہے کہ ہمارے مرید تو بیوی بچوں سے بھی زیادہ آزاد ہیں۔ ایک شخص کا خط آیا ہے کہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ بہت تعلق ہے یہ مضر تو نہیں، میں نے لکھا ہے کہ مضر بالکل نہیں بلکہ مفید ہے۔ ہاں اگر وہ دین کے خلاف کوئی فعل کرے تب اس سے بچو۔ چونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اگر وہ بے دین ہوتا ہے تو اس کے دین بگڑنے کا اندیشہ ہے اور پھر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی صورت تک پارچۂ حریر پر دکھائی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ پہلے ہی سامان ہو چکا تھا۔ اگر یہ مانع ہوتا تو حضور کے واسطے کیوں تجویز کیا جاتا۔ کیونکہ آپ کی نظر تو ہر وقت خدا پر رہتی تھی۔

(۹۰) فرمایا بعض سوالات کا جواب دینے میں بہت تنگی ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ پہلے سے

[1] سائل صاحب عالم بھی ہیں۔ ۱۲ از جامع

حاجی بھی ہیں اور اُن کو منع کردوں تو دل نہیں چاہتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ لوگ اس کو نعمت پر محمول کر لیتے ہیں کہ دیکھو طاعت سے روکتے ہیں۔ اوّل تو طاعت سے کوئی روکتا نہیں اور اگر چھوٹی طاعت سے روک کر کسی بڑی طاعت کا حکم کر دیں تو اس کو کوئی دیکھتا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ لکھدیا ہے کہ آپ کی اس سفر سے کیا غرض ہے۔ اب وہ خود سمجھ کر لکھیں گے۔

(۹۱) فرمایا کہ لوگوں میں سے جہل گیا نہیں۔ ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ آپ نے تین ہزار اسم ذات بتایا ہے۔ فقط اسم ذات سے کیا ہوتا ہے کچھ اور بھی بتا دیجئے۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ چونکہ آپ خود شیخ ہیں اسلئے میں نے بقیہ خط نہیں پڑھا۔ اپنا علاج خود کر لو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ غصہ سے نہیں لکھا ہے بلکہ یہ اُن کا علاج ہے۔ دیکھتے ہی سیدھے ہو جاویں گے۔

(۹۲) فرمایا کہ اور سیجئے ایک خط اور بھی ایسا ہی آیا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو ہدایت نہیں کریں گے تو وہ خراب ہو جاویں گے۔ اور آپ کو بھی اس سے گناہ ہوگا۔ لہذا آپ کو چاہیئے کہ ہماری خبر لیتے رہیں۔ میں نے جواب لکھدیا ہے کہ یہ بھی تو لکھنا چاہیئے تھا کہ اگر تم کفر کرو گے ۴۰
تو ہمیشہ دوزخ میں رہو گے یہ کیوں نہیں لکھا۔ کیونکہ یہ بھی جملہ شرطیہ ہے اور وہ بھی جملہ شرطیہ ہے۔ اس میں کیا فرق ہے۔

(۹۳) ایک وعظ کے تذکرہ میں فرمایا کہ اصلی کام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وعظ ہی ہے۔ یہ پڑھنا پڑھانا تو اُس کی مدد کے واسطے ہے۔

(۹۴) فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ حضرت مولنا فضل الرحمن صاحبؒ قطب التکوین تھے۔ اسلئے مولانا سے تکوینیات میں لوگوں کو زیادہ نفع ہوا ہے۔ اور اسی قسم کے لوگ مولنا کے پاس زیادہ جایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم یہ بات کہاں تک صحیح ہے اور ہمارے حضرت حاجی صاحب قطب الارشاد تھے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے بھی مولنا کی زیارت کی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شب رہا تھا۔ اور ایک مرتبہ تین دن تک رہا تھا۔ مولانا نے خود ہی مجھے روک لیا تھا۔ مولنا کے یہاں دنیا داروں کی خوب گت بنتی تھی بہت لتاڑیں پڑتی تھیں۔ ایک مرتبہ حیدرآباد سے ایک بہت بڑے شخص آئے تھے۔ آتے ہی اُن کے لکانے کا

(باقی آئندہ)

ج) اور خبر دینے والے کو جھٹلاتے ہیں۔ کیونکہ اب تک جو کچھ انہوں نے عجائبات دیکھے اور اُن سے اصول مستنبط کیے وہ صرف گھڑی کے متعلق تھے۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہدیا کہ گھڑی کے نام میں یہ اثر ہے کہ ایسی صنعتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دیگر صنعتیں نہ گھڑی کے متعلق ہیں نہ ان میں گھڑی کا نام لگا ہوا ہے۔ پھر کیسے اُن کے دماغ میں آئیں۔ یہی حال آج کل کے تعلیم یافتہ صاحبان کا ہے کہ شریعت سے کسی نئی بات کی خبر سُنی تو چونکے لیکن قدرت خدا ہے کہ وہ وقوع میں آ گئی تو وحشت دور ہوئی اور امکان کے دائرے کو وسیع کرنا پڑا لیکن جو واقعہ مشاہدہ میں آیا تھا۔ دائرہ امکان کی وسعت اسی تک رکھی۔ پھر اس سے بڑھ کر کوئی واقعہ دیکھنے میں آ گیا تو ذرا اُس دائرہ کو اور وسعت دی مگر محدود وسعت اور اُس سے زیادہ کا انکار رہا۔ جس حد تک شریعت اس کو وسعت دینے کو کہتی ہے اُتنی وسعت نہیں دیتے۔ اس صورت میں شریعت کا یہی مواخذہ ہے کہ جب تم کو ہر بار واقعات دیکھ دیکھ کر دائرہ امکان کو وسیع کرنا پڑتا ہے اور اپنی غلطی پہلی حد کے متعلق ثابت ہوتی جاتی ہے تو کیوں اسی حد کو نہیں مان لیتے جو شریعت تم کو بتلاتی ہے اور اس میں لغو اور لاطائل تاویلیں کیوں کرتے ہو۔ مثلاً شریعت نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن وزن اعمال ہوگا۔ وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔ اس کے متعلق نئے تعلیم یافتوں کو کس قدر حیرت ہوتی ہے اور طنزاً پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب عمل تو ایک فعل کا نام ہے اور فعل کوئی نظر آنے والی اور مجسم چیز نہیں جس میں ثقل ہو پھر وہ کیسے تلیگا۔ قدرت خدا کہ اہل سائنس کو ہوا کے وزن کا انکشاف ہوا۔ اور اس کے لئے آلات بن گئے تو اب اُن تعلیم یافتوں کو دائرہ امکان وزن کو وسیع کرنا پڑا۔ اور نظر آنے والی کی قید اُڑانی پڑی اور کہنا پڑا کہ ہوا جیسی لطیف چیز کا وزن بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہوا گو نظر نہیں آتی مگر جسم کو لگتی تو معلوم ہوتی ہے۔ بلفظ دیگر قوت بصر سے اس کا ادراک نہیں ہوتا مگر قوت لمس سے ہوتا ہے۔ اب یہ اصول ٹھیرا کہ جس چیز کا ادراک قوت لمس سے بھی ہو سکے اُس کا وزن بھی ہو سکتا ہے۔ اور جس چیز کا ادراک قوت لمس سے بھی نہ ہو سکے اُس کا وزن بھی نہیں ہو سکے گا۔ بعد چندے بجلی ایجاد ہوئی جو ہوا سے کہیں زیادہ لطیف ہے اُس کا

(ح) ادراک قوتِ لمس سے نہیں ہوا صرف اس کے اثرات سے ثبوت ہوا ہے۔ تو اب جب
اُن کے قاعدہ مخترعہ سے اس کا وزن ہو جانا ممکن ہونا چاہیئے۔ لیکن قدرت خدا کہ اس کے
کے میٹر بھی اُنہیں کے ہاتھوں بن گئے۔ جو قدرت خدا کے قائل نہیں۔ اب سوائے اس کے
کچھ چارہ نہیں کہ دائرہ وزن کو اور وسیع کریں اور یوں کہیں کہ جو چیز موجود فی الخارج ہو
خواہ اس کا احساس بصر سے ہو یا لمس سے یا صرف اثرات سے ہو۔ سب کا وزن ہو سکتا ہے
اب شرعی تحقیق کے بہت قریب آگئے ہیں۔ صرف اتنی کمی رہ گئی ہے کہ اس وقت بھی اُن
دائرہ صرف اتنی وسعت رکھتا ہے کہ جس چیز کا وجود اُس چیز کے مشاہدہ سے ہوا ہو یا
اس کے اثرات کے مشاہدہ سے ہوا ہو اُس کا وزن ہو سکتا ہے۔ اور جس چیز کا وجود
صرف خبر سے ہوا ہو اُس کا وزن شاید اس کے اندر نہ آوے۔ اور شریعت اُس کے
بھی وزن کو ثابت کرتی ہے۔ لیکن اگر کسی کی فہم میں سلامت ہے اور طبیعت میں انصاف
ہے اور تقلید بیجا نے اُس کی عقل کو مسخ نہیں کر دیا ہے تو وہ اتنی بار اس دائرہ وزن میں غلطیاں
کھانے سے بہت آسانی کے ساتھ اپنے دل میں اس بات کو جگہ دے سکتا ہے کہ ممکن ہے ۱۶۳
کہ اس میں ابھی اور وسعت کی گنجائش ہو اور وہی حد صحیح ہو جو شریعت نے قائم کی ہے جس کا
خلاصہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ اب اُس کو وزن اعمال کی خبر سے بالکل متوحش
نہ ہونا چاہیئے۔ اور اُن تاویلوں کی طرف نہ جانا چاہیئے۔ جو صرف تنگ نظری پر مبنی ہیں
جیسے کہ وزن سے مراد شہادۃ لینا اور یہ کہنا کہ قیامت کے دن نیکیوں اور گناہوں کو شمار
کیا جاویگا جو زیادہ ہو اُسی کا اعتبار ہوگا۔ اسکی بھی ضرورت نہیں کیونکہ دیکھ لیا ہے کہ
مٹی کے وزن کی ترازو اور طرح کی ہے۔ اور پانی کے وزن کی اور طرح کی (مثلاً قارورہ کا
وزن یا دودھ کا وزن دیکھنے کے لیے ایک میٹر ہوتا ہے۔ اس کو قارورہ یا دودھ میں ڈال کر
وزن معلوم کرتے ہیں۔) اسیطرح ہوا کا وزن معلوم کرنے کے آلات اور قسم کے ہیں۔
اور بجلی کے وزن معلوم کرنے کے اور قسم کے۔ تو ممکن ہے کہ قیامت میں ترازو اس قسم کی
ہو کہ اعمال کا وزن بعینہٖ نقل ہی بتا دے (اس کی نظیر چونکہ ہمارے پاس کوئی موجود نہیں ہے
اس وجہ سے تعجب ہوتا ہے ورنہ درحقیقت تعجب کی کچھ بھی بات نہیں) اس آلہ کا نام میزان ہے

(ح) میزان ترازو کو کہتے ہیں۔ ظاہر الفاظ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں یہ آلہ ترازو ہی کی شکل میں ہوگا جسمیں ایک پلہ میں نیکیاں رکھی جاویں گی اور ایک میں گناہ رکھے جاویں گے اور وزن کے اعتبار سے غلبہ ہوگا نہ کہ شمار کے اعتبار سے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کے نامۂ اعمال میں گناہ ہی گناہ ہوں گے اور پلہ گناہ کا جھک جاویگا۔ وہ شخص بہت مایوس ہوگا اور کہیگا کہ واقعی یہ سب میرے کیئے ہوئے گناہ ہیں اور میرے پاس ان کا کوئی عذر نہیں ہے حکم ہوگا کہ اس کا ایک نامۂ اعمال نیکی کا اور ہے اسکو بھی نکالو اور وزن کرو وہ کہیگا کہ کیا فائدہ مجھ کو اور ذلیل کرنیسے اگر ایک نیکی ہوگی بھی تو کیا کریگی اتنے اعمال سیئہ کے سامنے۔ ارشاد ہوگا کہ نہیں ہمارے یہاں اندھیر نہیں چنانچہ ایک عمل صالح نکالا جاوے گا۔ اور نیکیوں کے پلہ میں رکھا جاویگا۔ اور وہی پلہ جھک جاویگا اس سے معلوم ہوا کہ شمار کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ بوجھ کا اعتبار ہوگا۔ بعض اعمال بوجھل ہوتے ہیں اور بعض ہلکے جیسے لوہے کا ایک انچ کا ٹکڑا لکڑی کے چار انچ کے ٹکڑے سے بھاری ہوتا ہے قرآن شریف کے الفاظ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وزن یعنی بوجھ ہوگا نہ کہ شمار کا اعتبار ہوگا۔ چنانچہ فرمایا ہے وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (ترجمہ) قیامت میں وزن اعمال بھی یقینی ہے تو جس کے اعمال (نیکیاں) بھاری ہونگی تو یہ لوگ نجات پانے والے ہوں گے " بھاری فرمایا۔ زیادہ نہیں فرمایا۔ بھاری کے معنی مجازی زیادہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا بلا ضرورت جائز نہیں۔ اسی کا نام تاویل ہے۔ اور ضرورت کچھ بھی نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ جب کئی قسم کے آلات وزن کے دیکھ لیئے تو وزن اعمال کے آلہ (میزان) کی خبر سے چونکنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اسی طرح شریعت نے خبر دی ہے کہ قیامت میں انسان کے اعضا بولیں گے اور اعمال کی گواہی دیں گے۔ اسپر بھی ابنائے زمان بہت تعجب کرتے ہیں اور بعض وقت انکار کر بیٹھتے ہیں یا تاویلات لاطائل کرتے ہیں۔ اسمیں بھی یہی غلطی ہے کہ ایک قاعدہ بہت تنگ وضع کر رکھا ہے وہ یہ کہ بولنا زبان ہی سے ممکن ہے تو اگر ہاتھ پیر وغیرہ اعضا بولیں تو سب میں زبان ہونا چاہیئے

(ح) اور ایسا ہے نہیں تو بولنا کیسے مان لیا جاوے۔ یہ اصول بہت دنوں تک مسلّم رہا لیکن قدرت کو بفحوائے آیت سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (ترجمہ) ہم اُن کو اپنی نشانیاں جہان میں اور خاص اُن کی ذات ہی میں دکھا دیں گے تاکہ صاف ظاہر ہو جائے کہ ہمارا کلام سچّا ہے۔ ایک بیجان چیز بھی بولنے والی پیدا ہو گئی یعنی گراموفون کہ جو چیز اُس میں محفوظ ہے اس کو جب چاہو اُس سے سُن لو۔ اب اس اصول مخترعہ کو ذرا یہ کرنا پڑا۔ اس طرح کہ بولنا جب ممکن ہے کہ یا تو زبان ہو یا کسی چیز میں مشین کے ذریعہ آواز کے تموّج کو محفوظ کر دیا گیا ہو۔ گراموفون میں یہی صنعت ہے لیکن یہ اصول بھی تنگ ثابت ہوا کیونکہ بعض درخت بولنے والے پائے گئے۔ جن میں سے گانے کی آواز سنی گئی۔ حتیٰ کہ بعض سائنس والوں نے مانا ہے کہ درخت آپس میں بات چیت بھی کرتے ہیں۔ اب اس اصول موضوع میں اور وسعت کرنی پڑی وہ یہ کہ جس چیز میں قوت نمو ہو وہ بھی بول سکتی ہے۔ ایسی چیز نباتات ہیں۔ ابھی جمادات اِس سے خارج ہیں۔ (قوت نمو تو اعضا میں بھی ہے پھر نہ معلوم اِن کے بولنے سے کیوں تعجب ہے) لیکن حال کی ایک تحقیق سے یہ وسعت بھی تنگ ثابت ہوئی وہ یہ ۱۶۴
کہ بعض سائنس والوں کو ثابت ہوا ہے کہ جمادات میں بھی گراموفون کی سی قوت ہے۔ کہ وہ آواز کو بلا کسی فنی صنعت کے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور بعض آلات اس قسم کے بن گئے ہیں کہ اُن کے ذریعہ وہ محفوظ شدہ آواز اُن جمادات میں سُنی جاتی ہے۔ پُرانے کھنڈرات میں وہ آلات لگا دیں تو اُن میں سے اُن لوگوں کی آوازیں سنائی دینگی جو اُن کے قریب رہتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں رہنے والے کونسی زبان بولتے تھے۔ اب معلوم نہیں کہ اصول موضوعہ مذکورہ میں کونسی قید بڑھائی جاوے گی۔ جس سے وہ جامع مانع ہو جائے ہم کہتے ہیں کہ اُسی اصول کو کیوں نہیں مان لیتے جو ابتدا ہی سے قرآن و حدیث نے بتایا تھا وہ اِن دو آیتوں میں مذکور ہے۔ آیت اوّل وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (ترجمہ) جب اعضا بولیں گے اور گناہوں کا اقرار کریں گے۔ تو لوگ اُن سے کہیں گے کہ تم نے یہ گواہی کیوں دی۔ تو وہ جواب دیں گے کہ ہمیں اُس خدا نے گویائی دی جس نے ہر بولنے والی چیز کو) گویائی دی۔ دوسری آیت یہ ہے۔

(باقی آیندہ)

اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امام وہی شخص ہونا چاہیے جو قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض میں آپ ہی کی امامت کو منظور فرمایا ہے چنانچہ ابو داؤد و حاکم نے بروایت ابن اسحٰق زہری سے انہوں نے عبدالملک ابن ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے عبداللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہے۔

وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اسوقت آپ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو حضرت بلال نے نماز کے لیے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زمعہ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ موجود ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے عمر! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے چنانچہ آپ آگے کھڑے ہوگئے اور تکبیر تحریمہ کہی جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں اللہ تعالےٰ اسکو نامنظور فرماتے ہیں اور مسلمان بھی اسکو نامنظور کرتے ہیں پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا مگر وہ بعد اس کے آئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔ ۸۳

حاکم نے اس مستدرک میں اور زیادہ روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن زمعہ تمھاری خرابی ہو تم نے یہ کیا کیا؟ جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔

میں نے کہا واللہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے حضرت (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو نماز پڑھانے کا مستحق سمجھا (اس واسطے میں نے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا)

ابوداؤد کی ایک روایت میں بسند ابن شہاب عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے وہ عبداللہ بن زمعہ سے اس قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجرے سے نکالکر فرمایا۔ نہیں، نہیں، نہیں، ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت میں فرمارہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں (زمانہ مرض وفات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گیا اور آپ کے پاس آپ کی ازواج بیٹھی ہوئی تھیں۔ سوائے میمونہ[۱] کے سب نے مجھ سے پردہ کرلیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دوا بنائی گئی (آپ اس وقت بے ہوش تھے) آپ کے منہ میں ڈالی گئی (ہوش میں آنے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ گھر میں جس قدر لوگ ہیں سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوا عباس کے کہ ان کو میری قسم[۲] نہیں پہونچی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے ۸۴

[۱] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نہ پردہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ کی حقیقی بہن تھیں ۱۲

[۲] قسم سے مراد جاہی بھی دوا ڈالنے کا حکم ہے۔ بعض روایات میں یہ حکم لفظ واللہ کے ساتھ مذکور ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ خود دوسری احادیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے فانہ لم یشہدکم یعنی وہ دوا ڈالنے کی رائے میں شریک نہ تھے بات یہ تھی کہ ازواج مطہرات کو یہ خیال ہوا کہ حضرت کو مرض ذات الجنب ہے لہذا قسط کو روغن زیتون میں

حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ تم حضرت سے کہو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بہت روئیں گے۔ چنانچہ حضرت حفصہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا اور انہوں نے نماز پڑھانی شروع کردی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خفت معلوم ہوئی۔ تو آپ باہر تشریف لائے جب حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت نے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔

پھر حضرت ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اور جہاں تک حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پڑھ چکے تھے اس سے آگے آپ نے پڑھنا شروع کیا۔

نیز امام احمد نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ۸۵
حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپ کا مرض بہت ترقی پکڑ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ) بچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈالا حضرت منع فرماتے رہے مگر انہوں نے خیال کیا کہ چونکہ مریض کو دوا سے کراہیت ہوتی ہے اس وجہ سے آپ منع فرماتے ہیں۔ لہذا خلاف ورزی حکم کی سزا میں حضرت نے حکم دیا کہ سب کے منہ میں دوا ڈالی جاوے۔ چنانچہ سب کے منہ میں دوا ڈالی گئی حتےٰ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اس دن روزہ سے تھیں ان کے منہ میں بھی دوا ڈالی گئی یہ سزا بطور انتقام کے نہ تھی۔ بلکہ تادیباً تھی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف اپنے لیے انتقام لینے کی نہ تھی ۱۲-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر ایک نرم دل شخص ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کہڑے ہوں گے تو ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور فرمایا تم لوگ[1] یوسف علیہ السلام) کی ہم نشین عورتوں کے مثل ہو چنانچہ ایک شخص یہ پیغام لے کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اونہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

[1] یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے اور رواۃ کی عادت کے موافق کوئی حدیث مختصر ہے کوئی مطول چنانچہ اس مقام پر بھی مختصر ہے اور دو مقام پر اختصار ہے پہلا اختصار یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ کا ذکر محذوف ہے حالانکہ حضرت عائشہؓ نے پہلے خود کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا تو اونہوں نے حضرت حفصہؓ سے وہی مضمون کہلوایا اور یہ خطاب حضرت کا کہ تم لوگ یوسف کی ہم نشین عورتوں کے مثل ہو حضرت حفصہؓ ہی سے تہا اختصار دوسرا یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس قدر اصرار کی وجہ خود ہی بیان فرمائی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کے ابواب الجماعۃ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس قدر ۸۶
اصرار اس سبب سے کیا کہ مجھے خیال تہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر حضرت ابوبکر نماز کے امام بنے اور حضرت کی وفات ہوگئی تو لوگ حضرت ابوبکر کو منحوس سمجھیں گے اور ان سے متنفر ہو جائیں گے اتنا بتا یہ بہی واضح ہوگیا کہ یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں سے ان کو کیوں تشبیہ دی گئی یوسفؑ کی ہم نشین عورتوں سے یا تو صرف زلیخا مراد ہوں جیسا کہ جمہور محدثین نے لکھا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح زلیخا کا مقصود اصلی اپنے اوپر سے طعن و تشنیع کا دفع کرنا تہا۔ مگر زنان مصر پر اپنا اصلی مقصد ظاہر نہ کیا بلکہ ان کو دعوت کے نام سے بلایا اسی طرح تم اپنا اصلی مقصد یعنی یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگ متنفر نہ ہوں مجھ سے نہیں بیان کرتی ہو بلکہ ابوبکر کی رقت قلب کا عذر پیش کرتی ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ عذر غلط ہو بلکہ جس طرح زلیخا کا دعوت کرنا غلط نہ تہا اوسی طرح یہ عذر بھی غلط نہ تہا اور اگر یوسفؑ کی ہم نشین عورتوں سے زنان مصر مراد ہوں تو یہ مطلب ہوگا کہ جس طرح ان عورتوں نے زلیخا کے کمینہ میں آکر زلیخا کی سفارش حضرت یوسفؑ سے کی تہی اسی طرح اے حفصہؓ تم عائشہ کے کہنے میں آکر مجھ سے یہ بات کہہ رہی ہو ۱۲۔

(باقی آئندہ)

رعایتی اعلان

۱۰ رجب المرجب سے آخر رمضان المبارک تک رعایت رہیگی

(ضروری نوٹ) بعض کتب بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لہٰذا طلب کرنیمیں عجلت کریں ورنہ جو کتاب ختم ہوجاویگی وہ نہ دیسکینگے

مختصر فہرست تصانیف سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ

قرآن شریف مترجم

یہ ترجمہ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی حضرت الامدظلہم کے ترجمہ کے علاوہ اور بھی خوبیاں ہیں مثلاً (۱) حاشیہ پر شان نزول (۲) عربی منشی محمد قاسم صاحب مشہور خوشنویس کے ہاتھ کی ہے (۳) تقطیع متوسط (۴) طباعت نہایت عمدہ جید پریس (۵) ٹائیٹل ہفت رنگ نہایت عمدہ۔ ہدیہ رعایتی ایکروپیہ آٹھ آنے۔ ایضاً چکنا ایکروپیہ بارہ آنے۔ جلد چرمی عمدہ ایضاً کرچی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنے کا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بیمثل رہنما ہے بہت فرائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مستند کیف وجدانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں طریقت کو شریعت سے جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہوجاتے گا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے قیمت تین روپے چار آنے رعایتی ۲ عہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کی وہ تمام عجیب عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن افسوس زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت سی تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منضم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے۔ اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم نے اس ضرورت کو ملحوظ فرماکر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب حدیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں باقی قیمت دس آنے۔ رعایتی آٹھ آنے۔ (۸/)

المشتہر:۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

الانتباہات المفیدۃ عن الاشتباہات الجدیدۃ

علم کلام جدید کا نہایت مفید رسالہ جس میں شبہات جدیدہ کو جوابات انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت فصاحت و متانت سے دئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہو کہ ہر انگریزی خواں کے پاس رہے تاکہ جس وقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کریں۔ قیمت نو آنے۔ رعایتی چھ آنے۔

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی

حضرت الامد ظلہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک بحث تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری و عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پر فتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی و مجلس بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہدیا اسی طرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہونچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں دور بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوۃ پیدا ہوگئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بریں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہوگئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تمام اشکال حل ہونگے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد دیکھنے میں آئینگے جو نہایت کارآمد ہیں۔ قیمت پانچ روپیہ۔ رعایتی ۲ روپیہ ۱۲ آنہ

القول الصواب

نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات کرتے ہیں کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت الامد نے قرآن و حدیث سے ہی اسکو ثابت فرمایا ہے قیمت دو آنہ رعایتی ا۔ر

خلاصہ سائنس و اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیم یافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہو کر شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے بھی از بس ضروری اور نافع ہے۔ مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصان و منافع دکھلا کر حکومت و انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اسکے بعد نماز کے لئے طہارت کے شرط ہونے کی حکمت۔ وضو میں اعضائے وضو دھونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنیکی حکمت سنئے نماز و

کی راہی تباہی۔ مقدروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث۔ اُس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیوں کے حالات مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے۔ وحدانیت کی فلاسفی۔ عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت۔ اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ رُوح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت۔ الغرض دُنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جنکو پڑھکر اسلام کے دین کامل ہونیکا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ قیمت دو روپے۔ رعایتی ایکروپیہ آٹھ آنہ

قصد السبیل | اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے کہ تصوف اور وصول الی اللہ اُن لوگوں کا کام ہے جو دُنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرماتے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے داخل الی اللہ ہو سکتا ہے۔ قیمت ڈھائی آنے۔ رعایتی ۱؍

اصلاح الرسوم | پیدائش سے مرنے تک کی تمام رسوم کی مدلل تردید۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳؍

اعمال قرآنی | ہر سہ حصص۔ آیات قرآنی کے خواص و اعمال۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳؍

اوراد رحمانی | و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کے فضائل۔ قیمت تین آنے۔ رعایتی ۲؍

آداب المعاشرت | باہمی معاشرت کے آداب جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ قیمت ۲؍ رعایتی ۱؍

اغلاط العوام | عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہوگئے ہیں انکی اصلاح۔ قیمت ڈیڑھ آنہ۔ رعایتی ۱؍

اخبار الزلزلہ | زلزلہ کی حقیقت جسقدر شریعت سے تعلق رکھتی ہے اسکا محققانہ بیان۔ قیمت ایک آنہ۔ رعایتی ۹؍

اخبار بینی | اخبار بینی کے عدم جواز کا بیان۔ قیمت ۱؍ رعایتی ۹؍

بہشتی زیور | عورتوں کی تعلیم کیلئے نہایت مفید دینی اور دنیوی ضرورتوں کی کفیل۔ اسکی ضرورت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکی اشاعت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ہو چکی ہے۔ قیمت دو روپے۔ رعایتی ایکروپیہ چار آنے

بہشتی گوہر | بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ جس میں مخصوص مردوں کے متعلق مسائل ہیں۔ قیمت ۱۰؍ رعایتی ۵؍

بہشتی زیور مدلل و مکمل | اسمیں بعض وجوہ سے رعایت نہیں کرسکتا۔ قیمت سات روپے (۷؍)

تعلیم الدین | دین کے چاروں اجزاء، عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور سلوک، مقامات، اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔ قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی چھ آنے۔ (۶؍)

الترتیب اللطیف | فی قصۃ الکلیم والخلیل حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو قرآن مجید میں مختلف آئے ہیں انکو یکجا کر دیا ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳؍

تجوید القرآن | معہ یادگار حق القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد حفظ یاد کرنیکے لئے۔ قیمت ۲؍ رعایتی ۱؍

طریقہ مولد | مولود شریف کے صحیح اور سُنّت کے موافق طریقہ کا بیان۔ قیمت ۱؍ رعایتی ۱؍

احکام التجلی من التعلی والتدلی | جناب باری عز اسمہ کا دیدار کب ہوگا کہاں ہوگا کس طرح ہوگا۔ اس باب میں حضرت مؤلف نے نہایت عجیب لطیف رسالہ تحریر فرمایا ہے اسمیں تین

فصلیں ہیں۔ فصل اول میں دلائل شرعیہ سے یہ تحریر فرمایا ہو کہ دنیا میں دیدار باری تعالیٰ ممتنع ہو۔ فصل دوم میں یہ بیان ہے کہ اس امتناع سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مستثنیٰ ہے اور آپکو لیلۃ المعراج میں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالےٰ ہوا۔ فصل سوم میں نہایت شرح و بسط کو یہ تحریر فرمایا ہو کہ آخرت میں تمام اہل ایمان کو انہیں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوگا اور فلاں فلاں مقام پر ہوگا اور ہر مقام کے دیدار میں کیا فرق ہوگا اسکے ساتھ ہی تجلی کے اقسام ذکر فرماکر بہت سے فوائد علمیہ تحریر فرماتے ہیں اس طرح یہ رسالہ اپنی بحث میں مفصل و مکمل ہوگیا ہے۔ قیمت تین آنے۔ (۳) رعایتی دو آنے۔ (۲)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ
یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں۔

افسوس ہو کہ خدا تعالےٰ کے احکام بجالانے اور امر و نہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی عادت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ تحقیق اسباب و علل کو آڑ بناکر عمل سے بے پرواہ ہوتے ہیں مگر خدا اسے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو کہ المصالح العقلیہ اُردو زبان میں تالیف فرماکر آزادان ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمایا جو ایک ماحق طالب حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہو ورنہ خود پسند و نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں۔ قیمت کامل ہر سہ حصص ۱۲؎ رعایتی ۱۲؎

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

اس میں اُن احادیث کی تحقیق فرمائی ہو جو کتب تصوف میں نیز صوفیہ کے کلام میں آئی ہیں ان کی تحقیق فرماکر دکھادیا ہے کہ یہ کس کس درجہ کی احادیث ہیں اور جو روایات درحقیقت حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اس کو حدیث مشہور کردیا تھا اسکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہو۔ اصل کتاب عربی میں ہو مگر ایک کالم میں اور دوسرے کالم میں خود حضرت مولانا سلمہ ہی کا ترجمہ ہو۔ اس صورت کو ہر طبقہ کیلئے نفع عام اور تام ہوگیا ہے۔ ضخامت ۲۸۶ صفحات قیمت ایک روپیہ (عہ) رعایتی بارہ آنے۔ (۱۲)

تحقیق تعلیم انگریزی | انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث ۳؎ رعایتی ۲؎

حفظ الایمان | معہ بسط البنان تغیر العنوان۔ قیمت ۱؎ رعایتی ۱؎

جمال القرآن | علم تجوید میں نہایت سہل عبارات میں تحریر کیا گیا ہو۔ قیمت تین آنے۔ (۳) رعایتی ۲؎

حقوق الاسلام | استاد، پیر، ماں، باپ، میاں، بیوی، حاکم محکوم، ہمسایہ، مہمان وغیرہ کے حقوق کا بیان۔ قیمت ۱؎ رعایتی ۱؎

حق السماع | سماع کے متعلق فقہی تحقیق اور بزرگان امت کے اقوال۔ قیمت دو آنے۔ رعایتی ۱؎

حقوق العلم | علماء پر عامہ مسلمین کے جو حقوق ہیں اور نہیں جتنی کمی ہو اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انہیں جو کمی ہو ان سب کی اصلاح ہو۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۴؎

الخطاب الملیح | فی تحقیق المہدی والمسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کا رد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق۔ آیت انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسیٰ وغیرہ قیمت ۲؎ رعایتی ۱؎

خاتمہ بالخیر | سوء خاتمہ کے اسباب کی تحقیق قیمت ۱؎ رعایتی

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک
احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل

کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی

حالات عرض کرتے ہیں وہ یکجا جمع کر لئے جاتے ہیں اور روز شائع ہوتے رہتے ہیں سالکین و مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطلب کہا جائے تو بجا ہے اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دھوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی لاکھوں مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہے قیمت ۱۲؍ رعایتی ۸؍

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

آقا نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانحعمری۔ ابتدائی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے جابجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ ہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ زمانہ وبا میں اسکا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ مزید براں ساتویں بار اور اضافہ جدید کے ساتھ طبع ہو رہی ہے امید ہے ماہ شعبان المعظم میں ہدیہ ناظرین ہو جاویگی اسکی قیمت وہی ۱۲؍ رکھی ہے مگر جو حضرات ۱۵ شعبان تک نام درج کرا دینگے انکو ۸؍ میں دیجاویگی مگر محصولڈاک بذمہ خریدار ہے

سفر نامہ لاٹ یا سیاست اسلامی کا ایک مجاہدانہ درس

آجکل جسکو دیکھئے وہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے مگر جن خوبیوں کی سلطنت کے لئے ضرورت ہے انکا نام نہیں تو کیا جو غلام ہو اور غلامانہ صفات بھی اپنے اندر رکھتا ہو وہ کبھی غلامی کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ بھی ہماری طرح دوسروں کے محکوم تھے مگر غلامانہ صفات سے پاک تھے۔ پس آپ نے اگر شیخ علیہ الرحمۃ کا سفر نامہ لاٹ نہ دیکھا ہے تو اب دیکھئے آپکو معلوم ہوگا کہ قدرت نے آپکو کیسے شاہانہ اوصاف عطا فرمائے تھے۔ یہ سفر نامہ آپکو بتائیگا کہ اغیار کے ہاتھوں میں پھنسکر اولوالعزمی ثابت قدمی۔ بے خوفی۔ حق گوئی کے جوہر دکھانا یہ خاص مجاہد فی اللہ ہی کی شان ہے۔ اس سفر نامہ سے آپ حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معلوم کر کے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر کا لطف اٹھائینگے اور متقیانہ و مجاہدانہ اوصاف سے آگاہ ہو کر جام محبت و سرشاران عشق کے یکجائی نظارہ سے وجد کرینگے۔ بس اے ترقی اسلام کے شیدائیو اور اے عروج ملی کے فدائیو آؤ اور حضرت شیخ المجاہدین کا سفر نامہ پڑھکر جرأت و ہمت کا سبق حاصل کرو اور خدا ترسی و حق پرستی کے خوگر بنو۔ ماسوا کا خوف دل سے نکالکر پھر تو کلا علی اللہ جد و جہد سے اغیار پر اسلامی جاہ و جلال کا رعب جما دو۔ قیمت ۱۰؍ رعایتی ۸؍

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کے ساتھ یادگار صالحین یعنی بزرگان دین کے حالات و واقعات کا مطالعہ بھی کرایا جائے جو دینی معلومات کیلئے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقانی کا جنکے نام نامی شاید ہی اس زمانہ میں کسی کی سمع تک نہ پہنچے ہوں مثلاً حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی تو کوئی بستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات سچے اور صحیح ہونگے لئے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم میرٹھ کی زبان سے نکلے ہوتے ہیں جنکے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات فی حبیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر

۷۸۶

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

از مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری دام ظلہم

شائقین تاریخ اسلامی کو ہم یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ جناب مولانا شبیر احمد صاحب انصاری نے فتوح الشام کا نہایت سلیس و بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ قدیم ترجمہ میں جو پیچیدگی اور الجھن ہے وہ باخبر حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ اس زمانہ میں چونکہ اُردو زبان روز بروز صاف و شستہ ہوتی جاتی ہے اسلئے اس پرانے ترجمہ نے اہم تاریخی واقعات و اسلامی فتوحات کی واقفیت کا دروازہ بند کر رکھا تھا اور لوگ شائقین زمانہ حال کے موافق ایک عمدہ اور بامحاورہ ترجمہ کے منتظر رہتے تھے۔ الحمد للہ کہ اس انتظار کی مدت اب ختم ہو گئی ہے اور فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام نہایت آب و تاب سے ہدیۂ ناظرین ہے اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جان نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم ہونگے اور مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے ملاحظہ سے گذرینگے۔

پس اے شیفتگان حریت اسلامی اور اے دلدادگان شوکت ملی فتوح الشام کے جدید ترجمہ سے عروج اسلامی کا سچا و صحیح نقشہ دیکھکر اپنی تباہی و بربادی کے اسباب معلوم کرو اور اپنی بزدلی و بے غیرتی پر آنسو بہاکر غیور و اولوالعزم شجاعان اسلام کے کارناموں کو اپنا رہنما بناؤ۔

فیوض الاسلام کی ضخامت ۷۰۴ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت سے رعایتی قیمت عہ محصولڈاک ۱۱ر

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

کتاب ترغیب ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تاوقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہوسکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر اور بدشواری اسی وجہ سے فی زمانناکہ حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعۃ پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے اب تو مسلمانونکو ہر امر دینی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت نہ معلوم ہوا وسپر عمل مشکل ہے. لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جسمیں احکام شریعۃ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت دکھا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جاوے سو اس بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب آئی اور اسکا ترجمہ شروع کرادیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں. لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کے فرمے بچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کرا لیتا ہے اسیطرح کئی کتابیں اسمیں سے علحدہ تیار ہوکر ہدیہ ناظرین ہوچکی ہیں. مثلاً تسہیل المواعظ. المصالح العقلیہ. امیر الروایات. التشرف حصہ اول وغیرہ. لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہوچکی ہیں جو کچھ روز سے شائع ہو رہی ہیں اسکے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔

حصہ اول میں ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیش قدمی کرنیکے اور ترک سنت اور بدعات اور کار بد میں پیش قدمی سے اجتناب. کتاب العلم اسمیں علما و طلبا کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے. اور علم کی ناقدری اور دنیا کے واسطے علم پڑھنے پڑھانے سے اجتناب. کتاب الطہارۃ اسمیں آداب قضائے حاجت. اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کئے ہیں ضخامت ۸۰ صفحات قیمت ۔ ارعایتی

حصہ دوم. کتاب الصلوٰۃ اسمیں اذان کے اور اسکے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنے کی ترغیب اور نماز پنجگانہ کے اہتمام. فضائل رکوع و سجود کے اور اول وقت ادا کرنے کی فضیلت آداب جماعت اذکار بعد نماز آداب امامت و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب نوافل اسمیں سنت موکدہ اور وتر اور تہجد اور چاشت صلوٰۃ توبہ و استخارہ. صلوٰۃ حاجت. صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے. ضخامت ۲۰۴ صفحات. قیمت ایکروپیہ چار آنہ. رعایتی للعہ

حصہ دوم کا جزو ثانی یعنی **کتاب الجمعہ**. اسمیں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن رات میں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنیکی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورہ کہف اور اس رات دن کے اذکار. ضخامت ۳۰ صفحے. قیمت دو آنہ. رعایتی ۱مر

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اس میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردیئے ہیں۔ یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے۔ قیمت اصلی عمہ رعایتی عہ

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جس میں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۳۴ھ سے جاری ہوا ہے جسکی سالانہ قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ ہے اور بصورت وی پی دو روپے بارہ آنہ۔ ۲ر کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب فرماویں۔

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

خصائل نبوی یعنی

شرح شمائل ترمذی

عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ کہ اس جہل وضلالت کے زمانہ میں جناب مولوی محمد زکریا صاحب
کاندھلوی شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم نے امام ترمذی کے مشہور رسالہ شمائل ترمذی کو سلیس اردو کے قالب
میں ڈھال دیا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہنوز مسلمان اپنے دین سے ایسے بے خبر نہیں کہ اُن کے سامنے صحاح ستہ
کی عظمت بیان کیجائے۔ ترمذی کے فضائل کا اظہار کیا جائے۔ شمائل ترمذی کے محاسن پر نظر ڈالی جائے ہر مسلم
جانتی ان تمام امور سے کما حقہ واقف ہے۔ فی الحقیقت جناب مصنف نے تمام دنیائے اسلام پر عموماً اور شائقان
حدیث پر خصوصاً بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اس کتاب کے بالتفصیل تمام مناقب کا اظہار اس مختصر اشتہار میں ناممکن
ہے لیکن ہم اجمالاً بعض خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں (۱) ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ جابجا مفید دلچسپ اور
علمی نکات اور زرین وگران بہا فوائد کا اضافہ کیا گیا ہے (۲) جن احادیث میں بظاہر تعارض و تدافع
معلوم ہوتا تھا انہیں صاف وسلیس طریقہ سے تطبیق دی گئی ہے۔ (۳) اصل کتاب شمائل ترمذی میں
جو لغات مشکل سے یا جو تراکیب پیچیدہ دشوار تھیں۔ اُن کو بین السطور اور عربی حاشیہ میں حل کیا گیا ہے (۴) علما
وطلبہ کے لئے اسماء رجال کے ضروری مباحث، فوائد اور مخصوص مضامین علمی کو بھی عربی حاشیہ میں بسط وتفصیل
کے ساتھ بیان کیا گیا ہے (۵) اکثر تحقیقات و بلند پایہ مضامین اکابر سلف کے کلام سے ماخوذ ہیں جن کو
جناب مصنف کے بیان نے نور علیٰ نور کا مصداق بنا دیا ہے (۶) ترجمہ بامحاورہ مطلب خیز وسلیس ہے لفظی
ترجمہ کی پابندی نہیں کیگئی ہے (۷) کہیں کہیں اختلاف مذاہب کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے مگر احناف
جعل اللہ ساعیہم مشکورہ کے مذہب کو اکثر جگہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور حسب ضرورت کہیں
کہیں براہین و دلائل بھی لکھے گئے ہیں (۸) اصل کتاب میں جن غزوات وقصص کا اشارۃً ذکر کیا گیا ہے
اُن کو سہولت کے لئے کسی قدر تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ (۹) جہاں تراجم ابواب سے متون احادیث
کی مطابقت مخفی تھی با توضیح بیان کر دی گئی ہے۔ (۱۰) تمام کتاب میں سلف صالحین کے قدم بقدم
چلنے کا کافی التزام کیا گیا ہے۔ میں بہ زور الفاظ میں ببانگ دہل کہتا ہوں کہ اگر آپ صحیح و جامع اخلاق نبوی
کا مطالعہ چاہتی ہیں اور وہ بھی اس شان سے کہ علمی شبہ پیش نہ آسکے کوئی مضمون غیر محقق نہ رہجائے اور اس کے
متعلق تمام ضروری اور مفید مضامین معلوم ہو جائیں تو آپ خصائل النبوی ملاحظہ فرمائیں قیمت عہ علاوہ محصول

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

اکمال الشیم

دوسری بار نئی خوبیوں کے ساتھ طبع ہوئی ہے

اس لاجواب کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ یہ کتاب الحکم کی بنیظیر
ہے جسکے مصنف شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری ہیں، جنکی جلالت وعظمت پر صوفیہ کرام کا اتفاق ہے اصل
عربی میں تھی جسکی تبویب شیخ علی متقی مصنف کنز العمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور حضرت اقدس قطب العالم
رئیس السالکین مقدم العلماء الراسخین مولانا الحافظ الحاج شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی قدس
سرہٗ نے اعلیحضرت شیخ العرب والعجم قطب العالم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے ارشاد
اردو میں ترجمہ فرمایا پھر مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی نے اسکی مفصل شرح فرمائی
حضرت اقدس حکیم الامۃ المحمدیہ مجدد الملۃ الاسلامیہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے
بیحد پسند فرماکر خانقاہ امدادیہ کے درس سلوک میں داخل فرمایا۔ اور سالکین کو بیحد اسکے مطالعہ کا حکم فرماتے ہیں
علاوہ کتاب کے فی نفسہ مفید ہونیکے ایک خصوصیت اسمیں یہ ہے کہ گو اسکی شرح میں عربی شرح سے مدد لیگئی ہے جسکو شارح
دیباچہ میں ظاہر کیا ہے لیکن زیادہ تر امداد حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدفیوضہم العالی کی تحقیقات
تقریریہ وتحریریہ سے ہی لیگئی ہے جیسا کہ مراجعت ماخذ سے معلوم ہوسکتا ہے منتسبین حضرت حکیم الامۃ کیلئے اس
داخل درس کرانیکی بڑی وجہ یہی ہے؛ اس بناء پر حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے افادات کے شائقین کو
کیساتھ اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور طبع ثانی میں تتمیم فائدہ کیلئے آخر میں حضرت والا کے چند خاص افادات
مجموعہ ملقب بہ السلسبیل لعابری السبیل بھی اضافہ کردیا گیا ہے جنمیں تصوف کا نہایت جامع مانع خلاصہ
نہایت ہی سہل طریق عمل ارشاد فرمایا ہے جو قریب قریب تمام مطولات سے مغنی ہوگیا ہے۔

قیمت:- ایک روپیہ چار آنے (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر: محمد عثمان تاجر کتب بازار دریبہ کلاں دہلی

رجسٹر نمبر ایل ۱۴۴۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت صدر دال ست بربنائے رعایت تعلیم تدریجی برے

ماہنامہ حاضرا کہ شیدا ہادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست

بر مقاصد ہادی و پس اتباعاً للنص المذکور صحیفہ شہریہ کہ مندرج ست بتدریج شہور

مسمیٰ بہ

الہادی

جلد | بابت ماہ رمضان ۱۳۴۷ھ | نمبر ۵

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ برائے ہر طالب جادۂ تذکرت و ہر مجلس

ہادی و مسکین برائے ہر جائع و صادی بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ و

حل انتخابات کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آں مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی • باہتمام محمد عثمان خان علی • در [illegible]

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بیرنگ نو بصد میگرد

علاوہ التغیر بعام باخود من محدیث اختصر مستنا کتاب اللہ قضی بالرحم

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۷ھ

جو برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۳ / ۱۰
۲	الانوار المحمدیہ	حدیث	مولانا مولوی ظفر احمد صاحب سلمہ	۱۱ / ۱۸
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۹ / ۲۲
۴	حیوۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	" " "	۲۳ / ۲۹
۵	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم ..	تصوف	" " "	۳۰ / ۳۴
۶	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف ..	حدیث	" " "	۳۵ / ۳۸
۷	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	" " "	۳۹ / ۴۲
۸	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہ	۴۳ / ۴۹

اصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

۱- رسالہ ہذا کا مقصد امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

۲- یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

۳- رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۷ھ سے یہ رسالہ بجائے ایک کے تین جز کا کر دیا ہے اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے (۲/۸) ہے

۴- سوائے اُن صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ خریداران کی خدمت میں رسالہ وی-پی بھیجا جائے گا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی-پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر [illegible] ڈاکخانہ اضافہ کرے گا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی-پی پہنچیگا۔

۵- جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ پہنچے گی یا وی-پی کی اجازت نہ دیں گے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جاوے گا۔

۶- جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہوں گے ان کی خدمت میں پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۷ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتدا رسال سے خریدار بنائے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ درکار ہو طلب فرمائیں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصول ڈاک

الراقم

محمد عثمان۔ مالک و مدیر "رسالہ الہادی" دہلی

اپنے گھر میں کوئی چیز نہیں رکھی تھی کہ تصدیق کروں بجز اس کے بات یہ ہے کہ مجھ سے صحابہ میں سے ایک آدمی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مومن پر سایہ قیامت کے دن اوسکے صدقہ کا ہوگا۔ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ صدقہ کرنے والوں سے قبروں کی سوزش بجھاتا ہے اور مومن بروز قیامت صرف اپنے صدقہ ہی کے سایہ میں رہے گا۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے کہا ہے یہ مرسل ہے اور کہتے ہیں ہمنے اسی حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے پاس جو کوئی چیز امانت رکھی جاتی ہے (یعنی اوس کے نام پر صدقہ کی جاتی ہے) اوسکی حفاظت فرماتے ہیں۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی آدمی صدقہ میں سے کسی چیز کو نہیں نکالتا ہے تاوقتیکہ ستر شیطانوں کا جبڑا اوس سے نہ چھڑاوے اسکو امام احمد اور بزار اور طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور بریدہ سے اعمش کے سننے میں تردد کیا ہے اور حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اور اسی حدیث کو بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کر کے بیان کیا ہے کہتے ہیں کوئی صدقہ نہیں نکلتا تاوقتیکہ ستر شیطانوں کے دانتوں سے نہ چھڑایا جاوے سب صدقہ کرنے سے روکتے ہیں۔ ۶۷

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے تھے کہ حضرت ابو طلحہ انصار میں زیادہ مالدار تھے باغات وغیرہ رکھتے تھے اور تمام مال میں کنواں بیرحا زیادہ پیارا تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوسمیں تشریف لیجایا کرتے تھے اور اس کے عمدہ پانی کو پیا کرتے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (ترجمہ) تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ خرچ کرو اوس چیز سے کہ تم دوست

رکھتے ہو تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور میرے مالوں میں مجھکو زیادہ عزیز بیرحا ہے وہ صدقہ ہے میں اسکی نکوکاری اور اللہ کے پاس ذخیرہ ہونے کی امید کرتا ہوں اب آپ جہاں آپکو اللہ خیال دلائے خرچ کیجئے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے یہ تو نفع کا مال ہے یہ تو نفع کا مال ہے اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے مختصراً روایت کیا ہے

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں نماز کے بارہ میں فرمایا تمام و کمال عمل ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو آپکے نزدیک افضل یا خیر عمل کو چھوڑ دیا فرمایا وہ کیا ہے میں نے عرض کیا روزہ فرمایا خیر تو ہے لیکن اس مرتبہ کا نہیں ہے میں نے عرض کیا اور کونسا صدقہ تو آپنے کوئی کلمہ فرمایا (جس کے جواب میں) میں نے عرض کیا اگر میں قادر نہ ہوں تو آپنے فرمایا اپنا بچا ہوا کھانا تصدق کر دو۔ میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر دوں تو فرمایا آدھا چھوارہ میں نے
۶۸ عرض کیا اگر یہ بھی نہ کروں تو فرمایا اچھی بات ہی تصدق کر دو یعنے کسی شخص کو نیک بات ہی بتادو۔ میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کروں تو فرمایا لوگوں کو شر پہنچانا چھوڑ دو یہ ایسا صدقہ ہے کہ اپنے نفس پر تصدق کرتے ہو میں نے عرض کیا اگر اسکو بھی نہ کروں فرمایا تو تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے اندر خیر میں سے کچھ بھی نہ چھوڑے اسکو بزار نے انہیں لفظوں سے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس سے دراز اور قریب روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے جو انشاء اللہ آئندہ آئے گا اور بیہقی نے چند سندوں سے روایت کیا ہے اور اس کی ایک روایت کے لفظ یہ ہیں ابوذر کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا چیز بندہ کو آگ سے نجات دیتی ہے فرمایا اللہ پر ایمان لانا میں نے عرض کیا ایمان کے ساتھ کوئی عمل بھی ہے فرمایا یہ کہ کچھ دے اوس سے کہ اللہ تعالیٰ نے تجکو مالک بنایا ہے اور روزی دی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ اگر فقیر ہو نہ پائے جو دے فرمایا امر بالمعروف کرے اور بری بات منع کرے۔ میں نے عرض کیا اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کر سکے۔ فرمایا مجبور کی

اعانت کرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بتایئے کہ اگر کام بھی اچھا کرنا نہ جانتا ہو فرمایا مظلوم کی اعانت کردیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ بتایئے تو بھی اگر ضعیف ہو نہ طاقت رکھے کہ مظلوم کی اعانت کرے فرمایا تو نہیں چاہتا کہ اپنے صاحب کے لیے کوئی خیر باقی چھوڑے تکلیف رسانی لوگوں سے دور رکھنی چاہیئے۔ میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ فرمایئے اگر ایسا کیا تو اوسکو خدا جنت میں داخل کرے گا فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ کوئی کام ان کاموں میں سے حاصل کرے اور وہ کام اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل نہ کرے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلد صدقہ نکالو اس واسطے کہ صدقہ پر کو دکر بلا نہیں آتی اسکو بیہقی نے مرفوع بھی روایت کیا ہے۔ اور حضرت انس پر موقوف کر کر بھی اور شاید کہ موقوف بہ نسبت مرفوع کے زیادہ مشابہ بالصواب ہے

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم صدقہ کرو اسواسطے کہ صدقہ تمہارے لئے آگ سے چھٹکارہ ۶۹
ہے اسکو بیہقی نے حارث بن عمیر کے طریق سے بواسطہ حمید کے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا پر وحی نازل فرمائی تھی پانچ باتوں کی کہ اون پر خود بھی عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اونپر عمل کرنے کا حکم کریں اونکو بیان فرمایا یہاں تک کہ فرمایا اور میں تمکو صدقہ کا حکم کرتا ہوں اور اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی کو دشمن نے قید کر کر اوس کے ہاتھ گردن سے باندھ دیئے اور اسکی گردن مارنے کے لیے اوسکو قریب کیا تو اوس آدمی نے کہا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تمکو اپنی جان کا فدیہ دیدوں اور سب زر بہت دینے لگا حتیٰ کہ اوس نے اپنی جان کو بچا لیا آخر حدیث تک بیان فرمایا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابن خزیمہ نے انہی لفظوں سے روایت کیا ہے اور

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اور یہ حدیث پوری نماز میں ادہر ادہر دیکھنے کے باب میں بیان ہو چکی ہے۔

اور حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو عمرہ حدیبیہ کے حاضرین میں سے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش اخلاقی سبب بڑہوتری کا ہے اور بد اخلاقی نحوست ہے اور سلوک (والدین و اقرباء کے ساتھ) عمر کی زیادتی یعنی نتائج عمر کی افزونی کا باعث ہے اور صدقہ خطاؤں (کی آگ) کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاؤ ہے۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے مگر اسکی سند میں ایک آدمی کا نام نہیں بیان کیا اور ابو داؤد نے بھی اس میں سے کچھ بیان کیا ہے۔

اور حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا صدقہ کرنا عمر میں زیادتی کرتا ہے اور بری موت کو روکتا ہے اور اس (کی برکت) سے اللہ تعالیٰ اوس شخص میں سے تکبر اور فخر کو نکال دیتا ہے اسکو طبرانی نے بطریق کثیر بن عبد اللہ بواسطہ اون کے باپ عبد اللہ کے اونکے دادا عمرو بن عوف سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ نے کچھ اس سے مضمون متغیر کو صحیح کہا ہے۔ ۷۰

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے ذکر کیا گیا ہے کہ اعمال بھی باہمی فخر کریں گے صدقہ کہے گا میں تم سب میں افضل ہوں اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے۔

اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے دست مبارک میں عصا تہا اور ایک آدمی نے (مسجد شریف میں) چھواروں کا ایک خوشہ مسکینوں کے لیئے لٹکا دیا تہا آپ اوس خوشہ کو لکڑی سے ٹہوکے مارنے لگے اور فرمانے لگے اس صدقہ والا اگر چاہتا اس سے اچھا تصدق کرتا قیامت کے دن اس صدقہ والا ردی ہی کہاوے گا اسکو نسائی نے

روایت کیا ہے لفظ انہی کے ہیں اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ایک اور حدیث میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے حرام مال جمع کیا پھر اوس میں سے تصدق کیا اوسکو اوس میں کچھ اجر نہ ملیگا اور اوس کا وبال اوسپر رہے گا۔ اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بروایت دراج بواسطہ ابن حجیرہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور جن کی عیالداری کرتے ہو اول اونپر خرچ کرنا شروع کیا کرو تمھاری عورت کہنے لگے گی مجھپر خرچ کرو یا مجھکو طلاق دے اور تمھارا غلام ملوک کہے گا یا مجھکو خرچ دے یا مجھکو بیچدو اور تمھاری اولاد کہے گی کہ ہم کو کس کے سپرد کرتے ہو اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور شاید عورت وغیرہ کا قصہ کلام ابو ہریرہ کا ہے حدیث کی عبارت میں مل گیا ہے۔ ۷۱

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا تنگدست اور اپنی عیال سے دینا شروع کرو اسکو ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک درہم لاکھ درہموں سے بڑھ گیا۔ ایک آدمی عرض کیا یہ کیونکر یا رسول اللہ۔ فرمایا ایک آدمی ہے کہ اوس کے پاس بہت سے مال ہیں اوس نے اپنے فالتو مالوں میں سے لاکھ درہم لیکر خیرات کر دیئے اور ایک آدمی ہے کہ اوس کے پاس کل دو ہی درہم ہیں اون ہی میں سے ایک درہم لیکر خیرات کر دیا

(تو ظاہر ہے کہ اس کا ایک درہم اوس کے لاکھ سے بڑھ جائے گا) اسکو نسائی نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور لفظ ابن حبان کے ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ام بجید رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا کہ اگر تم سوائے جلے ہوئے کہر کے اور کچھ نہ پاؤ تو اوسیکو مسکین کے ہاتھ میں دے دو اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی ایک روایت میں یہ اور زیادہ کیا ہے کہ اپنے سائل کو واپس مت کرو اگرچہ ایک کہر ہی سہی۔ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں سے ایک عابد نے عبادت کرنی اختیار کی۔ اور اپنی صومعہ میں ساٹھ برس عبادت کی (تو ایک روز) زمین پر بارش ہوئی اور سبزہ
۴۷ اگ آیا راہب نے اپنی صومعہ سے جہانک کر دیکھا تو کہنے لگا کہ اگر میں نیچے اوتر کر اللہ کو یاد کرتا تو خیر و برکت زیادہ ملتی (یہ سوچ کر وہ) اوتر آیا ایک یا دو روٹی لیکر زمین میں رہتے ہوئے اوسکی ایک عورت سے ملاقات ہوئی وہ دونوں باتیں کرنے لگے حتی کہ اوس سے زنا کیا پہر بیہوش ہوگیا پہر حوض میں غسل کرنے کو اوتر گیا ایک سائل آیا اوسکو اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے لے پہر مرگیا تو اوسکی عبادت ساٹھ برس کی اوس کے ایک زنا کے ساتھ تولی گئی تو زنا بھاری رہا پہر وہ ایک دو روٹیاں ملا کر تولا گیا تو نیکیاں بڑھ گئیں۔ اوسکی بخشش ہوگئی اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ پر موقوف کر کر روایت کیا ہے اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک راہب نے اپنی صومعہ میں ساٹھ برس عبادت کی تہی ایک عورت اوس عابد کے ایک جانب میں اوتری وہ راہب بھی (اپنی صومعہ سے) اوتر آیا اور چہ رات اوس سے جماع کیا پہر نادم ہوکر بہاگا ایک مسجد میں آکر تین روز ٹہیرا کچھ نہیں کھایا تہا۔ تب اوس کے پاس ایک روٹی آئی اوسکو توڑ کر اپنے داہنے

جانب والے آدمی کو آدہی روٹی دی اور بائیں جانب والے کو دوسری آدہی دی پس اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بہیجا انہوں نے اوسکی روح قبض کر لیا۔ پہر وہ ساٹھ سال کی عبادت ایک پلڑے میں رکہا اور وہ چہ دن کا زنا کرنا ایک پلڑے میں تو چہ دن کے زنا کا پلڑا جہک گیا۔ پہر وہ روٹی بہی رکہدی گئی تو وہ روٹی والا پلڑا جہک گیا۔

اور حضرت مغیرہ بن عبداللہ جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صحابہ میں سے ایک صاحب کی خدمت میں بیٹہے اونکو خصفہ بن خصفہ کہتے تہے وہ ایک موٹے آدمی کی طرف دیکہنے لگے میں نے عرض کیا آپ اوسکی طرف کیا دیکہتے ہیں کہنے لگے مجکو ایک حدیث یاد آئی جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تہا میں نے سنا آپ فرماتے تہے تم جانتے ہو پہلوان کون ہوتا ہے ہم نے عرض کیا جو آدمی دوسرے آدمی کو پچہاڑ دے فرمایا کامل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے قابو میں رہے فرمایا تم جانتے ہو کون بے اولاد ہے۔ عرض کیا بے اولاد وہ شخص ہے جس کے اولاد نہ ہو فرمایا بے اولاد وہ شخص ہے کہ اوس کے اولاد ہو اور اوس اولاد میں سے کسیکو ۴۳
آگے نہ بہیجا ہو (یعنی اوس کے سامنے کوئی نہ مرا ہو) فرمایا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے ہم نے عرض کیا جس کے پاس کوئی مال نہ ہو فرمایا مفلس پورا مفلس وہ ہے کہ اوس کے پاس مال ہو اور اوس میں سے کچہ آگے نہ بہیجا ہو۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اسکی سند غور کے قابل ہے حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں انشاء اللہ کتاب اللباس میں فقیر پر لباس صدقہ کرنے کے باب میں اور حدیثیں آئیں گی۔

خفیہ صدقہ کرنے کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے سات آدمی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اونکو اپنے سایہ میں رکہیں گے جس دن اون کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا منصف حاکم اور جوان کہ اوس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پایا ہو۔ اور وہ آدمی کہ اوس کا دل مسجدوں کے ساتہ لگا رہتا ہو

اور وہ دو آدمی کہ اللہ کے بارہ میں باہمی محبت رکھتے ہوں اسی محبت کی بنا پر ملیں اور اسپر جدا ہوں اور وہ آدمی کہ اوسکو کسی عورت صاحب منصب اور جمال نے بلایا ہو تو اس نے کہدیا ہو کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں ۔ اور وہ آدمی کہ ایسا چھپا کر صدقہ کرے کہ اوس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنے ہاتھ نے کیا کیا ۔ اور وہ آدمی کہ تنہائی میں خدا کو یاد کر کر اوس کی دونوں آنکھیں بہہ پڑی ہوں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور امام مالک نے اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ یا ابو سعید سے شک کے ساتھ روایت کیا ہے

اور حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جناب نے فرمایا کہ خفیہ صدقہ رب العزت تبارک وتعالےٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اوس کی سند میں صدقہ بن عبداللہ سمین ہیں اور شواہد میں اور اوس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے ۔

۷۴ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک کارگزاریاں بری موت کا پرہیز ہے اور پوشیدہ صدقہ کرنا غضب پروردگار کو بجھاتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں زیادتی کرتی ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن سے روایت کیا ہے

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اونکو اللہ دوست رکھتا ہے ۔ اور تین شخص ہیں کہ ان سے اللہ تعالےٰ خفا ہے جن لوگوں کو دوست رکھتا ہے وہ یہ ہیں ۔ ایک آدمی ایک قوم کے پاس آیا اور کچھ اللہ کے واسطے سوال کیا اور اپنی آپس کی قرابت کی بنا پر سوال نہیں کیا ادن لوگوں نے اسکو منع کر دیا ۔ ایک آدمی نے اون کے پیچھے ہٹ کر اوسکو چپکے سے دیدیا کہ اوس کے عطیہ کا بجز اللہ تعالےٰ اور اوس شخص کے جسکو دیا ہے کوئی نہیں جانتا اور ایک قوم تمام رات چلی حتیٰ کہ اونکو ہر اوس چیز سے کہ مقابل نیند کے کی جائے نیند زیادہ عزیز ہوگئی اور سب چھوں نے سر لگا دیئے پس ایک کھڑا ہو گیا کہ میری چاپلوسی کرنے لگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الانوار المحمدیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر ظفر احمد عفا اللہ عنہ عرض رسا ہے کہ آجکل مسلمانوں کی جو حالت تنزل کی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے اور قریب قریب ہر شخص کو اسباب ترقی کی فکر ہے اور اپنی اپنی عقل کے موافق سب ہی رفع تنزل کے اسباب اور ترقی اہل اسلام کے ذرائع سوچتے ہیں اور اہل قلم نے مختلف عنوانوں سے اس میدان میں بہت کچھ زور قلم دکھلایا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ مضمون ایسا خفی یا دقیق نہیں تھا جس میں عقلاء اختلاف کر کے مختلف طریقے تجویز کریں۔ بلکہ درحقیقت یہ مضمون ایسا بدیہی ہے کہ غایت بداہت ہی کی وجہ سے مخفی ہو گیا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ مسلمان مذہب اسلام کے اتباع کی وجہ سے مسلمان ہیں یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ عالم کی ترقی یہ ہے کہ اس کا علم کامل ہو۔ زمیندار کی ترقی یہ ہے کہ اس کی زمینداری کامل ہو تاجر کی ترقی یہ ہے کہ اوس کی تجارت کامل ہو۔ پہلوان کی ترقی یہ ہے کہ پہلوانی

کے فن میں کامل ہو۔

پس مسلمان کی ترقی بھی اسی میں ہے کہ وہ اسلام میں پورا ہو اور اوس کا تنزل یہی ہے کہ اسلام میں ادہورا ہو۔ اگر مسلمان اتباع اسلام میں پورے ہوں تو پھر وہ کبھی تنزل کی صورت نہیں دیکھ سکتے ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ سچا ارشاد اور بختہ وعدہ ہے جس پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور اگر وہ اسلام میں ادہورے ہیں تو کبھی ترقی نہیں پاسکتے گو آسمان کے تارے بھی توڑ لائیں ؎

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۝ پس مسلمانو اگر ترقی چاہتے ہو تو اپنے اسلام و ایمان کو کامل کرو اگر تنزل سے نکلنا چاہتے ہو تو اس کمی کو دور کرو جو تمہارے اسلام میں

۲ پیدا ہو چکی اور ہو رہی ہے یہ مجرب نسخہ ہے بارہا کا آزمودہ ہے تمہارے اسلاف نے اس نسخہ کے استعمال سے ایسی ترقی حاصل کی ہے جس کی نظیر کوئی قوم پیش نہیں کر سکی اس پر شاید ہمارے بعض دوست یہ کہیں گے ؎

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت ادھر نہیں آتی۔

ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنے اسلام کو کامل کریں مگر زمانہ کی مادہ پرستی کی زہریلی ہوا کا اثر طبائع پر کچھ ایسا غالب ہوا ہے کہ روحانیت کی طرف ان کو جھکنے ہی نہیں دیتا ہم دل سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے کوئی حرکت خلاف تعلیم اسلام صادر نہ ہو مگر مادیت نفس پر

۱؎ سست نہ ہو پریشان نہ ہو تم ہی سب سے بلند ہو گے اگر تم مومن ہو ۱۲

۲؎ ۔ اگر خدا تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر اوس کے بعد تمہاری مدد کون کر سکتا ہے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہیے (اوسی کو راضی کر کے ترقی کی امید رکھیں اسکو ناراض کر کے ترقی کی ہوس نہ کریں ۱۲-

ی وقتا لبویا فتہ ہوئی ہے کہ گناہوں سے بچنا دشوار اور طاعات کا بجالانا مشکل
سے مشکل تر ہوگیا۔ اس عذر کا جواب یہ ہے کہ کوئی مرض لاعلاج نہیں جبکہ
ریض اپنے کو بیمار سمجھکر علاج کا طالب ہو۔ ہاں جو مریض اپنے کو بیمار ہی نہ
سمجھے یا علاج نکرنا چاہے اس کا کچھ علاج نہیں۔ اب سنو! کہ تجربہ سے یہ بات
ثابت ہوگئی ہے کہ طاعات کی ہمت اور گناہوں سے نفرت پیدا کرنے میں ترغیب و
ترہیب سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں۔ دیکھو جب بیمار کے سامنے دوائے تلخ لائی
جاتی ہے تو اول اول وہ اوس سے بہت گھبراتا ہے مگر جب اُس کے سامنے اس دوا
کے فوائد وثمرات بیان کیئے جاتے ہیں تو اب وہ دل سے اِس کے استعمال کا
خواہشمند ہوجاتا ہے اور اگر کسی شخص کے سامنے زہر آلود مٹھائی رکھی ہے جس کو
خبر نہیں کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے تو یقینا وہ رغبت وشوق سے اُس کے کہانے کے
لئے ہاتھ بڑھائے گا۔ مگر جب اُس سے یہ کہدیا جائے کہ اِس مٹھائی کے کہانے کا
۳ انجام ہلاکت ہے اور اس کی لذت وشیرینی جان لینے والی ہے تو کوئی اسکی
طرف منہ کرنا بھی پسند نکرے گا۔ صاحبو! ہم کو طاعت کی ہمت اِسی لیئے نہیں ہوتی
کہ ہم اُن کے لازوال فوائد اور دائمی راحت دینے والے منافع سے غافل ہیں گناہوں
سے نفرت اسی لیئے نہیں ہے کہ ہم اُن کے نتائج بد اور زہریلے آثار سے بیخبر ہیں
بس ضرورت اسکی ہے کہ طاعات کے فوائد سے اطلاع حاصل کیجائے اور گناہوں
کے انجام کو سوچا جائے دعوے سے کہا جاتا ہے کہ اِس طریق پر چندے کاربند
ہونے سے آپ کا وہ عذر زائل ہوجائے گا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اِس کے بعد غالبًا آپ کو یہ اشتیاق پیدا ہوگا کہ ترغیب وترہیب کے
مضامین کہاں دیکھیں کس طرح سنیں تو میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ
علامہ امام حافظ حدیث زکی الدین عبدالعظیم المنذری رضی اللہ عنہ کی کتاب الترغیب
والترہیب اس باب میں بے نظیر ونایاب ہے اور حق یہ ہے کہ امام مذکور نے

---

۵ رغبت دلانا اور ڈرانا۔ ۱۲ منہ

یہ کتاب تالیف کر کے امت محمدیہ پر ایسا احسان عظیم کیا ہے جس کے شکر سے وہ سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اجزائے خیر دے۔ برادرم محمد عثمان خاں صاحب مدیر رسالہ الہادی کو کہ انہوں نے اس متبرک کتاب کا ترجمہ رسالہ الہادی میں مسلسل شائع کر کے مسلمانان ہندوستان پر بہت بڑا احسان کیا جو کتاب الصدقات تک شائع ہو چکا ہے اور اس کے بعد ترجمہ کی خدمت اس ناچیز کے سپرد کی اور یہ درخواست کی کہ ترجمہ اس طرح کیا جائے کہ ترجمہ ہی معلوم نہ ہو بلکہ مستقل کتاب کی صورت میں ہو اور جا بجا حدیث کی شرح کے لیے کچھ فوائد بھی اضافہ کیے جائیں۔

میں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس خدمت کو اپنے سر لے لیا کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میری یہ ناچیز خدمت پسند آجائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہونے کا مجھے موقعہ مل جائے لہذا بنام خدا میں اس کام کو شروع کرتا ہوں اور حسب ارشاد حضرت اقدس حکیم الامۃ دامت برکاتہم ۴
اس کتاب کا نام الانوار المحمدیۃ تجویز کرتا ہوں اور اس کے ہر حصہ کو انوار سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً انوار الصوم، انوار الحج وغیرہ اور اس کے اتمام کے لیے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول فرمائیں اور میرے بھائی مسلمانوں کو اس سے نفع پہونچائیں اور میرے لیے اسکو ذریعہ نجات بنا دیں آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۰

انوار الصوم

شریعت اسلامیہ کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن رمضان کا روزہ ہے جسکی فرضیت قرآن سے ثابت ہے اور احادیث صحیحہ میں اسکی تاکید موجود ہے

اور امت کا اسکی فرضیت پر اجماع ہے جو شخص رمضان کے روزہ کی فرضیت سے انکار کرے یا روزہ سے استہزا کرے مثلاً یوں کہے کہ جس کے گہر میں کہانے کو نہو وہ روزہ رکہے ایسا شخص کافر ہے اور جو فرض جانکر بلا عذر کے رمضان میں روزہ نہ رکہے وہ فاسق ہے افسوس! آجکل بہت مسلمان اس فریضہ کو ترک کرنے لگے ہیں اور جو اہتمام پہلے زمانہ میں تہا اب رفتہ رفتہ اٹھتا جاتا ہے اسی لیے ہمارے سروں سے رحمت خداوندی کا سایہ اٹھتا جارہا ہے۔

مسلمانو! ہوشیار ہوجاؤ اور اس فرض میں سستی نہ کرو اور غور سے ان احادیث کا مطالعہ کرو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں تاکہ تمہاری ہمت بلند ہو۔

فصل اول اسمیں وہ احادیث مذکور ہونگی جنمیں اطلاق کے ساتھ روزہ کی فضیلت اور روزہ دار کی دعا کی فضیلت ذکر کیگئی ہے۔ ۵

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اسی کا ہے سوا روزہ کے کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ایک ڈہال ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ روزہ کے دن بیہودہ باتیں نہ بکے اور شور وشغب نکرے اور اگر کوئی اس کے ساتہ گالم گلوج ہو یا جہگڑا کرے تو (اس سے) کہدے کہ میں روزہ سے ہوں میرا (آج) روزہ ہے (مجہے معاف کرو) قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اسکو حاصل ہونگی ایک تو افطار کے وقت ہے کہ روزہ افطار کر کے وہ خوش ہوتا ہے [۱]

---

[۱] یہ خوشی اسبات کی ہے کہ الحمد للہ سلامتی کے ساتہ روزہ پورا ہوگیا اور خدا کا حکم ہم سے ادا ہوگیا اور اسوقت طبعاً اس سے بہی خوشی ہوتی ہے دن بہر کہانے پینے سے رکے رہے اب

ہوتا ہے اور دوسری خوشی اُس وقت ہوگی جبکہ وہ اپنے پروردگار سے ملے گا تو (اس وقت)
اپنے روزہ رکھنے سے خوش ہوگا (کہ بہت اچھا ہوا کہ میں دنیا میں اس نعمت سے محروم
نہ رہا ورنہ آج بڑے ثواب سے محروم رہتا) اسکو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ
لفظ انہی کے ہیں اور مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت
میں یہ بھی ہے کہ (اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ روزہ دار) میری وجہ سے کھانا پینا اور
اپنے (نفس کی) خواہش کو چھوڑتا ہے (اس لیئے) روزہ (خالص) میرے واسطے ہے
اور میں ہی اسکی جزا دوں گا (جو بےحساب ہوگی) اور (باقی) نیکیوں کا ثواب دس گنا ہے
اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے ہر عمل کا ثواب بڑھایا جاتا ہے ایک
نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے سات سَو گنے تک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مگر روزہ
(کہ اسکے ثواب کی کوئی حد نہیں) کیونکہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں ہی اُس کا
بدلا دوں گا روزہ دار میری وجہ سے اپنی خواہش (کی چیزیں) اور کھانا چھوڑ دیتا ہے
۶ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اُسکو افطار کے وقت ہوتی ہے
اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملنے کے وقت ہوگی اور روزہ دار کے
منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے مسلم کی
دوسری روایت میں جسکو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے یہ لفظ ہے کہ روزہ دار
جب اللہ تعالےٰ سے ملیگا اور اللہ تعالےٰ اُسکو (روزہ کا) ثواب دیں گے
تو وہ خوش ہو جائے گا اس حدیث کو (امام) مالک اور ابو داؤد و ترمذی و
نسائی نے بھی روایت کیا ہے معنے سب کے متحد ہیں الفاظ میں کسیقدر
اختلاف ہے۔ ترمذی کی ایک روایت میں (بخاری و مسلم کی روایت
سے زیادہ) یہ آیا ہے کہ روزہ دوزخ کی آگ سے (بچنے کے لیئے) ڈھال
ہے اور اگر کوئی جاہل کسی روزہ دار سے جہالت (کی باتیں) کرنے لگے تو
اُس سے کہدینا چاہیئے کہ میں روزہ سے ہوں میرا روزہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) خوب شوق سے کھائیں گے مگر عارفین کو پہلی مرتبہ کی خوشی ہوگی اور یہ دوسری خوشی عوام کی ہے ۱۲ مترجم

(مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو) اور ابن خزیمہ کی روایت میں یہ آیا ہے کہ (اللہ تعالے
فرماتے ہیں) روزہ دار میری وجہ سے کھانا چھوڑتا ہے میری وجہ سے پینا
چھوڑتا ہے میری وجہ سے اپنی لذت (کی چیزیں) چھوڑتا ہے میری وجہ سے
اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے (دو خوشیاں ہیں افطار کے
وقت تو وہ افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے پروردگار سے
ملے گا تو روزہ سے خوش ہوگا۔ حضرت سفیان بن عیینہ سے اللہ تعالے
کے اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا (جو حدیث مذکور میں گذر چکا ہے)
کہ انسان کا ہر عمل تو اس کے واسطے ہے بجز روزہ کے کہ وہ میرے واسطے
ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا (اور) اللہ تعالے بندہ سے حساب
لیں گے تو اس کے ذمہ (لوگوں کے) جسقدر حقوق اور مطالبات ہوں گے
وہ اس کے تمام اعمال سے ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس روزہ
کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا (اور اہل حقوق روزہ کو بھی چھیننا چاہیں گے) تو اللہ تعالے ۷
باقی حقوق کو اپنے ذمہ لے لیں گے (اور روزہ کسی حقدار کو نہ دیا جائے گا) اور
روزہ کی وجہ سے اللہ تعالے اسکو جنت میں داخل کر دیں گے۔ یہ حضرت سفیان
بن عیینہ کا قول ہے اور یہ عجیب بات ہے۔ اور حدیث کے اس جملہ کی توضیح
میں (علماء کی) اور بھی توجیہات ہیں مگر سب کے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں
(۲) اور حارث اشعری کی ایک حدیث پہلے گذر چکی ہے جسمیں یہ مضمون ہے کہ
(حضرت یحیٰی علیہ السلام نے بامر خداوندی بنی اسرائیل سے فرمایا کہ) میں تم کو روزہ کا
حکم دیتا ہوں اور اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک محفل میں کوئی شخص مشک کی تھیلی

اللغات۔ الرفث بفتح الراء والفاء یطلق ویراد به الجماع ویطلق ویراد به الفحش ویطلق ویراد به خطاب
الرجل والمرأۃ فیما یتعلق بالجماع وقال کثیر من العلماء ان المراد به فی ہذا الحدیث الفحش ورد یٔ الکلام والجہل

عہ حافظ منذری کی عادت ہے ترغیب وترہیب کی احادیث کے لغات کی تشریح ہر حدیث کے ساتھ
کیا کرتے ہیں چونکہ ہم ترجمہ کے اندر ان لغات کو حل کر چکے ہیں اس لئے انکی تشریح کا

(ہاتھ میں) لیے ہوئے بیٹھا ہو تو اس جماعت میں ہر شخص کو یہ خواہش ہوگی کہ مجھے بھی اسکی خوشبو سونگھنا چاہیئے اور (یاد رکھو کہ) روزہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ الحدیث اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مگر ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ روزہ دار کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اسکو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے انہی الفاظ سے جو اول مذکور ہوئے اور ابن حبان وحاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث پورے الفاظ کے ساتھ نماز میں ادہر اودہر دیکھنے کے باب میں گذر چکی ہے۔

(۳) اور عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کی سات قسمیں ہیں دو عمل تو استحقاق ثابت کرنے والے ہیں اور دو عمل ایسے ہیں جن کا عوض برابر ہے اور ایک عمل وہ ہے جس کا عوض دس گنا ہے۔ اور
ایک عمل وہ ہے جس کا عوض سات سوگنا ہے اور ایک عمل وہ ہے جسکے ثواب (کی مقدار) کو 8
اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ خاص اسیکو معبود جانتا ہو کسیکو اسکے ساتھ (عبادت میں) شریک نہ کرتا ہو اسکے لیے جنت کا استحقاق ثابت ہوگیا اور جو اللہ تعالےٰ سے اس حالت میں ملے کہ اس کے ساتھ کسیکو (عبادت میں) شریک سمجھتا ہو اسکے لئے دوزخ کا استحقاق ثابت ہوگیا۔ یہ دو عمل تو استحقاق ثابت کرنے والے ہیں ؂

(بقیہ الانوار صفحہ) بضم الجیم ہو مایجنبک ای یسترک ویقیک مما تخاف ومعنی الحدیث ان الصوم یستر صاحبہ ویحفظہ من الوقوع فی المعاصی والخلوف بفتح الخاء المعجمۃ وضم اللام ہو تغیر رائحۃ الفم من الصوم ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) ترجمہ زائد معلوم ہوا۔ لہذا ہم نے اس تشریح کو حاشیہ میں جگہ دیدی کیونکہ عوام کو تو اب ترجمہ کے بعد اسکی ضرورت نہ رہی البتہ علماء کو یہ تشریح بہت کام دینے والی ہو اسلئے اس کا بالکل حذف کردینا بھی مناسب معلوم نہوا ۱۲ مترجم

(باقی آیندہ)

جو اکثر شادیوں میں ہوتا ہے تو اگر یہ گناہ خاص اسی جگہ پر ہے جہاں یہ بیٹھا ہوا ہے تب تو چھوڑ کر چلا آوے اور اگر کسی دوسری جگہ فاصلے سے ہے تو اگر یہ دین کا پیشوا ہو کہ اس کے فعل کا دوسروں پر اثر پڑتا ہو تب بھی اسکو وہاں سے اٹھ آنا چاہیئے اور اگر دین کا پیشوا نہیں تو خیر کھانا کھا کر چلا آوے اسی طرح جو رسمیں شریعت کے خلاف اکثر شادیوں میں ہوا کرتی ہیں اور انہی سے وہ جلسہ گناہ کا جلسہ ہو جاتا ہے ان کا بھی یہی حکم ہے کہ وہاں نہ بیٹھنا چاہیئے اور رسمیں تو الگ رہیں خود آجکل برات ہی گناہ کا جلسہ ہے۔ اگر اس میں کوئی اور خرابی نہ ہو تو یہ خرابی ضرور ہی براتوں میں ہوتی ہے کہ جتنوں کی دعوت ہوتی ہے براتی اس سے زاید آجاتے ہیں جس سے اس بیچارے کو جس کے گھر برات جاتی ہے سخت وقت کا سامنا ہوتا ہے کہیں قرض لیتا ہے کہیں اور کچھ فکر کرتا ہے۔ غرض بہت خرابی ہوتی ہے۔ پھر ایسے شخص کی نسبت جو بدون بلائے بارات وغیرہ میں جائے

۱۳ حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ دخل سارقا وخرج مغیرا یعنی چور بنکر گیا اور لٹیرا ہو کر واپس آیا ایسے ہی شادی غمی کے موقع پر جو اکثر لوگ فخر اور دکھلاوے کے طور پر دعوت کرتے ہیں ان کی دعوت بھی قبول نہ کرنا چاہیئے۔ جو دعوت دین اور عبادت کے عوض ہو وہ درست اور جائز نہیں۔ جیسے تیجے وغیرہ میں قرآن اور کلمہ درود پڑھکر اسکے عوض میں دعوت اور الایچی دانے اور چنے وغیرہ ملتے ہیں اسی طرح وعظ کی خاص دعوت جو کہ وعظ کہنے کی وجہ سے کی گئی ہو درست نہیں یا وعظ کہکر کچھ اجرت وعظ کہلانے والے سے لینا درست نہیں ہاں اگر مدرسہ کی جانب سے وعظ کہنے پر مقرر ہو تو مدرسہ سے تنخواہ لینا جائز ہے جس کے دل میں کچھ بھی دین کی غیرت اور عزت ہوگی وہ خود ایسی باتوں سے پرہیز کرے گا۔ البتہ اگر وعظ کہنے والا مسافر ہو اور مسافرانہ طور پر کھا لیوے تو یہ اور بات ہے مگر پھر بھی جہاں پر وعظ ہوا اس جگہ سے نہ کھاوے

ایسا ہی مرید ہونے کے وقت پر پیر کی دعوت کرنا۔ کیونکہ بالکل عوض کی صورت ہے۔ اسی طرح بیعت ہونے کے وقت نذر اور ہدیہ دینا۔ اس میں ایک تو خرابی ہے ہی کہ عوض کی صورت ہے اس کے علاوہ اس میں کئی اور بھی خرابیاں ہیں مثلاً بعض نادار غریب جو بیعت ہونا چاہتے ہیں وہ شرم کی وجہ سے رک جاویں گے۔ اسی طرح جس دعوت میں ذلت ہو اسکو بھی قبول نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ذلت سے بچنے کی شریعت میں تعریف آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان کو مناسب نہیں کہ اپنے کو ذلیل کرے ذلت کی دعوت زیادہ تر ایک ہے یعنے جو کہ مُردوں کے ثواب پہونچانے کے لئے دعوت کیجاتی ہے اور طالب علموں اور ملانوں وغیرہ کو بلایا جاتا ہے پس یہ دعوت ہے کہ اس کے کھانے والے عام لوگوں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ کانپور ایک دفعہ ایک دعوت میں جاتے ہوئے بعض لوگوں کو طالب علموں کی بابت یہ کہتے ہوئے سُنا کہ خدا خیر کرے کس کے گھر چڑھائی ہوئی ہے۔ پس اس قسم کے کھانے کی دعوت ذلت ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ ۱۴۷

شامی[1] نے لکھا ہے کہ عالموں کو اس دعوت سے بچنا چاہیئے جس میں ذلت ہو وجہ یہ ہے کہ عالموں کی ذلت خود علم کی ذلت ہے۔ قبول کرنے کے لائق صرف وہ دعوت ہے جو خالص محبت سے ہو حلال کمانا ہو نہ اس میں رسم کی پابندی ہو نہ فخر اور دکھلاوا ہو نہ ذلت ہو بلکہ اس کی وجہ محبت ہی محبت ہو۔ ایسے ہی ہدیہ میں بھی ہونا چاہیئے کہ نہ اس میں رسم کی پابندی ہو نہ دکھلاوا اور فخر ہو بلکہ صرف محبت ہی کی وجہ سے دیا جاوے۔ پس اس قسم کی دعوت اور ہدیہ سنت ہے اسکو قبول کرنا بھی سنت ہے۔ کیونکہ اس کی غرض صرف محبت ہے۔ حدیث شریف میں ہے تہادوا تحابوا۔ یعنے ایک دوسرے کو ہدیہ دو تاکہ

[1] ایک بڑے بھاری عالم کا نام ہے ۱۲

آپس میں محبت پیدا ہو جاوے باقی رسم کے طور پر جو کچھ دیا جاتا ہے جیسے شادی کے جوڑے وغیرہ اس میں محبت کا نام بھی نہیں ہاں اگر خالص محبت سے بلا قید رسم کے ہو تو جائز ہے بلکہ ایسا ہدیہ کھانے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔

(۶) ایک حق اُن حقوق میں سے جو کہ ایک مسلمان کے دوسرے پر ہیں بیمار پرسی ہے یعنی یہ کہ بیمار کا مزاج پوچھنے جائے۔ اس کے بھی آداب ہیں انہیں بھی زیادتی کمی ہو رہی ہے چنانچہ بعض آدمی تو سرے سے بیمار کو پوچھنے ہی نہیں جاتے یہ تو کمی ہے اور بعض پوچھنے جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ بیمار کو ان سے راحت ہوتی اور الٹے تکلیف پہونچنے کا سبب بنتے ہیں وہاں جاکر زیادہ دیر تک بیٹھا رہنا یہ تکلیف کی بات ہے بیمار آدمی کو طرح طرح کی ضرورتیں اور حاجتیں ہوتی ہیں مگر وہ بیچارہ انکا لحاظ کرتا اور تکلیف اٹھاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تم میں سے بیمار پرسی کے لیے جائے تو بیمار کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے البتہ بیمار کی خدمت کرنیکا اور حکم ہے انہیں بیمار کے پاس ہر وقت بیٹھنا جائز ہے کیونکہ خدمت کے لیے ہے لیکن خدمت تو ہر کسی پر ضروری نہیں خدمت کرنے والے تو خاص لوگ ہوتے ہیں مگر بیمار کو تکلیف سے 15 بچانا سب پر ضروری ہے بعض آدمیوں کی عادت ہے کہ بیمار آدمی کے پاس بیٹھکر فضول قصے باتکا کرتے ہیں یا خود اس بیماری سے بیماری کا سارا قصہ پوچھتے ہیں۔ ایسی باتوں سے بیمار کو تکلیف ہوتی ہے ان سے بچنا چاہیئے۔

(۷) ایک ان حقوق میں سے جنازہ میں شرکت ہے اور مرنے کے رشتہ داروں کو تسلی دینا اس کے بھی آداب ہیں جیسے جنازہ کو کندھا دینا قبر میں اُتارنا کچھ پڑھکر ثواب بخشنا مگر شریعت کے موافق ثواب بخشے جس سے اسکو نفع پہونچے ورنہ بیکار ہے جیسے بعض لوگ ثواب پہونچانے کے لیے مرنے کے پہننے کے تمام کپڑے اللہ واسطے دے دیتے ہیں اور سب وارثوں سے اجازت نہیں لیتے وارث نابالغ ہوتے ہیں جن کی اجازت بالغ ہونے سے پہلے معتبر نہیں سو مرنے کے چھوڑے ہوئے مال میں جس میں تمام وارث شریک ہیں یہ تصرف ناجائز ہے ہاں اس مال کے بانٹ لینے کے بعد جس کا جی چاہے اپنے حصہ میں سے دے سکتا ہے اور ایسے کپڑے وغیرہ استعمال کی ہوئی چیزیں اکثر مسجدوں

مدرسوں میں آتی ہیں۔ اسلئے مدرسہ اور مسجد والوں کے ذمہ ضروری ہے کہ ان باتوں کی تحقیق کرلیا کریں کہ یہ چیز وارثوں کے حصہ تقسیم ہونے کے بعد آئی ہے۔ یا ویسے ہی۔ وعظ ختم ہوا وعظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ آپس کے برتاؤ میں اس کا خیال رہے کہ مردہ اور زندہ سب کو نفع اور راحت پہونچے اور کسیکو تکلیف نہو اور ان کاموں میں سلیقہ اللہ والوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے مگر بعضے لوگ خود بزرگوں کے یہاں جاتے ہیں ایسی بے احتیاطی کرتے ہیں کہ اونکو تکلیف ہوتی ہے مثلاً جانے کے وقت اپنی فرصت کا تو لحاظ رکھتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ آیا یہ وقت اُنکی فرصت کا بھی ہے یا نہیں چاہے وہ وقت اُن کے آرام ہی کا ہو مگر ان کو اسوقت جاکر تکلیف دیجاتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اتنی دیر بیٹھتے ہیں کہ ان کے آرام کا سارا وقت ختم ہوجاتا ہے ان جانیوالے بزرگ کا تو کوئی نقصان نہوا مگر دوسرے آدمی کو جو تکلیف پہونچی وہ کس مد میں ہے سو یہ نہایت بے تمیزی اور حماقت ہے اگر اتفاق سے ایسے وقت جانا ہو تو بہت تھوڑی دیر بیٹھے۔ ایک شخص حاجی صاحب کے پاس ٹھیک دوپہر کے وقت

۱۴ آئے تھے جس سے حضرت کی نیند ضائع ہوتی۔ مگر حضرت اپنی خوش اخلاقی کیوجہ سے کچھ نہ فرماتے۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب شہید علیہ الرحمۃ کو تاب نہ رہی اور اوس شخص کو سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ بیچارے درویش رات کو جاگتے ہیں۔ دوپہر کا وقت تھوڑا سا سونیکا ہوتا ہے وہ تم خراب کردیتے ہو یہ کس قدر بے انصافی ہے آخر کچھ تو لحاظ چاہیئے حضرت حافظ صاحب کی یہ تیزی ضرورت کی وجہ سے تھی بعض وقت اخلاق و عادات کی درستی بغیر سختی کے نہیں ہوتی۔ اور کسی کے پاس جانے میں ایک اس کا بھی خیال رکھے کہ اطلاع کرکے جاوے اور مردانی بیٹھک میں جبکہ وہ عام لوگوں سے ملنے کے لیے مقرر ہو اگرچہ بغیر اطلاع کئے جانا درست ہے مگر خاص خلوت کے وقت وہاں بھی نہ جانا چاہیئے شاید تکلیف ہو یا ناگواری ہو۔ حاصل یہ کہ ہر وقت ہر حالت میں اسکا بہت خیال رکھے کہ کسیکو اپنے سے تکلیف و گرانی نہ ہو فقط

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دوسری جلد کا آٹھواں وعظ ختم ہوا اب نواں شروع ہوگا۔

روح چہارم مالدار ونکو زکوۃ کی پابندی کرنا یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رکن یعنی
بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے بہت سی آیتوں میں زکوۃ دینے کا حکم اور
اسکے دینے کا ثواب اور اسکے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہی ہیں جنمیں نماز کے ساتھ زکوۃ کا بھی
حکم ہے یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے مل سکتی ہیں اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اسکو ترجمہ
والے قرآن میں مل سکتی ہیں اسلئے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں (نمبر۱) حضرت ابو دردأؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زکوۃ اسلام کا پل[۱] ہے
یا ملبند عمارت ہے (کہ اگر زکوۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا یا اسلام کے نیچے کے درجہ میں رہا)
(طبرانی اوسط وکبیر) ف اس سے زکوۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا اور اسکے نہ دینے سے مسلمانی
میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا۔ (نمبر۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی اس سے اس کی
برائی جاتی رہی (یعنی زکوۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی وہ نہیں رہی)
(طبرانی اوسط وابن خزیمہ صحیح) ف معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوۃ نہ دیجاوے
اسمیں برکت نہیں رہتی اسکی کچھ تفصیل نمبر۱۳ و نمبر۱۴ میں آتی ہے (نمبر۳) حضرت ابن عمرؓ سے ۵۷
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص
تم میں اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ اپنے مال کی زکوۃ ادا کرے
(طبرانی کبیر) ف اس سے معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے
(نمبر۴) عبداللہ بن معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص انکو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی
عبادت کرو اور یہ عقیدہ رکھو کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوۃ ہر سال اس طرح دو کہ اسکا
نفس اسپر خوش ہو اور اسپر آمادہ کرتا ہو الخ (یعنی اسکو روکتا نہ ہو) ف زکوۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا
کہ اسکو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔
(نمبر۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے
والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اسکا حق (یعنی زکوۃ) نہ دیتا ہو مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ
جب قیامت کا دن ہوگا اس شخص کے (عذاب کے لیئے) اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان
(تختیوں) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا پھر ان سے اسکی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائیگا جب

[۱] کذا فی القاموس فی القنطرة ۱۲

(تختیاں) ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ انکو تپایا جائیگا (اور یہ) اس دن میں ہوگا جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی (یعنی قیامت کے دن میں) الخ (بخاری ومسلم واللفظ لمسلم) (۶) حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر انکے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہو جائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونیکی جب کبھی تکلیف ہوتی ہے مالداروں ہی کی (اس) کرتوت کی بدولت ہوتی ہے (کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (ایسے) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے (طبرانی اوسط وصغیر) **ف** ایک حدیث میں اسکی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے انپر فرض کئے تھے انہوں نے ہمکو نہیں پہونچائے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمکو مقرب بناؤنگا اور انکو دور کردونگا (طبرانی صغیر و اوسط وابو الشیخ کتاب الثواب) (۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ہمکو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اسکی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی (طبرانی واصبہانی) اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے۔ وہ
(پورا) مسلمان نہیں کہ اس کا (نیک) عمل اسکو نفع دے) (اصبہانی) **ف** لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ۵۸
لوگ نماز بھی چھوڑ دیں اگر ایسا کریں گے تو اس کا عذاب الگ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں (۸) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائیگا جسکی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اسکے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈالدیا جائے گا اور اسکی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں میں تیری جمع ہوں پھر آپ نے (اسکی تصدیق میں) یہ آیت پڑھی۔ ولا یحسبن الذین یبخلون الآیہ (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانیکا ذکر ہے) (بخاری ونسائی) (۹) عمارہ بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (علاوہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اسکو (پورا) کام نہ دینگی جب تک سبکو ادا نہ کرے اور زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج (احمد) **ف** اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز روزہ

لہ ورواہ موقوفاً علی علی وہو اشبہ لکنہ مرفوع حکماً ۱۲

درج سمجھتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ سب بھی اسکی نجات کیلیے کافی نہیں (مسئلہ) حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائیگا (طبرانی صغیر) (مسئلہ) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونیوالی چیز ہے اسکو تو قبول کر لیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اسکو خود کھا لیا (حقداروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں (بزاز) ف یعنی بعض لوگ نماز اسلیے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سبکو خبر ہوگی اور زکوٰۃ اسلیے نہیں دیتے کہ اسکی کسیکو خبر نہیں ہوتی اور منافق ایسا ہی کرتے تھے ورنہ خدا کے حکم تو دونوں ہیں (مسئلہ) حضرت بریدہؓ سے روایت ہو کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا اللہ تعالیٰ اُن کو قحط میں مبتلا کرتا ہے۔ اور ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتا ہے (طبرانی وحاکم وبیہقی) (مسئلہ) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اسکو برباد کر دیتی ہو (بزاز وبیہقی) ف زکوٰۃ ملنا یہ کہ ایسی زکوٰۃ فرض ہو جاوے اور نکالی نہ جاوے اور برباد ہونا یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اسکی برکت جاتی رہے جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے (مسئلہ) حضرت عمرؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہو (طبرانی اوسط) ف اور اگر باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ و نادر تلف ہو جاوے تو ۵۹

وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملیگا اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہو وہ سزا ہے اسپر صبر کا وعدہ نہیں (مسئلہ) حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو ہم نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تمکو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تمکو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنا دے اسکی زکوٰۃ ادا کیا کرو (احمد بسند حسن) یہ سب روایتیں ترغیب وترہیب میں ہیں ف ان حدیثوں سے یہ امور ثابت ہوئے (الف) زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت (ب) زکوٰۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب دنیا میں مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ (ج) زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز و روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا (د) زکوٰۃ نہ دینے والے کی حالت منافق کے مشابہ ہونا جس کا بیان مسئلہ کے ذیل میں گذرا (ہ) زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ مسئلہ کے ذیل میں گذرا۔ اس سے اسکی تاکید دوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں (پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے وہ کئی چیزیں ہیں ایک نقدی یعنی خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں ہو پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کو دے رکھا ہو یا رہن رکھا ہو جسکا اپنے پاس حق ہو

یا اور ہار رکھنے والا اقراری ہو خواہ چاندی سونے کے برتن یا زیور یا سچا گوٹہ ٹھپہ ہو۔ اگر صرف چاندی کی چیزیں
ہوں اور وزن میں ساڑھے چون روپیہ کی برابر ہوجاوے اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کی بھی چیزیں ملی ہوں تو دام
چاندی کے وزن کے ساتھ ملکر وہی ساڑھے چون روپیہ کے برابر ہوجاوے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے سال
سال گذرنے پر اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہوگی اور احتیاط یہ ہو کہ اگر پچاس روپیہ کی برابر بھی مالیت ہو تب بھی
سوا روپیہ زکوٰۃ کا دیدے اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے جب وہ قیمت میں اتنے کا
ہو جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس قیمت کی مقدار سے بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ
ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہونگے مگر وہ
اس سے غافل ہیں سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہیئے تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے بھینسیں یا بھیڑ بکریاں
ہیں جنکو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنیکے لیے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں چونکہ اس ملک میں اس کا
رواج کم ہے لہٰذا اُن کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے نہیں لکھی گئی جبکو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے
چوتھی چیز عشری زمین کی پیداوار ہے اسکے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لیے جاویں پانچویں چیز صدقۂ فطر
ہے جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ
واجب نہیں اسکو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں یہ اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے دینا چاہیئے۔ ۶۰
(دوسرا مضمون) سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ
اُن کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر اُن ہی
کا حق زیادہ ہے۔ مگر جن کو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے
کے ماں باپ یا دادا دادی یا نانا نانی یا اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی
درست نہیں البتہ میت والے کو اگر دیدے تو درست ہے مگر پھر اسکو کفن میں لگانے نہ لگانے کا
اختیار رہوگا اور اسیطرح ہر انجمن یا ہر مدرسہ میں دینا درست نہیں جبتک مدرسہ والوں اور انجمن والوں سے
پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقہ سے خرچ کرتے ہو اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقہ سے
خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں (تیسرا مضمون) مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری
و باطنی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اوس کا کافی علاج ہے اگر مالدار فضول خرچی نکریں اور ہٹے
کٹے محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں
میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے حدیث ۱ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے فقط اشرف علی عفی عنہ

غیرت حق گوشمالش داد زود
زانکه فرموده است اوفوا بالعقود

اتفاقاً دزد چندے تاختند
و اندراں کہسار منزل ساختند

بست از دزدان بُد آنجا پیش
بخش میکردند مسروقات خویش

شحنه را غماز آگه کرده بود
مردم شحنه در افتادند زود

هم بر آنجا پاے چپ و دست راست
جمله ببریدند و غوغائے بخاست

دست زاهد هم بریده شد غلط
پاش را میخواست هم کردن سقط

۱۶۵ در زمان آمد سوارے بس گزین
بانگ بر زد بر عوان کاے سگ ببین

این فلان شیخ ست ابدال خدا
دست او را تو چرا کردی جُدا

آن عوان بدرید جامه تیز رفت
پیش شحنه داد آگاهیش تفت

شحنه آمد پا برهنه عذر خواه
که ندانستم خدا بر من گواه

هین بحل کن مر مرا زین کار زشت
اے کریم و سرور اهل بهشت

گفت میدانم سبب این نیش را
مے شناسم من گناه خویش را

من شکستم حرمتِ ایمانِ او — پس یمینم بُرد دادستانِ او

بد شکستم عہد دانستم بدست — تا رسید آن شومیِ جرأت بدست

دست ما و پای ما و مغز و پوست — باد ای مولے فدائی حکم دوست

قسم من بود این ترا کردم حلال — تو ندانستی ترا نبود وبال

آنکہ او دانست او فرمانروا ست — با خدا سامان پیچیدن کراست

جوں ہی اونہوں نے امرود کے درخت سے میوہ توڑا اور اپنے عہد و پیمان میں سست ثابت ہوئے
فوراً ہی حق سبحانہ کی طرف سے تادیب ہوئی اور اون کی آنکھیں کھولدیں اور کان کھینچ دئیے ١٩٦
اسکی تفصیل تو ہم بعد کو بیان کریں گے پہلے اتنی بات سُن لو کہ راہِ حق میں مخلصین کے
لیے بہت خطرے ہیں۔ اگر تم عہد کرتے ہو تو سمجھ لو کہ اس طریق میں بہت سے امتحانات ہیں
تمکو اون کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ اور اگر تم امتحانات کی طاقت نہیں رکھتے تو ایسا عہد ہی مت
کرو جسکو تم پورا نہ کرسکو اور اُس کا تمکو مکلف بھی نہ بنایا گیا ہو اور اسلم طریق یہ ہے کہ خطرہ میں نہ پڑو اور
اوس سے کود کر الگ کھڑے ہو جاؤ۔ اور عہد کر لینے کی صورت میں تو اوسکا پورا ہی کرنا ضروری
ہے خواہ کچھ ہی کیوں نہو۔ لیکن یہ بھی خدا ہی کے قبضے میں ہے۔ کیا معلوم وہ کسے توفیق
عطا کرتے ہیں اور کسکو ایفائے عہد کی توفیق اور ہمت دیتے ہیں اور کسے نہیں دیتے۔
لہذا اسلم یہی ہے کہ غیر ضروری عہد نہ کیا جائے۔ مولانا اس کے بعد مناجات فرماتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ بسا اوقات ہم نے بہت سے معاملات میں عہد کیا ہے اور بہت مرتبہ
تجھ سے خفیہ طور پر عہد کئے ہیں۔ لیکن ہم میں اتنی قوت کہاں ہے کہ اونکو انجام
کو پہونچادیں۔ بلکہ ہم ایسا کرنے سے عاجز اور ضعیف اور مجبور ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں

یہ آپ کی عنایت کے سبب سے کرتے ہیں اگر آپ کا فضل ہماری مدد کرے تو ہماری بڑی خرابی ہے کیونکہ
ہم سے عہد پورا نہ ہوگا اور اوس کے بعد رسوائی ہوگی۔ بس آپ اپنے فضل سے ہمارے عہدوں کو
وفا کے ساتھ مقرون اور ہمیشہ اونکو مضبوط رکھئے۔ دیکھئے وہ ٹوٹنے نہ پاویں ورنہ ہماری بڑی
ذلت ہوگی اچھا اب ہم قصہ کیطرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب اوس فقیر نے عہد توڑا تو فوراً
ہی مصیبت میں پھنس گیا اور حق سبحانہ نے اوسکو فوراً سزا دی۔ کیونکہ اوس نے ایفاء عہد کا حکم
دیا ہے اور کہا ہے کہ اوفوا بالعقود یعنی جو معاملات تم حق سبحانہ کے ساتھ یا آپس میں علی الوجہ
المشروع طے کرو۔ اونکو پورا کیا کرو اور اوس نے ایسا کیا نہیں لہذا مستوجب سزا ہوا تفصیل
اسکی یہ ہے کہ اتفاقاً چند چور بھاگے ہوئے آئے اور آکر اُس پہاڑ میں ٹھیر گئے جہاں وہ
فقیر رہتا تھا۔ چور تعداد میں کچھ اوپر بیس تھے یہ سب کے سب وہاں قیام کرکے مال مسروقہ کو
تقسیم کر رہے تھے چونکہ کسی مخبر نے کوتوال کو چوروں کی بابت اطلاع کردی تھی۔ لہذا اوسی
حالت میں وہ وہاں پہنچ گیا اور ان سب کو گرفتار کرلیا۔ اور سب کے داہنے ہاتھ اور بائیں
۱۶۷ پاؤں وہیں کاٹ ڈلوائے گئے۔ اسی ہلڑ میں فقیر کا ہاتھ بھی غلطی سے کاٹ ڈالا گیا۔ پاؤں کو
بھی کاٹنا چاہتے تھے کہ فوراً ہی ایک جلیل سوار نمودار ہوا۔ اور اوس نے پولیس مین کو ڈانٹا کہ اندھے
دیکھ کیا کرتا ہے یہ فلاں بزرگ اور ابدال وقت ہیں تو نے انکا ہاتھ کیوں کاٹا۔ اوس پولیس مین
نے یہ سنکر کپڑے پھاڑ لئے اور کوتوال کے پاس دوڑا ہوا گیا اور فوراً اوسکو واقعہ کی اطلاع
دی کوتوال ننگے پاؤں معذرت کے لیے حاضر ہوا اور کہا کہ خدا گواہ ہے مجھے آپ کے متعلق
کوئی علم نہ تھا آپ میری اس بیہودہ حرکت کو معاف فرما دیں۔ آپ کریم ہیں اور اہل جنت
ہیں آپ کا بہت بڑا مرتبہ ہے اوس بزرگ نے جواب دیا کہ اس قطع ید کی وجہ مجھے معلوم ہے
اور میں اپنے گناہ سے خوب واقف ہوں۔ اصلی بات یہ ہے کہ میں نے عہد توڑا اور اوس کی
کی ہتک حرمت کی تھی لہذا اوسکی شامت نے اس سے میرا ہاتھ کٹوا ڈالا میں نے
اوس کا عہد توڑا تھا اور جانتا تھا کہ یہ برا کام ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوس کا وبال میرے
ہاتھ پر پڑا لیکن اے والی مجھے اس کا کوئی غم نہیں بلکہ تو جانتا ہے کہ میرے ہاتھ میرے
پاؤں میرا مغز میری کھال غرض سب اعضا میرے دوست کے حکم پر قربان ہیں۔

فی الحقیقت میں اِس کا مستحق تہا لہذا میں تمکو معاف کرتا ہوں اور میرا یہ خون ہدر ہے جس کا نہ کسی سے مطالبہ ہوسکتا ہے اور نہ معاوضہ لیا جاسکتا ہے کیونکہ تمکو تو علم نہ تہا پہر تو اس سیلئے وبال ہنوگا اور جبکو علم تہا وہ خود حاکم ہے اول تو خدا کو پیٹنے کا کسکو یارا ہے اور اوس سے کون کہے کہ آپ نے یہ کیوں کیا پہر میرا قصور بہی تہا اس لیے اِس ہاتہ کٹنے کا مطالبہ کسی سے نہیں ہوسکتا۔

شرح شبیری

چونکہ از امرود بن میوہ شکست گشت اندر نذر و عہد خویش سست

۱۶۸ یعنی جبکہ امرود کے درخت سے میوہ توڑ لیا تو اپنی نذر اور عہد میں سست ہوگیا۔

ہم در آندم گوشمال حق رسید چشم او بکشاد و گوش او کشید

یعنی اوسی وقت حق تعالیٰ کیطرف سے گوشمالی پہونچی جس نے کہ اوسکی آنکہیں کہولدیں اور اوسکا کان کہینچدیا۔ گوشمالی کا ذکر آگے آوے گا یعنی جیسے ہی اوس نے امرود توڑ کر کہایا ویسے ہی حق تعالیٰ کی طرف سے سزا مسلط ہوئی جس کا ذکر آگے آوے گا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

مخلصان باشند دائم در خطر امتحانہا ہست در رہ اے پسر

یعنی مقتربین ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں اور اے صاحبزادے راہ (حق) میں بہت سے امتحانات ہیں۔

عہد را باید وفا اے جان من تا نمانی شرمسار و ممتحن

یعنی اے میری جان عہد کو وفا کرنا چاہیئے تاکہ تم شرمندہ اور ممتحن نہ ہو جاؤ۔ مطلب یہہ کہ جہاں تک ہو سکے جو عہد حق تعالےٰ سے قولاً یا فعلاً کرو اوسکو پورا کرو۔

یا مکن نذرے کہ نتوانی وفا پر خطر منشین و بیرون جہ ہلا

یعنی یا ایسی نذر ہی مت کرو جسکو کہ پورا نکر سکو تم خبردار خطر پر مت بیٹھو۔ اور باہر نکل جاؤ۔ مطلب یہ کہ یا تو وفا کرو اور اگر جانو کہ وفا نہ کر سکو گے تو پھر عہد ہی مت کرو۔ اور سچ یہی ہے کہ جو چیزیں کہ شریعت نے ہمارے ذمہ نہیں کیں ہیں اون کے علاوہ دوسری چیزیں اپنے سر کیجائیں تو اوسمیں بعض مرتبہ امتحان حق ہو جاتا ہے آگے فرماتے ہیں کہ۔

169 نذر را باید وفا در راہ حق لیک حق تا خود کرا بدہد سبق

یعنی راہ حق میں نذر کو وفا کرنا چاہیئے لیکن خود حق تعالیٰ ہی دیکھئے کسکو سبقت دیتے ہیں مطلب یہ کہ راہ حق میں وفاء عہد ضروری ہے مگر وفاء عہد کی بھی توفیق حق ہی دے تو ہی ہو سکتا ہے چونکہ وفاء عہد توفیق حق پر منحصر تہا اسلئے آگے حق تعالیٰ سے دعا فرماتے ہیں کہ

عہدہا بستیم بس در کارہا نذرہا کردیم در سر بارہا

اے اللہ ہمنے بہت کاموں میں عہد باندھے اور پوشیدگی میں بارہا نذریں کیں۔

لیک آن کو کہ پایان آوریم عاجزیم و ناتوان و مضطریم

یعنی وہ قوت کہاں ہے کہ ہم پورا کر سکیں۔ ہم تو عاجز اور ناتوان اور مضطر ہیں۔

گر نہ فضلت دستگیر ما شود وائے بر ما زانکہ رسوائی بود

یعنی اگر آپ کا فضل ہمارا دستگیر نہو تو ہمپر افسوس ہے اسلئے کہ رسوائی ہوگی

نذر ما را با وفا پیوستہ دار عہد ما را از کرم دار استوار

یعنی ہماری نذر کو وفا کے ساتھہ قرین رکھئے اور ہمارے عہد کو کرم سے استوار رکھیئے ۔ اب
دعا کرکے پہر رجوع بقصہ فرماتے ہیں کہ۔

باز گشتم سوئے قصہ کان فقیر عہد چون بشکست در دم شد اسیر

یعنی میں پہر اوس فقیر کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں کہ جب اوس نے عہد توڑا تو وہ فوراً
قید ہوگیا۔

۱۷۰ غیرت حق گوشمالش داد زود زانکہ فرمودست اوفوا بالعقـ

یعنی غیرت حق نے اوسکو جلدی ہی گوشمالی دی۔ اسلئے کہ فرمایا ہے
کہ اوفوا بالعقود۔

جمع از دزدان بدند آنجا مگر درمیان آوردہ بے مر سیم و ز

یعنی چوروں کی ایک جماعت اوسجگہ تہی شاید کہ وہ بے انتہا روپیہ پیسہ لائے تہے۔

اتفاقاً دزد چندے تاختند و ندران کہسار منزل ساختند

یعنی اتفاقاً چند چور دوڑے اور اوس کہسار میں اونہوں نے منزل بنائی یعنی و
کہیں چوروں کی جماعت تہی جنہوں نے کہ ایک بہت بڑا ڈاکہ ڈالا تہا اتفاقاً وہ لوگ او
کہسار میں آکر جمع ہوگئے تہے۔

اوس شیخ کو اون چورون کے ساتھ متہم کرنا اور اسکا ہاتھ کاٹ ڈالنا

بست از دزدان بُدند آنجا و بیش بخش مے کردند مسروقات خویش

یعنی اوس جگہ چور بیس یا اس سے زیادہ تھے اور اپنے مسروقات کو تقسیم کر رہے تھے۔

شحنہ را غماز آگہ کردہ بود مردم شحنہ درافتادند زود

یعنی غماز نے کوتوال کو آگاہ کر دیا تھا۔ (کہ چور فلاں پہاڑ میں ہیں) تو کوتوال کے آدمی جلدی سے (اوسمیں) گھس پڑے۔

171 شحنہ حالے عزم آن کہسار کرد جملہ را بگرفت و بست آن شیر مرد

یعنی کوتوال نے اوسیوقت ارادہ اوس کہسار کا کیا اور سب کو اوس شیر مرد نے پکڑ کر باندھ لیا۔

پس لقب بودا ز غضب جلاد را دست و پائے ہر یکے از تن کن جدا

یعنی پھر غصہ کی وجہ سے جلاد کو حکم دیا کہ انکے پاؤں ہر ایک کا تن سے جدا کر دو۔

ہم بُداَنجا پائے چپ و دست راست جملہ را ببرید غوغائے بخاست

یعنی اوسجگہ پر بایاں پاؤں اور سیدھا ہاتھ سب کا کاٹ دیا تو ایک شور پیدا ہو گیا۔

دست زاہد ہم بریدہ شد غلط پاش را میخواست ہم کردن سقط

یعنی زاہد کا بھی ہاتھ غلطی سے کاٹا گیا۔ اور اوسکے پاؤں کو بھی کاٹنا چاہتے تھے۔

در زمان آمد سوارے بس گزین بانگ زد بر عوان کای سگ ببین

یعنی اوسیوقت ایک سوار بہت برگزیدہ آیا۔ اور اوس نے سپاہی کو للکارا کہ اے کتے دیکھ

این فلان شیخ است ابدال خدا دست او را تو چرا کردی جدا

یعنی یہ تو فلاں شیخ ابدال خدا ہے تو نے اوسکے ہاتھ کو کیوں (تن سے) جدا کیا۔

آن عوان بدرید جامہ تیز رفت پیش شحنہ داد آگاہیش تفت

۱۷۲ یعنی اوس سپاہی نے کپڑے پھاڑ لئے اور تیزی سے کوتوال کے پاس گیا اور اوس کو فوراً آگاہی دی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوار جو آیا یہ غیبی تھا اور چونکہ اوس شیخ نے ہاتھ سے تو خیانت کی تھی مگر پاؤں سے کچھ نہ کیا تھا لہذا ہاتھ تو کٹ گیا مگر پاؤں کٹنے نہ پایا تھا کہ فوراً اوس سوار غیبی نے آکر بچا لیا سبحان اللہ تعالی اللہ علواً کبیرا۔ غرض کہ جب اوس سپاہی نے جاکر کوتوال سے کہا تو اوسکی یہ حالت ہوئی کہ

شحنہ آمد پا برہنہ عذر خواہ کہ ندانستم خدا بر من گواہ

یعنی کوتوال ننگے پاؤں عذر خواہی کرتا ہوا آیا کہ خدا گواہ ہے میں نے آپ کو جانا نہ تھا۔

ہین بحل کن مر مرا این کار زشت اے کریم و سرور اہل بہشت

یعنی یہ کار زشت مجھے معاف فرما دیجئے اے کریم اور اے سرور اہل بہشت

(باقی آئندہ)

ولا دخلتم بيتا تستظلون به
ولسرتم الى الصحراوات
تكرمون صدوركم وتبكون
على انفسكم رواه ابن عساكر عن
ابی الدرداء كذا فی المنهج القوی
قوله فيجعن فی البيع ان
لا يخدعوك اشارة
الى الحديث قال رجل
للنبی صلى الله عليه وسلم
انی اخدع فی البيوع
فقال اذا بايعت فقل
لا خلابة ولی الخيار ثلثة
ايام كذا فی الهداية
اخرج الحاكم معناه وفيه
فجعل رسول الله صلى الله عليه
وسلم الخيار ثلثة ايام وفيه
فقال له رسول الله صلى الله
عليه وسلم بع وقل لا خلابة
واخرجه الشافعی والبيهقی
وابن ماجه والطبرانی فی
الاوسط والكبير كذا فی نصب

اور کسی گھر میں سایہ ڈھونڈھنے کے لئے داخل
ہو اور جنگلوں کی طرف نکل جاؤ اپنے سینے کوٹتے
ہوئے اور اپنی جانوں پر (یعنی حالت پر)
رویا کرو روایت کیا اسکو ابن عساکر نے
ابو الدرداء سے اسیطرح ہے منہج قوی میں
قول صاحب مثنوی ۔ فیجعن فی البیع
ان لا یخدعوک اشارہ ہے اس حدیث کی
طرف کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا کہ میں بیع میں دھوکا کھا جاتا ہوں (یعنی
بعد میں پچھتاتا ہوں) آپ نے فرمایا جب بیع
۴۵ کیا کرو یوں کہدیا کرو کہ دھوکہ کی بات نہیں ہے
مجھکو تین دن تک اختیار ہے (خواہ بیع کو باقی
رکھوں خواہ فسخ کردوں) اسیطرح ہے ہدایہ میں
اور حاکم نے اس کا مضمون روایت کیا ہے
اور اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تین دن تک اختیار مقرر فرمایا اور اسمیں
یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے فرمایا کہ بیع کر دیا کرو اور یوں
کہدیا کرو کہ دھوکہ کی بات نہیں اور روایت
کیا اسکو شافعی نے اور بیہقی نے اور ابن ماجہ
نے اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں

الرایة لابن حجر ص ۲۷۹
قوله نوم عالم الخ
کنوز الحقائق
للمناوی
عن الغربی
نوم العالم
عبادة
ونفسه
تسبیح
ج ۲ ص ۱۲۶
قوله نار دوزخ الخ فی حدیث ۲۴
البخاری یخلص
المؤمنون من النار
فیحبسون علی قنطرة
الی قوله حتی اذا هذبوا
ونقوا اذن لهم فی دخول
الجنة وفی المرقاة عن ابی
امامة احفظوا القرآن فان الله
لا یعذب بالنار قلبا وعی
القرآن رواه فی شرح
السنة وهو مرفوع حکما

اسیطرح ہے ابن حجر کے نصب الرایہ میں
قول صاحب مثنوی۔ نوم عالم الخ مناوی
کے کنوز الحقائق میں غربی سے منقول ہے
کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا سانس تسبیح
ہے۔ ف عالم سے مراد عارف ہے چونکہ اوسکی
نیت ہر کام میں دین ہی کی ہوتی ہے
اسلئے اوسکو نوم پر بھی ثواب ملتا ہے اسیطرح
اوسکے سانس میں اوس کے من اللہ نعمت
ہونیکا استحضار رہتا ہے جو حقیقت ہے شکر کی
اسلئے اوسپر بھی مثل تسبیح کے ثواب ملتا ہے
قول صاحب مثنوی۔ در سرخی مجلس رشیدن
بادشاہے فقیہے را الخ۔ نار دوزخ جز کہ قشر
افشار نیست ۔ نار را با ہیچ مغزے کار نیست
ور بود مغزے نار شعلہ زن ۔ بہر تخلیص دلیل
نہ بہر سوختن ۔ بخاری کی حدیث میں ہے
کہ مؤمنین دوزخ سے رہائی پاکر ایک پل پر
روک لیے جاویں گے یہاں تک مضمون چلا گیا
ہے کہ جب صاف اور پاک کر دیے جاویں گے
اوسوقت ان کو جنت میں داخل ہونیکی
اجازت دیدی جاوے گی اور مرقات میں
ابو امامہ سے روایت ہے قرآن مجید کو یاد کرو

ثم رأيت في شرح الاحياء
للزبيدي برواية الحكيم
الترمذي في نوادر
الاصول وبرواية
امام الرازي لتمام في
فوائده عن ابي امامة
مرفوعا ان الله
لا يعذب قلبا وعى
القرآن ج ۲ ص ۲۵ وفي
المتفق عليه وحرم
الله تعالى على النار
ان تاكل اثر السجود
فكل ابن آدم تاكله النار
الا اثر السجود

قوله حديث الصدق
طمانينة والكذب ريبة
في الحاشية ما تعريبه روى
عن الترمذي واحمد والنسائي
وحسنه الترمذي وصححه الحاكم

قوله حديث جز يا مؤمن فان نورك
اطفأ ناري اورده في المقاصد

اللہ تعالی ایسے قلب کو دوزخ کا عذاب نہ
دیں گے جس نے قرآن مجید کو یاد کیا ہوگا۔
روایت کیا اسکو شرح سنت میں اور یہ حکماً
مرفوع ہے پھر میں نے زبیدی کی شرح احیاء
میں حکیم ترمذی کی روایت سے جو نوادر الاصول
میں ذکر کی ہے اور امام رازی کی روایت سے
جو ان کے فوائد میں ہے ابوامامہ سے
مرفوعاً دیکھا ہے کہ اللہ تعالی ایسے قلب کو
عذاب نہ دیں گے جس نے قرآن یاد کیا
ہوگا اور بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے
کہ اللہ تعالی نے نار پر سجدات کو حرام ۴۷
کیا ہے کہ وہ سجدہ کے اثر کو کھا وے پس
آدمی کے تمام بدن کو آگ کھا لے گی۔
بجز اثر سجدہ کے۔

قول مثنوی۔ حدیث الصدق
طمانینۃ والکذب ریبۃ حاشیہ میں
ہے کہ حدیث ترمذی اور احمد ونسائی
سے روایت کی گئی ہے اور ترمذی نے
اسکی تحسین کی اور حاکم نے اسکی تصحیح کی

قول صاحب مثنوی حدیث جز
یا مؤمن فان نورک اطفأ ناری اسکو

الحسنة باب النار مرفوعا
بلفظ تقول النار للمؤمن
يوم القيامة جز يا مؤمن فقد
اطفأ نورك لهبي عن الكبير للطبراني
وكامل ابن عدي ونوادر الاصول
للحكيم الترمذي وفي احد الرواة
فيه منصور بن عمار قال فيه
بعضهم انه ليس بالقوي وقال
بعضهم منكر الحديث وقال بعضهم
في الحديث ارجو ان يكون
صحيحا اه ملخصا بمعناه ۴۸

قول الشارح حديث اذ
في المقاصد الحسنة
عن الخطيب وجعفر
السراج وابن
مرزبان والديلمي و
الطبراني والخرائطي
والبيهقي من تضعيف
عسى ان ينجبر
ببعض الطرق
ولفظه .

مقاصد حسنہ باب النار میں مرفوعاً کبیر طبرانی
سے اور کامل ابن عدی سے اور نوادر الاصول
حکیم ترمذی سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے
کہ دوزخ مومن سے قیامت کے روز کہے گی کہ
اے مومن (جلدی سے) گذر جا تیرا نور میرے
شعلہ کو بجھائے دیتا ہے اور اسمیں ایک
راوی منصور بن عمار ہے اس کے باب میں
بعض نے کہا ہے کہ قوی نہیں اور بعض نے
منکر الحدیث کہا ہے اور بعض نے اس حدیث
کے بارہ میں یہ کہا ہے کہ مجھکو امید ہے کہ
صحیح ہوگی یہ اوس کا خلاصہ مضمون ہے

قول صاحب کلید حدیث الخ مقاصد
حسنہ میں خطیب سے اور جعفر سراج سے اور
ابن مرزبان سے اور دیلمی سے اور طبرانی
سے اور خرائطی اور بیہقی سے مع ایسی
تضعیف کے جو تعدد طرق سے منجبر
ہو سکتی ہے اسکو وارد کیا ہے اور اس کے
یہ الفاظ ہیں جو شخص عاشق ہو جاوے
پھر عفیف رہے (کہ کوئی فعل خلاف شرع
نہ کرے حتی کہ معشوق کا تصور تک قصداً
نہ کرے اور اس سے بات چیت کرنا یا اسکو
دیکھنا تو بڑی بات ہے)

(باقی آئندہ)

لوگوں نے کہا کہ حضرت یہہ حیدرآباد کے وزیر ہیں فرمایا کہ پھر میں کیا کروں بغرضکہ بہت کہنے سننے سے اجازت دی کہ دو بجے شب تک اجازت ہے وہ رئیس اوسوقت پھر فوراً روانہ ہوگئے۔ حضرت مولنا گنگوہیؒ کو فرماتے تھے کہ وہ قطب ہیں اور یہہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ مولنارہ کے یہاں ایک غیر مقلد مولوی صاحب گئے کہ دیکھوں مولنا سنت کے پابند ہیں یا نہیں جب ہی جاکر مسجد میں بیٹھے ہیں اور مولنانے آڑے ہاتھوں لیا کہ تم نے تحیۃ المسجد تو پڑھی نہیں دیکھو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑہو اور یہہ بھی فرمایا کہ مولنا بہت ہی متبع سنت تھے حدیث بھی پڑھایا کرتے تھے مگر کوئی ضابطہ نہیں تھا کبھی فرمایا کہ بھائی بخاری شریف اوٹھالاؤ کبھی فرمایا کہ طحاوی شریف اوٹھالاؤ۔

(۹۵) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے سامنے کوئی کشف بیان کرتا تو حضرت اس طرح سنا کرتے تھے کہ جیسے بچوں کی باتوں کو سنتے جاتے ہیں اور ہنستے جاتے ہیں اور یہہ بھی فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ بڑے محقق تھے تصوف کے اصول آ حضرت کے ۴۱
سامنے پانی تھے۔

(۹۶) فرمایا کہ بعد از صدور کرامت اگر کوئی اپنے دل کو دیکھے کہ قرب مع اللہ میں کچھ ترقی ہوئی یا نہیں تو ذرا بھی ترقی نہ پاوے گا بلکہ بعض اوقات ایک قسم کا تنزل ہوجاتا ہے اور پھر اوس کے بعد ایک مرتبہ سبحان اللہ کہکر دیکھے کہ قلب میں نور معلوم ہوگا۔ اگر یہہ شخص صاحب فہم ہے تو خود یہہ کہے گا کہ اے اللہ کرامت ؍ کراہت ہے اور فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کوئی کرامت صادر ہوئی اور اوسکے مریدوں میں سے کوئی اسکے اس شخص کی تعریف کرے اور ہو وہ حد سے زیادہ اگر وہ شیخ اسپر انکار کرے گا تو قلب میں نور کم ہوجاتا ہے۔ اور فرمایا حضرت بعض انکار بھی موجب اقرار ہوتا ہے اگر ایسے لفظوں سے انکار کرے جس سے تواضع معلوم ہو تو یہہ انکار نہیں ہے بلکہ اقرار ہے لہذا آئندہ سے صاف انکار کرنا چاہیئے اور بعض وقت سختی کیسی انکار نہیں سمجھا جاتا ہے موقع پر بار بار سے انکار کرے ایک مرتبہ کا انکار کافی نہیں ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ... تھانوی ...

گیا ہوا تھا اور گھر میں سے وہیں نہیں ایک شخص نے میرے متعلق یہ مشہور کردیا کہ میں نے اوسکو (یعنی حضرت مولٰنا کو) عصر کے وقت تھانہ بھون میں ایک شخص کے مکان میں بیٹھا دیکھا ہے فرمایا حالانکہ میں چرتھاول میں تھا۔ لوگوں نے میرے متعلق یہ کرامت مشہور کردی چنانچہ میں ایک شخص کا گھوڑا لیکر اور سوار ہوکر تھانہ بھون آیا اور اون صاحب خانہ سے دریافت کیا کہ فلاں دن عصر کے وقت تمہارے گھر میں کون بیٹھا ہوا تھا۔ اونہوں نے کہا کہ مولوی محمد عمر صاحب تھے۔ میں نے اون مخبر صاحب کو بلاکر دریافت کیا کہ تم نے مجھے دیکھا تھا تو کہا جی میں نے پشت دیکھی تھی میں یہی سمجھا۔ غرض یہ ہے کہ کشف وکرامات میں جھوٹ بہت کھپتا ہے۔

(۷۵) یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ خوارق پر زیادہ گرویدہ ہیں وہ ہی لوگ دجال کے ساتھ زیادہ ہوں گے یہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اوسکی حالت ظاہرا مجذوبوں کی سی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ فقط حال کافی نہیں۔ اتباع سنت کی سخت ضرورت ہے جو لوگ فقط حال اور جذب کو دیکھتے ہیں اور دین کو لازم تصوف نہیں سمجھتے اون کو دجال سے بچنا بہت مشکل ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دجال سارے کام ۴۲
کرے گا مگر سنت پر عمل اوس سے نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے فرمایا کہ واقعی انشاء اللہ جو متبع سنت ہوگا وہ ہی اوس کے جال سے بچ سکتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اول تو مکار آدمی اتباع سنت کی نقل بھی نہیں کرسکتا دوسرے سنت کا جو اثر ہوتا ہے وہ باعتبار حقیقت کے ہوتا ہے تو وہ روح یعنی حقیقت کہاں سے لاوے گا۔ مشاہدہ سے صاف فرق معلوم ہوجاوے گا اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص تو شراب پی کر اوس کے نشہ میں جھومتا پھرتا ہے اور ایک وہ ہے کہ شرابی کی نقل کرتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دجال کو دیکھا تو اوس کے ساتھ عورتیں اور باجے بہت کثرت سے تھے اسی واسطے میں اس سے بہت خوف کرتا ہوں کہ جو لوگ حسن پرست ہیں اور بدنظری کا مادہ ہے وہ اوس کے ساتھی ہوں گے اور مثنوی شریف میں ایک حکایت ہے کہ شیطان نے حضرت حق سے درخواست کی کہ مجھے کچھ آلات بھی تو دیجئے تاکہ میں اون کے ذریعہ

اپنا کام کروں تو وہ کسی چیز سے اسقدر خوش نہیں ہوا جب عورتیں سامنے کی گئیں تو اوس پر
ایک حالت طاری ہوگئی کہ اب میں کامیاب ہو جاؤں گا اور آجکل پیر لوگ اس بلا میں بہت
مبتلا ہیں یہ لوگ حسن پرست بھی ہیں اور خلاف سنت بھی ہیں۔

(۹۸) فرمایا اسی سے حضرات فقہاء نے اس مفسدہ کو دفع کیا ہے کہ جوان عورت
کا سلام بھی نہیں لینا چاہیئے اور اگر کسی وجہ سے ضرورت ہو تو خشن لہجہ سے (یعنی روکھے پن سے)
جواب دے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ لباس عورت کا بھی بعض مواقع میں عورت ہی کے
حکم میں ہے۔

(۹۹) فرمایا کہ میں تو دعویٰ کر کے کہتا ہوں کہ آدمی اگر پوری طرح اتباع کرے تو بڑی برکت
ہوتی ہے۔ مگر ہمت کر کے کرے البتہ اول اول کچھ نفع نہیں معلوم ہوتا اور پھر اتباع سے ایسا
نور معلوم ہوتا ہے کہ بدون اتباع کے چین ہی نہیں آتا۔ بلکہ پھر تو یہاں تک حالت ہوتی
ہے کہ اس کا اثر دوسروں کو بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے بھوسہ کی
ضرورت تھی اور میرے بھائی کے یہاں بھوسہ تھا کیونکہ الحمدللہ وہ زمیندار ہیں میں نے ۴۳
اون کے یہاں سے بھوسہ تک بھی نہیں منگایا۔ بعض لوگوں نے اسکی مصلحت پوچھی تو میں نے
کہا کہ یہہ انتظام کے بالکل خلاف ہے اون کا کام ملازموں کے ہاتھ میں رہتا ہے میری
وجہ سے دو ضرر ہوں گے ایک تو اونکو خیانت کا موقع ملے گا اور دوسرے اون کو اون سے
محاسبہ پر قدرت نہ ہوگی کیونکہ وہ نہیں یہہ بہت اچھا موقع ملے گا کہ آپ کے بھائی کے
یہاں جایا کرتا ہے اسیطرح شبیر علی جب میرے پاس پڑھا کرتے تھے بھائی اونکو تنخواہ بھیجا
کرتے تھے۔ میں ماہواری کے جو کچھ خرچ ہوا کرتا تھا لکھ بھیجتا تھا۔ یہہ بھائی کو ناگوار
ہوا کہ حساب کتاب کی کیا ضرورت۔ میں نے کہا کہ اسمیں مصلحت ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اسی
خرچ کو کافی سمجھکر بھیجتے ہیں اور کبھی ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ وہ ناکافی ہوتا ہے
اور جب آپ کے اندازہ کے خلاف ہوگا تو ممکن ہے کہ کوئی خیال پیدا ہو جاوے وہ سمجھ گئے
اسی طرح ایکدفعہ مجھ سے کہا کہ آپکی خدمت کے لئے میں کچھ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے
انکار کر دیا۔ اسمیں کئی مفسدے ہیں۔ ایک تو یہہ کہ مجھے ہمیشہ تاریخیں شمار کرنی پڑیں گی اور

یہ خیال رہے گا کہ آج آوے کل آوے اور دوسرے یہ ہے کہ آپ نے اگر کوئی تنخواہ مقرر
کر دی تو ممکن ہے کہ کبھی آپ کو ایسی ضرورت پیش آوے کہ اوسمیں صرف کرنا مقدم ہو
مثلاً کبھی ایسا موقع ہوا کہ جائداد خریدنی ہووے تو ایک حصہ تنخواہ کا بیر کیئے نکالدیا۔ تو
اوس وقت ممکن ہے کہ یہ خیال ہو کہ یہ اتنے روپیہ اسوقت یہاں نہ جاتے تو کام
آسانی سے ہو جاتا۔ بھائی نے کہا آپ آخر اوروں کی خدمت تو قبول کر لیتے ہیں
اسپر میں نے کہا کہ بے شک مگر اسقدر فرق ہے کہ وہ مقرر نہیں ہوتی نہ مجھے انتظار ہوتا ہے
نہ اونہیں بار ہوتا ہے اس طرح آپ بھی دے دیا کیجئے میں ضرور لے لونگا۔ چنانچہ وہ کبھی مجھے
بیس روپیہ۔ کبھی تیس۔ کبھی پچاس روپیہ دیدیتے ہیں میں لے لیتا ہوں اور یہ بھی
فرمایا کہ جب ہم سب بہن بھائیوں کا والد کے بعد ترکہ تقسیم ہوا تو ہم نے چند قرعے بنائے
جو سب میں بہتر قرعہ تہا وہ سب سے چھوٹے کو دیا اوس کے بعد جو قرعہ بہتر تھا وہ اوس سے
بڑے بھائی کو دیا۔ ہم نے یہ خیال کر لیا کہ ہم لوگ چونکہ بڑے ہیں اس لیے ہم تو والد صاحب
کی چیزوں سے بہت متمتع ہو چکے ہیں اور چھوٹوں کو تمتع کم ہوا ہے انکو کچھ نفع پہنچ جاوے تو اچھا ہے ۴۴
میاں مظہر کے حصہ میں ایک بگھی بھی آئی تھی اون کی والدہ نے کہا کہ بگھی ہمارے حصہ میں آ
لگا دو کبھی کبھی میں بھی اوسمیں سوار ہوتا تہا مگر اونکو کرایہ دیا کرتا تہا اور میاں مظہر انکار کرتے
تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں بھائی اسمیں مجھے بھی ضرر ہے اور تمہیں بھی ضرر ہے مجھے تو
ضرر ہے کہ جب مجھے ضرورت ہوگی بے تکلف نہ منگا سکونگا اور جب کرایہ دیتا ہوں
تو بے تکلف منگا لیتا ہوں اور تم کو یہ ضرر ہوگا کہ اگر تمہیں بھی اوسوقت میں ضرورت
ہوئی تو خود دیا تو کرایہ کرو گے تو باوجود اپنی چیز کے ہوتے ہوئے پھر کرایہ دینا بار طبیعت ہوگا
دوسرے یہ کہ ہر ایک شخص کو موقع مانگنے کا ملیگا۔ چنانچہ پھر اگر کوئی مانگنے آتا تو وہ بے دھڑک
کہدیا کرتے کہ کرایہ لاؤ اور لیجاؤ جب اونکی سمجھ میں آیا اور نفع ہوا۔ تو بہت خوش ہوئے +

(۱۰۰) فرمایا کہ لوگوں کو تو غربا پر رحم آتا ہے اور مجھے ہمیشہ امرا پر رحم آیا کرتا ہے
کیونکہ انپر بہت ہی اخراجات کا بار ہوتا ہے کبھی چندے کہیں مالگذاریاں و مقدمات
کا ہجوم ہوتا ہے اور بیچارے اپنے وقار اور عادت سے مجبور ہوتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

آپ علم تعبیر سے خوب واقف تھے چنانچہ ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ اس امت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیقؓ سب سے بہتر خواب کی تعبیر بتلانے والے ہیں۔ حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں خواب کی تعبیر میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سامنے بیان کیا کروں۔

حاکم نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے ابو ایوب انصاری سے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں سیاہ بکریوں کے ایک گلہ کو دیکھا کہ جن میں کچھ خاکستری رنگ کی بکریاں آکر شامل ہو گئیں (یہ دیکھ کر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا) اے ابوبکر! تم اس کی تعبیر بیان کرو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ! وہ سیاہ بکریاں (عرب) ہیں جو آپ کے تابع ہوں گے پھر ان کے بعد عجم آئیں گے یہاں تک کہ وہ عرب سے بڑھ جائیں گے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعبیر سنکر فرمایا ایسی ہی تعبیر صبح کو فرشتہ نے دی تھی (مسند ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) ۸۷

سعید بن منصور نے عمر بن شرحبیل سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں سیاہ رنگ کی بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں کہ سفید رنگ کی بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں اور سیاہ بکریاں سفید بکریوں میں ہی جذب ہو گئی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! وہ سیاہ بکریاں عرب کے مسلمان ہیں اور سفید بکریاں عجم کے مسلمان جو اپنی کثرت کی وجہ عرب کے مسلمانوں سے بڑھ جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ ہے اسی طرح مجھے صبح فرشتہ نے بھی تعبیر دی تھی۔

ابن ابی لیلیٰ سے سعید بن منصور نے ایک روایت اس طرح سے بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنوئیں سے پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے پاس سیاہ رنگ کی بکریاں آئی ہیں پھر ان کے پیچھے ایسی بکریاں آئی ہیں جنکی پشم کی سفیدی پر سرخی غالب تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور

مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی تعبیر عرض کروں۔ پھر آپ نے وہی تعبیر جو ابھی بیان ہو چکی ہے بیان کی بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اوس نے کہا کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اسکو لے رہے ہیں مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور میں نے ایک رسی زمین سے آسمان تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور میں نے یا رسول اللہ! آپ کو دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی[۱] مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی اوپر چڑھ گیا یہ خواب سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اس مجمع میں تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے اجازت دیجئے تو میں اسکی تعبیر بیان کروں آپ نے فرمایا اچھا تم ہی اوسکی تعبیر بیان کرو۔ ۵۸

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابر سے مراد اسلام ہے اور روغن و شہد جو اس سے ٹپک رہا ہے اس سے مراد قرآن ہے نرمی اوسکی قائم مقام روغن کے ہے اور حلاوت اسکی قائم مقام شہد کے ہے اور کسی نے اس روغن و شہد کو زیادہ لیا کسی نے کم اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم اور رسی جو آسمان سے زمین پر ایک رسی ہے اس سے مراد وہ دین حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اوسکو پکڑے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اوسکی وجہ سے آپ کو بلند مرتبہ کرے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اوسکو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب بلند مرتبہ ہو جائیگا بعد اوس کے ایک اور شخص اسکو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب بلند مرتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا۔

---

[۱] رسی کے کٹ جانے سے انتظام کا بگڑ جانا مراد ہے اور پھر جڑ جانے سے انجام کا بخیر ہونا مقصود ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ انتظام بگڑا اور بغاوت کی صورت پیدا ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے انجام بخیر کیا کہ رتبۂ خلافت ان سے زائل نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ

تو وہ[1] دین حق منقطع ہوجائے گا مگر پھر اس کے پیچھے جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس کے سبب سے بلند مرتبہ ہوجائے گا یا رسول اللہ فرمایئے کہ میں نے صحیح تعبیر دی ہے یا غلط نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح دی کچھ غلط حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں اس حدیث کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں"

"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت تین آدمیوں کو علی الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر رہیں گے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہی پر دنیا سے گذر جائیں گے"

رہی یہ بات کہ جبکہ حضرت صدیق کی تعبیر کے موافق خارج میں واقع بھی ہوا تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی یہ فقیر کہتا ہے کہ ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ ان کے نام لینے پر قدرت تھی ظاہری[2] طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان خلفاء کو شخص طور پر جانتے تھے چند روایتیں ہیں جو کتاب[3] خصائص میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں ابن عساکر نے حضرت کعب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر صدیق کے اسلام کا باعث ایک وحی آسمانی تھی اسکی کیفیت اس طرح پر ہے کہ حضرت (ابوبکر رضی اللہ عنہ) ملک شام

---

[1] ان واقعات کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے آخر زمانہ میں رونما ہوئے جن سے زوال خلافت کا اندیشہ تھا مگر آپ کے حق میں انجام بخیر ہوا اور شہادت پائی ۱۲

[2] یعنی کامل تعبیر یہ تھی کہ ان خلفاء کا نام ہی بتا دیتے باعتبار اس کے تعبیر ناقص ہی ہوا اسی نقصان کو خطا سے تعبیر فرمایا ۱۲

[3] یہ کتاب علامہ سیوطی رومی کی تالیف سے ہے ۱۲

[4] یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی مذکور ہے چنانچہ حملہ حیدری مطبوعہ مطبع سلطان لکھنؤ کے حصہ اول صفحہ ۱۴ میں ہے ؎

ابابکر ازان پس بردبا گذاشت
کہ گفتار کاہن بدل یاد داشت

میں تجارت کیا کرتے تھے وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا اسکو بحیرا راہب سے بیان کیا بحیرا نے اس خواب کو سُنکر پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابابکر صدیق نے کہا مکہ کا رہنے والا ہوں اُس نے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو حضرت صدیق نے کہا کہ خاندان قریش سے پھر اس نے دریافت کیا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے حضرت صدیق نے فرمایا تاجر ہوں بحیرا نے کہا اللہ نے تمہیں سچا خواب دکھایا ہے ایک نبی تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے اُن کی زندگی میں تم اُن کے وزیر ہوگے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ ہوگے حضرت ابوبکر نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد! آپ جو دعوے کرتے ہیں اسپر کیا دلیل ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر نے آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں مقدس آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ۹۰

اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر ایک مرتبہ یمن کیطرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک شخص کے یہاں جو کتب آسمانی پڑھا ہوا تھا اور اوسکی عمر تین سو نوے برس کی تھی فروکش ہوا اُس نے مجھسے کہا کہ میں تم کو حرم کا رہنے والا خیال کرتا ہوں کیا یہ صحیح ہے میں نے کہا کہ ہاں اوس نے کہا میں تم کو قریش سمجھتا ہوں کیا یہ صحیح ہے میں نے کہا کہ ہاں! اس نے کہا میں تمکو تیمی سمجھتا ہوں کیا یہ صحیح ہے میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا اب صرف ایک بات تمہاری باقی رہ گئی ہے جو مجھے نہیں معلوم میں نے کہا وہ کیا بات ہے اس نے کہا تم میرے سامنے اپنا شکم کھول دو میں نے کہا کیوں

بود کاہنے دادہ بود این خبر — کہ مبعوث گردد یکے ناموَر
ز بطحا زمین در حمیر چند گاہ — بود خاتم انبیائے الہ
تو با خاتم انبیا بگروے — چو او بگذرد جانشینش شوی

اس روایت میں صرف اس قدر تصرف کیا گیا کہ بجائے راہب کے کاہن کا لفظ ہے اور بس۔

(باقی آیندہ)

رعایتی اعلان

۱۰ رجب المرجب سے آخر رمضان المبارک تک رعایت رہیگی

(ضروری نوٹ) بعض کتب بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لہذا طلب کرنیمیں عجلت کریں ورنہ جو کتاب ختم ہوجاویگی وہ نہ دیسکونگا

مختصر فہرست تصانیف سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ

قرآن شریف مترجم

یہ ترجمہ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی حضرت الامدظلہم کے ترجمہ کے علاوہ اور بھی خوبیاں ہیں مثلاً (۱) حاشیہ پر شان نزول (۲) عربی منشی محمد قاسم صاحب مشہور خوشنویس کے ہاتھ کی ہے (۳) تقطیع متوسط (۴) طباعت نہایت عمدہ خیدہ پریس (۵) ٹائٹیل ہفت رنگ نہایت عمدہ۔ ہدیہ رعایتی ایکروپیہ آٹھ آنے۔ ایضاً چکنا ایکروپیہ بارہ آنے۔ جلد چرمی عہ ایضاً کرمچی عہ

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنے کا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بیشل رہنما ہے بہت فوائد اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مستند کیفیت وجدانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں طریقت کو شریعت سے جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہوجاے گا کہ **شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے** ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ قیمت تین روپے چار آنے رعایتی ۲ عہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کو واقعات جیسے عجائب و غرائب اور ممتاز معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت سی تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو کیسر اڑا دیتا ہے۔ اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعۃ و الطریقۃ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرماکر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑکر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ قیمت دس آنے۔ رعایتی آٹھ آنے۔ (عہ)

المشتہر:- محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ

علم کلام جدید کا نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت فصاحت و متانت سے دیے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی خوان کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کریں۔ قیمت ۹ آنے۔ رعایتی چھ آنے۔

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی

حضرت الامام ظلہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری و عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی و عملی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہا اسی طرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہونچا کہ اپنے عقائد خراب کرکے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب السنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں دور بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوۃ پیدا ہوگئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر براں حکیم الامت جامع شریعت و طریقت مولٰنا موصوف المفیض نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہوگئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادہر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکال حل ہونیکے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد دیکھنے میں آئینگے جو نہایت کارآمد ہیں۔ قیمت پانچ روپیہ۔ رعایتی سے ۱۸/

القول الصواب

نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات کرتے ہیں کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت الامام نے قرآن و حدیث ہی سے انکو ثابت فرمایا ہے قیمت دو آنہ۔ رعایتی ار

خلاصہ سائنس و اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیم یافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے بھی از بس ضروری اور نافع ہے مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصان و منافع دکھلا کر حکومت و انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اسکے بعد نماز کے لئے طہارت کے شرط ہونے کی حکمت۔ وضو میں اعضائے وضو دھونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنیکی حکمت۔ بے نمازی

کی واہی تباہی تقریروں کے معقول جواب۔ احتمال نج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث۔ اُس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیوں کے حالات مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے وحدانیت کی فلاسفی۔ عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت۔ اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ رُوح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت، الغرض دُنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جنکو پڑھکر اسلام کے دین کامل ہونیکا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ قیمت دو روپے۔ رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنہ

قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے کہ تصوف اور وصول الی اللہ اُن لوگوں کا کام ہے جو دُنیا و ما فیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے ہیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے واصل الی اللہ ہوسکتا ہے۔ قیمت ڈھائی آنے۔ رعایتی ۱ر

اصلاح الرسوم پیدائش سے مرنے تک کی تمام رسوم کی مدلل تردید۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۴ر

اعمال قرآنی ہر سہ حصص۔ آیات قرآنی کے خواص و اعمال۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۴ر

اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر کے فضائل۔ قیمت تین آنے۔ رعایتی ۲ر

آداب المعاشرت باہمی معاشرت کے آداب جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ قیمت ۴ر رعایتی ۱ر

اغلاط العوام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہوگئے ہیں انکی اصلاح۔ قیمت ڈیڑھ آنہ۔ رعایتی ۱ر

اخبار الزلزلہ زلزلہ کی حقیقت جسقدر شریعت سے تعلق رکھتی ہے اسکا محققانہ بیان۔ قیمت ایکآنہ۔ رعایتی ۹ر

اخبار بینی اخبار بینی کے عدم جواز کا بیان۔ قیمت ۱ر رعایتی ۹ر

بہشتی زیور عورتوں کی تعلیم کیلئے نہایت مفید دینی اور دنیوی ضرورتوں کی کفیل۔ اسکی ضرورت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکی اشاعت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ہو چکی ہے قیمت دو روپے۔ رعایتی ایک روپیہ چار آنے

بہشتی گوہر بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ جس میں مخصوص مردوں کے متعلق مسائل ہیں۔ قیمت ۶ر رعایتی ۵ر

بہشتی زیور مدلل و مکمل اسمیں بعض وجوہ سے رعایت نہیں کر سکتا۔ قیمت سات روپے (مجلد)

تعلیم الدین دین کے چاروں اجزاء عقائد۔ عبادات۔ اخلاق معاملات اور سلوک کے مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔ قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی چھ آنے۔ (۶ر)

الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم و الکنیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو قرآن مجید میں مختلف آئے ہیں انکو یکجا کر دیا ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳ر

تجوید القرآن معہ یادگار حق القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد حفظ یاد کرنیکے لئے۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

طریقہ مولد مولود شریف کے صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان۔ قیمت ۱ر رعایتی ۹ر

احکام التجلی من التعلی والتدلی جناب باری عز اسمہ کا دیدار کب ہوگا کہاں ہوگا کس طرح ہوگا۔ اس باب میں حضرت مد ظلہم نے نہایت عجیب لطیف رسالہ تحریر فرمایا ہے اسمیں تین

فصلیں ہیں۔ فصل اول میں دلائل شرعیہ سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ دنیا میں دیدار باری تعالیٰ ممتنع ہے۔ فصل دوم میں یہ بیان ہے کہ اس امتناع سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مستثنیٰ ہے اور آپ کو لیلۃ المعراج میں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوا۔ فصل سوم میں نہایت شرح و بسط کر یہ تحریر فرمایا ہے کہ آخرت میں تمام اہل ایمان کو انہیں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوگا اور فلاں فلاں مقام پر ہوگا اور ہر مقام کے دیدار میں کیا فرق ہوگا۔ اسکے ساتھ ہی تجلی کے اقسام ذکر فرما کر بہت سے فوائد علمیہ تحریر فرماتے ہیں اس طرح یہ رسالہ ایک بحث میں مفصل و مکمل ہو گیا ہے۔ قیمت تین آنے۔ (۳) رعایتی دو آنے۔ (۲)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ
یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں۔

افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام بجا لانے اور امر و نہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت فہمی کی عادت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ تحقیق اسباب علل کو آڑ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدا اسے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو کہ المصالح العقلیہ اردو زبان میں تالیف فرما کر آزادان ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمایا جو ایک حق طلب حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہے ورنہ خود پسند و نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں۔ قیمت کامل ہر سہ حصص ۱۲؍ رعایتی ۱۲؍

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

اس میں اُن احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو کتب تصوف میں نیز صوفیہ کے کلام میں آتی ہیں انکی تحقیق فرما کر دکھا دیا ہے کہ یہ کس کس درجہ کی احادیث ہیں اور جو روایات دراصل حدیث نہ تھیں بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اس کو حدیث مشہور کر دیا تھا انکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جو بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے مگر ایک کالم میں اور دوسرے کالم میں خود حضرت مؤلف سلمہ ہی کا ترجمہ ہے۔ اس صورت کی ہر طبقہ کیلئے نفع عام اور تام ہوگیا ہے۔ ضخامت ۲۰ صفحات قیمت ایک روپیہ (عہ) رعایتی بارہ آنے۔ (۱۲)

تحقیق تعلیم انگریزی | انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث ۲؍ رعایتی ۱؍

حفظ الایمان | معہ بسط البنان و تغیر العنوان قیمت ۱؍ رعایتی ۱؍

جمال القرآن | علم تجوید میں نہایت سہل عبارات میں تحریر کیا گیا ہے۔ قیمت تین آنے۔ (۳) رعایتی ۲؍

حقوق الاسلام | استاد، پیر، ماں، باپ، میاں، بیوی، حاکم محکوم، ہمسایہ، مہمان وغیرہ کے حقوق کا بیان۔ قیمت ۱؍ رعایتی ۱؍

حق السماع | سماع کے متعلق فقہی تحقیق اور بزرگان امت کے اقوال۔ قیمت دو آنے۔ رعایتی ۱؍

حقوق العلم | علماء پر عامہ مسلمین کے جو حقوق ہیں اور انہیں جتنی کمی ہے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انہیں جو کمی ہے ان سب کی اصلاح ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۴؍

الخطاب الملیح | فی تحقیق المہدی والمسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کا رد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق۔ آیت انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسیٰ وغیرہ قیمت ۲؍ رعایتی ۱؍

خاتمہ بالخیر | سوء خاتمہ کے اسباب کی تحقیق قیمت ۱؍ رعایتی

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک
احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل

کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی

حالات عرض کرتے ہیں وہ یکجا جمع کرلئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں سالکین مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطلب کہا جاتے تو بجا ہے اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دھوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی لاکھوں مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہے قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

آقا نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانحعمری. ابتدا یعنی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے جابجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ ہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ زمانہ وبا میں اسکا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان بلا سے محفوظ رہتا ہے. مزید براں ساتویں بار اور اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہو رہی ہے امید ہے ماہ شعبان المعظم میں ہدیہ ناظرین ہو جاویگی اسکی قیمت ۱ر رکھی ہے مگر جو حضرات ۱۵ر شعبان تک نام درج کرادینگے انکو ۱۵ر میں دیجاویگی مگر محصول بذمہ خریدار ہوگا

سفرنامہ لٹا یا سیاست اسلامی کا ایک مجاہدانہ درس

آجکل جسکو دیکھئے وہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے مگر جن خوبیوں کی سلطنت کے لئے ضرورت ہے انکا نام نہیں تو کیا جو غلام ہو اور غلامانہ صفات بھی اپنے اندر رکھتا ہو وہ کبھی غلامی کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ بھی ہماری طرح دوسروں کے محکوم تھے مگر غلامانہ صفات سے پاک تھے. بس آپ نے اگر شیخ علیہ الرحمۃ کا سفرنامہ لٹا نہ دیکھا ہو تو اب دیکھئے آپکو معلوم ہوگا کہ قدرت نے آپکو کیسے شاہانہ اوصاف عطا فرمائے تھے. یہ سفرنامہ آپکو بتائیگا کہ اغیار کے ہاتھوں میں پھنسکر اولوالعزمی ثابت قدمی. بے خوفی. حق گوئی کے جوہر دکھانا یہ خاص مجاہد فی اللہ ہی کی شان ہے. اس سفرنامے سے آپ حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معلوم کر کے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر کا لطف اٹھائینگے اور متقیانہ و مجاہدانہ اوصاف سے آگاہ ہو کر جام شریعت و سندان عشق کے یکجائی نظارہ سے وجد کرینگے. بس اے ترقی اسلام کے شیدائیو اور اے عروج ملی کے فدائیو آؤ اور حضرت شیخ المجاہدین کا سفرنامہ پڑھکر جرأت و ہمت کا سبق حاصل کرو. خدا ترسی و حق پرستی کے خوگر بنو. ماسوا کا خوف دل سے نکالکر متوکلانہ جدوجہد سے اغیار پر اسلامی جاہ و جلال کا رعب جمادو قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کے ساتھ یادگار صالحین یعنی بزرگان دین کے حالات و واقعات کا مطالعہ بھی کرایا جاوے جو دینی معلومات کیلئے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان محققین کا جنکے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو گیا اسوقت مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی بھی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات سچے اور صحیح ہونیکے لئے جناب امیر شاہ خاں صاحب مرحوم متوطن تعمیہ خاص جنکو یہ حالات انکی زبان سے نکلے ہوئے ہیں نیز ساتھ حکیم الامت مد ظلہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور اعلی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات فی حبیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

ازمولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری دام ظلہم

شائقین تاریخ اسلامی کو ہم یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ جناب مولانا شبیر احمد صاحب انصاری نے فتوح الشام کا نہایت سلیس و بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ قدیم ترجمہ میں جو پیچیدگی اور الجھن ہے وہ ناظرین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ اس زمانہ میں چونکہ اردو زبان روز بروز صاف و شستہ ہوتی جاتی ہے اسلئے اس پرانے ترجمہ نے اہم تاریخی واقعات اسلامی فتوحات کی واقفیت کا دروازہ بند کر رکھا تھا اور لوگ شائقین زمانہ حال کے موافق ایک عمدہ اور بامحاورہ ترجمہ کے منتظر رہتے تھے۔ الحمدللہ کہ اس انتظار کی مدت اب ختم ہوگئی ہے اور **فیوض الاسلام** ترجمہ جدید **فتوح الشام** نہایت آب و تاب سے ہدیۂ ناظرین ہے اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی جاں نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم ہونگے اور مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے ملاحظہ سے گذرینگے۔

پس اے شیفتگان حریت اسلامی اور اے دلدادگان شوکت ملی فتوح الشام کے جدید ترجمہ سے عروج اسلامی کا سچا و صحیح نقشہ دیکھکر اپنی تباہی و بربادی کے اسباب معلوم کرو اور اپنی بزدلی و بے غیرتی پر آنسو بہا کر غیور و اولوالعزم شجاعان اسلام کے کارناموں کو اپنا رہنما بناؤ۔

فیوض الاسلام کی ضخامت ۱۲ ۱۳ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶/۱۶ قیمت ۶ رعایتی قیمت ۵ محصولڈاک ۱۱/

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

کتاب ترغیب ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تاوقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہوسکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر اور دشواری سے اسی وجہ سے فی زمانناکہ حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعۃ پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہورہا ہے اب تو مسلمانونکو ہر امر دینی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت نہ معلوم ہوا وسپر عمل مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جسمیں احکام شریعۃ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت دکہا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جاوے سو اس بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب وترہیب آئی اور اسکا ترجمہ شروع کرادیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں۔ لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کے فرمے بچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کرالیتا ہے اسیطرح کئی کتابیں اسمیں سے علیحدہ تیار ہوکر ہدیہ ناظرین ہوچکی ہیں۔ مثلاً تسہیل المواعظ۔ المصالح العقلیہ۔ اسیر الروایات۔ التشرف حصہ اول وغیرہ۔ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہوچکی ہیں جو کچھہ روز سے شائع ہورہی ہیں اسکے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔

حصہ اوّل میں ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیش قدمی کرنیکی اور ترک سنت اور بدعات اور کار بد میں پیش قدمی سے اجتناب۔ کتاب العلم اسمیں علما و طلبا کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جہوٹی حدیث کے بیان کرنے۔ اور علم کی ناقدری اور دنیا کے واسطے علم پڑہنے پڑہانے سے اجتناب۔ کتاب الطہارت اسمیں آداب قضائے حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کئے ہیں۔ ضخامت ۰۰ ا صفحات قیمت ۱۰ ر رعایتی

حصہ دوم۔ کتاب الصلوۃ اسمیں اذان کے اور اسکے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گہروں میں نماز ادا کرنے کی ترغیب اور نماز پنجگانہ کے اہتمام۔ فضائل رکوع و سجود کے اور اول وقت ادا کرنے کی فضیلت آداب جماعت اذکار بعد نماز آداب امامت و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب نوافل اسمیں سنت موکدہ اور وتر اور تہجد اور چاشت صلوۃ و توبہ و استخارہ۔ صلوۃ حاجت۔ صلوۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ قیمت ایکروپیہ چار آنہ۔ رعایتی ۱۵ ر

حصہ دوم کا جزو ثانی یعنی **کتاب الجمعہ**۔ اسمیں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن رات میں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پہلانگنے اور خطبہ میں بات کرنیکی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورہ کہف اور اس رات دن کے اذکار ضخامت ۳۰ صفحے۔ قیمت دو آنہ۔ رعایتی ۱ ر

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اسمیں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لیکر سنہ ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیئے ہیں۔ یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے۔ قیمت اصلی عہ رعایتی عمر

الہادی

ھا

دینیات کا ماہواری رسالہ جس میں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامت مولنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہی جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہی جسکی سالانہ قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ ہی اور بصورت وی پی دو روپے بارہ آنہ۔ ہم کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب فرماویں

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

خصائلِ نبوی
یعنی
شرح شمائل ترمذی

عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ کہ اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جناب مولوی محمد زکریا صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم نے امام ترمذی کے مشہور رسالہ شمائل ترمذی کو سلیس اردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے بحمد اللہ ثم الحمد للہ کہ ہنوز مسلمان اپنے دین سے ایسے بے خبر نہیں کہ ان کے سامنے صحاح ستہ کی عظمت بیان کیجائے، ترمذی کے فضائل کا اظہار کیا جائے۔ شمائل ترمذی کے محاسن پر نظر ڈالی جائے ہر مسلم ہستی ان تمام امور سے کما حقہ واقف ہے۔ فی الحقیقت جناب مصنف نے تمام دنیائے اسلام پر عموماً اور مشتاقانِ حدیث پر خصوصاً بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اس کتاب کے باتفصیل تمام مناقب کا اظہار اس مختصر اشتہار میں ناممکن ہے لیکن ہم اجمالاً بعض خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں (۱) ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ جابجا مفید و دلچسپ علمی نکات اور زرین گراں بہا فوائد کا اضافہ کیا گیا ہے (۲) جن احادیث میں بظاہر تعارض و تدافع معلوم ہوتا تھا انہیں صاف و سلیس طریقہ سے تطبیق دی گئی ہے (۳) اصل کتاب شمائل ترمذی میں جو مشکل تھے یا جو تراکیب نحویہ دشوار تھیں ان کو بین السطور اور عربی حاشیہ میں حل کیا گیا ہے (۴) علما وطلبہ کے لئے اسماء رجال کے ضروری مباحث فوائد اور مخصوص مضامین علمی کو بھی عربی حاشیہ میں بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے (۵) اکثر تحقیقات بلند پایہ مضامین اکابر سلف کے کلام سے ماخوذ ہیں جن کو جناب مصنف کے بیان نے نور علیٰ نور کا مصداق بنا دیا ہے (۶) ترجمہ بامحاورہ مطلب خیز و سلیس ہو لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی گئی ہے (۷) کہیں کہیں اختلاف مذاہب کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے مگر احناف جعل اللہ مساعیہم مشکورۃ کے مذہب کو اکثر جگہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور حسب ضرورت کہیں کہیں براہین و دلائل بھی لکھے گئے ہیں (۸) اصل کتاب میں جن غزوات و قصص کا اشارۃً ذکر کیا گیا ہے اُن کو سہولت کے لیے کسی قدر تفصیل سے بیان کر دیا ہے (۹) جہاں تراجم ابواب کی متون احادیث کی مطابقت مخفی تھی بالتوضیح بیان کر دی گئی ہے (۱۰) تمام کتاب میں سلف صالحین کے قدم بقدم چلنے کا کافی التزام کیا گیا ہے یہ تیز رو الفاظ میں بیانگِ دہل کہتا ہوں کہ اگر صحیح و جامع اخلاق نبوی کا مطالعہ چاہتے ہیں اور وہ بھی اس شان سے کہ علمی شبہ پیش نہ آئے۔ کوئی مضمون غیر محقق نہ رہ جائے اور اس کے متعلق تمام ضروری اور مفید مضامین معلوم ہو جائیں تو آپ خصائل النبوی ملاحظہ فرمائیں قیمت [illegible]

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

اکمال الشیم

دوسری بار نئی خوبیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے

اس لاجواب کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ یہ کتاب الحکم کی بےنظیر شرح ہے جسکے مصنف شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری ہیں جنکی جلالت وعظمت پر صوفیہ کرام کا اتفاق ہے اصل کتاب عربی میں تھی جسکی تبویب شیخ علی متقی مصنف کنز العمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور حضرت اقدس قطب العارفین رئیس السالکین مقتدام العلماء الراسخین مولانا الحافظ الحاج شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہ نے اعلیحضرت شیخ العرب والعجم قطب العالم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب گنگوہی نے اسکی مفصل شرح فرمائی اور حضرت اقدس حکیم الامۃ المحمدیہ مجدد الملۃ الاسلامیہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اسکو بہت پسند فرما کر خانقاہ امدادیہ کے درس سلوک میں داخل فرمایا۔ اور سالکین کو ہمیشہ اسکے مطالعہ کا حکم فرماتے ہیں علاوہ کتاب کے فی نفسہ مفید ہونے کے ایک خصوصیت یہ ہے کہ گو اسکی شرح میں عربی شرح سے مدد لیگئی ہے جسکو شارح نے دیباچہ میں ظاہر کیا ہے لیکن زیادہ تر امداد حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم العالی کی تحقیقات تقریری وتحریری سے لیگئی ہے جیسا کہ مراجعت تامہ سے معلوم ہو سکتا ہے منتسبین حضرت حکیم الامۃ کیلئے اسکو داخل درس کرائی جانیکی بڑی وجہ یہی ہے اس بناء پر حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے افادات کے شائقین کو خصوصیت کیساتھ اس طرف متوجہ ہونا چاہیے اور طبع ثانی میں تتمیم فائدہ کے لیے آخر میں حضرت والا کے چند خاص افادات کا مجموعہ ملقب بہ السبیل الی سبیل بھی اضافہ کر دیا گیا ہے جنمیں تصوف کا نہایت جامع و مانع خلاصہ اور نہایت ہی سہل طریق عمل ارشاد فرمایا ہے جو قریب قریب تمام مطولات سے مستغنی ہو گیا ہے۔

قیمت:۔ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر:۔ محمد عثمان تاجر کتب بازار دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت مصدوال است بمنافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ اہل حل ضرورت شدید بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل است

بر مقاصد ہادی و پس اتباعاً بالنص المذکور صحیفہ شہریہ کہ مستدرج است بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۵	بابت شوال المکرم سنہ ۱۳۴۷	نمبر ۶

کہ جامع است انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی و مذکر است در ہر مجلس و

نادی و مسکن است برائے ہر جائع و صادی و بصورت تحفہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواخذہ و

حل اشتباہات و کلید مثنوی و تشرف و ربیعۃ المسلمین و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آں مستفاد است

از درگاہ ارشاد یعنی خانقاہ اشرفی امدادی باہتمام محمد عثمان حامی در مطبع ہلالی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی نزد نور صدیقی میگردد

ملک ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب اللہ فقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ ہجری
جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

صفحات	صاحب مضمون	فن	مضمون	نمبر شمار
۳/۱۰	مولانا مولوی ظفر احمد صاحب سلمہ	حدیث	الانوار المحمدیہ	۱
۱۱/۱۸	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	وعظ	تسہیل المواعظ	۲
۱۹/۲۲	" " "	مضامین مختلفہ	حیوۃ المسلمین	۳
۲۳/۳۰	" " "	تصوف	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم ..	۴
۳۱/۳۴	" " "	حدیث	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف ..	۵
۳۵/۳۸	" " "	ملفوظات	ملفوظات مزید المجید	۶
۳۹/۴۲	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب سلمہ	کلام	حل اشتباہات	۷
۴۳/۴۶	مولوی محمد عابد صاحب سلمہ	سیر	سیرۃ الصدیق	۸

مقاصد و ضوابط رسالہ الہادی

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کی ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع ہوتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت ۲ء ہے معہ محصول ڈاک کے علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمادیں باقی حضرات کی خدمت میں بذریعہ وی پی کیا جاتا ہے۔ اور وی پی کی صورت میں آٹھ آنہ رجسٹری فیس منی آرڈر اضافہ کرکے ۲/۸ کا وی پی روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت معہ محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتداء سے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا کوئی اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پچھلی جلدیں بھی جو رکھی ہیں گئی ہیں ان کی قیمت [illegible] اضافہ ہو جاتا ہے ۲ جلد معہ محصول ہے، علاوہ محصول مقرر

الراقم
محمد عثمان مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور جو شخص کوئی گناہ کرے اس کی سزا اس کے برابر ہوگی۔ اور جس شخص نے نیک کام کا ارادہ کیا مگر ارادہ پر عمل نہیں کیا اسکو ایک نیک عمل کا ثواب ملے گا (یہ دو عمل وہ ہیں جن کا عوض عمل کے برابر ملتا ہے) اور جو شخص اللہ کے راستہ میں اپنا مال خرچ کرے اس کا ثواب سات سو گنے تک بڑھتا ہے کہ ایک درہم کے سات سو درہم ملیں گے اور ایک دینار کے سات سو دینار۔ اور روزہ خدا کے لئے خاص ہے۔ روزہ دار کے ثواب (کی انتہا) کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اسکو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور صحیح ابن حبان میں یہ حدیث حضرت خریم بن فاتک کی روایت سے اسی کے قریب ہے مگر اس میں روزہ کا ذکر نہیں۔

(فائدہ) اس فصل کی پہلی حدیث میں جو یہ مضمون آیا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بد بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس سے

9 امام شافعی رح نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ روزہ دار کو زوال کے بعد مسواک نہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ بد بو زائل نہ ہو۔ مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شرعاً اس بد بو کا پیدا کرنا یا زیادہ کرنا مطلوب ہے بلکہ یہ مضمون ایسا ہے جیسا کہ حدیث میں بیماری اور بلا اور بھوک کے فضائل وارد ہوتے ہیں یا جہاد میں غبار آلود ہونیکا مذکور ہے جن کا یہ مطلب نہیں کہ ان فضائل کو سنکر تندرست آدمی بیمار بننے کی کوشش کیا کرے یا گھر میں فراغت ہوتے ہوئے فاقہ کیا جائے۔ یا خواہ مخواہ جہاد میں بدن کو بھبوت لپیٹ لیا جائے

عہ اس جواب کی تائید حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے انہوں نے بھی اس حدیث کا بعینہ یہی مطلب بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ص ۴۶۰/۱ ۱۲ مترجم

بلکہ مطلب یہ سمجھو کہ جس شخص پر مصائب واقع ہوجائیں وہ ان فضائل کو سنکر تسلی حاصل کرے اسی طرح چونکہ روزہ میں بھوک پیاس کی وجہ سے بوجہ خلوے معدہ کے ایک خاص قسم کی بدبو پیدا ہوجاتی ہے اور بعض لوگوں کے منہ میں یہ بدبو بہت زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے حدیث میں اس بات پر تنبیہ کردیا گیا کہ اس بدبو سے نفرت نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کی اطاعت کی علامت ہے کہ روزہ دار اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری میں اپنے منہ کے گندہ ہونے کی بھی پروا نہیں کرتا۔ اور اس میں عبدیت وغلامی کی خاص شان ظاہر ہوتی ہے اور عبدیت سے زیادہ خدا تعالے کو کوئی چیز پسندیدہ نہیں اور یہی راز بیماری اور فاقہ اور مصائب کی فضیلت کا ہے کہ ان سے ہی بندہ کے اندر عبدیت کا غلبہ ہوتا ہے اور اسکو اپنا عجز مشاہد ہوجاتا ہے مگر جیسا کہ وہاں یہہ مطلب نہیں کہ آدمی قصداً بیمار رہا کرے۔ اسی طرح یہاں بھی یہ مطلب نہیں کہ قصداً بدبوے دہن کو بڑھایا جائے ؛

دوسرا جواب حنفیہ نے یہہ دیا ہے کہ روزہ میں جو منہ کے اندر بدبو پیدا ہوتی ہے وہ مسواک سے زائل نہیں ہوتی کیونکہ یہہ بدبو تو خلوے معدہ کی وجہ سے ہے تو جب تک خلوے معدہ رہے گا یہہ بدبو بھی موجود رہے گی۔ خواہ کتنی ہی مسواک کی جائے۔ اس جواب پر بعض علماء شافعیہ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ایک واقعہ سے نقض وارد کیا ہے وہ واقعہ یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جب توراۃ دینے کا وعدہ فرمایا تو آنکو کوہ طور پر ایک مہینہ تک روزہ رکھنے اور اعتکاف کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ موسےٰ علیہ السلام ایک مہینہ تک روزہ رکھتے ہوئے معتکف رہے اور تیسویں دن آپنے اس خیال سے مسواک کرلی کہ آج اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا دن ہے بہتر ہے کہ منہ کو مسواک سے

معاف کر لیا جائے اسپر وحی نازل ہوئی کہ اے موسےٰ تم نے یہ کیا کیا تم کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو ہمارے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے اور ہم اسی حالت میں آپ سے ہمکلام ہونا چاہتے تھے لہٰذا دس دن اور روزے رکھو تاکہ یہ بدبو پھر پیدا ہو جائے پس اگر روزہ میں مسواک کرنا اس بدبو کو زائل نہیں کرتا جو خلوے معدہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں تو موسےٰ علیہ السلام کو مسواک کرنے کی وجہ سے دس دن اور روزے رکھنے کا کیوں حکم ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسواک اس بدبو کو زائل یا کم ضرور کر دیتی ہے۔ اس کا جواب اولاً تو یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہم نے جہاں تک تتبع کیا اسکی کوئی سند صحیح نہیں ملی درمنثور سے صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ اسکو دیلمی نے روایت کیا ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ دیلمی نے اپنی فردوس میں ضعیف بلکہ موضوع احادیث تک روایت کی ہیں اور شاذ و نادر ہی اس میں کوئی روایت حسن ہوتی ہے اسی سے علامہ سیوطی نے مقدمہ کنز العمال میں تصریح کی ہے کہ جس حدیث کو ہم دیلمی کی طرف منسوب کر دیں اس کے ضعیف ہونے کے لئے یہ نسبت ہی کافی ہے اور ثانیاً جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے اور اصولی قاعدہ ہے کہ شریعت سابقہ کا حدیث و قرآن میں مذکور ہونا اس وقت حجت ہے جبکہ شریعت محمدیہ میں اس کے خلاف حکم نہ دیا گیا ہو اور یہاں اس مسئلہ میں شریعت محمدیہ نے اس واقعہ موسویہ کے خلاف حکم دیا ہے چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من خیر خلال الصائم السواك روزہ دار کے لیے ایک بہترین عمل مسواک کرنا ہے اور گو بیہقی وغیرہ نے اسکی سند میں کچھ کلام کیا ہے مگر انصاف

؎ کیونکہ مجالد بن سعید راوی میں محدثین کو کچھ کلام ہے مگر اسکی حدیث حسن سے کم نہیں ۱۲-

یہ ہے کہ اسکی سند حسن ہے اور یقیناً دیلمی کی روایت مذکورہ سے یہ حدیث مقدم ہے کیونکہ اسمیں نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قولی مذکور ہے اور روایت دیلمی میں صرف شریعت سابقہ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے نیز احادیث صحیحہ میں مسواک کی جسقدر تاکید وارد ہے اس سے اہل علم ناواقف نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک عند کل صلوۃ اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خیال نہوتا تو میں اسکو ہر نماز کے وقت مسواک کا (وجوبی) حکم دیتا۔ اِس مضمون میں کثرت سے احادیث وارد ہیں اور کسی میں روزہ کی حالت کو مستثنےٰ نہیں کیا گیا حالانکہ تین نمازیں روزہ کے اندر بھی آتی ہیں جنمیں سے ظہر وعصر کی نماز زوال کے بعد ہے۔ نیز ایک حدیث ہے جسکی سند حسن ہے ابوداؤد و ترمذی نے اسکو عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے۔ زیلعی علی الہدایہ صفحہ ۴۴۷ ج ۱ ۱۲

(فائدہ) اِس فصل کی تیسری حدیث میں جو حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے تصریح ہے کہ روزہ کا ثواب بے حساب ہے اُسکی انتہا کو خدا تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یہ مضمون حضرت حکیم الامتہ دام مجدہم السامی نے حضرت ابوہریرہ کی حدیث ملا سے استنباط کرکے ایک وعظ میں بیان فرمایا تہا الحمد للہ کہ حضرت کے استنباط کی تائید صریح حدیث سے ہوگئی فللہ درہ من حکیم اور گو یہ حدیث حافظ منذری کے قاعدہ پر ضعیف ہے مگر جب اسکی تائید احادیث صحیحہ کے اشارات و دلالات سے ہورہی ہے تو اصول حدیث کے مطابق اسکو حسن لغیرہ کہنا بیجا نہیں واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ مترجم

(حدیث نمبر ۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دا

ہی داخل ہوں گے ان کے سوا اس دروازہ سے کوئی داخل نہو گا جب روزہ دار
داخل ہو جائیں گے تو اسکو بند کر دیا جائے گا پھر اس دروازہ سے کوئی داخل نہو گا
اسکو امام بخاری اور مسلم اور نسائی و ترمذی نے روایت کیا ہے ترمذی نے
اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا
اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں
کہ جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور جو اس میں
داخل ہوگا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔
ف ریان لغت میں سیراب کو کہتے ہیں اس دروازہ کا نام مبالغۃً ریان رکھدیا
گیا کہ جب وہ خود سرسبز و شاداب و سیراب ہے تو جو اس میں داخل ہوں گے
اُن کی شادابی و سیرابی کا کیا کہنا۔ اور روزہ داروں کے لیے اس دروازہ کو
مخصوص کر دینا ان کی امتیازی شان ظاہر کرنے کیلئے ہے کہ جتنے لوگ اس سے
داخل ہوں گے سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ روزہ رکھنے والے تھے اور اس وقت ۱۳
ان لوگوں کو حسرت ہوگی جو روزہ نہ رکھتے تھے کہ اگر ہم بھی روزہ رکھتے تو اس
امتیاز سے کامیاب ہوتے۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ جو شخص اس دروازہ
سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ جنت میں پہونچنے
کے بعد پھر کبھی پانی یا دودھ یا شراب نہ پئیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ انکو
پیاس کی تکلیف کبھی نہوگی اور اس کے بعد جو کچھ پئیں گے صرف لذت کے
لیے پئیں گے۔ پیاس بجھانے کے لیے نہ پئیں گے اور یہ جنت کی خاصیت
ہے کہ وہاں کی غذا وغیرہ کی لذت بھوک پیاس لگنے پر موقوف نہیں بلکہ بدون
بھوک پیاس لگے بھی وہاں کی نعمتوں کی طرف پوری رغبت اور استعمال کے
وقت پوری لذت محسوس ہوگی۔ دنیا میں بدون بھوک پیاس کے کھانے
پینے کی لذت اس لیے محسوس نہیں ہوتی کہ یہاں قوت ہاضمہ کمزور ہے
جنت میں مسلمان کی کوئی قوت کمزور نہوگی بلکہ اعلیٰ درجہ پر ہوگی۔

(حدیث نمبر ۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جہاد کیا کرو غنیمت حاصل کرو گے اور روزہ رکھا کرو تندرست ہوجاؤ گے اور (تجارت کے لیے) سفر کیا کرو مالدار ہوجاؤ گے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

ف جہاد سے مسلمانوں کو جسقدر ترقی اور عروج ہوا ہے زمانہ کی نظریں اسکو نہیں بھولیں مگر جہاد سے یہ مقصود نہیں ہے کہ لوگوں کو جبراً مسلمان بنایا جائے حاشا وکلا کیونکہ جبر سے جو لوگ مسلمان ہوں گے وہ منافق ہوں گے اور منافق کی اسلام میں ذرا بھی قدر نہیں بلکہ قرآن نے تو منافقوں کو کفار سے بھی بدتر کہا ہے پھر کون عاقل اس بات کو تسلیم کرے گا کہ قرآن نے منافقوں کی جماعت بڑھانے کے لیے جہاد کا حکم دیا ہے حالانکہ وہ منافقوں کو سب سے بدتر بھی بتلاتا ہے یا خدانخواستہ مسلمانوں نے دیدہ ودانستہ لوگوں پر جبر کرکے برائے نام مسلمان کیا اور منافقوں کی جماعت بڑھائی بلکہ جہاد کا مقصود یہ ہے کہ اسلامی تہذیب اور اسلامی عدل وانصاف تمام عالم میں پھیل جاوے خواہ اس طرح کہ لوگ خوشی سے مسلمان ہوجائیں یا اس طرح کہ لوگ حکومت اسلام کے تابع مطیع ہوکر اپنے بازاروں اور محکموں میں قانون اسلام کو جاری ہوجانے دیں اور کون نہیں جانتا کہ ہر مہذب اور متمدن قوم اس بات کی خواہشمند ہے کہ وحشی لوگوں کو مہذب ومتمدن بنایا جائے اور ظلم وجور کو دنیا سے مٹا کر عدل و انصاف ومساوات کو رواج دیا جائے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسلامی تہذیب وتمدن کی نظیر کسی مذہب میں نہیں مل سکتی اور کوئی قوم مسلمانوں کے سامنے تہذیب وتمدن کے میدان میں نہیں آسکتی۔ آج جتنی قومیں تہذیب وتمدن کی مدعی ہیں وہ اگر بے انصافی سے کام نہ لیں تو ضرور اس امر کا اعتراف کریں گے کہ انہوں نے یہ سبق اسلام ہی سے سیکھا ہے گو پورا سبق نہیں لیا 14

پس اگر اس مقصود کا نام اسلام نے جہاد رکھدیا تو دنیا کے عقلا اس سے گھبراتے کیوں ہیں اور اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کو کس لئے بدنام کیا جاتا ہے خصوصاً جبکہ اسلام نے جہاد کو مکمل قانون کی صورت میں ایسی قیود و شرائط کے ساتھ مقید و مشروط کر دیا ہے جن کی بنا پر نہ ہر وقت جہاد ہوسکتا ہے نہ ہر جگہ ہوسکتا ہے نہ ہر کس و ناکس کے کہنے سے ہوسکتا ہے۔

رہا یہ کہ اگر جہاد سے صرف تہذیب و تمدن اسلامی کا پھیلانا مقصود ہے پھر اس کے کیا معنے کہ جہاد کرو۔ تم کو غنیمت حاصل ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ وحشی قومیں اسلامی تمدن و تہذیب کو خوشی سے اپنے اندر رواج نہ دیں گی بلکہ برسر مقابلہ ہوں گی اور اس صورت میں مسلمانوں کو جہاد سے وہی مفاد ہوگا جو فاتح کو مفتوح سے ہوا کرتا ہے اور جو لوگ خوشی سے صلح و آشتی کے ساتھ
۱۵ اسلام کی رعایا بننا گوارا کریں گے (گو اپنے قدیم مذہب پر ہی قائم رہیں) ان سے بھی مسلمانوں کو بہت کچھ دنیوی مفاد حاصل ہوگا۔ کیونکہ وہاں مسلمانوں کی چھاؤنی رہے گی اس کا خرچ اُسی ملک کے ذمہ ہوگا اسلامی عدالتیں قائم ہوں گی۔ مسلمانوں کو اپنے ملک سے باہر دوسرے ممالک میں حکومت کے عہدے ملیں گے اور دوسرے ملک سے انکو تنخواہیں حاصل ہونگی یہ وہ دنیوی نفع ہے جو جہاد سے مسلمانوں کو حاصل ہوتا ہے اور آخرت کی لازوال دولت اس کے علاوہ ہے جس کے حصول کا بڑا ذریعہ محض جہاد ہی ہے۔

اور روزہ سے تندرستی کا حاصل ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے ہر شخص تجربہ کرکے دیکھ لے کہ جب اس کی طبیعت پر مرض کے آثار ظاہر ہوں دو تین دن روزہ رکھ لیا کرے انشاء اللہ مرض اس سے دور بھاگ جائے گا جو امراض معدہ کی خرابی سے ہوں۔ اور اکثر امراض ایسے ہی ہیں ان کا

بہترین علاج روزہ ہے۔

اس کے بعد حدیث میں سفر کی ترغیب دیگئی ہے کہ سفر کیا کرو مالدار ہو جاؤ گے۔ اس جملہ میں وہ لوگ غور کریں جو شریعت و علمار شریعت کو بدنام کرتے ہیں کہ یہ افلاس و فقر کا سبق پڑھاتے ہیں اور ترقی دنیوی سے روکتے ہیں وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کس طرح صیغۂ امر کے ساتھ سفر تجارت کا حکم فرمایا ہے تاکہ مسلمانوں کو استغنار حاصل ہو اور فقر و افلاس زائل ہو اور اس سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کے فقر و افلاس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے جہاد اور تجارت میں محنت و مشقت سے کام لینا چھوڑ دیا ہے عیش پرست اور کاہل و سست ہوگئے۔

صاحبو! شریعت یا علمار شریعت ترقی دنیوی سے ہرگز نہیں روکتے وہ تو صرف اس بات سے روکتے ہیں کہ تم مال کی محبت میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو خدا تعالیٰ کو راضی رکھکر پھر جتنی چاہو ترقی کرو۔ تم کو کون روکنے والا ہے قل من حرم زینة اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق ط قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصة ۱۶
یوم القیمة ط۔ مال کو ہاتھ میں رکھو دل میں نہ رکھو کہ دل تجلی حق کی منزل ہے وہاں غیر حق کے سوا کچھ نہ ہونا چاہئے مولانا فرماتے ہیں ؎

آب در کشتی ہلاک کشتی ست — آب گر در زیر کشتی پشتی ست

مال را گر بہر دین باشی حمول — نعم مالٌ صالحٌ گفتہ رسول ۱۲ مترجم

(۱۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے) ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے اسکو احمد نے اسناد حسن سے اور بیہقی نے روایت کیا ہے

(۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعہ بندہ (دوزخ کی) آگ سے بچ جاتا ہے اسکو بھی امام احمد نے اسناد حسن سے اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

---

۱ آپ فرما دیجئے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے ایجاد کی ہے اور طیبات رزق کو کس نے حرام کر دیا۔ آپ کہدیجئے یہ سب اس طور پر کہ قیامت میں بھی (کدورت سے) پاک رہیں صرف اہل ایمان ہی کے لئے ہیں ۱۲

سلسلۂ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا نواں وعظ

مسمّٰی بہ

اِخلاص حِصّہ اوّل

منتخب از وعظ ہفتم دعوت عبدیت حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ ماثورہ **امّا بعد** فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی نِیَّاتِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں پر نظر نہیں فرماتے لیکن۔ تمہاری نیتوں اور کاموں پر نظر فرماتے ہیں۔

اس حدیث کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) اِس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چیز کو بیان فرمادیا جس پر حق تعالےٰ کی نظر اور توجہ ہے گو اُس پر مخلوق کی توجہ اور نظر نہیں اور اس چیز کو بھی بیان فرمادیا جس پر حق تعالیٰ کی نظر اور توجہ نہیں گو اُس پر مخلوق کی نظر اور توجہ ہے۔ پس اِس حدیث میں ایک ایسے مرض کا علاج فرمایا ہے جس میں مخلوق مبتلا ہے۔ اور وہ مرض یہ ہے کہ مخلوق کی نظر ایسی چیز پر ہے جس پر حق تعالیٰ کی بالکل نظر نہیں اور جس چیز پر حق تعالیٰ کی نظر ہے مخلوق نے اُس سے نظر ہٹا رکھی ہے۔ صورت اور مال پر حق تعالیٰ نظر نہیں فرماتے مگر مخلوق

اسکو مقصود بنا رکھا ہے اور نیت وعمل پر حق تعالیٰ کی نظر ہے تو مخلوق نے اس سے نظر ہٹا
رکھی ہے اس لئے ضرور ہوا کہ اس غلطی پر متنبہ کیا جائے تاکہ علاج کیا جائے اور اسوقت
اس حدیث کے بیان کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس مرض میں عام طور سے
لوگ مبتلا ہیں اور حضور نے جو اپنے زمانہ میں یہ مضمون فرمایا حالانکہ وہ سراسر خیریت کا زمانہ
تھا تو یہ حضور نے آیندہ کے لحاظ سے فرمایا کیونکہ حضور تو قیامت تک کے لیے سب کے
حکیم ہیں جتنے واقعات قیامت تک ہونے والے ہیں حضور کے احکام سب کے متعلق ہیں۔
چنانچہ قیامت تک کوئی مرض [illegible] ۔کوئی کام۔کوئی کلام ایسا نہیں ہوگا جس کے
متعلق شریعت میں حکم موجود نہ ہو کیونکہ حضور کی شان تو یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ مجکو پہلے
اور پچھلے تمام لوگوں کا علم دیا گیا اور فرماتے ہیں کہ مجھکو میرے رب نے خوب ادب سکھلایا
اور خوب اچھی تعلیم دی اور یہاں سے شریعت کی گنجایش اور وسعت معلوم ہو گئی ہوگی کہ
شریعت اسلامی کے سوا کوئی قانون ایسا نہیں جس میں تمام واقعات کا جو قیامت تک
۲ ہونے والے ہیں سب کا حکم موجود ہو اور ہر ہر واقعہ کے احکام موجود ہونے کے یہ معنی نہیں کہ
ہر ہر واقعہ کا حکم جدا جدا بیان فرمایا ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے عام قاعدے بیان فرمادیے
جن سے تمام واقعات کے احکام نکل آتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے بدن گودنے
والی پر جو لعنت فرمائی تو ایک عورت نے دریافت کیا کہ قرآن میں یہ حکم ہے نہیں حضرت
عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ اگر تو قرآن پڑھتی تو اس میں یہ حکم پاتی کیا تو نے قرآن میں
نہیں پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا حکم کریں اسکو لو اور جس چیز سے منع فرمادیں
اس سے رک جاؤ۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدن گودنے والی پر لعنت فرمائی
پس یہ حکم بھی اللہ کی طرف سے ہوا اور عام قاعدے کے نیچے اس کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے
پس آجکل جو اخباروں میں لکھا جاتا ہے کہ ڈاڑھی رکھنے کا حکم قرآن میں نہیں ہے یہ مولویوں کی
گھڑت ہے۔یہاں سے اس کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ اگرچہ قرآن میں ظاہر طور پر نہیں
ہے۔لیکن حضور نے تو حکم فرمایا ہے۔اور حضور کا فرمایا ہوا اللہ تعالیٰ کا ہی فرمایا ہوا ہے
پس اس قاعدے سے ڈاڑھی رکھنے کا حکم بھی قرآن میں بیان ہو گیا اور یہاں سے ایک اور

[illegible]

ضروری بات بھی ثابت ہوئی وہ یہ کہ جب معلوم ہو گیا کہ حضور کا فرمایا ہوا گویا اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا ہے
تو جتنے احکام ہیں سب اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں خواہ حدیث میں ہوں یا فقہ میں اب ہم کو اپنی
حالت میں غور کرنا چاہیئے کہ ہمارا معاملہ حق تعالیٰ کے حکموں کے ساتھ کیسا ہے آیا ان کے حکموں کو
بے حیلہ و حجت مان لیتے ہیں یا ان میں حجتیں نکالتے ہیں سو ظاہر ہے کہ آجکل شریعت کے
حکموں میں مصلحتیں اور حکمتیں پوچھی جاتی ہیں۔ حالانکہ تجربہ سے ایک قاعدہ دیکھا جاتا ہے
کہ حکم کرنے والوں کے ساتھ ہمارا جداگانہ برتاؤ ہے۔ بعض حکم کرنے والوں کے ساتھ تو ہمارا
یہ برتاؤ ہے کہ ان کا حکم سنکر تو اسمیں حجت و حیلہ نکال سکتے ہیں اور بعض مرتبہ صاف انکار
بھی کر دیتے ہیں۔ اور بعض کا حکم سنکر ہم دم بخود اور چپ چاپ رہ جاتے ہیں اور سوائے
مان لینے کے کچھ چارہ نہیں ہوتا۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ اس فرق کی کیا وجہ کہ کسی حکم
کرنے والے کے ساتھ یہ برتاؤ اور کسی کے ساتھ دوسرا برتاؤ تو غور کرنے کے بعد اس فرق کی
وجہ یہ معلوم ہوئی کہ بعض حکم کرنے والوں کی تو دل میں عظمت اور قدر ہے اور بعض کی نہیں۔
جنکی ہمارے دل میں عزت اور قدر ہوتی ہے اوس کے حکم کے سامنے ہم سر جھکا دیتے ۴
ہیں اور چپ چاپ مان لیتے ہیں اور اسمیں کوئی شبہ نہیں پیدا ہوتا اور جس کی دل میں عزت
اور قدر نہیں ہوتی اس کی کچھ پروا نہیں کرتے نہ اس کے حکم کو مانتے ہیں۔ عزت و بڑائی وہ
چیز ہے کہ زبان پر مہر لگا دیتی ہے بلکہ زبان تو کیا دل میں بھی اس کے حکم کے متعلق شبہ تک
نہیں آتا بلکہ اگر دوسرا کچھ وسوسہ اور شبہ کرتا ہے تو اوسکو یوں دفع کر دیتے ہیں کہ میاں یہ
ایک بڑے شخص کا حکم ہے ضرور اسمیں کچھ مصلحت ہوگی ورنہ ایسا بڑا شخص اسبات کا حکم ہی
کیوں کرتا گو وہ مصلحت ہماری سمجھ میں نہ آوے مثلاً اگر ایک روپیہ کا اسٹام خرید کر ہم خط لفافہ
میں چھوڑ دیں اور اوسپر ڈاک کا ٹکٹ نہ لگا دیں تو وہ بیرنگ ہو جاویگا اور دو پیسہ کا لفافہ
بیرنگ نہیں ہوتا حالانکہ ان دونوں کی قیمت میں ساڑھے پندرہ آنے کا فرق ہے سو ظاہر یہ
بالکل عقل کے خلاف ہے مگر اس کے بارہ میں کبھی سوال تک نہیں کیا جاتا کہ اسکی وجہ کیا ہے
بلکہ بلا شبہ تسلیم کر لیتے ہیں اور روزمرہ اسپر عملدرآمد ہے کبھی کسی کی زبان پر تو کیا دل میں بھی
شبہ نہیں ہوتا اور سرکاری حکموں میں کبھی کوئی شک اور اعتراض نہیں کرتا اور اگر کوئی

استحکام کے متعلق شبہ بھی کسی کے سامنے ظاہر کرے تو اول اوس شخص کو پاگل اور احمق سمجھا
گے کہ کیا سوال کرتا ہے اور پھر جواب بھی دیں گے تو صرف اس قدر کہ قانون اسی طرح
اور اس جواب دینے والے کو اس قانون کی وجہ اور دلیل نہ بتلانے کی وجہ سے
یوں نہ کہیں گے کہ یہ جواب سے عاجز ہے۔ بلکہ ہر شخص سمجھے گا کہ جواب کافی ہو گیا تو اس
تسلیم کی وجہ سوائے عظمت اور وقار کے کیا ہے۔ چونکہ حاکموں کی دلوں میں عزت اور
قدر بیٹھی ہوئی ہے اس نے زبان بلکہ دل پر مہر لگا دی اور سوائے بجا اور درست کے اسکا
زبان پر نہیں آسکتا جب یہ قاعدہ ثابت ہو گیا تو اب میں سخت حیرت اور تعجب میں
ہوں کہ خدا کی شان دنیا کا ایک ادنیٰ حاکم جو فنا ہونیوالا اور عاجز ہے اور اپنا ہم جنس ہے
اس کے سامنے تو ایسے مجبور اور بے زبان بنجاتے ہیں اور جو کہ سب حاکموں کے
حاکم ہیں اور ہر طرح قدرت رکھتے ہیں اگر چاہیں تو ایکدم میں سب کو برباد و ہلاک کر دیں
اس کے حکم میں حجتیں نکالی جاتی ہیں حکمتیں پوچھی جاتی ہیں۔ افسوس ہزار افسوس کوئی
پوچھتا ہے کہ صاحب طاعون سے بھاگنا کیوں حرام ہے۔ کوئی پوچھتا ہے کہ صاحب ۴
غیر قوموں کے مشابہ لباس اور وضع رکھنا کس لیے منع ہے یہاں تک کہ روزہ نماز
حج زکوٰۃ۔ میراث سب حکموں میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں۔ خدا کی پناہ۔

شرع کے حکموں میں جو بیجا سوال کئے جاتے ہیں اس سے کیا ثابت نہیں ہوتا کہ
ان حکموں کی دل میں عزت اور قدر نہیں۔ اور ان سوال کرنے والوں سے زیادہ مجھے
جواب دینے والوں پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے یہ عادت اختیار کر لی ہے کہ جو شخص
جس حکم کی حکمت اور مصلحت پوچھتا ہے یہ اسکو کچھ نہ کچھ حکمت اور مصلحت بتلانا ضروری
سمجھتے ہیں اور اگر معلوم نہیں ہوتی تو گھڑ کر کچھ بتلاتے ہیں۔ یہ جواب نہیں دیا جاتا
کہ قانون الٰہی ہے جیسا کہ دنیا کے حاکموں کے حکم کی وجہ دریافت کرتے پر جواب
دیا جاتا ہے کہ سرکاری قانون ہے افسوس معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عزت
اور بڑائی کو دنیا کے حاکموں سے بھی کم سمجھ لیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کے
سوال کرنے والوں کے دلمیں خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدر نہیں چنانچہ ظاہر ہے

اسی طرح جواب دینے والوں کے دلمیں بھی نہیں ہے کیونکہ اگر ان کے دلمیں عظمت اور بڑائی ہوتی تو وہی جواب دیتے جو سلام کی مثال میں گذرا کہ بس چپ رہو قانون اسطرح ہے ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے اور جب دنیا کے حاکموں کے بہت سے حکموں کی مصلحتیں اور حکمتیں ہمکو معلوم نہیں اور نہ ان کے معلوم کرنے کی ہوس ہوتی ہے تو پھر اصلی حاکم یعنے حق تعالے کے حکموں کی مصلحتیں اور حکمتیں معلوم کرنے کی کوشش میں کیوں پڑتے ہیں اور جب ایک ادنی آدمی اپنے نوکروں کو اپنے خانگی معاملات کی حکمتیں نہیں بتلاتا تو حق تعالی کی تو بڑی شان ہے وہ اپنی مخلوق کو جو کہ ان کی غلام ہے مصلحتیں اور حکمتیں کیوں بتادیں۔ خلاصہ یہ کہ جب کوئی تم سے پوچھے کہ فلاں حکم کی کیا وجہ ہے بے تکلف کہدو کہ ہم نہیں جانتے کیا وجہ ہے بس خدا تعالی کا حکم ہے جیساکہ فرشتوں نے عرض کیا تھا کہ آپ پاک ذات ہیں ہمکو کچھ علم نہیں مگر وہ جو آپ نے ہم کو سکھا دیا بیشک آپ ہی باخبر اور حکمت والے ہیں یہی طریقہ ہم کو اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہمارا ناقص علم فرشتوں کے علم سے تو زیادہ نہیں جب انہوں نے مصلحت اور حکمت کے علم کو خدا تعالی پر چھوڑ دیا اور ۵
صرف تسلیم کرنے سے کام لیا اور اپنی رائے کو دخل نہیں دیا تو ہم کون ہیں جو خدا تعالے کے حکموں میں دخل دیں بس یہ جواب کافی ہے دیکھئے حضرات صحابہ کیسے کامل تھے مگر کافروں کے ساتھ بحث اور مناظرہ میں جو بات معلوم نہوتی صاف فرمادیتے کہ ہم نہیں جانتے ہم اپنے پیغمبر سے پوچھکر بتادیں گے حاصل یہ کہ حکمتوں کی تلاش کرنا دلیل اسکی ہے کہ حق تعالی کی عزت اور بڑائی دل میں نہیں اور اگر دل میں حق تعالے کی بڑائی ہوتی تو حکمتوں کی تلاش تو کیا اس کا وسوسہ تک بھی نہ گذرتا چنانچہ جن کے دلمیں حق تعالی کی بڑائی ہوتی ہے ان کے دلمیں ہرگز ایسا وسوسہ نہیں آتا جسپر عمل کرنے کے لیئے تیار ہوجاویں کہ ادہر آیا ادھر نکل گیا اور دل میں جما نہیں البتہ ایسا وسوسہ آجاتا جو صرف خیال ہی کے درجہ میں ہو عظمت کے خلاف نہیں بلکہ وہ تو ایمان کامل ہونے کی علامت ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو ایسے وسوسے آجاتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ

ہم کو ایسے خیالات آتے ہیں کہ اگر ہم جلکر سیاہ ہو جائیں تب بھی ان کو زبان پر نہ لادیں حضور نے فرمایا کہ کیا تم ایسے وسوسے اپنے دلوں میں پاتے ہو یہ تو صاف ایمان ہے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کے مکر کو وسوسے کی طرف پھیر دیا عمل اور عقیدہ تک اسکو دخل نہیں ہوا۔ صوفیوں کو بھی بعض مرتبہ ایسے وسوسے آتے ہیں کہ اپنے کو مار ڈالنا اوسوقت آسان معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ جو انہیں جاہل ہیں وہ اپنے کو مار بھی ڈالتے ہیں اور جو واقفکار اور سمجھدار ہیں وہ صبر کرتے ہیں اور وسوسہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ جب صوفی اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے تو شیطان کو بڑا رنج ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکو نقصان پہونچاؤں اول تو وہ نماز روزہ فرضوں اور واجبوں کے چھوڑانے کی کوشش میں لگتا ہے کیونکہ یہ دین کا نقصان ہے اور جب جانتا ہے کہ اس میں مجھکو کامیابی نہوگی اسوقت جسمانی تکلیفوں اور پریشانیوں کو غنیمت سمجھکر اس کے دلمیں بُرے بُرے وسوسے ڈالتا ہے۔ صوفی اس سے پریشان ہوتا ہے اور رنج کرتا ہے کہ افسوس میرے تو ایمان ہی میں نقصان ہے کہ مجھکو ایسے وسوسے آتے ہیں حالانکہ ان وسوسوں کا آنا اسکو کچھ نقصان نہیں دیتا ہاں پریشانی کا سبب ضرور ہے اور وہ بھی اسوجہ سے کہ صوفی غلطی سے یوں سمجھتا ہے کہ یہ وسوسے میرے دل سے پیدا ہوتے ہیں تو اسکی بہت بُری حالت ہے حالانکہ یہ غلط ہے اس کے دل سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ شیطان باہر سے لاکر دلمیں پھونکدیتا ہے تو دل تو صرف وسوسہ کے گذرنے کی جگہ ہے پیدا ہونے کی جگہ نہیں۔ اس راز کے سمجھنے کے بعد خدا نے چاہا تو کچھ پریشانی نہوگی بلکہ وسوسہ ہی کی جڑ کٹ جائے گی کیونکہ شیطان وسوسہ پریشان کرنے کے لیئے ڈالتا ہے جب وہ پریشان ہی نہوگا تو وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا اور ایک علاج اس کا یہ ہے کہ جب وسوسہ آوے تو اعوذ باللہ پڑھے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ شیطان کا کام ہے اور اعوذ باللہ کہنے سے شیطان دفع ہوتا ہے۔ بلکہ خدا کا ذکر جو بھی ہو اس سے شیطان دفع ہوتا ہے کیونکہ اول تو یہ خاصیت ذکر ہی کی ہے دوسرے یہ بات بھی ہے کہ جب ذکر کی طرف

وسوسہ کا بیان اور اس کا علاج ۴

خوب متوجہ ہو گیا تو وسوسہ کی طرف توجہ نہ رہے گی کیونکہ دو طرف پوری توجہ نہیں ہوتی اور فرض
کیجئے کہ اگر اسپر بھی وسوسے آویں اور دفع نہوں اور بلا اختیار پریشانی ہو تو بھی نفس محبت
و شفقت سے جو ترقی کا سبب ہے تب بھی نفع ہی ہوا اس لئے رنج نہ کرنے اور جو شخص
اس فکر میں لگا رہے کہ وسوسے دفع ہوں اور عبادت اور ذکر میں مزہ آوے جیسا کہ
آجکل اکثر صوفیوں کا حال ہے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ شخص اپنے مزے کے لیے ذکر کرتا ہے
خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لیے نہیں کرتا اور ایک علاج وسوسہ کا خدا کا ذکر ہے
اور اسمیں کسی خاص ذکر کی قید نہیں ہر ذکر کی یہی خاصیت ہے جیسا اوپر بھی بیان ہوا
سو جب وسوسے آئیں خدا کا ذکر شروع کر دے حدیث میں ہے کہ جب مومن اللہ کا
ذکر کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب خدا سے غافل ہوتا ہے تو وسوسے
ڈالتا ہے اور وسوسہ آنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے
بندہ کا امتحان ہے کہ اسکی عبادت صرف نفس کے مزے کے لیے تھی یا کہ اس
بے لطفی میں بھی عبادت کرتا ہے اور یہ کہ وسوسہ کیوقت کس طرف متوجہ ہوتا
ہے اور ہماری طرف وسوسہ بعض کی تو یہ حالت ہے کہ جب شیطان ڈالتا ہے
تو اس سے بحث کرنے میں لگ جاتے ہیں تو ایسا شخص خدا کا پہچاننے والا نہیں ورنہ
اسطرف ہرگز متوجہ نہوتا جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت نقل فرمائی ہے

کہ ایک صوفی کسی سے لڑ جھگڑ رہے تھے اِس طرف سے حضرت بہلول کا
گذر ہوا آپ نے صوفی کو لڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اگر یہ ربانی دعوت
کرنے والا اپنے دوست کو پہچان لیتا تو دشمن کی لڑائی میں مشغول ہوتا

پس اُن وسوسوں میں مشغول نہو اور نہ اُن سے پریشان ہو اور کام میں لگا رہے آجکل
یہی صوفیوں کو خبط ہو گیا ہے کہ مزے کو طلب کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ ذکر میں
کوئی وسوسہ نہ آوے اور مزہ آوے صحیح طلبگار کی ہرگز یہ شان نہیں سچا وہ ہی کہ
مزہ آوے یا نہ آوے تکلیف ہو یا آرام ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی
کا طلبگار ہو اور مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر کیفیتیں جاتی رہیں تو کہدو جاؤ کچھ حرج نہیں

اے پاک ذات تو وہ کہ تیرے مثل کوئی پاک نہیں ہے۔ یعنی تیری رضا مندی مقصود ہے وہ ہاتھ سے نہ جانی چاہیئے پس اصل مقصود کیفیت اور مزے کو نہ بنانا چاہیئے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو اصل مقصود بناوے عاشق کی تو یہ شان ہونی چاہیئے کہ اگر محبوب نہ دو کرے تو ان کی مہربانی سمجھے اور اگر مار ڈالے تو فدا ہو جاوے۔ غرض یہ کہ محبوب جو کچھ بھی کرے عاشق اوسکی رضا پر راضی ہو جس حالت پر اللہ تعالیٰ صوفی کو رکھیں اوسپر راضی رہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہیں اور بعضوں کی اصلاح کا یہی طریقہ ہے کہ اُن کو ہمیشہ پریشانی اور رنج میں مبتلا رکھیں پس اسکو تو ہر حال میں محبوب کی خوشی کے موافق رہنا چاہیئے دیکھئے کہ اگر کوئی محبوب عاشق سے کہے کہ اگر تم ہماری خوشی چاہتے ہو تو باہر دروازہ پر بیٹھے رہا کرو اور ہمکو مت دیکھا کرو۔ جناب اگر سچا عاشق ہے تو دل وجان سے حکم بجا لاوے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ایسے وسوسوں سے پریشان نہ ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے خلاف نہیں ہے بلکہ
۸ یہ شخص خدا تعالیٰ کے خاص لوگوں میں سے ہے اور واقع میں یہ وسوسے بھی دل کے اندر نہیں ہوتے گو ظاہر میں ایسا ہی وہم ہوتا ہے مگر حقیقت میں دل کے باہر ہوتے ہیں جیسا کہ آئینہ کے باہر مکھی بیٹھ جائے تو دیکھنے والے کو تو یہ معلوم ہوگا کہ یہ مکھی آئینہ کے اندر بیٹھی ہے حالانکہ وہ باہر ہے اسیطرح وسوسے دل کے باہر ہیں دل کے اندر جہاں خدا کی یاد ہو اُنکی گنجایش نہیں ہے ایسے مسلمانوں کا دل خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہے وہاں وسوسوں کا گذر نہیں اور وہ جو دل کے اندر اسکو معلوم ہوتا ہے وہ وسوسوں کا عکس ہے جیسا کہ آئینہ کے اندر مکھی کا عکس ہوتا ہے ایک بزرگ اس کے علاج میں فرماتے ہیں کہ جب وسوسے آویں تو خوب خوش ہونا چاہیئے کیونکہ یہ علامت ہے ایمان کی جیسا کہ حدیث میں ہے ذاک صریح الایمان۔ یہ تو صاف ایمان ہے۔ چور گھر میں جب آتا ہے جب کہ گھر میں مال بھی ہو اسوجہ سے وسوسے نیکوں کو ہی آتے ہیں اور جو گناہوں میں مبتلا ہیں اونکو کبھی وسوسہ نہیں آتا اور مصلحت اس خوش ہونے میں یہ ہے کہ اس سے وسوسہ آنا بند ہو جائے گا۔

(باقی آئندہ)

روح پانزدہم علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا (یعنی زکوٰۃ دیکر بے فکر اور بے رحم نہ ہو جائے کہ اب میرے ذمہ کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں رہی زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر ان میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے باقی ضرورت کا درجہ اسکی تحقیق علماء سے ہو سکتی ہے اسکی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث سے لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جاویگی **اجمالی دلیل** (حدیث ۱) حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں پھر (اسکی تائید میں) آپ نے یہ آیت پڑھی لیس البر ان تولوا الآیہ (تائید اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ یہ موقعے مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں) (ترمذی ابن ماجہ دارمی) **ف** یہ دعویٰ آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا حاشیہ میں طیبی مرقاۃ سے اسکی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے۔ برتنے کی چیز مانگی دینے سے انکار نہ کرے پانی نمک آگ وغیرہ خفیف چیزیں دینے سے بند نہ کرے آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہوگی **تفصیلی دلیلیں (آیات)** (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں (سیقول قریب نصف) (۳) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اخلاص کی ساتھ) الخ (سیقول قریب ختم) (۴) تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے۔ یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے اور جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں (لن تنالوا شروع) (۵) وہ (جنت) تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں (لن تنالوا بعد ربع) (۶) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اسبات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انکو جنت ملیگی (یعتذرون ربع اول) (۷) اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان (اللہ کی راہ میں) انکو طے کرنے پڑے یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (یعتذرون ربع اول) (۸) اور قرابت دار کو اسکا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (سبحن الذی ربع اول) (۹) اور جو چیز تم خرچ کروگے سو وہ اس کا عوض دیگا (ومن یقنت بعد نصف) (۱۰) اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (تبارک الذی سورہ دہر) **ف**: اور بھی بہت آیتیں ہیں جنمیں زکوٰۃ کی قید نہیں دوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا مضمون مذکور ہے آگے احادیث ہیں (حدیث ۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے تو (نیک کام میں) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا (بخاری ومسلم) (۱۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص (حب مال) سے بچو اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا (مسلم) (۱۳) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے (ابوداؤد) (۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو کیونکہ بلاء اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی (بلکہ رک جاتی ہے) (رزین) ف ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہے (۱۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اسکو بڑھاتا ہے جیسا تم میں کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (بخاری ومسلم) (۱۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے
۶۲ دیتا (خواہ آمدنی بڑھ جاوے یا برکت بڑھ جاوے خواہ ثواب بڑھتا رہے) (مسلم) (۱۷) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا گو اتنی ہی کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو (مسلم) (۱۸) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے ذمہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کرکے) اپنے بھی کام میں لاوے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر (معذوری کی وجہ سے) یہ بھی نہ کر سکے یا (اتفاق سے) ایسا نہ کرے آپؐ نے فرمایا تو کسی پریشان حاجتمند کی مدد کر دے (یہ بھی صدقہ ہے) لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپؐ نے فرمایا کسی کو کوئی نیک بات بتلا دے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپؐ نے فرمایا کسی کو شر نہ پہونچاوے یہ بھی اسکے لئے صدقہ ہے (بخاری ومسلم) ف ان سب کو صدقہ اس وجہ سے فرمایا جیسا صدقہ سے خلق کو نفع پہونچتا ہے ان کاموں سے بھی نفع پہونچتا ہے ورنہ صدقہ کے اصلی معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں اور نقصان نہ پہونچانے کو نفع پہونچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے (۱۹ و ۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ (لازم) ہے دو شخصوں کے درمیان انصاف

؎ قاسں ۱۲

کر دے یہ بھی صدقہ ہے کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں یا اُس کا اسباب لادنے میں مدد کر دے یہ بھی صدقہ
ہے کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہو جاوے) یہ بھی صدقہ ہے جو قدم نماز کی طرف اُٹھاوے
وہ بھی صدقہ ہے۔ کوئی تکلیف کی چیز راستہ سے ہٹا دے یہ بھی صدقہ ہے (بخاری و مسلم) ف
مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اسکی شرح آتی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے اندر تین سو ساٹھ
جوڑ ہیں جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کر لیں اوس نے اپنے کو دوزخ سے بچا لیا (۲۲) حضرت
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی
اونٹنی دودھ والی کسیکو مانگی دیدیجاوے اور (اسی طرح) بکری دودھ والی کسی کو مانگی دیدیجاوے
(اس طرح کہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے جب دودھ نہ رہے لوٹا دے) جو ایک برتن صبح کو بھر دے
ایک برتن شام کو بھر دے (بخاری و مسلم) (۲۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگا دے یا کوئی کھیتی بو دے پھر اس سے کوئی انسان
یا پرندہ یا چرندہ جانور کھا لے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوگا (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں
حضرت جابرؓ سے ہے کہ جو اس میں سے چوری ہو جاوے وہ بھی اسکے لئے صدقہ ہے ف حالانکہ مالک نے چور کو
نفع پہونچانیکا ارادہ نہیں کیا پھر بھی صدقہ کا ثواب ملتا یہ کتنی بڑی رحمت ہے (۲۴) حضرت ابو ہریرہؓ ۹۳
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اسپر بخشش ہو گئی کہ اسکا
ایک کتے پر گذر ہوا جو ایک کنوئیں کے کنارہ زبان نکالے ہوئے تھا۔ پیاس سے ہلاک ہونے کو
تھا اس عورت نے اپنا چرمہ کا موزہ نکالا اور اسکو اپنی اوڑھنی میں باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا
(اور اسکو پلایا) اس سے اسکی بخشش ہو گئی عرض کیا گیا کہ کیا ہم کو جانوروں (کی خدمت کرنے) میں
بھی ثواب ملتا ہے آپ نے فرمایا جتنے تر کلیجہ والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) اُن سب میں ثواب ہے
(بخاری و مسلم) ف مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ بچھو ان کا حکم بخاری و مسلم کی دوسری حدیثوں میں
آیا ہے کہ انکو قتل کر دو (باب المحرم یجتنب الصید) (۲۵) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو
خواہ اوس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) تم جنت میں سلامتی کیساتھ داخل ہو جاؤ گے (ترمذی ابن ماجہ) (۲۶) حضرت
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو بھائی (مسلمان) کا سامنا (یعنی ملاقات) ہو تو مسکرا دے
مسکرانا (جس کو وہ سمجھے کہ مجھ سے ملکر اسکو خوشی ہوئی ہے) یہ بھی صدقہ ہے اور کسیکو اچھی بات کا حکم کر دینا اور بری بات سے منع
کر دینا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ بھول جانے کے مقام میں کسیکو راستہ بتلا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی کی بینائی خراب ہو

اُسکی مدد کر دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کوئی پتھر کانٹا ہڈی رستہ سے ہٹا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے
اپنے بھائی کے ڈول میں (پانی) انڈیل دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے (ترمذی) (۲۶) حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے
کہ انہوں نے عرض کیا کہ ام سعد (یعنی میری والدہ) مرگئیں سو کونسا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے (جس کا ثواب انکو بخشوں) آپ نے فرمایا
پانی انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور یہ کہدیا کہ یہ (یعنی اسکا ثواب) ام سعد کیلئے ہے (ابوداؤد و نسائی) (۲۷) حضرت ابو سعیدؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو اُسکے ننگے ہونے (یعنی کپڑا نہ ہونے) کی حالت
میں کپڑا دے اللہ تعالیٰ اُسکو جنت کے سبز کپڑے دیگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو اُسکی بھوکے ہونے (یعنی کھانا نہ ہونے) کی
حالت میں کھانا دے اللہ تعالیٰ اُسکو جنت کے پھل دیگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلاوے اُسکو
(جنت کی) مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب پلا دیگا (ابوداؤد و ترمذی) (۲۸) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جنکا ثواب بندہ کو مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور وہ قبر میں پڑا ہوتا ہے
جس نے علم دین سکھلایا یا کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھودا یا کوئی درخت لگایا یا کوئی مسجد بنائی یا کوئی قرآن
چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اسکے لئے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے (ترغیب از بزار و ابو نعیم) اور ابن ماجہ نے بجائے درخت
لگانے اور کنواں کھودنے کے صدقہ کا اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدد کی اور رفاہ عام کے کاموں کی بھی
فضیلت ثابت ہوئی (۲۹) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا میں نے عرض کیا ۲۴
یا رسول اللہ فلانے کو بھی دیدیجئے (حدیث کے اخیر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا
ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (مگر) اس اندیشہ سے (دیتا ہوں) کہ اسکو اگر نہ دوں تو وہ اسلام پر قائم
نہ رہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ میں اوندھے منہ ڈالدے (کیونکہ بعضے نومسلم اول میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف
کی سہار نہیں کر سکتے ان کے اسلام سے پھر جانے کا شبہ رہتا ہے تو ان کو آرام دینا ضروری ہے) (بخاری و مسلم) ف اس
حدیث سے نومسلموں کی امداد کرنے کی اور انکو آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوئی (۳۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھکو سچا دین دیکر بھیجا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس
شخص کو عذاب نہ دیگا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کیساتھ بات کی اور اُسکی یتیمی اور بیچارگی پر ترس کھایا
(ترغیب از طبرانی) ف اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ دس آیتیں اور تیس
حدیثیں ہیں جو مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں بجز دو تین کے انمیں دوسری کتاب کا نام لکھدیا ہے ان سے بہت موقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے
معلوم ہوئے اور ایسے ہی اور بہت کام ہیں جو سب کے سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں آیت ایک دوسرے کی مدد کیا کرو نیکی اور
تقویٰ کے کاموں میں (مائدہ) حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ
پیارا وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچاوے (ترغیب عن الاصبہانی) اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ اشرف علی

گفت میدانم سبب این نیش را   مے شناسم من گناہ خویش را

یعنی اونہوں نے فرمایا کہ میں اس زخم کے سبب کو جانتا ہوں اور میں اپنے گناہ کو پہچانتا ہوں

من شکستم حرمتِ ایمان او   پس یمینم برد دادستانِ او

یعنی میں نے اوس کے عہد کی حرمت توڑی تو اوسکی عدالت میرا دہنا ہاتھ لے گئی

من شکستم عہد و دانستم بدست   تا رسید آن شومی جرأت بدست

یعنی میں نے عہد شکنی کی اور میں جانتا تھا کہ برا ہے یہاں تک کہ اوسکی نحوست ہاتھ پر پہونچی
یعنی میں سب جانتا ہوں کہ یہ کیوں ہوا اور اگر معلوم نہ بھی ہو تب بھی تو یہ بات ہے کہ

دستِ ما و پائے ما و مغز و پوست   باد اے والی فدائے حکمِ دوست ۱۴۳

یعنی ہمارا ہاتھ اور پاؤں اور مغز اور پوست اے حاکم اوس دوست کے حکم پر فدا ہے۔

قسمِ من بود این ترا کردم حلال   تو ندانستی ترا نبود وبال

یعنی یہ میری قسمت میں تھا میں نے تجھے معاف کیا اور تو تو جانتا ہی نہ تھا
تو تجھ پر کوئی وبال نہ ہوگا۔

وانکہ او دانست او فرمانرواست   با خدا سامانِ پیچیدن کراست

یعنی اور وہ کہ جانتا ہے کہ وہ حاکم ہے تجھ جیسا خدا کے ساتھ ایچ پیچ کرنے کا سامان کس کے
پاس ہے مطلب یہ کہ جب حکم خدا ہے اور پھر میری خطا ہے تو مجھے اسپر راضی
رہنا چاہیئے اور تمہاری کوئی خطا نہیں ہے سب معاف کیا اہل اللہ کو جب کوئی
مصیبت پیش آتی ہے تو اگر اوس سے مقصود تنبیہ ہوتا ہے تو حق تعالے اونکو

اوس سے فوراً متنبہ کر دیتا ہے اسی طرح انکو بھی فوراً تنبیہ ہو گئی لہذا اوس کو توال سے کسی قسم کی کدورت اون کے دلمیں پیدا نہیں ہوئی اب آگے مولانا فرماتے ہیں کہ

اے بسا مرغ ز معدہ و ز مغص برکنار بام محبوس قفص

یعنی بہت سے جانور ہیں کہ معدہ اور پیٹ کی جلن کیوجہ سے بام پر ہوتے ہیں اور محبوس قفس ہوتے ہیں۔ خلاصہ اس کا اور چند اشعار بالا کا یہ ہے کہ اکثر حرص و شہوت کی چیزیں انسان کو خراب کرتی ہیں اور اس سے بہت مصیبت میں پہنچتے ہیں تو دیکھو ایک جانور اچھا خاصہ کوٹھے پر بیٹھا ہوتا ہے مگر جال میں آکر پہنستا ہے یہ صرف اس شکم پیچ پیچ کی بدولت ہے

شرح حبیبی

۱۶۴

اے بسا مرغ ز معدہ و ز مغص	برکنار بام محبوس قفص
اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو	کہ بریدہ حلق او ہم حلق او
اے بسا ماہی درآب دور دست	گشتہ از حرص گلو ماخوذ شست
اے بسا مستور در پردہ بُن	شومیٔ فرج و گلو رسواشدہ
اے بسا قاضی حبر نیکخو	از گلوئے رشوتے اوزرد رو

اے بسا حاجی بحج رفتہ لعشق — وقت باز آمد شدہ او یار فسق
بلکہ در ہاروت و ماروت این شراب — از عروج چرخ شان شد سد باب
بایزید از بہر این کرد احتراز — دید در خود کاہلی اندر نماز
از سبب اندیشہ کرد آن ذو لباب — دید علت خوردن بسیار آب
گفت تا سالے نخواہم خورد آب — آنچنان کرد و خدایش داد تاب
این کمینہ جہد او بہر دین — گشت او سلطان و قطب العارفین

۱۷۵

یادرکھو کہ یہ جو کچھ مصیبت اوس فقیر پر پڑی وہ سب پیٹ کی بدولت تھی اب تم سمجھ لو کہ پیٹ کیسی بڑی بلا ہے اور اوسکی کس قدر حفاظت کی ضرورت ہے دیکھو بہت سے جانور معدہ اور منقوں کے ہیچ کی بدولت پنجرہ میں بند ہوکر کوٹھے پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت جانوروں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ دانہ تلاش کرتے ہیں اور اون کا حلق اون کا گلا کٹوا دیتا ہے بہت کی مچھلیاں جو بہت گہرے پانی میں محفوظ ہوتی ہیں حلق ہی کی حرص کے سبب کانٹے میں پھنستی ہیں بہت سی پردہ نشین عورتیں شرمگاہ اور حلق کی بدولت بدنام ہوجاتی ہیں بہت سے قاضی جو عالم متبحر اور نیک خصلت ہوتے ہیں رشوت خوار حلق کی بدولت شرمندگی اوٹھاتے ہیں بہت سے حاجی جو بڑے شوق سے حج کرتے ہیں لوٹ کر حلق ہی کی بدولت فاسق ہوجاتے ہیں بلکہ ہاروت وماروت کے معاملہ میں یہہ شراب ہی جس کا تعلق حلق سے ہے اون کے لیے آسمان پر جانے سے مانع ہوئی تھی (کما ہو المشہور) جب اسکی یہ مضرتیں ہیں تو ضرور وہ حفاظت کا مستحق ہے چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے اس سے

احتراز کیا تھا جس کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ نماز میں آج مجھے کاہلی ہوتی ہے اونہوں نے اس کے سبب پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ پانی زیادہ پی لیا تھا یہ معلوم کر کے اونہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ایک سال تک پانی نہ پیوں گا۔ چنانچہ اونہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور خدا نے اون کو ایسا کرنے کی طاقت دیدی یہ تو دین کے لیے ان کی ایک ادنی کوشش تھی یہ ہی وجہ ہے کہ وہ سلطان العارفین اور قطب العارفین بن گئے۔

شرح شبیری

ای بسا مرغ پرندہ دانہ جو کہ بریدہ حلق او ہم حلق او ۱۷۶

یعنی بہت جانور ہیں جو کہ دانہ کے متلاشی ہوتے ہیں کہ اون کا حلق خود اون کے حلق کو کٹوا دیتا ہے یعنی حلق سے کہائے گئے تھے اور جال میں پھنس کر خود اپنا حلق کٹوا دیتے ہیں۔

ای بسا ماہی در آب دور دست گشتہ از حرص گلو ماخوذ شست

یعنی بہت سی مچھلیاں بڑے عمیق پانی میں ہوتی ہیں کہ حرص گلو کی وجہ سے وہ خود شست میں ہو جاتی ہیں۔

ای بسا مستور در پردہ بدہ شومی فرج و گلو رسوا شدہ

یعنی بہت سی مستورات ہیں جو کہ پردہ میں ہوتی ہیں اور فرج و گلو کی نحوست کی وجہ سے رسوا ہوتی ہیں۔

اے بسا قاضی حبر نیکخو	از گلوے رشوتے او زرد رو

یعنی بہت سے قاضی عالم نیکخو اور رشوت (کہانے والے) گلو کی وجہ سے زرد رو ہوتے ہیں

اے بسا حاجی بحج رفتہ بعشق	وقت باز آمد شدہ او یار فسق

یعنی بہت سے حاجی ہیں جو کہ بڑی محبت و آرزو سے حج کو گئے ہوتے ہیں اور واپسی کے وقت فسق کے یار ہو جاتے ہیں۔

بلکہ در ہاروت و ماروت این شراب	از عروج چرخ شان شد سدِ باب

یعنی بلکہ ہاروت و ماروت میں یہ شراب عروج چرخ سے اون کے لئے مانع ہو گئی مولانا اس قصہ کو ہمیشہ اور ہر جگہ بنا بر علی المشہور لکھتے ہیں جب اونہوں نے شراب پی جیسا کہ مشہور ہے تو دیکھو اسی وجہ سے وہ گمراہ ہوئے۔ اور اس حرص و شہوت میں مبتلا ہو کر عروج ١٧٧
آسمانی سے رہ گئے۔

بایزید از بہر این کرد احتراز	دید در خود کاہلی اندر نماز

یعنی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے احتراز کیا ہے کہ اونہوں نے اپنے اندر نماز میں کاہلی دیکھی۔

از سبب اندیشہ کرد آن ذو لباب	دید علت خوردن بسیار آب

یعنی اون ذی عقل نے سبب میں کا سوچا تو اس کا سبب پانی زیادہ پینا دیکھا۔

گفت تا سالے نخواہم خورد آب	آنچنان کرد و خداش داد تاب

یعنی اونہوں نے فرمایا کہ ایک سال تک میں پانی نہ پیونگا تو اونہوں نے ویسا ہی کیا اور خدا نے اون کو

تحمل عطا فرمایا۔

این کمینہ جہد او بہر دین | گشت او سلطان و قطب العارفین

یعنی دین کے لیے اونکا یہ اونے مجاہدہ تھا (ورنہ) وہ تو سلطان العارفین اور قطب العارفین ہوئے ہیں (تو اونہوں نے اس سے کہیں زیادہ مجاہدات کئے ہیں) آگے پھر اوس زاہد کوہی کے قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں کہ

شرح حبیبی

۱۷۸ چوں بریدہ شد برائے حلق دست | مرد زاہد را در شکوے بہ بست

انچنین باشد چو یکدر بستہ شد | صد در دیگر برو بشکستہ شد

شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق | کرد معروفش بدین آفات حلق

در عریش او را یکے زایر بیافت | کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

گفت او را اے عدوئے جان خویش | در عریشم آمدی سر کردہ پیش

ہیں چرا کردی شتاب اندر سباق | گفت از افراط مہر و اشتیاق

پس تبسم کرد و گفت اکنون بیا
لیک مخفی دار این را اے کیا

تا نمیرم من مگو این با کسے
نے قرینے نے حبیبے نے خسے

بعد ازان قوم دگر از روزنش
مطلع گشتند بر بافیدنش

گفت حکمت را تو دانی کردگار
من کنم پنہان تو کردی آشکار

آمد الہامش کہ یکچندے بدند
کہ درین غم بر تو منکر مے شدند

کہ مگر سالوس بود او در طریق
کہ خدا رسواش کرد اندر فریق ۱۷۹

من نخواہم کان رمہ کافر شوند
وز ضلالت در گمان بد روند

این کرامت را بکردیم آشکار
کہ دہیمت دست اندر وقت کار

تا کہ این بیچارگان بدگمان
رو نگردند از جناب آسمان

من ترا بے این کرامتہا ز پیش
خود تسلی دادہ ام از ذات خویش

این کرامت بہر ایشان دادمت
وین چراغ از بہر این بنہادمت

تو از آن بگذشتہ گز مرگ تن	ترسی از تفریق اجزا بدن
وہم تفریق از سر و پایے تو رفت	دفع وہم اسپر شد نیک رفت

یہاں سے پھر قصہ کی طرف عود فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب سلق کی خاطر اون کا
ہاتھ کاٹا گیا تو اونہوں نے کوئی شکایت کسی قسم کی نہیں کی بلکہ صبر کیا۔ جیسا کہ اوپر
معلوم ہوچکا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے اور عقلا ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ ہاتھ
بعض اغراض کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ تھا اور حق سبحانہ کا قاعدہ ہے کہ جب وہ
ایک دروازے اور ذریعہ کو مسدود کرتا ہے تو اور بہت سے دروازے پھوڑ دیتا ہے
اور دیگر ذرائع پیدا کردیتا ہے چنانچہ اوس نے اون کے لئے بھی ایسا ہی کیا جسکی تفصیل
۱۸۰ حسب ذیل ہے اوس روز سے اون کا نام شیخ اقطع ہوگیا۔ اور اس بیہودہ نام کے ساتھ
اون کو حسلق کی خرابیوں نے مشہور کیا۔ چنانچہ تم کو معلوم ہی ہوچکا ہے اتفاقاً کوئی
شخص اون کی زیارت کو آیا اوسنے جھونپڑی کے اندر داخل ہو کر دیکھا کہ وہ دونوں ہاتھوں
سے زنبیل بن رہے تھے۔ اسپر اونہوں نے اوسکو ڈانٹا اور کہا کہ او اپنی جان کے دشمن
تو یوں ہی منہ اوٹھائے ہوئے میرے جھونپڑے کے اندر چلا آیا۔ اطلاع بھی نہ کی۔ بتا تو
گھسنے میں اتنی عجلت کیوں کی اوسنے عرض کیا فرط محبت و اشتیاق نے مجھے اتنی مہلت
نہ دی اس جواب سے اون کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور ہنسکر فرمایا کہ اچھا آجاؤ لیکن اس راز کو
مخفی رکھنا اور جب تک میں مر نہ جاؤں اوس وقت تک کسی سے نہ کہنا خواہ کوئی
ہم نشین ہو یا محبوب یا کوئی معمولی آدمی۔ یہ واقعہ تو ختم ہوا اس کے بعد کچھ اور لوگ سوراخ
کے ذریعہ سے اون کے دونوں ہاتھوں سے بننے پر مطلع ہوگئے۔ اب یہ بہت
پریشان ہوئے اور حق سبحانہ سے عرض کیا کہ اے اللہ میں تو اسکو چھپانا چاہتا ہوں
اور آپنے ظاہر کردیا اسکی مصلحت کو آپ جانتے ہیں اسپر اونکو الہام ہوا کہ مصلحت

(باقی آئندہ)

من عشق فعف	اور (عشق کو) پوشیدہ رکھے (تاکہ معشوق
فکتم فصبر فمات	بدنام نہ ہو) اور (فراق پر) صبر کرے پھر
فهو شهيد	مرجاوے وہ شہید ہوتا ہے
قوله دین عجائز	قول صاحب مثنوی دین عجائز را گزید
گزید اشارة الی	اشارہ ہے روایت مشہورہ کی طرف
الرواية المشهورة	کہ تم بوڑھیوں کے دین کو لازم پکڑو۔
عليكم بدين	مقاصد حسنہ میں ان الفاظ کی تو نفی کی ہے
العجائز نفى	مگر اس مضمون کو اس حدیث سے
لفظه فى المقاصد	ثابت مانا ہے جو دیلمی کے نزدیک
الحسنة واثبت	محمد بن عبد الرحمن بن البیلمانی کی روایت
معناه مما	سے ہے وہ اپنے باپ سے روایت
عند الديلمى	کرتے ہیں وہ ابن عمر رض سے
من حديث محمد	مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب
ابن عبد الرحمن	آخری زمانہ ہوگا اور اہواء مختلفہ پیدا
ابن البيلمانى	ہوجاویں تو اس وقت دیہاتیوں
عن ابيه عن	اور عورتوں کا دین اختیار کیجو۔
ابن عمر مرفوعا	(یعنی دین میں سادگی اختیار
اذا كان آخر	کرنا بہت تدقیق سے کام
الزمان واختلف	مت لینا کہ اس سے
الاهواء فعليكم	شبہات پیدا ہوتے
بدين اهل	ہیں) اور

۲۸۶

البادية والنساء وابن البيلماني ضعيف جدا وعند رزين لعمر بن الخطاب تُركتم على الواضحة ليلها كنهارها كونوا على دين الاعراب ۵۰ والغلمانُ الكتاب ملخصًا	ابن البیلمانی بہت ضعیف ہے اور رزین کے نزدیک حضرت عمر کی روایت ہے کہ تم لوگ بہت صاف طریقہ پر چھوڑے گئے ہو کہ اسکی رات بھی مثل اوسکے دن کے ہے (یعنی کوئی جزو تاریک نہیں) تم لوگ دیہاتیوں کے اور لڑکوں اور معلموں کے دین پر رہنا کہ یہ لوگ چون وچرا نہیں کرتے چنانچہ دیہاتیوں کا حال تو ظاہر ہے اور لڑکوں سے مراد کم عمر لڑکے جو عادۃً کم علم ہوتے ہیں اور معلموں سے مراد ایسے لڑکوں کے معلم جنکو میانجی کہتے ہیں ان سب کی عدم تدقیق میں ایک ہی شان ہے) تخریج روایات دفتر سادس مثنوی وکلید ختم ہوئی۔

ضَمِيمَةٌ فِي تَحقِيقِ بَعضِ الرِّوَايَاتِ المُتَفَرِّقَةِ المَذكُورَةِ فِي رَسَائِلِ القَومِ

حديث لولاك لما خلقت الافلاك قلت لم يوجد بهذا اللفظ ومعنا	حدیث لولاک لما خلقت الافلاک میں کہتا ہوں کہ حدیث ان الفاظ سے نہیں ملی مگر اس کا مضمون اوس حدیث سے ثابت ہے جس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں

ثابت بما رواه الديلمي
في مسند الفردوس
عن ابن عباسؓ
يقول الله وعزتي
وجلالي لولاك
لما خلقت الدنيا
ولولاك لما خلقت
الجنة واورده في
المواهب معزيا الى
ابن طغربك بلفظ
لولاه ما خلقتك
خطابا لآدم عليه
السلام ولا خلقت
سماء ولا ارضا كذا
قال العلامة محمد مراد
المكي معرب المكتوبات
المجددية في حاشية
الحصة الثانية
من الدفتر الاول
حديث من كثر
سواد قوم فهو منهم

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت
کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم
ہے اپنی عزت اور جلال کی
(اے محمد) اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا
کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے
میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اس
حدیث کو مواہب میں ابن طغربک
کی طرف منسوب کر کے اس لفظ
سے وارد کیا ہے کہ اگر وہ (یعنے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں
تمکو بھی پیدا نہ کرتا یہ آدم علیہ السلام ۵۱
سے خطاب کیا گیا۔ اور نہ آسمان
کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو پیدا کرتا۔
اسیطرح کہا ہے علامہ محمد مراد
مکی نے مکتوبات مجددیہ کی عربی
میں دفتر اول کے حصہ ثانیہ کے حاشیہ
میں اور اس سے زیادہ میرے
رسالہ لطائف وظرائف
میں ہے۔
حدیث۔ من کثر سواد قوم فھو منہم
یعنے جو شخص کسی قوم کے مجمع کو

قال العلامة محمد
مراد المذكور اتفاقي
حاشية الكتاب
المذكور رواه ابويعلى
عن عبدالله بن مسعودؓ
مرفوعاً بزيادة ومن
رضي عمل قوم كان
شريك من عمل به
حديث يحتج به على
الشيعة ومن حذا
حذوهم من الصوفية ۵۴
اهل الرسوم في صنعهم
مثال القبور عن علي
امير المؤمنينؓ من جدد
قبراً ومثل مثالاً فقد خرج
عن الاسلام اورده
في من لا يحضره الفقيه
باب النوادر كذا
في رسالة النجم
بالدور الجديد
ن ۳ ج ۳ ص ۱۲

پڑھاتے وہ ان ہی میں سے ہے علامہ محمد
نے جن کا ابھی ذکر ہوا کتاب مذکور کے حاشیہ
میں کہا ہے کہ روایت کیا اسکو ابو یعلی نے
عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً اس زیادت
کیساتھ اور (وہ زیادت یہ ہے کہ) جو شخص
کسی قوم کے عمل سے راضی ہوتا ہے وہ بھی
اس کا شریک ہوتا ہے جو اسے
عمل کرتا ہے۔
حدیث جس سے شیعوں پر اور
جو صوفیہ اہل رسوم میں سے
قبور کی نقلیں بناتے ہیں اون کے
طریقہ پر چلتا ہو ایسے صوفیہ
پر احتجاج کیا جا سکتا ہے حضرت
امیر المومنین علی رض سے روایت
ہے کہ جس نے کوئی قبر ایجاد
کرلی یا کوئی نقل بنالی
(اس میں مصنوعی قبر اور تعزیہ و
ضریح وغیرہ سب آگئے) وہ اسلام
سے خارج ہوگیا اسکو من لا یحضرہ
الفقیہ کے باب النوادر میں وارد کیا ہے اسیطرح
رسالہ النجم دور جدید نمبر ۳ جلد ۳ صفحہ ۱۲ میں

(باقی آئندہ)

اور وضعداری نبھانے کو خرچ کرتے ہیں اور بعض وقت پاس کچھ ہوتا نہیں کم دینے میں شرمندگی ہوتی ہے حیثیت کے موافق دینے کے لیے پاس نہیں سخت پریشان ہوتے ہیں

(۱۰۱) فرمایا کہ اگر کوئی شخص کام کرتا ہے تو خود اوس کام میں جذب ثمرات کی ایک خاصیت ہوتی ہے اب لوگ کام نہیں کرتے اور پھر طالب ثمرات ہوتے ہیں اس لئے پریشان رہتے ہیں میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر لوگ نیت خالص کے ساتھ اپنا کام کرتے رہیں تو اپنے آپ ہی لوگ آ آکر خدمت کریں ہمارے یہاں اس مدرسہ کے افتتاح کے وقت چندہ کی ضرورت ہوئی ایک بھنگی کا لڑکا نومسلم تجویز کیا نہ اوس میں دنیاوی وجاہت ہو نہ دینی دینی تو اس سے نہیں کہ بھلا آدمی نماز کا نہ روزہ کا اور دنیاوی اسلئے نہیں کہ وہ بھنگی کا لڑکا ہے مینے اوسکو ایک مضمون عام لکھ کر دے دیا اور چند لوگوں کے اوسے نام بھی بتلا دیئے اور یہہ لکھدیا کہ جو صاحب اسمیں شریک ہوں وہ اپنا نام اور رقم اپنی قلم سے لکھدیں اور قلیل وکثیر کا لحاظ نہ کریں اور اوس سے کہدیا تھا کہ تو کچھ نہ کہنا اور اگر وہ کچھ کہیں تو یہاں آکر نقل نہ کرنا اس کا یہہ اثر ہوا کہ سارے شہر میں کل گیارہ روپے کا چندہ ہوا مگر صاحب اسپر بھی یہہ مفسدہ ہوا کہ لوگوں نے یہاں آ آکر کام میں مزاحمت کرنی شروع کی میں نے اسلئے وہ چندہ بھی موقوف کر دیا کہ یہہ ساری خرابی اسکی ہے اب بالکل آزادی ہے اس آزادی کے زمانہ میں ایک صاحب نے یہاں پانچ روپیہ بھیجے لانے والے نے مجھ سے رسید مانگی میں نے رقم واپس کر دی کیونکہ جب ہمارا اعتبار نہیں تو ہمارے پاس کیوں بھیجتے ہو پھر اون سفیر صاحب نے کہا کہ میری بے اعتباری کیوجہ سے رسید منگائی ہے میں نے کہا کہ یہہ تو اور زیادہ خرابی کی بات ہے کہ ایسے آدمی کے ہاتھ کیوں بھیجا جس کا اعتبار نہیں۔ فرمایا کہ حضرت استغنا میں یہہ برکت ہوتی ہے کہ نخی سے لوگوں کو یہہ ڈر ہوتا ہے کہ شاید قبول نہ کرے اور جہیں طمع ہوتی ہے اوس سے یہہ ڈر ہوتا ہے کہ شاید کوئی سوال نہ کر بیٹھے۔ فرمایا کہ سورت سے ایک صاحب نے لکھا تھا کہ فلاں صاحب مدرسہ کے واسطے تین صد روپیہ دینا چاہتے ہیں آپ رسید کے اوپر مہر لگا کر بھیجدیجئے میں نے کہا ۴۵

کہ جب اعتبار نہیں ہے تو میں نہیں لوں گا اور فرمایا کہ یہ حال ہونا چاہیئے حکایتیں سنکر نقل کرنا کافی نہیں ہوسکتا۔ ورنہ کبھی کبھی بھانڈہ پھوٹ جاوے گا جیسے ایک باورچی کی حکایت ہے اونہوں نے ایک بخیل کے یہاں بلا کھانے کے ملازمت کی اور یہ خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ تو چھوڑ ہی دیا کرے گا جب میاں کے سامنے کھانا لاکر رکھا تو اپنا ہی تخمینہ کرلیا۔ کہ اتنی روٹی اور اس قدر بوٹی میرے لئے بھی بچ رہیں گی۔ اور امیر صاحب نے حصہ مزعومہ سے تجاوز کیا تو ملازم نے سوچا کہ دو روٹی دو بوٹی تو چھوڑ ہی دیوے گا۔ جب اوس سے بھی آگے بڑھا تو فقط ایک ہڈی پیالے میں رہی اب ان کو خیال ہوا کہ خیر ہڈی سے بچ رہے گی۔ جب انہوں نے ہڈی لیکر چوسنی شروع کی تو بے ساختہ باورچی کی زبان سے نکلا کہ ہائے ہڈی بھی کھا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ لالچ سے ضبط نہیں ہوسکتا۔ کبھی نہ کبھی زبان سے نکل ہی جاتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب یہاں رانڈیر سے آئے ہوئے تھے وہ ایک شخص کا ذکر کرتے تھے کہ میں وہاں گیا انہوں نے میری بڑی خاطر کی طرح طرح کی مٹھائیاں اور کھانے کھلائے مگر یوں کہتے تھے کہ میں ۴۶
ان کی مکاری سے خوب واقف ہوگیا یہ ساری باتیں اونہوں نے خوشامد کیں (جامع ہے وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے تو اون صاحب کا امارد کی طرف بھی میلان معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ صاحب مشائخ کے خاص مقرب بھی ہیں اور درویشی میں بھی دعوے ہے غرض لالچ چھپا نہیں رہتا)

(۱۰۲) فرمایا کہ مجھے تو حق تعالیٰ نے غیر مقلدی کی حقیقت ایک خواب میں ظاہر کردی فلاں شہر میں اون کے ایک بہت بڑے مقتدا تھے میں نے دیکھا کہ میں انکے یہاں ہوں اور چھاچ (دوغ) تقسیم ہو رہی ہے۔ اور مجھکو بھی دینے لگے مگر میں نے نہیں لی (حالانکہ مجھے چھاچ سے بہت رغبت ہے) پس آنکھ کھل گئی حدیث میں دودھ کی تعبیر دین آئی ہے اور چھاچ دودھ کی صورت ہے مگر اوسمیں حقیقت دودھ کی نہیں تو معنی اس خواب کے یہ ہوئے کہ اس طریق میں صورت دین ہے حقیقت دین نہیں

(۱۰۳) فرمایا کہ مینے تجربہ کیا ہے کہ بیعت کے ارادے میں کچھ کام کرنے

لگتے ہیں اسلئے میں پہلے بیعت نہیں کرتا لکھدیتا ہوں کہ اول کام شروع کرو اگر کچھ نفع ہو تو بیعت سے بھی انکار نہیں پھر جب اونکو حسن کا کام کا لگ جاتا ہے تو پھر نہیں چھوٹتا

(۱۰۴) فرمایا کہ جو شخص مجھ سے بیعت کی درخواست کرتا ہے اول تو میں اوسکو کتابیں دیکھنے کو لکھدیتا ہوں بالخصوص مواعظ کے مطالعہ کو تو میں اکثر لکھتا ہوں اور اس سے بہت نفع ہوتا ہے اور اگر کسی شخص نے یہ لکھا کہ ہم نے کتابیں دیکھی ہیں تو میں لکھتا ہوں کہ کتابیں دیکھ کر اپنی حالت میں کیا تغیر کیا اس سے وہ نفع ہوتا ہے جو کہ برسوں کے مجاہدہ میں بھی نہیں ہوتا میں تو اول روز ہی کام میں لگا دیتا ہوں مگر لوگ قدر نہیں کرتے اصل چیز فکر ہے جب فکر میں پڑتا ہے تو راستہ تلاش کرتا ہے بس میں اول ہی گفتگو یا خط وکتابت میں طالب کے سر پر بوجھ رکھدیتا ہوں بس اسکی وجہ سے اوسکو ایک فکر پیدا ہوتی ہے اوس فکر کیوجہ سے راستہ خود بخود منکشف ہونے لگتا ہے۔

(۱۰۵) فرمایا کہ لوگوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں ایک صاحب نے کچھ مسائل دریافت کئے ہیں لکھا ہے کہ ان کا جواب حدیث سے تحریر فرمایا جاوے میں نے ۴۷
لکھدیا ہے کہ فقہ میں تو اس کا جواب یاد ہے اور حدیث سے اس کا جواب یاد نہیں اس لئے جواب سے معذور ہوں۔

(۱۰۶) فرمایا کہ لکھنؤ میں ایک مرتبہ مولنا اسمٰعیل شہیدؒ وعظ بیان فرما رہے تھے اور اہل تشیع کا بہت مجمع تھا اور مولنا اون کے مذہب کی تردید کر رہے تھے اوس مجمع میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی نے دوسرے سے کہا کہ مجھے ایک شبہ ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تنہا شخص باہر کا رہنے والا ہمارے مجمع میں ہمارے شہر میں ہماری حکومت میں ہماری تردید کر رہا ہے اور ذرا بھی متاثر نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت علیؓ باوجود شیر خدا ہونے کے پھر تقیہ کرتے تھے یہ سمجھ میں نہیں آتا یا تو اس کا جواب دو نہیں سنی ہوتا ہوں اوس کے دوسرے بھائی نے کہا مجھے بھی یہی شبہ ہو رہا ہے۔ غرض دونوں بھائیوں نے کھڑے ہو کر مولنا سے کہا کہ

ہم سنّی ہوتے ہیں پھر تو کثرت سے لوگوں نے توبہ کی فرمایا کہ مولنٰا کے اخلاص کا کیا ٹھکانا ہے۔ حضرت سید صاحب اِن کے گھر کے شاگرد تھے اور وہ بھی بلے پڑھے سید صاحب کی تحصیل فقط کافیہ تک تھی اور وہ بھی نام کی مگر مولنٰا کی اون کے ساتھ یہہ حالت تھی کہ سید صاحب کی پالکی کے ساتھ بغل میں جوتے لیئے ہوئے ہیں اور تمام دہلی میں پھرتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ آپ شاہ صاحب کے مرید کیوں نہیں ہوئے سید صاحب کے کیوں ہوئے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب سید صاحب سے گھٹے ہوئے ہیں۔ مولنٰا نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ مجھے سید صاحب سے مناسبت ہے اور شاہ صاحب سے مناسبت نہیں یہ وجہ ہے۔

(۱۰۷) فرمایا کہ مولنٰا نے اپنی تاریخ اعتقاد بھی بیان کی ہے کہ میں اِس وجہ سے معتقد ہوا ہوں کہ ایک روز بارش ہو رہی تھی میں نماز کے لیے مسجد میں آیا دیکھا تو جماعت طیار ہے اور ایک جگہ سے مسجد ٹپک رہی ہے اور وہاں کیچڑ ہو رہی ہے اوس جگہ
۴۸ کوئی کھڑا نہیں ہوتا اس وجہ سے جماعت میں فصل ہو رہا ہے سید صاحب صف میں سے نکل کر اوسی جگہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اِسی حالت کو دیکھتے ہی مجھے سید صاحب کے ساتھ اعتقاد پیدا ہو گیا اور فوراً یہ خیال ہوا کہ یہہ بدون اخلاص تام کے نہیں ہو سکتا۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں یہہ معمولی بات نہیں ہے ہاں ایسے سنکر اگر کوئی ایسا کرے تو دوسری بات ہے مگر وہ حال اور یکسوئی جو مخلصین میں ہوتی ہے وہ کہاں سے آوے گی۔

(۱۰۸) فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید صاحب کی شہرت مولنٰا شہید و مولنٰا عبدالحی صاحب کی وجہ سے ہوئی تھی ورنہ سید صاحب تو اِس درجہ کے نہیں تھے اور ایسے ہی ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کی بابت بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت کی شہرت مولنٰا رشید احمد صاحبؒ اور مولنٰا محمد قاسم صاحبؒ کی وجہ سے ہوئی۔ (استغفر اللہ۔ جامع) حضرت حاجی صاحب جس فن کے کامل تھے رائے دینے والے لوگونکو اوسکی ہوا بھی نہیں لگی۔ ہاں یہہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اظہار کمال حضرت کا انہیں

(ح) یومئذ تحدث اخبارھا بان ربک اوحیٰ لھا (ترجمہ) زمین بھی ہر بات کی
خبر دے گی اسوجہ سے کہ خدائے تعالیٰ نے اوسکو حکم دیا ہے۔ دونوں آیتوں سے
یہ اصول ثابت ہوا کہ ہر اوس چیز کا بولنا ممکن ہے جسکو خدائے تعالیٰ حکم دیں جاندار
ہونے پر موقوف ہے نہ زبان کا ہونا ضروری نہ مشین سے آواز کو محفوظ کرنا شرط
یہ اصول بالکل جامع ہے دنیا کی کوئی چیز اس سے باہر نہیں جاسکتی جس کے حکم سے
زبان بولنے لگتی ہے اوس کے حکم سے ہر چیز بول سکتی ہے

تمثیل میں ہم نے صرف دو باتیں یعنی وزن اعمال اور اعضا اور زمین کا قیامت
میں بولنا دکھایا ہے اگر کسیکی طبیعت سلامت ہے تو ان دونوں کی سمجھ میں
آجانے کے بعد کسی قدرتی بات میں بھی تعجب نہ کرے گا اور اپنے مخترعہ کسی اصول پر
اعتماد نہ کرے گا بلکہ صحیح اصول اوسیکو سمجھیگا جسکو شریعت نے قرار دیا ہے۔ و
ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر ہے اور کسی خبر وارد شدہ شریعت میں تاویل کی ضرورت
نہ سمجھے گا ورنہ علما جواب میں وہی کہیں گے جو اہل یورپ نے اون گنواروں سے کہا ۱۶۵
جنھوں نے یورپ کی ایجادوں کی خبر کی تکذیب کی کہ گھڑی کی ہر ہر بات کو بھی تم
تعجب سے دیکھتے اور اوس سے متوحش ہوتے تھے مگر اپنی آنکھوں سے دیکھکر
ماننا پڑا پھر تمہارا کیا مونہہ ہے کہ ہماری خبروں کو جھٹلاؤ۔ اور سب کو آنکھوں سے
دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ یوروپ چلو سب چیز دیکھ لو۔ علما بھی یہی کہیں گے
کہ وزن اعمال اور جمادات کا بولنا ثابت کر دیا گیا پھر کیا مونہہ ہے کسی خبر کو بھی جھٹلانے
کا اور کونسی وجہ ہے تعجب کرنے کی اور اگر آنکھ سے دیکھنا ہے۔ پس یہ وہ سب چیز
موجود ہے مگر وہ پردہ دنیا کی آنکھ میچنے کے بعد اٹھیگا اس وقت تک اٹھ نہیں سکتا
اور وہاں کا قانون اس کے متعلق بہت سخت ہے وہ یہہ کہ پردہ اٹھنے کے بعد
اوسکو تسلیم کرنا بیکار ہے اس کارخانہ کے مالک کی مرضی یہہ ہے کہ اوسکی ہر ایک
خبر کی تصدیق کیجاوے اور اوسکو سچا سمجھا جاوے وہ امتحان کرنا چاہتا ہے
کہ کون ہم کو سچا سمجھتا ہے اور کون جھوٹا۔ اوسکو یہہ بھی حق حاصل تھا کہ تمہارے

(م) سمجھانے کی بھی کوشش نہ کرتا لیکن شدت رافت ورحمت ہے کہ سمجھانے کا پورا اہتمام کیا اور نظائر قدرت بے تعداد سامنے رکھدیں اسپر کوئی تصدیق نہ کرے تو اوس کے واسطے بہ حیثیت قانون موجود ہے فلما راوا باسنا قالوا اٰمنا باللّٰہ وحدہ وکفرنا بما کنا بہ مشرکین فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا سنۃ اللّٰہ التی قد خلت فی عبادہ وخسر ھنالک الکفرون ط اس آیت میں ایک ایسی قوم کا حال بیان ہوا ہے جو اہل علم تھے مگر پیغمبر کو جھٹلایا تھا چنانچہ اس سے اوپر فرمایا ہے فلما جاءتھم رسلھم بالبینت فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون ○ یعنے جب اون کے پاس پیغمبر آئے تو وہ اپنے علم پر اترانے لگے۔ انجام یہہ ہوا کہ جس چیز سے وہ تمسخر کرتے تھے (عذاب) اوس نے اون کو گھیر لیا ظاہر ہے کہ اوس جماعت کا علم علم دین نہ تھا کیونکہ علم دین ہوتا تو وہ اور انبیاء علیہم السلام کا علم تو ایک ہی چیز ہوتا پھر انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانا کیا معنے بلکہ وہ علم علم دنیا تھا۔ بلفظ

۱۴۹ دیگر وہ سائنس والوں کی جماعت تھی۔ اون ہی کا انجام آیت فلما راوا باسنا میں بیان ہوا ہے ترجمہ یہ ہے کہ جب اونہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مشرکانہ خیالات سے توبہ کرتے ہیں۔ لیکن (نزول) کے پیچھے کی چیز) عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا کارآمد نہوا۔ یہی عادت ہے اللّٰہ کی جو ہمیشہ بندوں کے ساتھ رہی ہے اور منکر لوگ وہاں خسارہ ہی میں رہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ قانون الٰہی یہی ہے کہ اپنی خبر کی تصدیق اور ایمان بالغیب چاہتے ہیں دیکھ لینے کے بعد ایمان کو قبول نہیں کرتے۔ ہاں اپنی خبر کا صدق ظاہر کرنے کے لیے معجزات اور عقلی دلائل بہت کافی وافی پیش کرتے ہیں۔ غرض اس تمنا میں رہنا کہ جن چیزوں کی خبر شریعت میں دی گئی ہے اون کو آنکھ سے دیکھ لیں یہہ فضول ہے کیونکہ اوس کے لیئے موقع کا وقت مقرر ہے اور دیکھنے کے بعد ایمان لانا اور یقین کرنا بے سود ہے اور دنیا میں دیکھنے پر اصرار کرنا ایسا ہوگا جیسے کسیکو حساب کا عمل کرکے بتا دیا جاوے کہ پچاس لاکھ اور پچیس لاکھ اور دس لاکھ روپیہ مل کر پچاسی لاکھ ہوتے ہیں تو وہ کہے

اشتباہ سوم متعلق نبوت

(۱) اس مادہ میں چند غلطیاں واقع ہو رہی ہیں اول وحی کی حقیقت میں جس کا حاصل بعض مدعیان اجتہاد نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض میں فطرۃً اپنی قوم کی بہبودی وہمدردی کا جوش ہوتا ہے اور اس جوش کے سبب آپ ہی کے تخیلات غالب رہتے ہیں اس غلبہ تخیلات کے بعضے مضامین کو اوس کا متخیلہ جیتا کر لیتا ہے اور بعض اوقات اسی غلبہ سے کوئی آواز بھی مسموع ہوتی ہے اور بعض اوقات اسی غلبہ سے کوئی صورت بھی نظر آجاتی ہے اور وہ صورت بات کرتی ہوئی بھی معلوم ہوتی ہے اور خارج میں اس آواز یا اس صورت یا اس کلام کا کوئی وجود نہیں ہوتا سب موجودات خیالیہ ہیں فقط

(ج) اسکو نہیں مان سکتا۔ جبتک کہ اتنا اتنا روپیہ لاکر جمع کر کے نہ گنوا دیا جاوے تو یہ سوال فضول ہوگا کیونکہ علم حساب مفید یقین ہے اسیطرح جب وہ دلیلیں پیش کر دی گئیں جو مفید یقین ہیں (اسکی دلیل یہ ہے کہ اون کا رد کوئی نہیں کر سکتا) تو اس کے بعد اون اقعات کے دکھانے کا سوال بھی فضول ہوگا۔ غرض مغیبات کے دیکھنے کی ضرورت نہیں صرف ثبوت کی ضرورت ہے اور ثبوت کے لیے سچی خبر کافی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہم کو پہونچی ہے اور انبیاء علیہم السلام کا سچا ہونا ہر طرح ثابت کر دیا گیا ہے کبھی کوئی دلیل سے اونکو نہیں جھٹلا سکا اون کے علوم اسوقت بھی باقی ہیں اور اون کے جانشین بھی موجود ہیں جس کا جی چاہے اون سے سمجھ سکتا ہے۔ ہم نے دو باتوں میں تعلیم یافتہ حضرات کی کوتاہی بہت واضح طریق سے ثابت کر دی ہے اگر کوئی صاحب انصاف سے اور غور سے کام لیں گے تو شریعت کی جتنی خبروں میں تردد کرتے ہیں اون سب میں اپنی حالت ویسی ہی پائیں گے جیسی اوٹ پٹانگوں کی تھی یورپ کے کاریگر کے سامنے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۱۲۷

آجکل مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے جو جسکی سمجھ میں آتا ہے خیال باندھ لیتا ہے۔ خیر

(۳) اسکی تو چنداں شکایت نہیں ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد شکایت اون مسلمانوں کی ہے جو مسلمان کہلانا گوارا کرتے ہیں مگر اجزاء اسلام میں ایسی تراش خراش کرتے ہیں کہ باوجود اون کے اسلام کا قایم رہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مٹی کہا کر خیال کرے کہ میں نے پلاؤ کھایا۔ اسلام کے جزو اولی دو ہیں توحید و رسالت۔ توحید اور ذات خداوندی کے متعلق اس قسم کے خیالات اون حضرات نے تراشے ہیں جن سے ذات خداوندی ہی کی نفی لازم آتی ہے۔ اسکا بیان انتباہ دوم میں گذرا۔ اب انتباہ سوم میں اون خیالات کا بیان ہے جو رسالت کے متعلق تراشے گئے ہیں۔

اس باب میں یہ لوگ چند غلطیوں میں مبتلا ہیں اول وحی کی حقیقت کے متعلق کہ اسکو انہوں نے صرف خیالی بات قرار دیا ہے اس کے بیان میں یہ تک بندی کی ہے کہ انسان کی طبیعت میں تمدن فطرۃً داخل ہے جس کے معنے ہیں ایک دوسرے کا محتاج ہونا۔ انسان بہائم وطیور کی طرح نہیں ہے کہ بود و باش میں اونکو اس قدر سہولت ہے کہ گہاس دانہ
۱۶۸ چر لیا اور بیٹھ رہے کوئی فرد اپنے جنس کے دوسرے افراد کا چنداں محتاج نہیں برخلاف اس کے انسان ایک لقمہ کے حاصل کرنے میں بہی دوسرے اپنے بنی نوع کا محتاج ہے جیسا کہ سب جانتے ہیں۔ اسیواسطے ہمدردی کا مادہ انسان میں بہت ہے اور یہ بہی ظاہر ہے کہ سب افراد انسان علم و شعور قوت وغیرہ میں برابر نہیں بعضے افراد دوسروں پر فوقیت رکہتے ہیں زیردستوں کا کام زبردستوں سے چلتا ہے۔ بعض بڑے لوگ چہوٹوں پر بہت ہمدردی رکہتے ہیں دن رات اون کی بہبودی کی فکروں میں رہتے ہیں اپنی آرام آسائش کو اونکی خاطر چہوڑ دیتے ہیں جیسے ماں بچہ کی بہبودی کے فکر میں اپنی فکر بالکل چہوڑ دیتی ہے۔ ان کو مصلح قوم کہتے ہیں بعض ان مصلحین کی طبیعت میں ایسا جوش ہوتا ہے کہ دن رات اصلاح قوم ہی کے خیال میں غرق رہتے ہیں اور یہہ دیکھا جاتا ہے کہ جو جس خیال میں غرق رہتا ہے خواہ اوس سے خوف کی وجہ سے یا محبت کی وجہ سے تو ہر بات میں اوسکو وہی نظر آتی ہے۔ اور طرح طرح کے خیال بہی اوسیکے متعلق بندہا کرتے ہیں مثلاً کوئی شخص شیر سے ڈر گیا ہو تو گہاس پہوس میں بہی

اُس نے کہا میں علم صادق (یعنی آسمانی کتابوں) میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اُس کے کام پر ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مدد کرے گا جوان بڑا جفاکش اور حلّال مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ اور اکہرے بدن کا ہوگا اس کے شکم پر ایک تل ہوگا اور اسکی بائیں ران پر ایک نشانی ہوگی تمہارا اس میں کیا حرج ہے اگر تم مجھو اپنا شکم دکہا دو کیونکہ میری سب باتیں تم میں پائی جاتی ہیں علاوہ اس بات کے جو مجھے معلوم نہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شکم اُس کے سامنے کہولدیا تو اس نے ایک سیاہ تل میرے ناف کے اوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی کہ وہ تم ہی ہو۔

ابن سعد نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہمیشہ اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے بول و براز میں چل رہا ہوں حضرت نے فرمایا ضرور ضرور تم لوگوں میں باعزت ہوگے نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان سے 91
دیکہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسکی تعبیر) دو برس[1]۔

اگر کوئی کہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تہے کہ اون کو خلافت کی بشارت مل چکی ہے تو پہر بیعت کے وقت انہوں نے کیوں توقف کیا؟ اور کیوں حضرت فاروق اعظم اور حضرت ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہما) کی طرف اشارہ کیا کہ ان دو میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لو تو ہم جواب دیں گے کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہیں کہ اسکو طلب بہی کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تہا[2] کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہوں گی مگر باوجود اس کے آپ نے

---

[1] یعنی تمہاری خلافت دو برس ہوگی چنانچہ حضرت صدیق کی خلافت کچھ مہینے اوپر دو برس رہی کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا ۱۲ [2] چنانچہ روایات میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑا حضور نبوی میں حاضر کیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شبیہ مبارک تہی اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی زوجہ ہونگی ۱۲

اُن سے نکاح ہوجانے کی کوشش نہ کی اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسکو پورا کردے گا اصل یہ ہے کہ باخدا لوگوں کی حالت ایسے مواقع میں مختلف ہوتی ہے کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہے اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں باوجودیکہ اون کو اس چیز کے حاصل ہوجانے کا یقین ہوتا ہے اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تدبیر غیب کے منتظر رہتے ہیں کہ دیکھیں لطفِ الٰہی کس قالب میں روح کو پہونکتا ہے (یعنی کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہے) حضرت صدیقؓ نے (اسی اصل کے موافق) توقف کی راہ اختیار کی تاکہ تہمتِ نفس سے دور رہیں یا اور کسی وجہ سے جو اس کے مثل ہو" (ازالۃ الخفا مقصد اول فصل چہارم)

علاوہ علم تعبیر کے آپ کو علم انساب میں ایک خاص مہارت حاصل تھی عرب کے بالعموم اور تمام قریش کے بالخصوص نسب نامے ان کو ازبر یاد تھے۔ چنانچہ جبیر بن مطعم جو عرب کے بڑے نسابوں میں شمار کئے جاتے ہیں آپ ہی کے خوشہ چیں تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ
میں نے علم انساب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سے سیکھا ہے جو کہ اہل عرب کے ۹۲
سب سے بڑے نسب داں تھے۔

آپ کی اس نسب دانی کا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے بھی کامل ثبوت ملتا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا کہ کفار اور ان کے بزرگوں کے خلاف نظم کرنے سے پہلے میرا نسب نامہ ابن ابی قحافہ یعنی حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے دریافت کرلینا وہ ہمارا نسب نامہ بہتر جانتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کافروں کے بزرگوں کے برخلاف کچھ کہتے ہوئے میرے بزرگوں کو بھی ساتھ ہی لے ڈالو (چنانچہ اسد الغابہ میں روایت ہے) کہ مشرکین قریش میں جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے وہ یہ لوگ تھے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن زبعری اور عمرو بن عاص اور ضرار بن خطاب۔ ایک شخص نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ان لوگوں کی ہجو کرو جو ہماری ہجو کیا کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اجازت دیں تو میں ایسا کروں مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میں
وہ بات نہیں ہے جسکی اس کام میں ضرورت ہے پھر کسی نے کہا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تلواروں سے مدد کی انھیں اس بات سے کیا چیز مانع ہے کہ وہ
اپنی زبانوں سے آپ کی مدد کریں حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس خدمت کے لئے
حاضر ہوں چنانچہ یہ اپنی زبان کی تیزی دکہانے لگے اور کہا کہ مجھے اس کے بدلے میں
بصریٰ[عہ] سے صنعاء تک کوئی کلام خوش نہیں آتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم مشرکین قریش کی ہجو کس طرح کروگے میں بھی تو اسی خاندان سے ہوں تم ابوسفیان
کی ہجو کس طرح کروگے؟ وہ تو میرے چچا کے بیٹے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپکو
ان سے اس طرح نکال لونگا جس طرح خمیر سے بال نکال لیا جاتا ہے تو حضرت نے فرمایا اچھا
تم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ وہ قریش کے نسب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں
چنانچہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے کہ وہ ان کو انساب قریش پر
مطلع کریں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے تھے کہ فلانی فلانی کا ذکر نہ کرنا ۹۳
اور فلانی فلانی کا ذکر کرنا۔ پس یہ کفار قریش کی ہجو کرنے لگے جب کفار قریش نے
حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار سنے تو کہنے لگے کہ یہ اشعار ایسے ہیں کہ بغیر
ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق کے مشورے) کے نہیں کہے گئے۔ ابوسفیان بن
حارث کی نسبت جو اشعار انہوں نے کہے تھے انمیں سے چند شعر یہ ہیں

اشعار

(۱) وان سنام المجد من آل ھاشم — یتحقیق بزرگی کی عزت ہاشم کی اولاد سے ہے جو مخزوم کی[سلہ]
بنو بنت مخزوم ووالدک العبد — بیٹی کی اولاد ہیں اور تیرا باپ تو غلام ہے۔

[عہ] بصریٰ اور صنعاء دونوں مقامات کے نام ہیں مطلب یہ ہے کہ میں اس خدمت کے بہتر کوئی بات نہیں سمجھتا

[سلہ] مخزوم کی بیٹی سے مراد فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مراد ہیں
جو ابوطالب اور حضرت عبداللہ اور زبیر صاحبزادگان عبدالمطلب کی والدہ یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی تھیں ۱۲

(۲) ومن ولدت ابناء زھرۃ منھم	اور انہیں سے جو زہرہ کی اولاد[1] ہیں وہ بھی بزرگ ہیں
کرام ولم یقرب عجائزک المجد	اور بزرگی تیری بڑھیوں کے قریب ہوکے بھی نہیں نکلی
(۳) ولست کعباس[2] ولا کابن امہ	اور تو عباس اور ان کے اخیافی بھائی کی مثل نہیں ہے
ولکن لئیم لا تقام لہ زند	بلکہ تو ایسا لئیم ہے جسکی مدد کے لئے کسی کا ہاتھ نہیں اٹھتا
(۴) وان امرء کانت سُمیۃ امہ	بے شک وہ شخص جسکی ماں سُمیۃ[3] اور سمرا ہو وہ بہت
وسمراء مغموز اذا بلغ الجھد	کے کاموں میں پست ہو جاتا ہے۔

جب ان اشعار کی خبر ابوسفیان کو پہونچی تو اس نے کہا کہ یہ شعر تو بغیر مشورہ ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے نہیں کہے گئے۔

آپ کو سنت کے علم میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی چنانچہ اکثر مرتبہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کی طرف رجوع کیا آپ ہمیشہ ان کے روبرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ آپ نے احادیث کو از بر کر رکھا تھا اور بوقت ضرورت انہیں میں سے آپ پیش کر دیتے تھے آپ سے بڑھکر اور کون حافظ الحدیث ہو سکتا ۹۴
تھا ابتدا رسالت سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے تک آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور اس کے باوجود آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا اور آپ صدرجہ تیز طبیعت اور ذکی واقع ہوئے تھے۔

آپ کو تعجب ہوگا کہ باوجود ان باتوں کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت کم احادیث مروی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ بہت ہی کم زندہ رہے اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ کرام سے زائد ہوتیں اور کوئی حدیث ایسی نہوتی جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند نہوتی

[1] زہرہ کی اولاد سے مراد حضرت حمزہ اور صفیہ ہیں ان دونوں کی والدہ ہالہ بنت وُہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہیں ۱۲ [2] عباس کے اخیافی بھائی سے مراد ضرار بن عبد المطلب ہیں ان دونوں کی والدہ نُتیلہ تھیں جو نمر بن قاسط کے خاندان کی تھیں ۱۲ [3] سمیہ ابوسفیان کی ماں تھیں اور سمراء ان کی دادی تھیں ۱۲

(باقی آیندہ)

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین و بندگان دین کے حالات و واقعات بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو گی یا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خان صاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم میرٹھ کی زبان سے نکلے ہوئے ہونے کے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں ان کا نام امیر الروایات فی جیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کما حقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصولڈاک چار آنے۔

ترجمہ ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تاوقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو بحکم حاکم سو وہ بھی نہایت جبر اور دشواری سے اسوجہ سے فی زماننا کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعہ پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے اب تو مسلمانوں کو سوا اسکے کہ انکا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت معلوم ہو دوسرا عمل مشکل ہے۔ لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے جس میں احکام شریعہ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت بتا کر ترغیب و ترہیب قائم کیا جاوے۔ اسی بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب آئی اور اس کا ترجمہ شروع کرا دیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الامداد میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الامداد میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کو کم پڑھے جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کرا لیتا ہے اسطرح کی کتابیں ایک علیحدہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں مثلاً تسہیل المواعظ، المصالح العقلیہ، امیر الروایات، الاشرف حصہ اول وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہو چکی ہیں جو کچھ روز سے شائع ہو رہی ہیں اس کے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔ جلد اول قیمت ۱۰/ دوم قیمت ۱۲/ سوم ۳/

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین و بندگان دین کے حالات و واقعات بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو گی یا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خان صاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم میرٹھ کی زبان سے نکلے ہوئے ہونے کے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں ان کا نام امیر الروایات فی جیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کما حقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصولڈاک چار آنے۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری۔ ابتدا یعنی مبدأ نور سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پہ عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جا بجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جس کے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ واقع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے مزید براں ساتویں بار اور اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مولفہ حکیم الامت حضرت مولانا مدظلہ

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت کی شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بیمثل بہا ہے ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے معاندین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اس کی ہر سطر مدلل آیت قرآنی اور ہر نقطہ مصدر کیفیات و معانی ہے یہ کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنے والے اور کہاں ہیں طریقت سے شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ ان کیلئے ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھ کر انکو واضح ہوجاویگا کہ

شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے

ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ قیمت۔ تین روپے (سے)

فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جانثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں

اگر آپ کو مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ رض بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی دلیرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔

اگر آپ اسلام کے عروج و تنزل کے صحیح اسباب معلوم کرکے ان تمام طمع کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان دھوکہ کھا کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو **فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام** ملاحظہ فرمائیں۔ ضخامت ۴۱۲ صفحات۔

قیمت تین روپے چار آنے محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت صدر دال ست بر منفعت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس خصوصاً شیدایان ہادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ[1] کہ مشتمل ست

بر مقاصد و مبادی، پس اتباعاً للنص المزبور صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۵ | بابت ذیقعد سنہ ۱۳۴۷ | نمبر ۷

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی و تذکرست ہر مجلس و

نادی و سکون ست برائے ہر رائح و صادی، بصورت ترجمہ سالہا تقریب و تسہیل المواعظ و

حل المعاملات و کلید مثنوی و تشرف و تنبیہ السالکین و تفسیر الصدیق کہ اکثر آں مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی، باداره محمد عثمان خان عامی، در ہر ماہ جاری

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزیر نگرانی صادر میگردد

۱؎ بنا بر تفسیر الامام ماخوذ من الحدیث نقل مستند البیت لسید قشقی ایضاً ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ ہجری

جو بہ برکت عالی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱ -	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۳ - ۶
۲ -	الانوار المحمدیہ	حدیث	مولانا مولوی ظفر احمد صاحب سلمہ	۷ - ۱۴
۳ -	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۵ - ۱۸
۴ -	حیوٰۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	” ” ”	۱۹ - ۲۲
۵ -	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم	تصوف	” ” ”	۲۳ - ۳۰
۶ -	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	” ” ”	۳۱ - ۳۴
۷ -	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	” ” ”	۳۵ - ۳۸
۸ -	حل الانتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب سلمہ	۳۹ - ۴۲
۹	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہ	۴۳ - ۴۴

مقاصد و ضوابط رسالہ الہادی

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کی ظاہر باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ ہے معہ محصولڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرماویں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی پی کیا جاتا ہے اور وی پی کی صورت میں خرچ رجسٹری فیس منی آرڈر اضافہ کرکے ۲؍ کا وی پی روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت معہ محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاولیٰ سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا کوئی اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر ان کی قیمت عہ فی ہوجاتا ہے بجائے عہ کے معہ محصول سے علاوہ محصول مقرر ہے

الراقم

محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اور میری آیات کو تلاوت کرنے لگا اور ایک آدمی ہے کہ ایک لشکر میں تھا۔ انہوں نے دشمن کا مقابلہ کر کے شکست پائی یہ شخص سینہ سپر ہو کر مقابل ہوا حتی کہ قتل کیا گیا یا اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح نصیب کی اور وہ تین آدمی کہ اللہ تعالیٰ اُن سے خفا ہے بوڑھا زانی اور فقیر متکبر اور امیر ظالم ہیں۔ اس کو ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے باتفاق عبارت روایت کیا ہے مگر ابن خزیمہ نے قوم کے منع کرنے کو نہیں ذکر کیا۔ اور نسائی اور ترمذی نے حوالن کے کلام کرنیکے باب میں نقل کیا ہے اور صحیح فرمایا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں تین محبت والوں کو بیان کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے

رشتہ داروں اور زوج پر صدقہ کرنے اور اُن کو غیروں پر مقدم رکھنے کی ترغیب

حضرت زینب ثقفیہ زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں کے گروہ صدقہ کرو اگرچہ زیوروں ہی میں سے ہو کہتی ہیں میں عبداللہ کے پاس واپس آئی اور کہا آپ ایک آدمی تنگدست ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم کیا ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیے دریافت کیجئے اگر میرا آپ کو دینا کفایت کرے تو فبہا ورنہ میں دوسرے لوگوں پر خرچ کروں حضرت عبداللہ نے فرمایا تم ہی جاؤ بس میں چلی اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر ایک انصاری عورت بھی موجود تھی اُس کی حاجت اور میری حاجت ایک ہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ہیبت واقع تھی (لہذا حاضر ہو کر سوال کرنیکی ہمت نہیں ہوئی) بس حضرت بلال ہمارے پاس اندر سے تشریف لائے ہم نے عرض کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ دروازہ پر دو عورتیں آپ سے دریافت کرتی ہیں کہ ہم اگر اپنے شوہروں کو یا اُن یتیموں کو صدقہ دیں جو ہماری پرورش میں ہیں تو ہماری جانب سے کافی ہوگا یا نہیں اور یہ خبر نہ دینا کہ ہم کون ہیں کہتی ہیں حضرت بلال نے اندر آپکی خدمت میں جا کر آپ سے دریافت کیا آپ نے اُن سے دریافت فرمایا وہ کون ہیں

حضرت بلال نے عرض کیا کہ ایک انصاری عورت ہے دوسری زینب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی زینب حضرت بلال نے عرض کیا عبد اللہ بن مسعود کی زوجہ فرمایا ان دونوں کو ایک اجر قرابت کا ملے گا اور ایک صدقہ کا (ف) یہ حنفیہ کے نزدیک صدقہ نفل میں ہے فرضی میں جائز نہیں۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور لفظ مسلم کے ہیں۔ اور حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا صدقہ دینا مسکین کو ایک صدقہ ہے اور قرابت دار کو دینا دو ہیں صدقہ اور صلہ رحمی اس کو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن خزیمہ نے دو صدقہ کا لفظ کہا ہے۔ اور حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ صدقات میں سے کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا ذی رحم باطنی دشمن کو دینا اسکو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور امام احمد کی اسناد حسن ہے اور حضرت ام کلثوم دختر عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقات میں سے ذی رحم باطنی دشمن کو دینا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اسکے راوی صحیح ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط مسلم پر صحیح کہا ہے اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فالتو چیز کو اقربا کو دینے سے باوجود مانگنے کے بخل کرنے اور باوجود اقربا کے محتاج ہونے کے غیروں پر خیرات تقسیم کرنے سے ترہیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس نے مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہیں دیگا جو یتیم پر رحم کریگا اور اس کی یتیمی اور ضعف پر ترس کھائیگا اور اپنے پڑوسی پر اپنے فضائل کی بنا پر سربلندی نہ کریگا اور فرمایا اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم ہے جس نے مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اللہ تعالیٰ اس کا صدقہ

نہیں قبول کرے گا کہ اس کے قرابت دار اس کے سلوک کے محتاج ہوں اور وہ غیروں پر صدقہ کرے اور اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر بھی نہیں کریگا اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن عامر اسلمی (متروک نہیں ہے) اور بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ دادا کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کس کے ساتھ سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا ماں کے ساتھ پھر ماں کے ساتھ پھر ماں کے ساتھ پھر باپ کے ساتھ پھر زیادہ قریب اور زیادہ قریب کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی اپنے مولیٰ سے اُس کے فالتو مال میں سے جو اُس کے پاس موجود ہے مانگے اور وہ مولیٰ اُس کو نہ دے تو اُس کا وہ بچا ہوا مال جو اُس نے نہ دیا تھا قیامت کے دن اُس کے لئے ضرور گنجا سانپ کر کے بلایا جائیگا (اور پھر وہ اس کو ڈسے گا) اس کو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے لفظ ابو داؤد کے ہیں اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ گنجے سانپ سے وہ سانپ مراد ہے جس کے زہر کی وجہ سے سر کے بال گر جائیں۔ (ف) مولیٰ سے ہو سکتا ہے کہ آقا، یا چچازاد بھائی مراد ہو نیز احتمال ہے کہ آزاد کردہ غلام مراد ہو۔ ۷۷

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ذی رحم کسی ذی رحم کے پاس جائے اور خدا کے دئے مال میں سے جو ضرورت سے زاید مال اُس کے پاس موجود ہے وہ اُس سے مانگے اور وہ (نہ دے اور) بخل کرے تو قیامت کے روز شجاع نامی ایک سانپ منہ چلاتا ہوا آئے گا اور اُسکی گردن میں طوق کی طرح پڑجائے گا۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں باسناد جیّد روایت کیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص کے پاس اُس کا تنگدست چچازاد بھائی فاضل مال میں سے کچھ مانگنے کیلئے آئے اور وہ (اُس کو نہ دے اور) انکار کرے تو قیامت کے روز اللہ پاک

اُس کو اپنے فضل سے محروم کردیں گے اس کو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں عزیب روایت کیا

قرض دینے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو کوئی شخص کسی کو دودھ والا جانور دُودھ پینے کیلئے (عاریۃً) دے یا روپیہ پیسہ قرض دے یا گلی کوچوں میں راستہ بتلائے تو اُسے ایک غلام آزاد کرنیکی برابر ثواب ملیگا۔ اس کو احمدؒ اور ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک قرض (صدقہ کا ثواب رکھتا) ہے۔ اس کو طبرانی نے باسناد حسن اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ایک شخص جنّت میں داخل ہوا تو اس کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا "صدقہ (کا ثواب) دس گنا اور قرض (کا ثواب) اٹھارہ گنا ہے۔ اس کو بیہقی اور طبرانی نے بروایت عتبہ بن حمید روایت کیا نیز بیہقی اور ابن ماجہ نے بروایت خالد بن یزید بن ابی مالک حضرت انس سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ الاسراء میں دروازہ جنّت پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ (کا ثواب) دس گنا اور قرض (کا) اٹھارہ گنا ہے الحدیث اور عتبہ بن حمید خالد بن یزید سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایک مرتبہ قرض دیتا ہے اُس کو دو دفعہ صدقہ کرنیکی برابر ثواب ملتا ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے اور ابن حبّان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی تنگدست پر (دنیا میں) آسانی کریگا اللہ پاک اُس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرینگے

(باقی آئندہ)

(نمبر ۸) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ روزہ (جہنم کی) آگ سے (بچنے کیلئے) ایسی ڈھال ہے جیسے لڑائی کے (حملہ سے بچنے کے) لیئے تمہارے پاس ڈھال ہوتی ہے اور ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکہنا اچھا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

(نمبر ۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کیا میں تمکو خیر کے دروازے نہ بتلاؤں (جن سے تمکو خیر حاصل ہو) میں نے کہا یا رسول اللہ ضرور بتلایئے۔ فرمایا (سنو!) روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ (کی سوزش) کو ایسا بجہاتا ہے جیسا پانی آگ کو بجہاتا ہے اسکو ترمذی نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور اسکو صحیح بتلایا ہے اور پوری حدیث انشاء اللہ خاموشی (کی فضیلت) کے باب میں آوے گی اور کعب بن عجرہ وغیرہ کی روایت
۱۷ اسی مضمون میں پہلے گذر چکی ہے۔

(نمبر ۱۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ کہیگا اے پروردگار میں نے اسکو کہانے سے اور خواہشِ نفس (پورا کرنے) سے روکا تہا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسکو رات میں (زیادہ) سونے سے روکا تہا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہر دونوں کی شفاعت قبول کی جاویگی۔ اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راویوں سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے اور اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع وغیرہ میں سندِ حسن سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو روایت کرکے شرطِ مسلم پر صحیح کہا ہے۔

ف اِس حدیث میں روزہ اور قرآن دونوں کو ساتہ ساتہ بیان کیا گیا ہے جو اسکی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن کو روزہ سے خاص تعلق ہے اور روزہ کو قرآن سے

اسکے ساتھ جب نسائی کی یہ حدیث ملالی جائے ان اللہ فرض علیکم صیامہ و سننت لکم
قیامہ وسندہ صحیح کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر رمضان کا روزہ فرض کیا ہے
اور میں نے تمہارے لیے رمضان کا قیام (یعنی اسکی راتوں میں نماز پڑھنا جس کا نام
تراویح ہے) مسنون کیا ہے تو اس سے روزہ اور قرآن کا خاص تعلق اچھی طرح واضح ہوجاتا
ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن سے مراد پورا قرآن ہے تو ان حدیثوں کے ملانے سے یہ
بات ثابت ہوجاتی ہے کہ رمضان کے قیام (یعنی تراویح) میں قرآن کا ختم کرنا سنت ہے
خصوصًا جبکہ اسکے ساتھ صحابہ کے یہ آثار بھی ملائے جائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سب لوگ قرآن نہیں پڑھ سکتے میں چاہتا
ہوں کہ تم سب کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھا دیا کرو۔ نیز حضرت عمر رضہ نے تین قاریوں
کو بلایا ان میں جو سب سے تیز پڑھنے والا تھا اسکو ہر رکعت میں تیس آیتیں پڑھنے کا
حکم دیا اور متوسط پڑھنے والے کو پچیس آیتیں اور بہت ٹھیر کر پڑھنے والے کو دس آیتیں
۱۸ پڑھنے کا حکم دیا ان روایات کی سند حسن ہے جیساکہ اعلاء السنن میں تفصیل کے ساتھ ہم نے
بیان کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ میں سے کوئی قدر قلیل قرآن کے حفظ سے
عاجز تھا بلکہ کچھ نہ کچھ سورتیں سب کو حفظ تھیں پس حضرت عمر رضہ کے اس ارشاد کا کہ سب
لوگ قرآن نہیں پڑھ سکتے اس کے سوا کچھ مطلب نہیں کہ سب لوگ پورا قرآن
نہیں پڑھ سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کی راتوں میں کم از کم ایک ختم ضرور
ہوجانا چاہیئے اسکی تائید حضرت عمر رضہ کے دوسرے اثر سے ہوتی ہے کہ آپ نے سب سے
ٹھہر کر پڑھنے والے کو دس دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا اور اس طریقہ سے ایک ہی ختم ہوتا
زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام رمضان کی راتوں میں مصحف
سے انکو نماز پڑھاتا تھا اور زہری رحمہ فرماتے ہیں کہ رمضان کی راتوں میں بہت سے
اہل علم وصلاح مصحف سے امامت کرتے تھے (جس کا مطلب حنابلہ وشافعیہ نے
تو یہ سمجھا ہے کہ یہ لوگ تراویح میں مصحف کو سامنے رکھ لیتے اور دیکھ دیکھ کر قرآن
پڑھتے تھے مگر حنفیہ نے اس مطلب کو تسلیم نہیں کیا بلکہ ان کے نزدیک مطلب یہ ہے

کہ تراویح کے درمیان جلسہ استراحت میں بار بار مصحف کو دیکھ لیا کرتے تھے تاکہ نماز میں بھول نہو تشابہ نہ لگے۔ جیسا کہ اب بھی وہ حفاظ جن کے پیچھے کوئی سامع حافظ نہیں ہوتا تراویح سے پہلے اور درمیان میں سلام پھیر کر بار بار قرآن کو دیکھ لیتے ہیں بہرحال کچھ ہی مطلب ہو) اس سے حضرات صحابہ و تابعین کا اہتمام ختم قرآن کے متعلق ظاہر ہے کہ تراویح رمضان میں وہ قرآن ختم کرنے کا بہت اہتمام کرتے تھے ورنہ مصحف سے امامت کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ صرف وہی سورتیں پڑھا کرتے جو خوب یاد تھیں جن کے لئے مصحف دیکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی ان سب دلائل سے معلوم ہوگیا کہ رمضان میں تراویح کے اندر ایک بار ختم قرآن سنت ہے۔ اور گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً عملی طور سے تراویح میں ختم قرآن ثابت نہیں مگر آپ نے قولاً اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ اوپر ہم بیان کرچکے اور صحابہ نے حضور کے اشارہ کو سمجھ کر عملاً اس کا پورا اہتمام کیا۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل اعلاء السنن میں قابل دید ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ تمام علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ قرآن کا محفوظ رکھنا تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور تجربہ یہ ہے کہ بدون تراویح میں قرآن سنائے قرآن پوری طرح محفوظ نہیں ہوتا چنانچہ اس لیے مسلمانوں کے جن فرقوں میں تراویح کا اہتمام نہیں ہے انمیں حفاظ پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر شاذ و نادر کوئی ہوجاتا ہے تو چند روز میں بھول جاتا ہے اس لیے اگر کوئی دلیل بھی سنت ختم قرآن کی نہوتی تو یہی تجربہ اسکی ضرورت کے لیے کافی دلیل ہے۔ 19

پس اس سنت میں کوتاہی نہ کرنا چاہیئے مسلمانوں کو تراویح میں قرآن سننے اور سنانے کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ قرآن اُن کی شفاعت کرے کہ اے خدا انہوں نے مجھ کو رمضان کی راتوں میں بہت جگایا تھا میری شفاعت ان کے حق میں قبول فرما۔ اور اسکی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ مسلمان اپنے بچوں کو کثرت سے حافظ بنائیں۔ حفظ قرآن کا اچھی طرح رواج دیں افسوس اسکی طرف توجہ بہت کم ہوگئی ہے لوگوں نے ان سے توجہ ہٹالی ہے جبھی تو آسمانی رحمتوں کا سایہ بھی ہمارے سروں سے اٹھتا جاتا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو! تمہاری بقا قرآن کی بقا کے ساتھ وابستہ ہے اگر خدانخواستہ قرآن تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تمہاری ہستی بھی دنیا میں نہیں رہ سکتی ۱۲ مترجم

نمبر ۱۱ سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے ایک دن بھی روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اوسکو جہنم سے اتنا دور کردیں گے جتنی دور کوے کا وہ بچہ پہونچتا ہے جو پر لگتے ہی اُڑنا شروع کرے اور اپنے بڑھاپے تک اڑتا رہے یہاں تک کہ اسی حالت میں مرجائے (اب قیاس کرلو اس مدت میں کتنی دور دراز کی مسافت طے کرے گا سو اللہ تعالیٰ روزہ کی برکت سے مسلمان کو جہنم سے اتنا ہی دور کردیں گے ۱۲)

اسکو ابویعلیٰ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ مگر راوی کا نام سلامۃ (بن قیصر الف کے ساتھ) بیان کیا ہے اور اسکی سند میں عبداللہ بن لہیعہ ہیں (جنمیں بعض محدثین کو کلام ہے مگر احمد بن حنبل نے ان کو ثقہ کہا ہے اور احمد و بزار نے اسکو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اونکی سند میں ایک راوی کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ ۴۰

(**نمبر ۱۲**) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص ایک روزہ نفل رکھے پھر اسکو (دنیا میں) زمین کی برابر سونا دیا جائے تو جب بھی اس کے روزہ کا ثواب قیامت کے دن سے پہلے پورا نہو گا اسکو ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور بجز لیث بن ابی سلیم کے اس کے سب راوی ثقہ ہیں (اور لیث بن ابی سلیم کو بھی بہت لوگوں نے ثقہ کہا ہے مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے اور بخاری نے تائید کے درجہ میں ان کی روایات کو اپنی صحیح میں داخل کیا ہے۔ پس یہ حدیث حسن ہے)

ف جب نفل روزہ کا ثواب بھی زمین بھر سونے سے پورا نہیں ہوسکتا فرض روزہ کا ثواب کس قدر ہوگا اسکو خود سمجھ لیا جائے کیونکہ فرض کا د

نفل سے بہت بڑا ہے ۱۲ مترجم۔

(نمبر ۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ کا افسر بناکر براہ سمندر روانہ کیا تھا چنانچہ وہ اندھیری رات میں (کشتی کا) بادبان اٹھائے جارہے تھے کہ اوپر سے ایک ہاتف نے انکو آواز دی کہ اے کشتی والو ذرا ٹھہرو میں تمکو ایک فیصلہ کی خبر دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کرلیا ہے ابو موسیٰ اشعری نے جواب دیا کہ ہاں ہاں بتلاؤ اگر تم بتلا سکتے ہو۔ ہاتف نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے لیے اپنے کو گرمی کے دن میں پیاسا رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اوسکو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں) سیراب کرے گا۔ (اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور اسکی سند انشاء اللہ حسن ہے اور ابن ابی الدنیا نے بھی بواسطہ لقیط کے ابو بردہ ابو موسے اشعری سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ یہ بات لازم کی ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے گرمی کے دن میں پیاسا رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا یہ حق ہے کہ قیامت کے دن اُسکو سیراب کرے ابو بردہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابو موسیٰ گرمی کے ایسے سخت دنوں کی تلاش میں رہتے جن میں گرمی اور پیاس سے انسان کی کھال اتری جاتی تھی۔ اور وہ اُن دنوں میں روزہ رکھتے۔ ۲۱

(نمبر ۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی[لہ] ہے کہ رسول اللہ

لہ حافظ منذری رحمۃ اللہ کی عادت ہے کہ ضعیف حدیث کو روی عن فلان سے شروع کرتے ہیں اور حسن یا صحیح کو عن فلان سے ہمنے ترجمہ میں اس اصطلاح کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ روی عن فلان کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ فلاں صحابی سے مروی ہے۔ اور عن فلان کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ فلاں صحابی سے روایت ہے پس ترجمہ میں جہاں لفظ مروی آئے سمجھ لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جہاں لفظ روایت آئے اُسکو صحیح یا حسن سمجھا جائے ۱۲ مترجم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی ایک زکوۃ ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے (یعنی صبر کا آدھا حصہ روزہ میں ہے) اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(نمبر ۱۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایکدن) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ کا سہارا دیکر بٹھلایا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص (کلمہ) لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ایک دن کا روزہ رکھے اور روزہ ہی (کی حالت) میں اس کا خاتمہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لئے کچھ صدقہ کرے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اسکو امام احمد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کچھ نقص نہیں اور اصبہانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے حذیفہ جس شخص کا خاتمہ روزہ کے اوپر ہو جس سے اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ کیا ہو اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ۲۲

(ف) مطلب حدیث کا واللہ اعلم یہ ہے کہ جس کا خاتمہ ان اعمال کے اوپر ہو وہ جنتی ہے پس مسلمان کو چاہیے کہ جبدن اسکو اپنی موت کا خطرہ غالب ہو اسدن روزہ کی نیت کرے اور کچھ صدقہ خیرات بھی کرے اور لا الہ الا اللہ کی کثرت کرے تاکہ ان اعمال پر خاتمہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق جنتی ہوجائے اور اللہ اور اوس کے رسول سے زیادہ کسی کا وعدہ سچا نہیں ۱۲ مترجم

(نمبر ۱۶) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی عمل بتلائیے حضور نے فرمایا کہ روزہ رکھنا اختیار کرو کیونکہ اسکے برابر کوئی عمل نہیں جیسے (پھر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی (اور) عمل (بھی) بتلائیے فرمایا روزہ کی پابندی کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں میں نے (پھر) عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کوئی (اور) عمل (بھی) بتلائیے فرمایا روزہ کی عادت کرلو اس کے مثل کوئی عمل نہیں اسکو نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسطرح مکرر کیساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو بدون تکرار کے روایت کیا اور حدیث کو صحیح بتلایا ہے

اور نسائی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھکو نفع دیں حضور نے فرمایا کہ روزہ رکھنا اختیار کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ایک حدیث کے ضمن میں ان لفظوں سے روایت کیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سے میں جنت میں پہونچ جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ کیونکہ اسکی مثل کوئی عمل نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ کے گھر میں دن کو کبھی دھواں نظر نہ آتا تھا سوا اس دن کے جس میں ان کے گھر کوئی مہمان آیا ہو (تو مہمان کی خاطر سے دن کو کھانا پکایا جاتا اور آگ جلائی جاتی تھی ۱۲)

ف علماء امت کا اسپر اتفاق ہے کہ ایمان کے بعد نماز تمام اعمال سے افضل ہے اور اس کے دلائل نماز کے بیان میں گذر ہی چکے ہیں پس یہاں جو روزہ کے متعلق ارشاد ہے کہ اسکی برابر اور اس جیسا کوئی عمل نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض حیثیتوں میں روزہ کے برابر کوئی عمل نہیں مثلاً یہ کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتا اسمیں اخلاص آسانی کے حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ روزہ کی کوئی خاص ہیئت نہیں جس سے دوسروں کو اسکی اطلاع ہوسکے اور لبوں کی خشکی یا ضعف بدن سے بہت سے بہت اتنا معلوم ہوسکتا ہے کہ آج اس کا فاقہ ہے روزہ سے ہونا بدون بتلائے کسیکو معلوم نہیں ہوسکتا بخلاف دوسرے اعمال کے کہ ان کا مخفی رہنا دشوار ہے کیونکہ ہر عمل کی ایک خاص ہیئت ہے جس سے اس کا ظہور ہوجاتا ہے۔ ۲۳

اور خاص کسی حیثیت سے کسی عمل کا افضل اور بیمثل ہونا اسکو مستلزم نہیں کہ وہ ہر حیثیت سے افضل ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب کی حالت کے مناسب اسکو کوئی خاص عمل بتلایا کرتے تھے چونکہ اس کے لیے وہی عمل مناسب ہوتا۔ اسلئے اس کے حق میں اسکی برابر دوسرا عمل مفید نہ ہوتا تھا پس اس صورت میں

مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے واسطے اس سے بہتر اور اسکی برابر کوئی عمل نہیں گو کہ بعض دوسرے اعمال اس سے افضل ہوں اسکی ایسی مثال ہے جیسے حکیم کسی مریض سے یوں کہے کہ مونگ کی کھچڑی سے بہتر کوئی غذا نہیں اس کا مطلب سب یہی سمجھیں گے کہ اس مریض کے لئے اس سے بہتر کوئی غذا نہیں اسیطرح یہاں سمجھو۔ ۱۲۔ مترجم

(نمبر ۱۷) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اسکو (جہنم کی) آگ سے بقدر ستر سال کی مسافت کے دور کر دیں گے اسکو بخاری وسلم اور ترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے۔

(نمبر ۱۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُسکے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق (کی آڑ اتنی بڑی) بنا دیں گے جیسے آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے اسکو طبرانی نے اوسط وصغیر میں سند حسن سے روایت کیا ہے۔ ۲۴

(نمبر ۱۹) عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھے دوزخ اُس سے سو سال کی مسافت پر دور ہوجائے گی۔ اسکو طبرانی نے کبیر و اوسط میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جسمیں کچھ نقص نہیں۔

(نمبر ۲۰) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ کے رستہ میں رمضان کے علاوہ ایک دن کا روزہ رکھے وہ دوزخ سے بقدر سو سال کی مسافت کے دور ہوجائے گا شائستہ تیز رفتار گھوڑے کی چال سے اسکو ابو یعلیٰ نے زبان بن فائدہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(نمبر ۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ نے اُس کے چہرہ کو اس دن کی برکت سے بقدر ستر سال کی مسافت کے جہنم سے (دور) ہٹا دیگا

(باقی آیندہ)

چونکہ شیطان کا مقصود تو وسوسہ ڈالنے سے یہ ہے کہ یہ رنج وغم میں مبتلا ہو اور جب یہ اور اُلٹا خوش ہوگا تو وسوسے ڈالنا چھوڑ دے گا سبحان اللہ کیا اچھا علاج ہے حاصل یہ ہے کہ ایسے وسوسوں کا آنا جو خیال ہی کے مرتبہ میں ہو خدائے تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کے خلاف نہیں ہے ہاں جو وسوسے عقیدہ کے مرتبہ میں ہوں اور اُن پر عمل کرنے کو آمادہ ہو جائے تو ایسے وسوسے اُس کے دل میں آویں گے جس کے دل میں عظمت نہ ہو پس جبکہ یہ فرق عظمت کی وجہ سے ہے کہ جس کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے اُس کے حکموں میں تو حجتیں نہیں نکالی جاتیں اور جس کی عظمت دل میں نہیں اُس کے حکموں میں حجتیں نکالی جاتی ہیں پس حق تعالیٰ کی اور اُس کے حکموں کی عظمت دل میں پیدا کرنا چاہیے تاکہ یہ شبہے اور بُرے وسوسے بند ہوں اور خدا تعالیٰ کے حکموں سے مراد خاص قرآن نہیں بلکہ حدیث و فقہ[1] بھی اُس میں داخل ہے۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکموں کی عظمت ضروری ہے۔ اُسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی بھی عظمت ضروری ہے۔ اِس لئے کہ آپ کے احکام اصل میں خدا تعالیٰ ہی کے 9
احکام ہیں۔ اور اسی طرح فقہاء کے حکموں کی بھی عظمت ضروری ہے اِس لئے کہ وہ سب قرآن و حدیث ہی کے حکموں سے لئے گئے ہیں اِس لئے ان میں بھی حجتیں نکالنا وجہ دریافت کرنا نہایت بے ادبی ہے ہاں طالب علم اگر علمی لیاقت بڑھانیکے لئے وجہ دریافت کرے تو کچھ حرج نہیں مثلاً حکیم نے بیمار کو ایک نسخہ لکھکر دیا اگر بیمار دریافت کرنے لگے کہ جناب آپ نے گل بنفشہ گاؤزبان کیوں لکھا ہے۔ حکیم ہوگا تو اُس کو کان پکڑ کر نکال دیگا اور اگر کوئی طالب علم جو اُس فن کو حاصل کرنے آیا ہے سوال کرے اُس کے سوال کرنے سے خوش ہوگا اور بیان کریگا۔ پس عام لوگوں کا پوچھنا ایک بیہودہ حرکت ہے اور اگر ضد میں سوال کرے تو سخت بے ادبی اور کفر کے قریب ہے افسوس ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شریعت کا حکم بیان کرنے میں کیسی مشقتیں اٹھائیں، ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں اور ہماری خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ ہمارے روشن خیال بھائیوں نے اُس کی یہ قدر کی کہ عمل کرنیکے

[1] مسئلوں کے علم کو فقہ کہتے ہیں۔ ۱۲

بجائے اُن میں اپنی رائے کو دخل دینے لگے کہ فلاں حکم عقل کے خلاف ہے فلاں موافق ہے چاہیے یہ تھا کہ حضور کا احسان مانتے اور جب کوئی حکم ملتا سر آنکھوں پر شروع کر دیتے پھر دیکھتے کہ کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ غرض ہم کو آپ کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے جیسا بیمار ایک مہربان حکیم سے کرتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی اُس کے لئے تجویز کرتا ہے اپنی مصلحت سمجھتا ہے اور احسانمند ہو کر عمل کرتا ہے سو اس حدیث میں ہماری ضرورت پر نظر فرما کر یہ ضروری مضمون ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ ہم اس بلا میں پھنسے ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے اِسوقت اس حدیث کے اختیار کرنیکی سو یہ مرض جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے ہم لوگوں میں آج کل رچ رہا ہے یعنی جس چیز پر ہم لوگوں کی نظر ہے اس پر حقتعالیٰ کی نظر نہیں اور جس پر حقتعالیٰ کی نظر ہے اُس پر ہماری نظر نہیں ہم لوگوں کی نظر تو صورتوں اور مالوں پر ہے۔ اور حق تعالیٰ کی اُن پر نظر نہیں۔ حق تعالیٰ کی نظر نیتوں اور کاموں پر ہے اُن پر مخلوق کی نظر نہیں اور یہ حق تعالیٰ کے ساتھ اچھا خاصہ مقابلہ ہے خدا اپنی پناہ میں رکھے۔ مخلوق کی صورت پر نظر تو یہ ہے کہ رات دن کوشش ہے کہ ہماری صورت ہمارا لباس ہماری وضع ہمارا طرز و انداز لوگوں کی نظروں میں بھلا معلوم ہو ہر شخص تھوڑا بہت اسی دُھن میں ہے اور رات دن سوائے بناؤ سنگار کے کوئی مشغلہ نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بناؤ سنگار اور زینت کرنا منع ہے زینت کرنا جائز ہے مگر کب تک جبتک کہ اُس میں حد سے نہ گذرے اور اس میں زیادہ مشغولی نہ ہو اور جب اس میں زیادہ مشغولی ہوئی تو وہ غفلت کا سبب ہو جاتی ہے اور اس صورت میں اُس کا ناجائز ہونا ظاہر ہے۔ غرض زینت اور بناؤ سنگار کو مشغلہ نہ بنانا چاہیے۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز مرہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔ ناغہ کر کے کنگھی کرنے کی اجازت دی اور یہ بھی تجربہ ہے کہ جو لوگ رات دن بناؤ سنگار میں مشغول رہتے ہیں وہ کمال سے خالی ہوتے ہیں اس لئے کہ اگر اُن میں کمال ہوتا تو اُس میں مشغول ہونے سے زینت کی طرف توجہ نہ رہتی۔ بناؤ سنگار اگرچہ جائز وضع اور شکل کا ہو مگر جب اس میں رات دن مشغولی ہو تو ناجائز ہے اور اب تو جائز وضع سے بھی گذر کر ناجائز

وضع پر زینت کرتے ہیں غیر قوموں کے لباس اور طرز کو پسند کرتے ہیں۔ ڈاڑھی کے پیچھے ہیں۔ اور جائز ناجائز کے لحاظ کے علاوہ ویسے اسلامی غیرت کا بھی تو یہی تقاضا تھا کہ ہم اپنی وضع کے پابند رہتے جیسے اور قومیں اپنی اپنی وضع کی پابند ہیں اور ہماری دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک خاص پہچان ہوتی۔ مگر اب وہ غیرت اسلامی اڑ گئی مسلمانوں کی پہچان اصل میں وضع اور کاموں سے تھی مدت سے کاموں کی پہچان تو نہ رہی تھی کیونکہ عام طور پر لوگوں نے اسلام کے موافق کام کرنے ہی چھوڑ دیے تھے۔ جس سے پہچان ہوتی صرف وضع کی پہچان باقی تھی سو افسوس ہے کہ اب وہ بھی رخصت ہوئی شاید کوئی کہے کہ ہماری شناخت ترکی ٹوپی سے ہے کیونکہ اس قسم کی ٹوپی اور کوئی قوم استعمال نہیں کرتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ٹوپی حیدرآباد دکن میں ہندو بھی استعمال کرنے لگے ہیں اس لئے اس سے کچھ بھی شناخت نہ رہی دوسرے یہ کہ اگر ٹوپی کسی وقت سر پر نہ ہو جیسے کہ اکثر نئے تعلیم پائے ہوئے لوگوں کا یہ فیشن ہے کہ ننگے سر ہی رہتے ہیں تو پھر شناخت کس چیز سے ہوگی۔ تو اب ہر وقت سر پر ٹوپی رکھنے کو ضروری کہا جاوے گا جیسے مجھ کو ایک حکایت یاد آئی میرے یہاں ایک مہمان آئے میں نے اپنے ایک بھولے دوست سے کہا کہ دیکھو ان کو پہچان لو میں ان کو مکان سے کھانا بھیجوں گا کھلا دینا۔ اس کے بعد مکان سے کھانا آیا تو وہ مہمان میرے پاس بیٹھے تھے وہ دوست آکر کہنے لگے کہ کھانا تو آگیا مگر وہ مہمان معلوم نہیں کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سامنے کیا بیٹھے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان کے پاس چادر تو نہیں تھی میں نے ہنسی میں ان مہمان سے کہا کہ آج سے یاد رکھیے کہ آپ ہر وقت چادر اوڑھے رہا کیجئے ورنہ کھانا نہ ملا کرے گا تو کیا چادر کی طرح ہر وقت ٹوپی سر پر رکھنا ضروری ہوگا غرض ٹوپی کوئی خاص علامت نہیں خاص جسم کے اندر بھی کسی علامت کا ہونا ضروری ہے سو وہ ڈاڑھی ہے اور دوسری علامت لباس ہے۔ بغیر ان دونوں علامتوں کے شناخت نہیں ہو سکتی نہ تو صرف ڈاڑھی ہی کافی ہے اسلئے کہ لڑکوں کے ڈاڑھی نہیں ہوتی اگر شناخت کے لئے ڈاڑھی رکھی جائے تو لڑکوں کی شناخت کس چیز سے ہوگی

11

دوسرے اس لئے بھی کہ اور بھی بہت سی قومیں ڈاڑھی رکھتی ہیں۔ ان سے شناخت سوائے لباس کے کسی چیز سے نہیں ہوسکتی۔ اور نہ صرف لباس شناخت کے لئے کافی ہے اور یہ ظاہر ہے پس دونوں کی ضرورت ہوئی غرض اسلامی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی اسلامی وضع کی حفاظت رکھیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنے کا مسئلہ قرآن میں دکھلاؤ سو پہلے بیان ہوچکا ہے کہ حدیثوں سے جو احکام ثابت ہوچکے ہیں وہ سب خداوندی احکام ہیں کیونکہ حدیث پر عمل کرنے کا حکم خود قرآن میں ہے پس اس طور پر حدیثوں کے تمام حکم قرآن میں ہیں۔

(۲) زینت کی بعض وضع کا ناجائز ہونا شرع سے یقیناً ثابت ہے مگر لوگ اسلامی وضع کے ایسے دشمن ہوئے ہیں کہ اسمیں طرح طرح کی حجتیں نکالتے ہیں۔ بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ غیر قوموں سے مشابہت پیدا کرنیکی ممانعت جس حدیث میں ہے اُس کا پورا ثبوت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی فرمائی ہوئی ہے بلکہ اسمیں شبہہ ہے
اور اس کا ثبوت کمزور ہے۔ سبحان اللہ اچھے اچھے تحقیق کرنے والے اور جانچنے والے ۱۲
پیدا ہوئے ہیں حدیث کے ثبوت کی کمزوری اور قوت پہچاننے والے بھی آپ ہی ہیں خیر اگر تمہارے نزدیک اس حدیث کا ثبوت کمزور ہی ہے تو دوسری حدیثیں بھی تو موجود ہیں جن کا ثبوت قوی ہے۔ دوسری قوموں کے ساتھ مشابہت کا ناجائز ہونا تو بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اُن مردوں پر جو عورتوں کی شکل بنائیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی شکل بنائیں توجبکہ مردونکو عورتونکی مشابہت ناجائز ہے حالانکہ ہمارے مرد اور عورتوں میں اسلامی شرکت بھی ہے تو جہاں کہ اسلامی شرکت بھی نہو جیسے کافر قومیں اُن کے ساتھ مشابہت اور انکی وضع بنانا تو کیسے جائز ہوگا۔

جو صاحب اس مسئلہ میں کلام کرتے ہیں اُن سے ہماری ایک عرض ہے اگر اس کو انہوں نے پورا کر دیا تو ہم آج ہی سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ہرگز اُن سے اس مسئلہ میں گفتگو نہ کریں گے کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنا لباس اُتار دیجئے اور دولتخانہ میں جاکر بیگم صاحبہ کا کمخواب کا پاجامہ اور سُرخ ریشمی کامدار کرتہ اور بنارسی دوپٹہ

(باقی آئندہ)

روح شانزدہم ملقب بہ باب الریان

روزے رکھنا خاص کر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے رکھنا روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے لے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا اور (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اسکی نجات کیلئے کافی نہیں) روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں وہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ پوشیدہ ہوتا ہے بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں ہو سکتی اسلئے روزہ وہی رکھیگا جسکو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا اور اگر فی الحال اسمیں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ جسکے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہو گئی اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اس طرح فرمایا ہے (۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اسکے لئے ہیں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے (بخاری) (۴) ایک اور روایت میں حقتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا اپنا پینا اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی سے متعلق ہے) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری) اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے (۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور پینا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا) (ابن خزیمہ) ٦٥

(ف) ان حدیثوں سے اوپر والی بات ثابت ہو گئی اور اسی لئے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمائی جیسا ۳ میں گذرا اور اسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا چنانچہ (۶) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی برابر نہیں میں نے (دوبارہ) عرض کیا یا رسول اللہ مجکو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی مثل نہیں میں نے (تیسری بار) پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجکو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی مثل نہیں (نسائی و ابن خزیمہ) (ف) یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے مثلاً خصوصیت مذکورہ میں اور روزہ میں جو حقتعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے روزہ دار اگر اسکا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچیگا کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے اور جب گناہوں سے بچیگا تو دوزخ سے بھی بچیگا اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے (۷) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کیلئے (احمد و بیہقی) اور جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں اسی طرح بہت

ظاہری بیماریوں سے بھی بچاتا ہے کیونکہ زیادہ تر یہ بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں روزہ کی اخیں
کمی ہوگی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آویں گی اگلی حدیث میں اسکی طرف اشارہ ہے (۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے (ابن ماجہ) **ف** یعنی جس طرح
زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکلجاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل یعنی مادہ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے
دور ہوجاتا ہے اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے (۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست ہوجاؤ گے (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسیطرح
اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے چنانچہ (۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ کھولتا
ہے) تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے چنانچہ ظاہر ہے) اور جب اپنے پروردگار سے ملیگا (اُسوقت) اپنے روزہ پر خوش ہوگا
(بخاری) اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور بھی مقرر کیگئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو کہ سنت
مؤکدہ ہے بعضی باتیں اسمیں روزے کی سی ہیں مثلاً نیند جو کہ کھانے پینے کی طرح نفس کو پیاری چیز ہے تراویح سے
اسمیں کسی قدر کمی ہوتی ہے اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہوسکتی چنانچہ بہت دفعہ آدمی
نماز میں سو جاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے اور مثلاً بعض دفعہ سجدہ میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع
پر ہوجاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب وضو نہ رہا نماز بھی نہ رہی یا مثلاً وضو بھی ٹوٹا مگر سوتے ہوئے
جسقدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا۔ تو ایسی حالت میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کرکے اس نماز ۲۲
کو لوٹانا یا نماز کے اُس حصہ کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص کر سکتا ہے جسکے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور
خوف ہوگا پس روزہ کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ
نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں ایکدن میں ایک رات میں اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے (۱۱) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری
کو (تراویح و قرآن کیلئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو مؤکدہ ہونیکے سبب وہ بھی ضروری
ہے) جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے
اُس دن کی طرح نکل جائیگا جسدن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا (نسائی) (۱۲) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت (یعنی بخشش
کی سفارش) کرینگے۔ روزہ کہیگا کہ اے میرے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا
سو اسکے حق میں میری سفارش قبول کیجیے اور قرآن کہیگا کہ میں نے اس کو پورا سونے سے روکے رکھا سو اسکے حق میں میری

سفارش قبول کیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی سفارش قبول کر لیجاویگی (احمد و طبرانی فی الکبیر وابن ابی الدنیا وحاکم) **ف** دونوں حدیثیں ملانے سے صیام و قیام میں مناسبت جسکی تفصیل ابھی اوپر آئی ہے ظاہر ہے۔ یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے **آیت (۱۳)** ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لانبی آیت میں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اخیر میں ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے (احزاب) **احادیث (۱۴)** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لانبی حدیث میں) فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے (بخاری) **ف** اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے اسلئے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی ہاں کچھ کم ہو جاتی ہے (۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں جسمیں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں ذکر ہیں) ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس پر عمل کرنیوالے کا ثواب (غیر محدود ہے) اس کو کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے (طبرانی فی الاوسط وبیہقی) (۱۶) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں پھر اُن میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے اور جو کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو جیسے تراویح) مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسکے لئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت کا بناتا ہے جسکے ساٹھ ہزار دروازے ہونگے انمیں سے ہر دروازہ کے متعلق ایک محل سونیکا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔ پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اسکے سب گذشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں (جو) رمضان (گذشتہ) کے ایسے ہی دن تک (ہوئے ہوں یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لیکر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اسکے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھیگا خواہ دن کو خواہ رات کو ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملیگا جسکے سایہ میں سوار پانچسو برس تک چل سکیگا (بیہقی) (۱۷) حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہونچا (یعنی رمضان) ایسا مہینہ جسمیں ایک رات ہے جو (ایسی ہے کہ جسمیں عبادت کرنا) ایکہزار مہینے (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے روزہ کو فرض کیا ہے اور اسکی

عہ لو یرض موسیٰ علیہ السلام ہذہ الخفۃ فزاد عشرا ان ثبت ما رواہ الدیلمی کما فی الدر المنثور ورضیہا لنا مع بقاء اصل الخلوف فشرع لنا السواک وہذا من باب اختلاف الشرائع ۱۲

شب بیداری (یعنی تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے جو شخص اسمیں کسی نیک کام سے (جو فرض نہو) خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اسکے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ایک فرض ادا کرے اور جو کوئی اسمیں کوئی فرض ادا کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اسکے سوا کسی دوسرے زمانے میں ستر فرض ادا کرے (آگے ارشاد ہے کہ) جو شخص اسمیں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا دے (یعنی کچھ افطاری دیدے) یہ اسکے گناہوں کی بخشش کا اور دوزخ سے اُسکے چھٹکارے کا ذریعہ ہو جائیگا اور اس کو بھی اُس روزہ دار کی برابر ثواب ملیگا اس طرح سے کہ اس کا ثواب بھی نہ گھٹیگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص کو تو اتنا میسر نہیں جس سے روزہ دار کا روزہ کھلوا سکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے) آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دُودھ کی کسی پر (جو دودھ میں پانی ملا کر بنائی جاتی ہے) کھلوا دے الخ (ابن خزیمہ) اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے یعنی اعتکاف رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمہ ہے لیکن اگر بستی میں ایک بھی کرے تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اعتکاف اسکو کہتے ہیں کہ ارادہ کر کے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلونگا اور روزہ اور تراویح کی طرح اسمیں بھی نفس کی ایک بیماری چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار پھرنا اور اسی طرح اسمیں بھی دکھلاوا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کس خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا ہے آگے اسکی فضیلت کا ذکر ہے (۱۸) علی بن حسین اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے دو حج اور دو عمرہ جیسا (ثواب) ہوگا (بیہقی) (۱۹) حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنیوالے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رُکا رہتا ہے اور اُس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو (مشکوۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اسمیں یہ بھی ہے کہ اسمیں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور مسجد میں حاضر رہنے کی فضیلت بوعظ دوازدہم میں گذر چکی ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں اور یہ عبادتیں جسدن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کا دن اسکی بھی فضیلت آئی ہے چنانچہ (۲۰) حضرت انس رض سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کیلئے نکلے ہیں اپنی عزت و جلال اور کرم و شان بلند کی قسم میں ضرور انکی عرض قبول کرونگا پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تمکو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں (مشکوۃ بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوۃ کی ہیں باقی سب ترغیب سے ہیں اشرف علی ۶۸

لمہ و فی قولہ تعالیٰ ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد اشارۃ لطیفۃ الی تخصیص الرجال بالمساجد حیث خص بالخطاب من یقصود منہ مباشرۃ النساء وماہم الا الرجال ۱۲ منہ

اسمیں یہ ہے کہ ایک عرصہ تک تو لوگوں کی یہ حالت تھی کہ اس معاملۂ غم افزا میں آپ پر
انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اس روش میں مکار تھا۔ کیونکہ خدا نے اسکو چوروں کے
ضمن میں رسوا کر دیا میں نے نہ چاہا کہ اون کے انکار کی شامت اونکو کفر اختیاری میں مبتلا
کر دے اور وہ اپنی ناواقفیت اور جہالت سے گمان بد میں مشغول رہیں اس لیے میں نے
اس کرامت کو ظاہر کر دیا کہ میں کام کے وقت تم کو ہاتھ عطا کرتا ہوں تاکہ یہ بدگمان
بیچارے درگاہ خداوندی سے مردود نہ ہو جائیں۔ یہ آپ کے لئے نہیں ہے اسلئے
کہ آپکو تو میں ان کراماتوں سے پہلے خود اپنی ذات سے (یعنی اوس کے مشاہدہ یا اپنی طرف سے
الہام سے یا کسی اور طریقہ سے) قابل تسلی دے چکا ہوں بلکہ یہ کرامت تو میں نے آپکو
ان لوگوں کی وجہ سے عطا کی ہے اور یہ چراغ میں نے آپ کے سامنے ان ہی لوگوں
کی رہنمائی کے لئے رکھا ہے آپ کو اسکی کچھ ضرورت نہیں۔ اسکی ایک وجہ تو پیشتر
معلوم ہو چکی۔ دوسری یہ ہے کہ آپ کو ہاتھ کٹنے کا کچھ ایسا غم بھی نہیں تھا جس کے
لئے اس اہتمام کی ضرورت ہوتی۔ اس لئے کہ آپکا مرتبہ اس سے ارفع ہے کہ آپکو 181
جسم کے مردہ ہونے یا اوس کے اجزا کے جدا ہو جانے سے خوف ہو اور اسکی تحقق کے
بعد رنج ہو۔ لیکن اتنا فائدہ آپ کے لئے بھی ہوا کہ گو آپ کو تفریق اجزا کا خوف
اور رنج نہ ہو مگر نفس تفرق جسم کا توہم ہو سکتا تھا اب وہ بھی جاتا رہا۔ اور خوب
قوی اور مستقل طور پر اندفاع توہم آپ کو حاصل ہو گیا۔ کیونکہ اس واقعہ سے آپ کو
معلوم ہو گیا کہ آپ کا قطع ید ایسا تھا جیسا خواب میں کسی کا ہاتھ کٹ جاتا ہے۔
اور آنکھ کھلنے کے بعد وہ اوسکو سالم پاتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تفرق جسم کے
بعد بھی حق سبحانہ جب چاہتے ہیں اتصال پیدا کر سکتے ہیں پس وہ تفرق ایسی
صورت میں کچھ بھی قابل التفات نہ ہو گا۔ اب مولانا اسکی تائید میں ایک قصہ
بیان کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ دیکھو ساحران فرعون کو کسقدر تفریق
جسم کی دھمکیاں دی گئیں لیکن چونکہ یہ تفرق اون کی نظر میں ایک وہم و خیال سے
زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا نیز اونکو خدا کی قدرت پر اطمینان تھا کہ اگر وہ چاہیں

تو پھر اتصال پیدا کردیں گے اسلئے اونہوں نے اِن دھمکیوں کی طرف کچھ بھی التفات نہ کیا تفصیل قصہ حسب ذیل ہے۔

شرح شبیری

چون بریدہ شد برائے حلق دست مرد زاہد را در شکوے ببست

یعنی چونکہ اون کا ہاتھ حلق کی وجہ سے کاٹا گیا تو اون مرد زاہد کے شکوے کا دروازہ بند ہوگیا یعنی پہر اونہوں نے کوتوال وغیرہ کیسی کی شکایت نہیں کی اسلئے کہ اونکو تو معلوم تہا
کہ یہ اوس حرکت کی سزا ہے۔ ۱۸۲

ایچنین باشد چو یکدر بستہ شد صد در دیگر بروے شکستہ شد

یعنی ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ جب ایک در بند ہوا تو سو دروازے دوسرے اوسپر ٹوٹ جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر ایک دروازہ اسباب میں بند ہوجاتا ہے تو حق تعالیٰ اور دوسرے سیکڑوں اسباب پیدا فرمادیتے ہیں اور در کھلنے کو ٹوٹنے سے تعبیر کیا کہ وہ ٹوٹ گئے ہیں کہ اب بند ہی نہیں ہوتے۔ اور یہ شعر مابعد کی تمہید ہے خلاصہ یہ ہے کہ آگے بیان کریں گے کہ اون زاہد صاحب کے خلوت میں ہاتھ لگ جاتا تہا تو بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو اگرچہ ظاہر میں اون کا ہاتھ کٹ گیا تہا مگر اوس کے کٹ جانے سے اون کا ضرر کچھہ نہیں ہوا بلکہ اون کو حق تعالیٰ نے دوسرا ہاتھ عنایت فرمادیا۔ آگے پہر اون کی حکایت ہے۔

شیخ اقطع کی کرامت اور اُن کا خلوت میں دونوں ہاتھوں سے زنبیل بُننا

شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق   کرد معروفش بدین آفات خلق

یعنی لوگوں کے آگے اون کا نام شیخ اقطع ہوگیا اور لوگوں نے ان آفات کے ساتھ اُنکو مشہور کردیا یعنی شیخ اقطع تو اُن کے نقص پر دال تھا مگر لوگوں نے یہی اونکا نام مشہور کردیا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

گر تو نام اوش خواہے رواں   ہین و بوالخیر تیناتیش خوان

یعنی اگر تم اون کا اول نام معلوم کرنا چاہتے ہو تو جاؤ اور اونکو ابوالخیر تیناتی کہو تیناتی ۱۸۳
بفتح تا و یائے تحتانی نام موضع ست بشش فرسخ از مصر یعنی اون کا اصلی نام ابوالخیر ہے اور
تیتان کے رہنے والے تھے

در عریش او را یکی زایر بیافت   کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

یعنی جھونپڑی میں ایک زائر نے اونکو پایا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے زنبیل بن رہے ہیں

گفت او را اے عدوئے جان خویش   در عریشم آمدی سر کردہ پیش

یعنی شیخ نے اوس سے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن تو میرے جھونپڑے میں ویسے ہی منہ اوٹھائے ہوئے چلا آیا۔

ہین چرا کردی شتاب اندر سباق   گفت از افراط مہر و اشتیاق

یعنی (فرمایا کہ) ارے تو نے آنے میں جلدی کیوں کی تو اس نے عرض کیا کہ فرط محبت اور اشتیاق کی وجہ سے۔

پس تبسم کرد و گفت اکنون بیا لیک مخفی دار این را اے کیا

یعنی پس انہوں نے تبسم کیا اور فرمایا کہ اب آجا لیکن اے زیرک اسکو تو پوشیدہ ہی رکھنا

تا نمیرم من مگو این با کسے نے قرینے نے حبیبے نے خسے

یعنی جب تک کہ میں مر نہ جاؤں اسکو کسی سے مت کہنا نہ کسی ساتھی سے نہ دوست سے نہ کسی کمینہ سے مطلب یہ ہے کہ کسی سے مت کہنا۔ ان بزرگ نے اس شخص کو تو منع کر دیا مگر پھر ہوا کہ

بعد ازان قوم دگر از روزنش مطلع گشتند بر بافیدنش

184 یعنی بعد اس کے دوسرے لوگوں نے جھونپڑی کے روزن سے ان کے بننے پر اطلاع پالی جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو لوگوں پر ظاہر ہو گیا تو ان کو یہ خوف ہوا کہ کہیں انپر کوئی وبال نہ آوے کہ اسکو ظاہر کیوں کیا تھا۔ لہذا اس ڈر کے مارے دعا فرمایا

گفت حکمت را تو دانی کردگار من کنم پنہان تو کردی آشکار

یعنی انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ حکمت کو تو آپ ہی جانتے ہیں مگر میں نے تو پوشیدہ کیا تھا اور آپ نے ظاہر فرمایا مطلب یہ کہ اے اللہ اسمیں میری تو کوئی خطا ہے نہیں آپ نے ہی ظاہر فرمایا ہے۔

آمد الہامش کہ یک چندے بدند کاندرین غم بر تو منکر مے شدند

یعنی انکو الہام ہوا کہ یہ لوگ ایک مدت (اس طرح) تھے کہ اس تکلیف میں تم پر منکر ہوا کرتے تھے (اور کہا کرتے تھے کہ)

کہ مگر سالوس بود اندر طریق　　　کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

یعنی کہ شاید طریق حق میں مکار تھے کہ خدا نے اوسکو فریق میں رسوا کر دیا۔ یعنی لوگ تمہارے ہاتھ کٹ جانیکو کہا کرتے تھے کہ مکار تھا لہذا حق تعالیٰ نے اوس کا بدلا دیا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ چور تھا تو چونکہ لوگ تم پر بدگمانی کیا کرتے تھے اور اوس سے اون کے ایمان کے متزلزل ہونیکا خوف تھا لہذا

من نخواہم کاین رمہ کافر شوند　　　وز ضلالت در گمان بد روند

یعنی میں نہیں چاہتا کہ یہ جماعت کافر ہوں اور گمراہی کی وجہ سے گمان بد میں پڑیں یعنی حقتعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ تمہاری شان میں گستاخی سے عوام کے ایمان کا خوف تھا کہ کہیں گستاخی مفضی الی الکفر نہو جائے۔ اور ایسا بہت ہوا ہے۔ قصبہ دیوبند میں ایک شخص نے ایک بزرگ کی شان میں گستاخی کی تو اون بزرگ نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارے ایمان کو سلامت رکھے بد دعا نہیں دی بلکہ یہ دعا کی لیکن اندر سے دل تو دُکھا ہی تھا۔ تو وہ شخص کچھ ہی دنوں بعد نصرانی ہو گیا والعیاذ باللہ تو دیکھو گستاخی ہی کا یہ اثر ہوا تو ارشاد ہوا کہ چونکہ ان لوگوں کے کافر ہو جانے کا خوف تھا لہذا ہم نے ان کے بچانے کے لیئے ایسا کیا اُن لوگوں پر کرامت ظاہر کر دی تاکہ یہ گستاخی کرنا چھوڑ دیں اللہ اکبر قابل غور امر ہے کہ ان بزرگ نے جو ایک کام کیا اور وہ بظاہر بہت چھوٹا تھا اگرچہ اصل میں عظیم تھا مگر ظاہر میں تو خفیف ہی تھا تو اوسکو فوراً سزا ملی اور عوام کے فعل پر اون کے ایمان کی حفاظت کیجا رہی ہے سبحان اللہ علوا کبیرا اے اللہ ہم ضعیف لوگوں کا ایمان پر خاتمہ فرما۔ اور استقامت و استدامت علی الطریق نصیب فرما آمین۔ ۱۸۵

سچ یہ ہے کہ جتنا قرب ہو اوسیقدر تنبیہ بھی ہوتی ہے اسلئے کہ جو کہتا ہے اپنے ہی کو کہا کرتا ہے دیکھو قرآن شریف میں ازواج مطہرات امہات المومنین کی بابت ارشاد ہے۔ من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین تو یہ دوہرا عذاب کیوں اسی لیے کہ مقرب ہو کر اور پھر اسقدر خطا عظیم نعوذ باللہ ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھنا۔ اور ارشاد ہے کہ

این کرامت را بکردیم آشکار که وصیت دست اندر وقت کا

یعنی ہم نے تمہاری اِس کرامت کو (اسلئے) ظاہر کیا کہ ہم تمکو کام کے وقت ہاتھ دیتے ہیں

تاکه این بیچارگانِ بدگمان رد نگردند از جناب آسمان

یعنی تاکہ یہ بیچارے (تم سے) بدگمان ہوکر درگاہِ آسمانی سے مردود نہو جائیں۔

من تسلی این کرامتها ز پیش خود تسلی داده ام از ذات خویش

یعنی میں نے تمکو تو ان کرامتوں سے پہلے خود ہی تسلی دیدی تھی۔

این کرامت بهر ایشان دادمت وین چراغ از بهر این بنهادمت

۱۸۶ یعنی یہ کرامت تو میں نے تمکو اون کے لئے دی ہے اور یہ چراغ اِن کے واسطے رکھا ہے
میں نے۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اون سے فرمایا۔ کہ تمکو تو میں نے پہلے ہی تسلی دیدی تھی
اِس طرح کہ تمام واردات و احوال پیر دی طرح لوٹا دیئے تھے جس سے کہ صاف معلوم ہوتا تھا
کہ تم مردود نہیں ہوئے اب اِس کرامت کی تمہارے لئے تو ضرورت نہ تھی یہ کرامت تو
صرف اِس لئے ظاہر کی ہے کہ جو لوگ تمہاری بزرگی کے منکر ہیں اون کا ایمان نہ جاتا رہے
اور وہ کہیں گمراہ نہو جاویں ورنہ آپکی تو یہ حالت ہے کہ۔

تو از آن بگذشته کز مرگ تن ترسی از تفریق اجزای بدن

یعنی تو اوس سے گذر گیا ہے کہ مرگ تن کی وجہ سے اجزاء بدن کے الگ ہوجانے سے

وهم تفریق سر و پای تو رفت دفع وهم از سر رسیدت نیک زفت

یعنی سر و پا کی تفریق کا وہم تم سے جاتا رہا ہے اور وہم کا دفعیہ از سرِ نو تمکو خوب اچھی طرح

چ گیا ہے مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اب آپکی وہ شان ہے کہ آپکو اسکا خوف
ن ہے کہ آپ کے یہ دست و پا ظاہری الگ کر دیئے جاویں اسلئے کہ آپکو تو وہ روحانی اعضار
ن ہیں اور وہ آپ کو عطا ہو جاویں گے تو آپکی یہ شان پہلے سے تھی اور اب اس نو
حالت اور زیادہ قوی ہوگئی اسلئے کہ آپ کو اس وقت ظاہری ہاتھ کے بعد دست
روحانی مل گیا اب تو عین الیقین ہوگیا ہے اور کوئی وہم و شبہ رہا ہی نہیں۔ اور اگر یہ
تھا تو تب بھی ان کے تمام اعضا بدن فدائے حق ہیں اون کو ان کے جاتے رہنے
کا سبب اون تعلق کے جو اونکو حق تعالیٰ کے ساتھ تھا کچھ پرواہ نہ تھی اور پھر ان دست و
فانی اور اس عالم کے فانی ہونیکو وہ خوب سمجھے ہوئے تھے لہذا اب اونکو اس سے
غم ہو سکتا تھا کہ اون کا ہاتھ کٹ گیا ہے یہ کرامت صرف اس لئے تھی کہ اور دل
ان دست ہے آگے ساحران فرعون کا قصہ لاتے ہیں کہ دیکھو جب فرعون نے کہا
لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم اجمعین تو وہ جواب
دیتے ہیں۔ لاضیر انا الی ربنا منقلبون اونکو جو اسقدر قوت تھی کہ وہ لاضیر
کہ رہے ہیں جو کہ تحت میں لفی کے ہے کوئی ضرر بھی نہیں حالانکہ ضرر ظاہر میں موجود تھا ۱۸۵
ن لاضیر کے کہنے کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے اصل حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور وہ اس
کو فانی اور اوسکی حیات کو فانی سمجھے ہوئے تھے اور دوسرے عالم کو اور اوس کی
حیات کو باقی سمجھے ہوئے تھے اس لئے اون کو ضرر نہونے کا اسقدر پختہ یقین تھا
جیسا کہ اون کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ آگے حکایت بیان فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

ساحران را نے کہ فرعون لعین	کرد تہدید و سیاست بر زمین

کہ بہ برم دست و پاتان از خلاف پس درآویزم ندارم تاں معاف

تم دیکھو تو کیا ساحروں کو فرعون نے دہمکی نہ دی تہی اور خوف نہ دلایا تہا کہ میں تم لوگوں کے ایک طرف کے ہاتہ اور ایک طرف کے پاؤں کاٹ ڈالونگا۔ اور اوس کے بعد تم کو لٹکا دوں گا اور ہرگز معاف نہ کروں گا۔ لیکن اِس کا اونپر کیا اثر ہوا۔ کچھ بہی نہیں

شرح شبیری

ساحران فرعون کا ہاتھ پیر کٹوالنے پر جبری ہونے کا سبب ۱۸۸

ساحران را نے کہ فرعون لعین کرد تہدید و سیاست بر زمین

کیا فرعون لعین نے ساحروں کو تہدید و سیاست زمین پر نہیں کی (کہ یہ کہا تہا کہ)

کہ بہ برم دست و پاتان از خلاف پس درآویزم ندارم تان معاف

یعنی کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں خلاف سے کاٹونگا اور پہر تمکو لٹکاؤں اور معاف نکرونگا خلاف سے کاٹنے کا مطلب یہ کہ اگر داہنا ہاتھ تو بایاں پیر یا اس کے برعکس غرضیکہ اوس نے دہمکی دی کہ تمہارے ہاتہ پیر کاٹ کر سولی دے دوں گا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

(باقی آئندہ)

کتب خانہ امداد الغرباء سہارنپور

تخريج بعض الروايات من المقاصد الحسنة مع التلخيص على ترتيب الحروف الهجائية

حديث آية من كتاب الله خير من محمد وآله لم أقف عليه وأورد الطبراني من حديث ابن مسعود موقوفا كل آية في كتاب الله خير مما في السماء والأرض اهـ

ف قلت في الحديث نوع من التعرض بمسئلة تفاضل النبي صلى الله عليه وسلم والقرآن فالصريح غير ثابت والثابت غير صريح ونظرا الى الكلمات حصل فيه ثلثة أقوال الاول فضل القرآن

مقاصد حسنہ کی روایات کی تلخیص کی تخریج حروف ہجا کی ترتیب پر

حدیث۔ کتاب اللہ کی ایک آیت محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل ہے میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا اور طبرانی نے ابن مسعود کی روایت سے موقوفاً وارد کیا ہے کہ کتاب اللہ کی ہر آیت اُن تمام چیزوں سے افضل ہے جو آسمان وزمین میں موجود ہیں۔

ف میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں اس مسئلہ ۵۳
سے گونہ تعرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں کون افضل ہے جس روایت کی دلالت اسپر صریح ہے وہ تو ثابت نہیں اور جو ثابت ہے اوسکی دلالت عموم سے ہے جسمیں بدلیل احتمال تخصیص کا بھی ہے اب دلیل میں وجود وعدم دونوں کا احتمال ہے اسلئے مسئلہ مختلف فیہ ہے جسمیں تین قول ہیں۔

(۱) افضلیت قرآن کی مطلقاً (۲) افضلیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقاً (۳) تفصیل اسطرح کہ کلام کے دو مرتبے ہیں

والثاني فضل النبي
صلى الله عليه وسلم
والثالث التفصيل
بان الكلام النفسي
افضل منه لكونه
صفة الهية و
افضليتها على الحادث
ظاهر وهو افضل من
الكلام اللفظي لكونه
مخلوقا وافضليته على
المخلوقات ظاهر والمسئلة ۵۳
ذات غموض ودقة والدليل
على اى قول كان
غير واضح فالتوقف
اسلم وابعد عن المجازفة
وقد قال الله تعالى
ولا تقف ما ليس لك
به علم وقد نهى النبي
صلى الله عليه وسلم من
الخوض في مسئلة
القدر لهذه العلة بعينها

نفسی اور لفظی۔ اول آپ سے افضل ہے کیونکہ
صفات الٰہیہ میں سے ہے اور موجود غیر مخلوق
افضل ہے مخلوق سے اور ثانی سے آپ افضل
ہیں کیونکہ وہ مخلوق ہے اور حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں ایک
بار میں نے زمانہ طالب علمی میں اس مسئلہ کو اکابر
کی خدمت میں پیش کیا تینوں جواب حاصل ہوئے
فالاول من مولانا الگنگوہیؒ والثانی من مولانا
محمد یعقوبؒ والثالث من مولانا سید احمد
الدہلوی اور ان جوابوں کے بعد حضرت
گنگوہی اتفاق سے مدرسہ دیوبند میں تشریف
لائے پھر کسی طالب علم نے پوچھ لیا مولانا نے
وعظ میں ایسے سوالات پر نکیر فرمایا اور حقیقت
میں مسلک محققین واحوط واسلم یہی ہے کہ
بلا ضرورت کوئی سوال نہ کیا جاوے خصوص
ایسے نازک مسائل جنمیں بحث کرنا صفات الٰہیہ
تک راجع ہو جاوے اور وہ بھی دلائل تخمینیہ
وظنیہ سے جنمیں غلطی کا احتمال بہت قریب
ہو آیت ما لیس لک بہ علم عموماً اور
حدیث نہی عن الخوض فی مسئلۃ القدر
خصوصاً ایسے مباحث سے ناہی ہے۔

حدیث الابدال له
طرق عن انس مرفوعاً
بالفاظ مختلفة كلها ضعيفة
ثم قال بعد ما ساق
الاسانيد واحسنها ما تقدم
لاحمد من حديث شريح
يعني ابن عبيد قال ذكر
اهل الشام عند عليؓ وهو
بالعراق فقالوا العنهم يا
امير المؤمنين قال لا اني
سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول الابدال يكونون
بالشام وهم اربعون رجلا
يسقى بهم الغيث وينتصر بهم
على الاعداء ويصرف عن اهل الشام
بهم العذاب ورجاله من رواة
الصحيح الا شريحا وهو ثقة
وقد سمع ممن هو اقدم من
علي ثم رجح السخاوي
وقفه على علي رض
والله اعلم

ترجمہ ابدال کی حدیث کے بالفاظ مختلفہ
حضرت انسؓ سے مرفوعاً کئی طریق ہیں اور
سب ضعیف ہیں پھر ان اسانید کو بیان کرکے
یہ کہا ہے کہ ان سب مذکورہ سابق سے احسن
وہ طریق ہے جو امام احمد کے نزدیک شریح
ابن عبید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت
علی کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا اور حضرت
علیؓ عراق میں تھے لوگوں نے عرض کیا
کہ ان پر لعنت کیجئے اے امیر المومنین انہوں
نے فرمایا نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال شام ۵۵
میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس شخص ہیں کہ انکی برکت
سے بارش ہوتی ہے اور انکی برکت سے اعداء سے انتقام لیا جاتا
ہے اور انکی برکت سے اہل شام سے عذاب ہٹایا جاتا
ہے اھ اور اس حدیث کے رواۃ صحیح کے
رواۃ سے ہیں بجز شریح کے مگر وہ بھی ثقہ ہیں
اور ان کا سماع ان حضرات سے بھی ثابت ہے
جو حضرت علی سے بھی قدیم تر ہیں (اس لئے
حضرت علیؓ سے انکا سماع مستبعد نہیں)
پھر سخاوی نے اس حدیث کے حضرت علیؓ
پر موقوف ہونے کو ترجیح دی۔

ف وهو اصل ما اشتهر في القوم من القول بالابدال وكونهم اربعين وكونهم اصحاب كرامات من نزول الغيث والانتصار من الاعداء وصرف العذاب بهم لكن الحديث ساكت عن بعض تصرفاتهم كطى الارض والطيران على الهواء وامثالها وغير ناف لها والتواتر مثبت لها فلا تنكر

٥٦ **حديث** ابغض الحلال الى الله الطلاق ابو داود في سننه عن احمد بن يونس عن معرف بن واصل عن محارب ابن دثار رفعه بلفظ ما احل الله شيئا ابغض اليه من الطلاق - وهذا مرسل

ف السر فيه ان بعض الاشياء غير معصية لكنه مشابه للمعصية

ف یہ حدیث اصل ہے اس قول کی جو صوفیہ میں مشہور ہے یعنی ابدال کا ہونا اور انکا چالیس ہونا اور ان کا صاحب کرامات ہونا جیسے انکی برکت سے بارش کا ہونا۔ اور دشمنوں کا دفع ہونا اور عذاب کا ٹل جانا البتہ حدیث ان کے اور تصرفات سے ساکت ہے جیسے طی ارض اور ہوا پر اڑنا وغیرہ وغیرہ لیکن حدیث اسکی نفی بھی نہیں کرتی۔ اور تواتر واقعات کا اس کا اثبات کرتا ہے اسلئے ان تصرفات کا بھی انکار نہ کیا جاوے گا۔

ترجمہ **حدیث** حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسند اللہ تعالی کے نزدیک طلاق ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اپنی سنن میں احمد بن یونس سے اونہوں نے معرف بن واصل سے انہوں نے محارب ابن دثار سے اونہوں نے اسکو ان الفاظ سے مرفوع کیا ہے کہ اللہ تعالی نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا جو اس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسند ہو اور یہ مرسل ہے **ف** راز اسمیں یہ ہے کہ بعض اشیا معصیت تو نہیں ہوتیں لیکن مشابہ معصیت کے ہوتی ہیں

باقی آئندہ

[بز]رگوں کی وجہ سے ہوا۔

۱۰۹۔ مناظرین کا ذکر ہو رہا تھا فرمایا جب عنوان بے ادبی کا ہوتا ہے تو بچاؤ کے لیئے [ف]قط نیت کافی نہیں چنانچہ کلام اللہ میں اس عنوان کا رد ہے جو آجکل مناظرین نے اختیار [ک]ر رکہا ہے کقولہ تعالیٰ۔ لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء [بے]شک اللہ نے سن لیا ہے اُن لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے [او]ر ہم مالدار ہیں۔ اور آگے فرماتے ہیں کہ فقط سننے پر ہم نے اکتفا نہیں کیا بلکہ ہم اون کی [کہ]ی ہوئی بات کو اون کے نامۂ اعمال میں لکھ رکھیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہود کا اس بیہودہ [ق]ول کے موافق اعتقاد تو نہوگا کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور یہ مسئلہ ایسا بدیہی ہے کہ [ک]سی عاقل پر پوشیدہ نہیں لیکن یہ بات انہوں نے استہزاءً کہی تہی اور مقصود اس سے [ت]کذیب ہے آیات قرآنیہ موجبہ انفاق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ آگے آیت [ف]ان کذبوک سے اسکی تائید ہی ہوتی ہے پس اون کا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتوں کا [م]ضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم [ب]اطل ہے پس ان آیتوں کا مضمون بھی صحیح نہیں تو دیکھئے اون کا عقیدہ تو یہ بظاہر نہیں [ت]ہا مگر رسول کے جہٹلانے کو یہ عنوان اختیار کیا تہا۔ یہی طرز آجکل ہمارے بہائی مسلمانو[ں] نے اختیار کر رکہا ہے کہ خواہ بزرگوں کی توہین ہو جائے مگر اپنا بالا جتیا رہے۔

(۱۱۰) فرمایا شریعت نے الفاظ میں بہی یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اپنے نفس کو [ب]ہی بُرا مت کہو حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی شخص کا دل متلی کرتا ہو تو یوں مت کہو کہ میرا [د]ل میلا ہو رہا ہے یا بُرا ہو رہا ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ مجھے متلی ہو رہی ہے مگر حق تعالیٰ کے سامنے اپنی حقارت اور بُرائی کرنا دعا کے وقت میں جائز ہے۔ اور یہ بہی فرمایا کہ ہمارے [ت]مام اعضا ءشئون الٰہی ہیں تو ہمیں جس طرح چلانیکا حکم ہوا اوسیطرح چلانا چاہیئے۔ اور راز ایسا [ی]ہ ہے کہ جب ہم اپنے نہیں ہیں تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہمیں کس طرح تصرف کرنے کا حکم ہے [ب]س اوسیطرح تصرف کریں اور یہی راز ہے کہ خودکشی کرنا جائز نہیں اور یہ بہی فرمایا کہ جب یہ راز معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے نہیں تو بہت سے مجاہدوں سے نجات مجاتی ہے

۴۹

فرمایا کہ مولانا فخر الحسن صاحب فرماتے تھے کہ مکہ معظمہ میں ایک بزرگ تھے۔ ایک شخص اونکی
تعریف کرنے لگا تو وہ خوش ہوئے مجھکو یہ خیال ہوا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں کہ اپنی تعریف
سے خوش ہوتے ہیں اون بزرگ کو اس خطرہ پر اطلاع ہوگئی فرمایا کہ بھائی میں اپنی تعریف
سے تھوڑا ہی ہنستا ہوں میں تو اپنے خالق کی تعریف سے ہنستا ہوں یہ مجھے جو کوئی
اچھا کہتا ہے یہ اونہیں کی تعریف ہوتی ہے کیونکہ میں تو اونہیں کا بنایا ہوا ہوں
اسپر مجھکو پھر خیال ہوا کہ میرا یہ اعتراض بھی تو اونہی کا پیدا کیا ہوا ہے اس کے
رفع کا کیوں اہتمام کیا اسپر بھی اون بزرگ کو اطلاع ہوگئی فرمایا کہ وہ ادب سے کہ
برائیوں کو خدا کی طرف منسوب کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسیکو معرفت نصیب ہو
جائے تو بہت سے مجاہدوں سے نجات ہو جائے اور بغیر معرفت کے نرا مجاہدہ کافی نہیں
چنانچہ اسی کی فرع ہے کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ نے وسوسہ کا ایک علاج لکھا
ہے۔ اللہ اکبر کیا علاج ہے فرماتے ہیں کہ اگر کسیکو وسواس اور خطرات آئیں اور وہ
۵۰ کسی طرح دفع نہوں تو یوں خیال کرے کہ قلب بھی کیا وسیع دریا خدا نے بنایا ہے کہ جسمیں
خطرات کی موجیں چلی آرہی ہیں جو منقطع نہیں ہوتیں کیا خدا کی صنعت ہے پھر تو سارے خطرات
آئینہ جمال الٰہی ہو جاویں گے اب جو خطرہ بھی آوے تو یوں کہدو کہ یہ بھی اوسی دریا کی
موج ہے جو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اب شیطان خود بخود بھاگ جاوے گا اور کہیگا
کہ میں نے جو طریقہ حجاب اختیار کیا تھا وہ آئینہ جمال ہو گیا۔

(۱۱۱) فرمایا کہ بعض لوگ میرے پاس ایسے آتے ہیں کہ اون کو دیکھکر انشراح ہوتا ہے
اور یہ جی چاہتا ہے کہ یہ مجھ سے درخواست بیعت کریں مگر بعض مصالح کی بنا پر میں خود
اوسکو ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا اگرچہ جواز میں کچھ کلام نہیں دیکھئے اگر نکاح کی درخواست
لڑکی یا لڑکے والے کیطرف سے ہو تو منع نہیں۔ مگر ایک تو اس کا دستور نہیں اور دوسرے
لڑکی یا لڑکے والوں کو حجاب ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے آتے ہیں کہ اون کو دیکھکر
ایک انقباض سا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ امر ذوقی ہے۔ میں وجہ بیان نہیں کرسکتا ہوں
اور یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میرے ساتھ کچھ

خاص نہیں ہے بلکہ جس سے وہ کچھہ کام لینا چاہتے ہیں اوسکو وہ یہ مذاق عطا فرما دیتے ہیں دیکھئے نجار کو فوراً لکڑی کا حال معلوم ہوجاتا ہے کہ اسمیں فلاں چیز بنے گی اور فلاں چیز نہیں بنے گی اگرچہ یہ حجت شرعی نہیں ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اکثر اوسکی جانچ کے موافق ہی ہوتا ہے علی ہذا ہر کام والے کو اپنے کام میں ملکہ ہوجاتا ہے یہ کچھہ علم پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ علم خود ملکہ ہے۔ دیکھئے اگر کوئی اندھا مکھی کہا جاوے تو اوس کا دل ضرور اوس غذا کو جسمیں مکھی ہے نکال دیگا اور ہضم نہ ہوگا۔ غرض یہ امر اختیاری نہیں جیسے اوزار کاٹتا ہے مگر خود اوسکو خبر نہیں کہ میں کیا کاٹ رہا ہوں یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ جو کام کسی سے لینا منظور ہوتا ہے اوسکو اوسکی ضروریات پہلے سکہا دیتے ہیں قرآن شریف میں خود مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانا تہا تو سب علوم خلافت کے متعلق اونکو سکہا دیے تہے اور امتحان میں بہی پاس کر دیا۔ اسپر مجہے ایک بادشاہ کا قصہ یاد آیا۔ اوس نے ایک عجیب وغریب وصیت کی تہی کہ اگر میں مرجاؤں تو وہ شخص بادشاہ ہو جو صبحکو شہر کے اندر سب سے پہلے داخل ۵۱
ہو چنانچہ اوس کا انتقال ہوگیا اور ایسا ہی ہوا کہ ایک فقیر اول شہر پناہ کے دروازہ سے داخل ہوا وہ اوسکو کھینچکر محل شاہی میں لے گئے اور غسل وغیرہ دیکر شاہی لباس پہنا کر تخت پر بٹھا دیا۔ اب جناب نے بیٹھتے ہی حکم احکام جاری کرنے شروع کیے لوگوں پر رعب چھا گیا۔ جب کام سے فارغ ہوے تو وزیر کو حکم کیا کہ ہمکو نبلوں میں ہاتھہ ڈالکر اوٹھاؤ۔ یہ سنکر وزیر حیران ہوگیا۔ اور خلوت میں دریافت کیا کہ حضور یہہ آداب شاہی آپ کو کہاں سے معلوم ہوگئے۔ آپ کو تو کبھی ایسا اتفاق بھی نہیں ہوا بادشاہ نے کہا جس نے ہمکو بادشاہی عطا کی ہے اوس نے ہمکو آداب بھی سکہائے ہیں

(۱۱۴) ۶ رجب بعد نماز جمعہ ایک نو وارد صاحب سے فرمایا کہ آپکے وسواس جاتے رہے یا نہیں۔ اون صاحب نے عرض کیا کہ بحمد للہ اور حضور کی دعا سے بالکل تسلی ہوگئی۔ حضرت مد ظلہ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ بزرگوں کا تصرف ہوا ہو مگر میں تو یہہ جانتا ہوں کہ تمہاری محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا اور یہ بہی فرمایا کہ دیکھئے مجہے لوگ بدخلق اور

متشدد کہتے ہیں اگر میں سختی نہ کرتا تو ان امراض کا ہرگز ازالہ نہ ہوتا جو تمکو تھے۔ مولٰنا رومی رحمۃ اللہ
علیہ نے ایک حکایت لکھی ہے۔ کہ ایک سوار جنگل میں جارہا تھا۔ اوس نے دیکھا کہ ایک
شخص پڑا ہوا سو رہا ہے اور اوس کی طرف کو ایک سیاہ سانپ لپک رہا ہے تو وہ سوا
سانپ کو روک نہیں سکا اوس مسافر کی طرف کو گھوڑا دوڑایا۔ اور جاتے ہی ایک چابک
بہت زور سے رسید کیا جس سے وہ گھبرا کر اوٹھا اور ایک اور رسید کیا جس سے وہ کھڑا
ہوگیا غرضیکہ یہ برابر چابک مارتا رہا اور وہ برابر روتا ہوا اور چلاتا ہوا بھاگتا رہا اور یہ
اوس کے پیچھے گھوڑا دوڑائے رہا بالآخر جب وہ بہت فصل سے نکل گیا تب اوس سے
کہا کہ اسوجہ سے میں نے تجھے مارا۔ اوس مسافر کو جب یہ خبر ہوئی تو بہت ممنون و شکر گزار
ہوکر دعائیں دیں کہ تم نے میری جان بچائی۔ اب بتلائیے کہ پہلے ہی اوسکی سمجھ میں کیسے
آسکتا تھا اور آسانی سے اوٹھانے اور سمجھانے کی مہلت کہاں تھی۔
(۱۱۳) ایک مولوی صاحب بعد تحصیل علوم درسی رامپور سے تشریف لائے اور حضرت
والا کو ایک پرچہ دیا اوسے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور آپنے ۵۲
کبھی مجھ سے خط و کتابت بھی کی ہے اون صاحب نے کہا کہ رامپور سے آیا ہوں اور
خط و کتابت تو کبھی نہیں کی اسپر فرمایا کہ اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔ کچھ قیام ہوگا۔ اُن
اون صاحب نے کہا اصلاح نفس کے لئے حاضر ہوا ہوں اور ایک ماہ قیام کروں گا۔ حضرت والا
نے فرمایا کہ ایک ماہ تو اصلاح کے لئے کافی نہیں ہوسکتا افسوس علوم درسیہ کے لیے
تو لوگ دس دس سال خرچ کرتے ہیں اور اس سے کم مدت کو کافی نہیں سمجھتے بھلا اصلاح
نفس کے لئے ایک مہینہ کیونکر کافی ہوسکتا ہے انصاف تو کیجئے حالانکہ درسیات پڑھنے
سے خود یہی مقصود ہے دیکھئے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ بیوی میں تو پردیس جانا
چاہتا ہوں اور اب صرف ایک مہینہ کا قیام رہا ہے مگر جی یوں چاہتا ہے کہ لڑکے کو
کھلا کر جاؤں تو بتلائیے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ماہ میں لڑکا بھی ہوجائے اور
کھلا بھی لیں۔ ایسی ہی ایک ماہ میں اصلاح ہوگی جیسے لڑکا ہوگا۔ افسوس دنیا کی
بعض مقاصد کے واسطے ساری عمر صرف کردیتے ہیں اور اخروی مقصود کے حصول کیلئے ایک سال بھی خرچ نہیں کرتے۔

(باقی آئندہ)

رخ) اسکو شیر ہی نظر آتا ہے متخیلہ میں صورت شیر کی ایسی مرکوز ہوجاتی ہے کہ ہر چیز اوسی
کی صورت میں نظر آتی ہے۔ یا کسی ماں کا بچہ مرگیا ہو تو مدت تک اُس کے سامنے اُس بچہ کی
تصویر رہتی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اور چیز سامنے آوے لیکن اُس کو نظر آتا ہے
کہ وہی بچہ آگیا اور بسا اوقات اُس کی آواز بھی کان میں آجاتی ہے حالانکہ اُس آواز کا کچھ بھی
وجود نہیں ہوتا۔ بنا بریں ان مصلحین کو چونکہ قومی ہمدردی کا زیادہ جوش ہوتا ہے تو اس ہمدردی
ہی کے متعلق اُن کے دماغ میں خیالات آتے ہیں وہ خیالات دماغ میں جمع ہوتے ہیں تو
اُن کا دوسروں پر اظہار کرتے ہیں اور خیالات کا اظہار الفاظ ہی سے ہوتا ہے تو ایک
مضمون مرتب ہوجاتا ہے ایسے مضامین جمع ہوجانے سے کتاب بن جاتی ہے۔ اُس کو
لوگ الہامی کہنے لگتے ہیں۔ اسی غلبہ کا یہ اثر بھی ہوتا ہے کہ کبھی کوئی آواز بھی سنائی دینے
لگتی ہے بلکہ کوئی صورت بھی دکھائی دینے لگتی ہے کہ کوئی سامنے کھڑا ہے اور ہمدردی ہی
کا کوئی مضمون بول رہا ہے۔ چونکہ ان مصلحان قوم میں ہمدردی کا مادہ بہت ہوتا ہے
۱۹۹ جان کھپا کھپا کر اصلاح قوم کی تدبیریں کرتے ہیں عوام اُن کی مخالفتیں بھی کرتے ہیں مگر وہ
حلم سے کام لیتے ہیں اور جہالت کا جواب جہالت سے نہیں دیتے۔ ایسے شخص کی وقعت
دلوں میں پیدا ہوجاتی ہے اور چند روز میں وہ عزت کی نظروں سے دیکھے جانے لگتے
ہیں اور مقتدا بن جاتے ہیں۔ ان تخیلات کا نام لوگوں نے وحی والہام رکھا ہے اور ایسے
شخص کو جسکو یہ تخیلات پیش آتے ہیں نبی کہدیتے ہیں یہ خلاصہ ہے ابنائے زمان کے
نبوت کے متعلق خیال کا۔ ناظرین ہم کہتے ہیں کہ نبوت تخیل پر مبنی ہو یا نہو اُن کا عقیدہ
ضرور تخیل پر مبنی ہے۔ دُنیا اُن کے دماغوں میں ایسی مرکوز ہوگئی ہے کہ جو کوئی صدا بھی سنتے
ہیں اُس کو دنیا ہی کے لئے سمجھتے ہیں اگر وہ دنیا کی بہبودی کے لئے ہو اور دنیا کی بہبودی
بھی اُن کی سمجھ کے موافق ہو تب تو وہ تسلیم اور حق ہے ورنہ قابل رد اور باطل ہے اُسکے
الفاظ کیسے ہی صریح اور صاف ہوں مگر اُن سے وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو اُن کے دماغوں میں
ہے۔ انکے دماغوں میں جب دنیا کا اس قدر جوش بھرا ہوا ہے کہ خود جب خیال آتا ہے
تو دنیا کا۔ آواز کان میں پڑتی ہے تو دنیا کی۔ ترک دنیا کو کوئی کہتا ہے تب بھی اختیار

(ج) دنیا سنائی دیتا ہے۔ ان تخیلات کا نام ان لوگوں نے روشنی لکھا ہے ؎

برعکس نہند نام زنگی کافور

ابنائے زمان کا حقیقت وحی ہمدردی قومی کو قرار دینا محض غلط ہے بہت موٹی بات ہے کہ جو شخص کسی بات کا دعوی کرے پہلے دیکھنا چاہئے کہ اُس کے الفاظ کا مفہوم لغوی کیا ہے یا اُس سے پوچھنا چاہئے کہ تیری مراد ان الفاظ سے کیا ہے جو مفہوم اُس کے الفاظ سے باعتبار لغت نکلتا ہو یا جو مراد وہ بیان کرے اُسی کا مدعی اُس کو سمجھا جائیگا یہ اور بات ہے کہ وہ اُس دعوے میں سچا ہو یا جھوٹا، اس کا مدار دلیل پر ہوگا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ طریقہ کہاں تک صحیح ہے کہ سننے والا مدعی کے الفاظ کے وہ معنی لے جو اپنے ذہن میں ہوں یہ ایسا ہوگا جیسے ایک انگریز حاکم ہو کر ایک شہر میں پہنچے اور اہل شہر کے سامنے کہے کہ میں تم لوگوں کے لئے حاکم شہر ہو کر آیا ہوں اور اُس کے جواب میں کوئی کہے کہ جی ہاں ہم کو تسلیم ہے کہ آپ حاکم شہر ہیں مگر حکومت کی حقیقت رعایا کو آرام دینا ہے اور رعایا کو آرام پہنچانے کمانے سے ملتا ہے لہذا آپ ۱۶۰
ہمارے پہنچانے کمایا کیجئے آپ ہمارے بڑے ہمدرد ہیں اور آپ کی حکومت ہم کو بسر و چشم تسلیم ہے۔ ناظرین بتاویں کہ اس میں کیا غلطی ہے سوائے اس کے کہ اہل شہر نے حکومت کے معنی جن کا وہ انگریز مدعی ہے وہ لئے جو اپنے ذہن میں ہیں اور اسی کو اُس کے لئے تسلیم کیا۔ کیا حکومت کو باین معنی تسلیم کرنا کافی ہو جائیگا حاشا وکلا۔ اس کے جواب میں اُس حاکم نیز گورنمنٹ کی طرف سے یا تو حاکمانہ جواب ملیگا اور مارشل لا جاری کرکے جبراً اہل شہر کو مجبور کرکے مطیع بنایا جاویگا اور اگر حلم و متانت سے کام لیا تو یہ جواب ملیگا کہ حکومت کے جو معنی تم نے لئے ہیں یہ من گھڑت ہے حکومت کے معنی وہی ہیں جو لغت میں ہیں جسکی رو سے ہر قسم کا تسلط حاکم کو حاصل ہوگا۔ اس حاکم کے سامنے تم کو ہر بات میں سر تسلیم خم کرنا ہوگا نہ وہ تمہارے آرام و آسایش کا ذمہ دار ہوگا نہ وہ تمہارے کہنے کی موافق چلیگا جو اسکی سمجھ میں آویگا یا جو اُس کو اوپر سے حکم ہوگا وہ کریگا ممکن ہے کہ کبھی جبر و قہر سے بھی کام لے اور تمہارا کھانا پینا بھی بند کر دے یا توپ سے اڑا دے

(ا) لیکن نبوت کی یہ حقیقت بالکل نصوص صریحہ صحیحہ کے خلاف ہے نصوص میں
[تص]ریح ہے کہ وحی ایک فیض غیبی ہے جو بواسطۂ فرشتہ ہوتا ہے اور وہ فرشتہ کبھی
[ال]قا کرتا ہے جس کو حدیث میں نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ فرمایا ہے کبھی اُس کی صوت سُنائی
[د]یتی ہے کبھی وہ سامنے آکر بات کرتا ہے جس کو فرمایا ہے یَاْتِیْنِیْ الْمَلَکُ اَحْیَانًا
[ی]تَمَثَّلُ لِیْ (کبھی میرے پاس فرشتہ کسی صورت میں آتا ہے)

(ج) ہاں اگر اطاعت کروگے اور اس کے سامنے رضایا بن کر رہوگے تو وہ وعدہ کرتا ہے
[ا]ختیارات قہریہ سے کام نہ لیگا - انبیاعلیہم السّلام نے بھی اسی طرح نبوت کا دعویٰ
[ک]یا - نبوت کے معنی جو لغت میں ہوں اور جس کو وہ خود بیان فرماویں وہی مراد لینا صحیح
[ہ]وگا کیونکہ یہ کس طرح درست ہے کہ وہ معنی مراد لے جو اپنے ذہن میں ہوں - نبوت کے
[م]عنی لغت میں خبر دینے کے ہیں تو نبی کے معنی مخبر کے ہوئے اور جب اس کو لفظ اللہ
[ک]ے ساتھ ملا یا گیا تو اُس کا ترجمہ "اللہ کا مخبر" ہوا تو دعوائے نبوت کا حاصل یہ ہوا کہ وہ 171
[ش]خص خدائے تعالیٰ کے یہاں کی خبریں پہنچانے والا ہے واقعات کی بھی اور کسی فعل
[پر ثو]ابِ عقاب کے ترتب کی بھی ، رسالت کے معنی بھی اس کے قریب ہی ہیں کیونکہ اسکا
[تر]جمہ "پیغام پہونچانا" ہے - خدا تعالیٰ کے یہاں کے پیغام پہونچانا یا خبریں پہنچانا حاصل
[د]ونوں کا ایک ہی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے یہاں کی باتیں دو نوں قسم کی ہیں بعض از
[ج]نس خبر ہیں جیسے جنت و نار ، حشر و نشر کا ہونا اور بعض از جنس احکام ہیں جیسے نماز
[ر]وزہ زکوٰۃ وغیرہ کے قواعد اور یہ احکام بھی ایک معنی کر خبریں ہیں یعنی اس فعل پر جزا ملیگی
[ا]س فعل پر سزا ملیگی - اسی طرح پیغام کبھی واقعات کا ہوتا ہے کبھی احکام کا ، نبوت و رسالت
[ک]ے یہی معنی لُغت میں ہیں اور یہی معنی مدعیان نبوت (انبیاعلیہم السّلام) نے بیان
[فر]مائے ہیں - فرماتے ہیں اُبَلِّغُکُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ہ یعنی میں
[تم]کو خدائے تعالیٰ کے پیغام پہونچاتا ہوں اور میں اس بات میں تمہارا خیر خواہ اور امانتدا[ر]
[ہ]وں پیغام خداوندی میں کچھ تغیر تبدل نہیں کرتا - اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ

(ح) عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ یعنی کیا تم کو تعج
ہوا کہ تم ہی میں سے ایک آدمی پر خدائے تعالیٰ کی جانب سے نصیحت نازل ہوئی تاکہ
ڈرایا جائے اور تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور تم پر رحم کیا جاوے۔ اسی طرح کے جملے تم
انبیاء علیہم السّلام سے قرآن میں جابجا منقول ہیں۔ حیرت کی بات ہے اور ان مسلمانو
اور تعلیمیافتوں سے سخت تعجب ہے کہ زبان سے نبوت کو ماننے کا اقرار کرتے ہیں
حقیقت اسکی وہ بیان کرتے ہیں جو خود مدعیان نبوت کے اقوال کے خلاف ہے۔ اگر حقیقت
وحی یہی ہے جو یہ کہتے ہیں تو انبیاء علیہم السّلام نعوذ باللہ اس غلطی میں مبتلا رہے کہ
خیالی چیز کو واقعی سمجھتے رہے۔ اگر یہ ہے تو ایسا شخص جسکو خیالی اور واقعی بات میں تمی
ہو محض بے عقل اور مجنون و مخبوط الحواس ہے اس کو رہبر و مقتدا اور دین کا پیشوا ما
کیا معنے۔ پھر انکی نبوت کا قائل ہونا خبط نہیں تو کیا ہے۔ حاصل یہ کہ اگر نبوت کا قا
ہونا ہے تو اسکی حقیقت وہی ماننی پڑے گی جو خود انبیاء علیہم السّلام نے بیان فرما
ہے لیکن اسکے خلاف کہا گیا تو وہ درحقیقت نبوت کا انکار ہی ہے۔ زبان سے نبوت کا لف ۱۷۲
کہتے رہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو بلکہ پیخانے کو کوئی زبان سے حلوا کہکر کھا
تو پیٹ نہیں بھر سکتا اور حلوے کا مزہ نہیں آسکتا۔ نصوص صریحہ میں یعنی قرآن
حدیث میں وحی کے متعلق صاف صاف بیان موجود ہیں۔ ایسی آیتیں بہت ہیں
ہم یہاں صرف سورہ النجم کی آیتیں نقل کرتے ہیں جنمیں یہ مضمون بالکل صاف موجو
وہ آیتیں شروع سورۃ کی آیتیں ہیں وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (الی قولہ تعالیٰ) لَقَدْ رَاٰ
مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی ترجمہ یہ ہے کہ قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ نیچے کو گرنے لگے
کہ نہیں بھٹکا ساتھی تمہارا (حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور نہ گمراہ ہوا (اسمیں صاف تردی
ہے اس خیال کی کہ نبوت خیالی بات ہے کیونکہ ایسی باتیں کہ خیالی باتوں اور واقعی باتو
میں امتیاز نہو خبطیوں اور بھٹکنے والوں ہی سے ہو سکتی ہیں) اور وہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے جو کچھ کہتے ہیں وہ نہیں ہوتا مگر وحی جو ا
کیجاتی ہے بتایا ہے اسکو (فرشتہ) بہت زبردست طاقت والے (جبریل علیہ السّلام) نے

(باقی آئندہ)

دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کی اسلئے بھی ضرورت نہیں پڑی کہ وہ حضرات بھی تو اکثر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے پس جسکو وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیوں نقل کریں گے؟ ہاں وہی نقل کر سکتے ہیں جو خود انہوں نے نہ سنی ہو وہی نقل کرتے ہیں (تاریخ الخلفاء)

حضرت صدیق اکبر مشکل کے وقت ہر ایک بات میں قرآن کریم سے مشورہ لیتے تھے اور اس کے احکام پر چلتے تھے اگر قرآن شریف میں یہ حکم نہ ملتا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جو باتیں یاد تھیں اس پر عمل فرماتے تھے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کرتے کہ فلاں مہم درپیش ہے تم کو معلوم ہے کہ ایسے معاملوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ اگر کوئی کہتے کہ اس کام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا تو حضرت صدیق اعظم رضی اللہ عنہ شکریہ کے ساتھ اسکو قبول فرما لیتے اگر یہ بھی
نہ ہوتا تو بڑے بڑے نیک لوگوں کو جمع کرکے اُن سے مشورہ لیتے اور جو بات مشورہ 95
سے قرار پاتی اس پر عمل کرتے۔ چنانچہ میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس مسئلہ کو قرآن مجید میں تلاش فرماتے اور قرآن شریف کے موافق فیصلہ دیتے اور اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے موافق فیصلہ دیتے اگر اس قسم کی کوئی حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی تو آپ باہر نکل کر لوگوں سے دریافت فرماتے کہ میرے پاس ایک ایسا مقدمہ آیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص جانتا ہے کہ ایسے مقدمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ پس آپ کے پاس تمام صحابہ جمع ہو جاتے اگر کوئی صحابی کوئی حدیث اس قسم کی بیان کرتا تو آپ اسی کے موافق تصفیہ فرماتے اور خوش ہو کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے کہ الحمد للہ کہ ہم میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکھتے ہیں اگر اس طرح کی کوئی حدیث بھی نہ ملتی تو آپ بڑے بڑے صحابہ کرام کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کرتے اور کثرت رائے کے موافق فیصلہ سناتے

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی منجملہ دیگر صحابہ کے حافظ قرآن

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایام جاہلیت کے حالات

آپ مشرف بہ اسلام ہونے سے پیشتر بھی ایک موحد مسلمان دین ابراہیمی پر تھے باوجودیکہ ان دنوں اصنام پرستی کا عام طور پر زور شور تھا مگر آپ کفر و بت پرستی سے نہایت نفرت رکھنے والے تھے کبھی آپ نے ان ایام میں بت پرستی نہیں کی چنانچہ اس کے متعلق امام قسطلانی نے باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح نقل کی ہے:-

ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہاجرین و انصار حاضر تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کی زندگی مبارک کی ہی قسم ہے کہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا، یہ بات سنکر کچھ صحابہ کہنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم نے کبھی کسی بت کو ۹۷
سجدہ نہ کیا ہو؟ حالانکہ عمر تمنے جاہلیت میں بسر کی ہے یہ سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن میرے والد ابو قحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر بت خانہ میں لے گئے اور ایک بت کو دکھلا کر کہنے لگے کہ یہ تمہارا معبود ہے اس کو سجدہ کرو۔ یہ کہکر وہ تو چلے گئے اور میں نے قریب ہو کر اس بت سے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھکو کچھ کھانا کھلوا۔ مگر اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ میں ننگا ہوں۔ مجھکو کوئی کپڑا دلوا۔ اسپر بھی اس نے کچھ جواب نہیں دیا پھر میں نے ایک پتھر اٹھا کر کہا کہ میں یہ پتھر تجھ پر پھینکتا ہوں اگر تو معبود ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچا لے مگر وہ پھر بھی بدستور چپ چاپ، خاموش کھڑا رہا۔ پس میں نے اس پر وہ پتھر دے مارا جس سے وہ منہ کے بل گر پڑا۔

اس روایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے بھی ایسے روشن خیال اور سلیم العقل بزرگوار تھے جو ہر طرح کے کفر و شرک سے بچتے ہی رہتے تھے۔

نیز آپ کا چال چلن اسلام لانے سے پیشتر ہی نہایت پرہیزگارانہ ومتقیانہ تھا۔ آپ کی پاکدامنی اور نیک چلنی کا شہرہ تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ ابتدا ہی سے آپ تمام مکروہات ولغویات سے محترز رہا کرتے تھے بچپن ہی سے آپ شراب، جوا وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے حالانکہ زمانہ جاہلیت میں یہ باتیں عام طور پر بلا روک ٹوک قوم میں جاری تھیں اور ان سے بچنا نہایت ہی مشکل تھا چنانچہ ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ قبول اسلام سے پہلے ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ شراب کو کیوں ناپسند سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو لوگ شراب کا استعمال کرتے ہیں وہ اپنی عزت وحرمت کو برباد کرتے، مروت ومردانگی کو کھو بیٹھتے ہیں شرم وحیا ان سے کافور ہو جاتی ہے اور مجھے اپنی حرمت ومروت کی حفاظت منظور ہے۔

ابن عساکر نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں کبھی آپ نے شراب پی ہے یا نہیں؟ آپ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں اس پر انہوں نے پوچھا کہ کیوں؟ آپ نے 97
فرمایا میں نے اپنی عزت ومروت کی حفاظت کی کیونکہ شراب پینے سے عزت ومروت زائل ہو جاتی ہے یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضور نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا ابوبکر سچ کہتے ہیں۔

آپ نے کبھی شعر نہیں کہا چنانچہ ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جاہلیت یا اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا نیز یہی ابن عساکر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی شعر نہیں کہے۔

آپ مکہ و قریب سے کوسوں دور بھاگتے تھے اور ہمیشہ دیانت داری اور راستی انکا شعار تھی دنیا کا مال و دولت، عیش و آرام ان کی نظر میں ہیچ تھا وہ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے بزازے کی تجارت کا کام کیا کرتے تھے اور ملک میں بحیثیت شرافت ذاتی جو وقعت و عزت آپ کو حاصل تھی اسکو آپ کی تجارت اور وجاہت نے اور بھی دوبالا

کردیا تھا چنانچہ روایت ہے کہ قبول اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے اور اس کے علاوہ دیگر بے شمار مال و اسباب اور کئی ایک غلام تھے اور آپ قریش میں بڑے مالدار، صاحب مروت اور صاحب فضل مشہور تھے چنانچہ نووی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ ایام جاہلیت میں قریش کے رؤسا میں شمار کئے جاتے تھے اور قریش آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے آپ سے وہ لوگ بہت محبت رکھتے تھے اور آپ ہی ان کے معاملات کی اچھی طرح خبر رکھتے جب اسلام میں داخل ہوئے تو گویا بالکل اسلام ہی کے ہو گئے ابن اثیر تحریر فرماتے ہیں کہ آپ قریش کے اُن گیارہ شخصوں میں سے ہیں جنکو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرف حاصل رہا ہے آپ زمانہ جاہلیت میں خون بہا اور جرمانہ کے مقدمات فیصل فرمایا کرتے تھے کیونکہ قریش میں کوئی بادشاہ نہیں تھا جو سب کاموں کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتا ہو بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس کے ذمہ ایک مقررہ کام ہوتا تھا چنانچہ بنی ہاشم کے متعلق حاجیوں کو پانی پلانا اور خورونوش میں امداد کرنا تھا عبدالدار کے ذمہ حجابت علمبرداری اور مجلس شوریٰ کا کام تھا اور بغیر ان کے حکم کے کسی دوسرے کے گھر کوئی نہیں جا سکتا تھا اور تاوقتیکہ بنی عبدالدار علم نہ اوٹھاویں جنگ نہیں ہو سکتی تھی۔ ۹۸

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا بیان

آپ تمام صحابہ میں زیادہ شجاع تھے شجاعت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ یعنی شیر خدا کہلاتے ہیں انکی بہادری اور شجاعت کے بہت سے واقعات مشہور ہیں ایک مرتبہ کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ ایسا بھی کوئی شخص ہے جو آپ سے شجاعت میں بڑھکر ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہاں! وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے بڑی شجاعت اور دلیری سے کفار کے مقابلے کئے اور لڑائی سے نہیں گھبرائے حالانکہ اُس وقت اور لوگوں کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے تھے۔ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! مجھکو خبر دو کہ سب سے زیادہ بہادر و شجاع کون شخص ہے۔

خصائل نبوی یعنی

شرح شمائل ترمذی

عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ کہ اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جناب مولوی محمد زکریا صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم نے امام ترمذی کے مشہور رسالہ شمائل ترمذی کو سلیس اُردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہنوز مسلمان اپنے دین سے ایسے بے خبر نہیں کہ اُن کے سامنے صحاح ستہ کی عظمت بیان کیجائے، ترمذی کے فضائل کا اظہار کیا جائے۔ شمائل ترمذی کے محاسن پر نظر ڈالی جائے ہر مسلم ہستی ان تمام امور سے کما حقہ واقف ہے۔ فی الحقیقت جناب مصنف نے تمام دنیائے اسلام پر عموماً اور مشتاقان حدیث پر خصوصاً بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اس کتاب کے بالتفصیل تمام مناقب کا اظہار اس مختصر اشتہار میں ناممکن ہے۔ لیکن ہم اجمالاً بعض خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں (۱) ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ جابجا مفید دلچسپ اور علمی نکات اور زرین و گران بہا فوائد کا اضافہ کیا گیا ہے (۲) جن احادیث میں بظاہر تعارض و تدافع معلوم ہوتا تھا انہیں صاف و سلیس طریقہ سے تطبیق دی گئی ہے۔ (۳) اصل کتاب شمائل ترمذی میں جو لغات مشکل تھے یا جو تراکیب پیچیدہ و دشوار تھیں۔ اُن کو بین السطور اور عربی حاشیہ میں حل کیا گیا ہے (۴) علما و طلبہ کے لئے اسماء و رجال کے ضروری مباحث و فوائد اور مخصوص مضامین علمی کو بھی عربی حاشیہ میں بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے (۵) اکثر تحقیقات و بلند پایہ مضامین اکابر سلف کے کلام سے ماخوذ ہیں جن کو جناب مصنف کے بیان نے نور علیٰ نور کا مصداق بنا دیا ہے (۶) ترجمہ بامحاورہ مطلب خیز و سلیس ہے۔ لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کیگئی ہے (۷) کہیں کہیں اختلاف مذاہب کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے مگر احناف جعل اللہ سعیہم مشکورہ کے مذہب کو اکثر جگہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور حسب ضرورت کہیں کہیں براہین و دلائل بھی لکھے گئے ہیں (۸) اصل کتاب میں جن غزوات و قصص کا اشارۃً ذکر کیا گیا ہے اُن کو سہولت کے لئے کسی قدر تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ (۹) جہاں تراجم ابواب و متون احادیث کی مطابقت مخفی تھی بالتوضیح بیان کر دی گئی ہے۔ (۱۰) تمام کتاب میں سلف صالحین کے قدم بقدم چلنے کا کافی التزام کیا گیا ہے۔ میں پر زور الفاظ میں ببانگ دہل کہتا ہوں کہ اگر آپ صحیح و جامع اخلاق نبوی کا مطالعہ چاہتے ہیں اور وہ بھی اس شان سے کہ علمی شبہ پیش نہ آئے کوئی مضمون غیر محقق نہ رہجائے اور اس کے متعلق تمام ضروری اور مفید مضامین معلوم ہو جائیں تو آپ خصائل النبوی ملاحظہ فرمائیں قیمت ۲ر رعایتی

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

اکمال الشیم

دوسری بار نئی خوبیوں کے ساتھ طبع ہوئی ہے

اس لاجواب کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ یہ کتاب الحکم کی بےنظیر شرح ہے جسکے مصنف شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری ہیں، جنکی جلالت و عظمت پر صوفیہ کرام کا اتفاق ہے اصل کتاب عربی میں ہے جسکی تبویب شیخ علی متقی مصنف کنز العمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور حضرت اقدس قطب العارفین رئیس السالکین مقدم العلماء الراسخین مولانا الحافظ الحاج شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہٗ نے اعلیٰحضرت شیخ العرب والعجم قطب العالم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے ارشاد سے اردو میں ترجمہ فرمایا پھر مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی نے اسکی مفصل شرح فرمائی اور حضرت اقدس حکیم الامۃ المحمدیہ مجدد الملۃ الاسلامیہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اسکو بیحد پسند فرماکر خانقاہ امدادیہ کے درس سلوک میں داخل فرمایا۔ اور سالکین کو بیحد اسکے مطالعہ کا حکم فرماتے ہیں، علاوہ کتاب کے فی نفسہ مفید ہونیکے ایک خصوصیت اسمیں یہ ہے کہ گو اسکی شرح میں عربی شرح سے مدد لیگئی ہے جسکو شارح نے دیباچہ میں ظاہر کیا ہے لیکن زیادہ تر امداد حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدفیوضہم العالی کی تحقیقات تقریریہ و تحریریہ سے ہی لیگئی ہے جیسا کہ مراجعت ماخذ سے معلوم ہو سکتا ہے منتسبین حضرت حکیم الامۃ کیلئے اسکو داخل درس کرلینا اسکی بڑی وجہ یہی ہے، اس بنا پر حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے افادات کے شائقین کو خصوصیت کیساتھ اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے، وطبع ثانی میں تتمیم فائدہ کیلئے آخر میں حضرت والا کے چند خاص افادات کا مجموعہ ملقب بہ السبیل نعابری سبیل بھی اضافہ کردیا گیا ہے جسمیں تصوف کا نہایت جامع مانع خلاصہ اور نہایت ہی سہل طریق عمل ارشاد فرمایا ہے جو قریب قریب تمام مطولات سے مستغنی ہو گیا ہے۔

قیمت: - ایک روپیہ چار آنے (عہ/) محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر: محمد عثمان تاجر کتب بازار ودیبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۷۵

کذلک نقص علیک من انباء ما قد سبق و قد آتیناک من لدنا ذکرا

چوں آیت مذکور دال ست بر منافع تعلیم قصص برائے

حاملان حال صلحاء رشد یا هادی + و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیه یعنی دینیه مشتمل ست

بر مقاصد صحابه هادی و لهذا تتابعاً للنص المذکور صحیفه شهریه که مشتمل ست بتدریج شهور

مسمی به

الهادی

جلد ۵ | بابت ماه ذی الحجه سنه ۱۳۴۲ | نمبر ۸

که جامع ست انواع علوم دینیه را برائے هر طالب جادۂ هدی مذکر ست بر مجلس و

نادی و مسکن حق پرست برائے صالحین و مساوی باجتماع سالکین و تسهیل المواعظ و

حل انتخابات کلیه مثنوی شریف و حیوة المسلمین و تیسیر الصدیق که اکثر آن مستفاد ست

از درگاه ارشادی یعنی خانقاه اشرفی امدادی + باهتمام محمد عثمان خان ... در شهر دهلی

در محبوب المطابع دهلی مطبوع گردید

از کتب خانه اشرفیه دریبه کلاں دهلی ... ارسال میگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۷ ہجری

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب وترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہٗ	۳/۶
۲	الانوار المحمدیہ	حدیث	مولانا مولوی ظفر احمد صاحب سلمہٗ	۷/۱۴
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۱۵/۱۸
۴	حیوۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	” ” ”	۱۹/۲۲
۵	کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم	تصوف	” ” ”	۲۳/۳۰
۶	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	” ” ”	۳۱/۳۴
۷	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	” ” ”	۳۵/۳۸
۸	حل الانتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفٰے صاحب سلمہٗ	۳۹/۴۲
۹	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہٗ	۴۳/۴۶

مقاصد وضوابط رسالہ "الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہوجاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کردیا جاتا ہے

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ/ مع محصول ڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔پی۔ کی صورت میں آٹھ آنہ خرچ رجسٹری و فیس منی آرڈر اضافہ کرکے عہ/۱۲ کا وی پی روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت مع محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا کوئی اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر انکی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے بجائے عہ/ کے مع محصول (عہ/) علاوہ محصول مقرر ہے۔

الراقم
محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور مسلم ترمذی ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ نے ایک آنیوالی حدیث کے ذیل میں روایت کیا۔

تنگدست پر آسانی کرنے مہلت دینے اور معاف کرنے کی ترغیب

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے ایک قرضدار سے مطالبہ کیا تو وہ چھپ گیا پھر جب ملا تو کہنے لگا کہ میں تنگدست ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا خدا کی قسم؟ اسنے کہا کہ ہاں خدا کی قسم۔ فرمانے لگے تو پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کو بھلا معلوم ہو کہ اللہ پاک اسکو روز قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسکو چاہیئے کہ کسی تنگدست کو مہلت دے یا اسکو معاف کر دے اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور طبرانی نے اوسط میں باسناد صحیح روایت کیا ہے اور اُس کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص چاہے کہ اللہ پاک اسکو روز قیامت کی سختیوں سے نجات دے اور اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے تو اسکو چاہیئے کہ کسی تنگدست کو مہلت دے۔ ۷۹

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں سے ایک شخص کی روح سے (مرنے کے بعد) فرشتے ملے اور اس سے کہنے لگے کہ کیا تونے کچھ اچھے عمل کئے ہیں؟ اسنے کہا کہ نہیں انہوں نے کہا کہ یاد کر کہنے لگا کہ جب میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو اپنے آدمیوں کو حکم کیا کرتا تھا کہ تنگدست کو مہلت دیں اور مالدار سے تخفیف کریں (چنانچہ یہ معاملہ اللہ پاک کے حضور میں پیش ہوا تو) اللہ پاک نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو۔

اسکو بخاری نے انہی لفظوں سے روایت کیا نیز مسلم اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں حذیفہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی مرنے کے بعد جنت میں داخل ہوا تو اس سے دریافت کیا گیا کہ تو کیا عمل کیا کرتا تھا اسکو خود یاد آیا یا یاد دلایا گیا۔ اور کہا کہ جب میں لوگوں سے خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور

دستاویز میں یا نقد میں تخفیف کیا کرتا تھا تو پھر اسکی مغفرت کر دی گئی اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں اپنی حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک آدمی پہلی امتوں میں سے (جب مرنے لگا تو) اس کے پاس ملک الموت جان نکالنے کے لیے آیا تو اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اسنے کہا کہ میں نہیں جانتا پھر کہا گیا کہ غور کر تو کہنے لگا کہ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ میں لوگوں سے دنیا میں خرید فروخت کیا کرتا تھا تو مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ تو اللہ پاک جل شانہ نے اسکو (اس کی بدولت) جنت میں داخل کر دیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے ایک مالدار بندے کو بلایا اور اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ اور حضور نے فرمایا کہ اللہ پاک سے لوگ کوئی بات نہیں چھپا سکینگے (سب صاف صاف کہدیں گے)۔ تو اسنے عرض کیا کہ خدایا تو نے مجھکو مال دیا
۸۰ تھا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا تو میری عادت میں درگذر کرنا داخل تھا چنانچہ میں مالدار سے نرمی کیا کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیا کرتا تھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کے لیے تجھسے زیادہ سزاوار ہوں (جاؤ) میرے اس بندے کو چھوڑ دو۔

عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ ہم نے ایسے ہی اسکو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہے۔ ایسے ہی اسکو مسلم نے حذیفہ سے موقوفاً اور عقبہ وابو مسعود سے مرفوعاً روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے آدمی سے کہدیتا تھا کہ جب تو تنگدست کے پاس جائے تو اُس سے درگذر کرنا شاید اللہ جل شانہ (مرنے کے بعد) ہم سے درگذر فرمائے چنانچہ (مرنے کے بعد) جب اللہ کے حضور میں پیش ہوا تو اللہ پاک نے اُس سے درگذر فرمایا۔ اسکو بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور لوگوں کو روپیہ قرض

دیتا تھا تو اپنے آدمی سے کہہ دیتا تھا کہ جو آسانی سے ملے وصول کرو اور جو دشوار ہو چھوڑ دو اور درگذر کرو شاید اللہ پاک ہم سے درگذر فرمائے چنانچہ جب ہلاک ہوا تو اللہ پاک نے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے اُس نے کہا کہ نہیں بجز اس کے کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور میرا ایک غلام تھا جب میں اس کو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا تو اس سے کہہ دیتا تھا کہ جو آسانی سے ملے وصول کرلو اور جو دشوار ہو چھوڑ دو اور درگزر کرو شاید اللہ پاک ہم سے درگذر فرمائیں (یہ سنکر) اللہ پاک نے فرمایا کہ (جا) میں نے تجھے درگذر کیا ۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا (مرنے کے بعد) حساب کیا گیا تو اُس کے پاس کوئی نیکی نہ نکلی بجز اس کے کہ وہ مالدار تھا اور لوگوں سے مل جل کر رہتا تھا اور اپنے غلاموں کو حکم کرتا تھا کہ تنگدست سے درگذر کریں۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ ہم اس کے تجھ سے زیادہ لائق ہیں اس سے درگذر کرو۔ اسکو مسلم ترمذی نے روایت کیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے 81
سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز اس کے برابر صدقہ (کا ثواب) ہے۔ پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے تنگدست کو مہلت دی اُس کے لیے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک مرتبہ آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو کوئی تنگدست کو مہلت دے اُس کے لیے ہر روز اُس کے برابر صدقہ (کا ثواب) ہے پھر میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو کوئی تنگدست کو مہلت دے اس کے لئے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرض کی مدت ختم ہونے سے پیشتر تو ہر روز برابر کے صدقے کا ثواب ہے اور جب مدت ختم ہوگئی اور پھر مہلت دی تو دوگنا صدقہ کا ثواب ہے۔

اسکو حاکم نے روایت کیا ان کے راوی صحیح ہیں احتجاج کے لائق ہیں اور اس کو احمد نے بھی روایت کیا اور ابن ماجہ و حاکم نے مختصراً روایت کیا ہے کہ جس کسی نے تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز قرض کی مدت ختم ہونے سے پیشتر ایک صدقہ (کا ثواب) ہے اور جب

مدت ختم ہوگئی اور پھر مہلت دی تو اسکے لئے ہر روز دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی مسلمان پر سے ایک مصیبت دنیا کی مصیبتوں میں سے دور کرے گا اللہ پاک اسکی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور فرمائیں گے۔ اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرے گا اللہ پاک دنیا و آخرت میں اسپر آسانی فرمائیں گے اور جو کوئی کسی مسلمان کے عیوب کو چھپائیگا اللہ پاک دنیا و آخرت میں اس کے عیوب کو چھپائیں گے اللہ پاک اپنے بندے کی امداد فرماتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بندہ اپنے بھائی کی اعانت میں رہتا ہے۔

اسکو مسلم ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے تحسین کی نیز نسائی اور ابن ماجہ نے مختصراً روایت کیا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح علی شرط الشیخین کہا۔

نیز ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس
۸۴ شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا کچھ اپنا حق چھوڑ دیا اللہ پاک اسکو قیامت کے دن
اپنے عرش کے سایہ میں پناہ دیں گے۔ جبکہ سوائے خدا کے اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا

ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں پر انگلیاں رکھ کر کہا میرے ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اور دونوں کانوں میں انگلیاں رکھ کر کہا کہ میرے ان کانوں نے سنا ہے اور دل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میرے اس دل نے یاد رکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے تنگدست کو مہلت دی یا کچھ اسپر تخفیف کی تو اللہ پاک اسکو قیامت کے روز اپنے سایہ میں رکھیں گے اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا لفظ حاکم کے ہیں اور حاکم نے اسے صحیح علی شرط مسلم کہا ہے اور طبرانی نے بسند حسن ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ ابوالیسر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ حضور نے فرمایا سب سے پہلا شخص جو قیامت کے روز اللہ کے سایہ میں آئیگا وہ ہے جس نے تنگدست کو میسر آنے تک مہلت دی

(باقی آئندہ)

اسکو نسائی نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے ابن لہیعہ کی روایت سے اسکی تخریج کی ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالعزیز لیثی کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور باقی اسناد کے راوی سب ثقہ ہیں

(نمبر ۲۲) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان میں ایک (اتنی بڑی) خندق (کی آڑ) کردیں گے جیسے آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے اسکو ترمذی نے ولید بن جمیل کی روایت سے قاسم بن عبدالرحمٰن سے حضرت ابو امامہ رضی سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے سَو سال کی مسافت پر دور کردیں گے تیز رفتار شائستہ گھوڑے کی چال سے

(حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) علماء کی بہت سی جماعتیں اس طرف ۲۵
گئی ہیں کہ یہ احادیث جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت میں ہیں اور ترمذی وغیرہ نے اسی مضمون کا باب مقرر (کرکے ان احادیث کو بیان) کیا ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو روزہ خالص لوجہ اللہ ہو وہ اللہ ہی کے رستہ میں ہے (پس جو روزہ اخلاص کے ساتھ ہو اس کا وہی ثواب ہے جو ان احادیث میں مذکور ہے خواہ جہاد میں ہو یا نہ ہو) اور جہاد میں روزہ رکھنے کا بیان جہاد کے باب میں انشاء اللہ آنے گا

فصل (نمبر ۲۳) عبداللہ یعنی ابن ابی ملیکہ عبداللہ یعنی ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو افطار کے وقت اس طرح دعا کرتے سنا ہے اللّٰھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شیء ان تغفرلی اور ایک روایت میں ذنوبی بھی زیادہ کیا ہے

عہ ترجمہ اے اللہ میں آپ کی اس رحمت کے صدقہ سے جو ہر چیز کو شامل ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرمادیجئے اور دوسری روایت میں ہے کہ میرے گناہ بخش دیجئے

اسکو بیہقی نے اسحٰق بن عبد اللہ کے واسطے سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے اور یہ اسحٰق مدینہ کے رہنے والے ہیں جو معروف ومشہور نہیں ہیں۔

(نمبر ۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار جبکہ افطار کرتے دوسرے عادل امام تیسرے مظلوم کی دعا کہ اسکو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اوٹھا لیتے ہیں اور اسکے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسکو سنکر فرماتے ہیں کہ قسم میری عزت وجلال کی میں تیری ضرور مدد کروں گا گو کچھ دیر ہی کے بعد ہی اسکو امام احمد نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کرکے اس کی تحسین کی ہے اور یہ الفاظ ترمذی ہی کے ہیں اور ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ وابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے یہانتک کہ افطار کرے۔ اور بزار نے اسکو مختصراً ان لفظوں سے روایت
۲۶ کیا ہے کہ تین شخصوں کا خدا کے ذمہ حق ہے کہ ان کی دعا رد نہیں ہوگی۔ روزہ دار کی دعا جبتک افطار نکرے اور مظلوم کی دعا جبتک انتقام نہ لے اور مسافر کی دعا جبتک (وطن میں) واپس نہ آئے۔ **ف** خلاصہ یہ کہ احادیث میں روزہ دار کی دعا کے متعلق دو لفظ آئے ہیں ایک حین یفطر دوسری حتی یفطر اول کا حاصل یہ ہے کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے دوسرے کا حاصل یہ ہے کہ جب تک روزہ ختم نہوا اسوقت تک قبول ہوتی ہے یعنی افطار سے پہلے پہلے پس روزہ دار کو روزہ میں بھی دعا کرنا چاہیئے۔ اور افطار کے وقت بھی ۱۲ مترجم

رمضان کے روزہ کی ترغیب جبکہ ثواب سمجھکر رکھا جائے اور رمضان کی راتوں میں خصوصاً شب قدر میں نماز پڑھنے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان

(نمبر ۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے فرمایا جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی طلب کے لیے نماز پڑھے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لیے رکھے اس کے بھی گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسکو بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے اور نسائی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے آیندہ گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں حافظ (منذری) فرماتے ہیں کہ اس زیادت کو تنہا قتیبہ بن سعید نے سفیان (ثوری) سے روایت کیا ہے اور قتیبہ ثقہ ہیں (روایت میں) بہت پختہ ہیں اور اسکی سند صحیح (بخاری) کی شرط کے موافق ہے اور احمد نے روزہ کے ساتھ اس زیادت کو سند حسن سے روایت کیا ہے مگر حماد (راوی) نے اس کے متصل یا مرسل ہونے میں شک کیا ہے
علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ **ف** ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لیے روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور رسول کو سچا سمجھکر اسکا ارادہ کرے (یہ نہیں کہ محض مسلمانوں کی دیکھا دیکھی رسم ورواج کے طور پر روزہ وتراویح میں شریک ہو) 27
نیز روزہ اور تراویح سے اس کا دل خوش ہو کسی قسم کی ناگواری نہو روزہ سے اسپر گرانی نہو اور دن کے لمبا ہونے سے گھبرائے نہیں بلکہ دن کے بڑا ہونیکو غنیمت سمجھے کہ جسقدر دن بڑا ہوگا اسیقدر ثواب زیادہ ہوگا ۱۲ منہ

(نمبر ۲) حضرت ابوہریرہ رضی ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے اور سختی کے ساتھ حکم نہیں فرماتے تھے پھر ارشاد فرماتے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اسکو بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے **ف** علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ رمضان کی راتوں میں جس نماز کی حضور نے ترغیب دی ہے اس سے مراد تراویح ہے قال العینی فی شرح البخاری قد اجمع العلماء

له قال البغوی قوله احتسابا ای طلبا لوجه الله تعالیٰ وثوابه یقال فلان یحتسب الاخبار ویتحسسها ای یتطلبها ۱۲ منه

علی ان المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح ۱۲ اور فقہار نے حضور کی ترغیب اور حضرات صحابہ کے اہتمام پر نظر کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ اسکی پابندی کرے ہاں یہ نماز واجب نہیں کیونکہ حضور نے سختی کے ساتھ اس کا حکم نہیں دیا۔

(نمبر ۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اُن کی حدود (وآداب) کو اچھی طرح پہچان لیا (یعنی حدود وآداب کی رعایت کی) اور اُن سب باتوں کی نگہداشت کی جنکی نگہداشت اسکو مناسب ہے تو (رمضان کا روزہ) اُس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے

(نمبر ۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص مکہ میں رمضان کا مہینہ پائے اور اُس کے
۲۸ روزے رکھے اور جسقدر توفیق ہو اسکی راتوں میں نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے (نامۂ اعمال میں) ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھیں گے جو مکہ سے باہر پاتا اور اُس کے لیے ہر دن میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر دن میں ایک گھوڑے پر اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے کے لئے) سوار کرنے کا ثواب اور ہر دن میں ایک نیکی اور ہر رات میں ایک نیکی (کا ثواب اس کے علاوہ) لکھیں گے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے مگر اسوقت اُس کی سند میرے ذہن میں حاضر نہیں۔

(نمبر ۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان میں پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے لیے مچھلیاں استغفار کرتی ہیں روزہ افطار کرنے تک۔ اور اللہ تعالیٰ (رمضان میں) ہر دن جنت کو آراستہ کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ میرے نیک بندے عنقریب مصیبت (کے دنوں) کو ختم کر کے تیرے اندر پہونچیں گے

اور رمضان میں سخت مفسد شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں چنانچہ رمضان میں ان کو (آدمیوں پر) وہ قابو نہیں ملتا جو رمضان کے سوا دوسرے زمانہ میں ملتا ہے۔ اور رمضان کی اخیر رات میں مسلمانوں کی مغفرت (پوری طرح) ہو جاتی ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں۔ بلکہ (رمضان کی اخیر رات ہے کیونکہ) مزدور کو پوری مزدوری اسی وقت دیجاتی ہے جبکہ وہ کام کو ختم کر دے اسکو احمد و بزار و بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابو الشیخ بن حبان نے کتاب الثواب میں اسکو روایت کیا ہے۔ مگر انکی روایت میں مچھلیوں کے بجائے فرشتوں کا ذکر ہے کہ ملائکہ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(نمبر ۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو کسی نبی (کی امت) کو نہیں دی گئیں ایک بات تو یہ ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر نظر (رحمت) فرماتے ہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہو جائے اسکو کبھی عذاب نہ دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ شام کے وقت ۲۹
(جو) ان کے منہ کی بدبو (زیادہ ہوتی) ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے (کیونکہ اس سے عبدیت اور بندگی ٹپکتی ہے اور عبدیت سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی چیز محبوب نہیں) اور تیسری بات یہ ہے کہ فرشتے انکے لیے رات دن استغفار کرتے ہیں اور چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کو فرماتے ہیں کہ تیار ہو جا میرے بندوں کے لیے بن سنور جا۔ قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی تعب (ومشقت) سے نکل کر میرے اس گھر میں اور عزت کی جگہ میں راحت حاصل کریں گے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب رمضان کی اخیر شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں جماعت (صحابہ) میں سے ایک شخص نے عرض کیا (یارسول اللہ) کیا وہی شب قدر ہے حضور نے فرمایا نہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مزدور کام کرتے رہتے ہیں پھر جب کام سے فارغ ہو جاتے ہیں اس وقت ان کی مزدوری پوری دیدی جاتی ہے اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکی سند

متقارب ہے (یعنی حسن کے قریب کی) جو پہلی حدیث کی سند سے بہتر ہے۔

ف حدیث (نمبر ۵) سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ رمضان میں شیاطین کو بنی آدم پر وہ قابو حاصل نہیں ہوتا جو رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں ہوتا ہے جس سے مفہوم ہوا کہ تھوڑا بہت قابو رمضان میں بھی باقی رہتا ہے پس یہ شبہ جاتا رہا کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں تو پھر رمضان میں گناہ کیونکر صادر ہوتے ہیں اور یہ بات مشاہد ہے کہ مسلمانوں سے رمضان میں بنسبت دوسرے مہینوں کے گناہ بہت کم صادر ہوتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا رہا یہ کہ جب شیاطین قید ہو گئے تو پھر وہ آدمیوں کو کس طرح بہکاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دور سے بذریعہ توجہ کے تصرف کرتے ہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ کہاں معلوم ہوا ہے کہ سب شیاطین قید ہو جاتے ہیں بلکہ سخت مفسد شیاطین قید ہوتے ہیں اور ان کی ذریات بدستور آزاد رہتی ہیں وہی تھوڑا بہت کام کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بعض گناہ خود انسان کا نفس بھی کراتا ہے اسلئے سب شیاطین بھی قید ہو جائیں جب بھی کوئی اشکال نہ تھا۔ ۱۲۔ مترجم ۳۰

(نمبر ۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ (وقت کی) نمازیں (ہر ایک نماز دوسری نماز کے آنے تک) اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک بیچ کے سب گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کیا جائے (یعنی کبائر کے لئے یہ چیزیں کفارہ نہیں انکا کفارہ توبہ ہی ہے جو قاعدہ کے موافق ہو ہاں یہ امور صغائر کے لے کفارہ ہو جاتے ہیں ۱۲ مترجم) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حافظ (منذری رح) فرماتے ہیں کہ کتاب الصلوٰۃ وکتاب الزکوٰۃ میں بھی بہت سی حدیثیں روزہ کی فضیلت میں گذر چکی ہیں ہم ان کا اعادہ نہیں کرتے کیونکہ انکی مقدار زیادہ ہے جسکو ان کے معلوم کرنے کا شوق ہو وہ مناسب مواقع میں ان کو تلاش کرے۔

(نمبر ۸) حضرت کعب بن عجرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار صحابہ سے) فرمایا کہ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ تو ہم سب حاضر ہو گئے پھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے) جب آپ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آمین کہی (اس کے بعد دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو (اسپر بھی) آمین کہی پھر تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو (اسوقت بھی) آمین کہی جب (خطبہ کے بعد) آپ منبر سے اترے قوم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی آپنے جواب دیا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام میرے سامنے آئے (اور جب میں نے منبر کی ایک سیڑھی پر قدم رکھا) تو انہوں نے کہا لعنت ہے اس شخص پر جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اسکی مغفرت نہوئی میں نے کہا آمین۔ پھر میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا لعنت ہے اس شخص پر جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا پھر بھی اس نے آپ پر درود نہ بھیجا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر میں تیسری سیڑھی پر پہونچا تو انہوں نے کہا لعنت ہے اس شخص پر جس کے ماں باپ دونوں یا انمیں سے ایک اسکے سامنے بڑھاپے کو پہونچے پھر بھی انہوں نے اسکو (بوجہ اسکی خدمت واطاعت کے) جنت میں داخل نہ کرایا میں نے
۳۱ کہا آمین اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا اسکی سند صحیح ہے **ف** ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا رد نہیں ہو سکتی خصوصاً وہ بددعا جس میں جبریل علیہ السلام بھی بحکم خداوندی شریک ہوں پس ان تینوں باتوں سے بہت اہتمام کیساتھ بچنا چاہئے اور رمضان میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی کوشش کرنا چاہئے جسکی صورت یہی ہے کہ رمضان کے روزے رکھے جائیں اور دوسرے دنوں سے زیادہ اعمال صالحہ میں ترقی کی جائے اور روزانہ افطار وسحر کے وقت توبہ واستغفار کیا جائے تراویح کا خاص اہتمام کیا جائے اور والدین کی خدمت واطاعت میں کمی نہ کرنا چاہئے۔ اسیطرح سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنکر درود شریف پڑھنا چاہئے مختصر درود شریف یہ ہے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ دشمنوں کے لئے بھی دعا ہی فرماتے تھے بددعا نفرماتے تھے لیکن ان تین شخصوں پر آپنے اللہ تعالی کے حکم سے بددعا فرمائی ہے پس یہ بددعا ہلکی نہیں بہت سخت ہے۔

مسلمانوں کو اس سے بہت ڈرنا چاہیئے کہ یہ خالی نہیں جاسکتی اللھم اعذنا من شر نقمک واسبغ علینا من نعمک ۱۲ مترجم

(نمبر ۹) حسن بن مالک بن الحویرث نے بھی اپنے باپ سے اپنے دادا[۱] سے (جو صحابی ہیں) اسی کے قریب روایت کی ہے جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ابن خزیمہ و ابن حبان دونوں نے اپنے صحیح میں۔

(نمبر ۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو آپ نے (تین دفعہ) آمین آمین آمین کہا صحابہ نے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور یوں کہا کہ جس شخص نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہوئی اور جہنم میں داخل ہوا خدا اُسپر لعنت کرے آپ بھی آمین کہیئے تو میں نے کہا آمین۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

(نمبر ۱۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے آسمان کے سب دروازے کھولدیے جاتے ہیں پھر رمضان کی اخیر رات تک اُنمیں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور جو مؤمن بھی رمضان کی کسی رات میں نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے ہر سجدہ کے بدلہ میں ایک ہزار پانسو نیکیاں لکھیں گے اور جنت میں اُس کے لئے سُرخ یاقوت کا ایک گھر بنائیں گے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر ایک (عالیشان) محل ہوگا جو یاقوت سرخ سے مزین (و آراستہ) ہوگا۔ اور جب مسلمان رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پچھلے سب گناہ اس دن تک معاف کردیے جاتے ہیں اور ہر دن صبح سے آفتاب غروب ہوتے تک ستر ہزار ۳۲

---

[۱] قلت ھکذا فی الاصل عن ابیہ عن جدہ وظنی ان لفظۃ عن جدہ من زیادۃ الکاتب فان مالک بن الحویرث ابوالحسن ھو الصحابی ولم اجد من اثبت الصحبۃ للحویرث واللہ اعلم ۱۲

(باقی آئندہ)

اور ہاتھوں میں چوڑیاں اور پاؤں میں پازیب اور گلے میں ہار اور تمام زیوروں سے سجکر جہاں آپ کے یار دوست چھوٹے بڑے بیٹھے ہوں وہاں تشریف لاکر تھوڑی دیر کے لیے ذرا کرسی پر اجلاس فرمالیجئے اگر آپ نے یہ حرکت کر لی تو ہم مشابہت کے مسئلہ میں آپ سے کبھی گفتگو نہ کریں گے مگر مجھے امید نہیں کہ کوئی صاحب اسپر راضی ہو جاویں بلکہ اگر انکو ہزار روپیہ بھی دیں تب بھی راضی نہوں گے اور اسکو عار سمجھیں گے تو بتلائیے یہاں ناگواری اور رکنے کا سبب عورتوں کے ساتھ مشابہت ہونیکے سوائے اور کیا ہے۔ افسوس ہے کہ عورتوں کی وضع بنانا تو عار ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی وضع بنانا گوارا ہے۔ غرض کہ طرح طرح کی زینتوں میں اپنی صورت پر نظر ہوئی اور دوسرے کی صورت پر نظر یہ ہوتی ہے کہ دوسرے کو دیکھتے ہیں کہ امیر ہے یا غریب کالا ہے یا گورا اچھا لباس پہنے ہوئے ہے یا برا۔ اور پھر برتاؤ ہر ایک کے ساتھ جداگانہ کرتے ہیں جو عمدہ لباس پہنے ہوئے ہو اسکی تعظیم بھی ہوتی ہے عزت بھی ہوتی ہے اگرچہ وہ کمال سے بالکل خالی ہو اور جو ٹوٹی
۱۳ پھوٹی حالت میں ہے اگرچہ صاحب کمال ہو اسکی پوچھ تک نہیں ہوتی اسی طرح امیروں کی بہت تعظیم ہوتی ہے۔ غریبوں کو پاس تک نہیں آنے دیتے اور میں امیروں کی تعظیم سے بالکل منع نہیں کرتا۔ بلکہ اگر تکلیف سے بچنے کے لئے ہو یا صرف ان کا دل خوش کرنے کے لیے ہو تو جائز ہے اگر دنیا کے نفع کے لیے امیروں کی خوشامد اور تعظیم کرے تو یہ منع ہے حاصل یہ کہ آجکل آدمیوں کی قدر لباس سے کیجاتی ہے اسی لیے عالموں کی قدر نہیں کیونکہ یہ بیچارے ٹوٹی پھوٹی حالت میں رہتے ہیں لباس اور وضع کے اعتبار سے بھی اور مال کے اعتبار سے بھی غرض ہر طرح ظاہری حالت انکی گری ہوئی ہوتی ہے اسی لیے دنیا داروں کی نظر میں وہ پست خیال۔ تاریک خیال سمجھے جاتے ہیں لیکن خدا کی قسم اگر ان کو دین کا ذرا چسکا لگ جاوے تو یہ بھی دنیا اور دنیا داروں کی بھی طرف تھوکیں بھی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ جو مولوی دیندار ہیں وہ دنیا کی طرف رخ بھی نہیں کرتے اور نہ ان کو اپنے پاس دنیا ہونے کی حسرت ہوتی ہے کہ ہم نے یہ علم کیوں پڑھا تھا جس سے یہ ٹوٹی پھوٹی حالت ہوگئی۔ مگر شرط یہی ہے کہ دین کا چسکا لگ جاوے

غرض نہ انکو دنیا سے محروم ہونے پر افسوس ہے اور نہ وہ دنیا کمانے کی تدبیریں میں لگتے ہیں اور ہم نے بعضے دنیا داروں کو جو کہ دنیا کا علم پڑھتے ہیں دیکھا ہے کہ وہ دین کی طرف آگئے ہیں اور دنیا کے علوم چھوڑ چھوڑ کر دین کا علم پڑھتے ہیں اور جو دنیا کا علم پڑھ چکے ہیں ان میں بھی بہت لوگ جو بڑے بڑے عہدوں پر ہیں پچھتائے ہوئے اور دین کا علم حاصل نہ کرنے پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں اسپر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا کہ ایک انگریزی پڑھنے والے انگریزی چھوڑ کر دین کا علم پڑھنے کو آئے ان سے کسی نے پوچھا کہ تم نے انگریزی کیوں چھوڑ دی کہا میں نے چاہا کہ میں بھی انسان بنجاؤں - پوچھنے والے نے کہا کہ کیا تم اب تک انسان نہ تھے کہا نہیں کیونکہ الناس باللباس مشہور ہے یعنے انسانیت لباس سے ہے اور لباس خداتعالی نے خاص کردیا ہے ولباس التقوی ذلک خیر- یعنے پرہیزگاری کا لباس بہتر ہے پس پرہیزگاری کے لباس کے بغیر انسان انسان نہیں بن سکتا - پس دنیا سے بہتوں کا دین کی طرف آنا اور
دین سے دنیا کی طرف ایک کا نہ جانا کیا یہ دلیل نہیں ہے دین کے عمدہ اور اعلی ہونے کی ۱۴
اور دنیا کے حقیر اور ادنی ہونے کی مگر جن لوگوں کی طبعیتیں بگڑ گئی ہیں انھوں نے دینداری کی حالت کو ادنی اور حقیر اور دنیا داری کی حالت کو عمدہ اور اعلی قرار دیا ہے اور ان کی بالکل لباس پر نظر ہے اور غریب بیچارے خواہ باکمال ہوں یا بے کمال ان کو نظروں سے گرا رکھا ہے اور اسپر عجب یہ ہے کہ انکو ہمدردی کا بھی دعوی ہے افسوس- دیکھئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کے ساتھ کس طور پر عنایت اور رحمدلی سے پیش آتے تھے- اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی حضرت زاہر رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں گانوں رہا کرتے تھے کبھی کبھی مدینہ شریف حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور گانوں کی چیزیں حضور کے لئے ہدیہ میں لاتے اور حضور انکو شہر کی چیزیں عنایت فرمایا کرتے اور یہ فرمایا کرتے کہ زاہر ہمارا گانوں ہے اور ہم زاہر کے شہر ہیں ایک مرتبہ حضرت زاہر بازار میں چلے جاتے تھے حضور نے آکر پیچھے سے انکی کولی بھر لی آنکھوں پر ہاتھ نہیں رکھا جیسا آجکل کرتے ہیں- کیونکہ اس سے گھبراہٹ ہوتی ہے حضور ﷺ

زاہر بولے یہ کون ہے چھوڑ دو پھر جب معلوم ہوا کہ حضور ہیں ۔ پھر تو انہوں نے غنیمت سمجھا کہ
آج کا دن پھر کہاں نصیب اپنی پیٹھ کو حضور کے جسم مبارک سے خوب ملنا شروع کیا اس کے
بعد حضور نے ہنسی سے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس غلام کو خریدے حضرت زاہر نے فرمایا
کہ حضور میرا گاہک کون ہے میں تو کم قیمت ہوں حضور نے فرمایا کہ تم اللہ کے نزدیک
تو کم قیمت نہیں دیکھئے آپ ان کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور ان کے خوش کرنے کو
مذاق بھی فرمایا اور حضور اسی مصلحت کے لئے کبھی کبھی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے تاکہ صحابہ
کا دل کھلے اور وہ خوش ہوں آجکل بہت لوگ قومی ہمدردی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حالت
یہ ہے کہ قوم سے انکو نہ مناسبت ہے نہ انسیت ہے بنگلوں میں آبادی سے باہر رہتے
ہیں اور دو وقتہ گوشت بھنا ہوا اور چائے اور انڈے اور بسکٹ قسم قسم کی انکی غذا ہے
اور ان کے غریب بھائی شہر میں بھوکے ننگے پھرتے ہیں اور ان کو خبر تک بھی نہیں اگر
کسی کے لئے کچھ خیر خواہی وغیرہ کرتے بھی ہیں تو وہ بھی امیروں کے لیے سو اس کو
قومی ہمدردی نہیں کہتے بلکہ قومی ہمدردی کے تو یہ معنی ہیں کہ غریبوں کے ساتھ ہمدردی ۱۵
کی جاوے سو وہ لوگ غریبوں کی کیا ہمدردی کریں گے جن کے یہاں غریبی اور افلاس
خود جرم سمجھا جاتا ہو البتہ قومی ہمدردی شریعت نے سکھلائی ہے دیکھئے حدیث
شریف میں ہے کہ سب مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں جب ایک عضو تکلیف میں
ہوتا ہے تو باقی جسم بھی اسکی موافقت کرتا ہے کہ اسکو بھی قرار اور چین نہیں ہوتا اور
غریبی اور افلاس کو جرم جب قرار دیا جاوے جب کہ یہ ہمیشہ بے تدبیری کا نتیجہ ہو
حالانکہ یہ تو صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے قرآن پاک میں ہے کہ خدا جس کے
لئے چاہتے ہیں رزق کو کشادہ کر دیتے ہیں اور جسپر چاہتے ہیں تنگ کر دیتے ہیں۔
اور اسمیں حق تعالیٰ کی حکمتیں ہوتی ہیں چنانچہ جو لوگ افلاس اور فاقہ میں مبتلا ہیں
ان کے لیے بھی حکمت الٰہی ہے اور جو مالدار ہیں ان کے لئے اس میں حکمت ہے
کوئی ایک دوسرے کو حقیر نہ جانے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حالت سے خوب واقف ہیں
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ بہت سے

مسلمان ایسے ہیں کہ اُن کا ایمان افلاس سے باقی ہے اگر اللہ تعالیٰ اُن کو مالدار کر دیں تو وہ اس قدر نافرمانی اختیار کریں کہ کفر تک پہونچ جاویں اور بہت سے ایسے ہیں کہ اُن کا ایمان مالداری کی وجہ سے بچا ہوا ہے اگر انپر افلاس آ جاوے تو کفر میں مبتلا ہو جاویں بہت سے مریض ایسے ہیں کہ ان کا دین مرض کیوجہ سے صحیح سالم ہے اگر تندرست ہو جاویں تو دنیا میں لگ کر خدا تعالیٰ کو بھول جاویں اور بہت سے تندرست ایسے ہیں کہ انکا دین تندرستی کیوجہ سے بچا ہوا ہے۔ غرض جو جس حالت میں ہے اُس کے لئے وہ مصلحت اور پسندیدہ ہے۔ غرض ہمدردی کا سبق آجکل بہت گایا جا رہا ہے لیکن حقیقت میں سچی ہمدردی وہی کر سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہو کیونکہ حضور کی برابر کسی نے ہمدردی کے طریقے نہیں سکھلائے یہاں تک کہ آپ نے جانوروں تک کے ساتھ ہمدردی کا حکم فرمایا۔ ہے اور سچے تابعداروں نے اوسپر عمل کیا ہے چنانچہ حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ
۱۷ ایک خارشتی کتا نہایت تکلیف میں ہے اور اوس کا تمام بدن خارش سے زخمی ہو گیا ہے ہر شخص اُس سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے کتے بھی اُسکو پاس آنے نہیں دیتے اُن کو اسپر رحم آیا اور اوسکو اپنے گھر لائے اور اپنے ہاتھ سے اُسکے بدن پر دوا ملا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ تندرست ہو گیا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بعد وفات کے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ میرے تمام کاموں میں سے یہ کام پسند آیا کہ ایک روز میں چلا جاتا تھا اور جاڑے کا موسم تھا میں نے دیکھا کہ ایک بلی کا بچہ سردی میں اکڑ رہا ہے مجکو رحم آیا اوسے اپنے لحاف میں اوسکو لیکر سویا یہ کام میرا پسند آیا۔ اور حکم ہوا کہ اس کام کی وجہ سے ہم نے تمکو بخشدیا مجھکو اسوقت حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد کی حکایت یاد آئی کہ ایک بار اُنہوں نے ایک کتے کا بچہ کیچڑ میں پڑا دیکھا سردی سے اُس کا بُرا حال تھا کوئی حمام قریب تھا وہاں لیجا کر اوسکو غسل دلایا اس کے ایک مدت بعد یہ اتفاق ہوا کہ وہ کہیں تشریف لیجا رہے تھے

روح ہفدہم بلقب بیت اللہ ثانی (حج کرنا جس شخص میں شرطیں پائی جاویں اسپر فرض ہے اور دوسروں کے لئے نفل)
اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی
حکم ہے چنانچہ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی کعبہ) کا حج کرنا ہے
یعنی اس شخص کے (ذمہ) جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہونچنے) کی سبیل (یعنی سامان) کی (آل عمران لن تنالوا) اور
(۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہی جو روح چہاردہم کے ۹ میں گذر چکی ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اسکی نجات کے لیے کافی نہیں
اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال
میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کریگا
جسکا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال ایسی کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام
کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اسلئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور خاصکر جب ان کاموں کو
اسی خیال سے کرے اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں حق تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو حج
کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گذری ہی) اگلی
حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے (۳) حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶۹
فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا و مروہ کے درمیان پھیرے کرنا اور کنکریوں کا مارنا یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی
یاد کے قائم کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے (یعنی ابوداؤد باب الرمل) ف یعنی گو ظاہر بینوں کو تعجب ہو سکتا ہے
کہ اس گھومنے دوڑنے کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ
کا حکم ہے اس کے کرنے سے اسکی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات
عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھکر اسکو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اسکے گرد چکر میں دوڑ دوڑ
پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں (۴) زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رض
سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکال لینا کس لیے ہے
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دیدی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو
اپنی قوت دکھلانے کیلیے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اس کے (کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑینگے
جسکو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (آپ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے (کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسپر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جبکہ کہیں ایک بھی کافر نہ تھا) (یعنی ابوداؤد باب الرمل) ف اگر
حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہوگئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا (۵) عابس بن ربیعہ سے
روایت ہے کہ حضرت عمر رض حجر اسود کی طرف آئے اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ کسی کو نفع پہونچا سکتا ہے

ورنہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ تجھکو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی) تجھکو بوسہ نہ دیتا۔
(یعنی ابوداؤد باب تقبیل الحجر) **ف** محبوب کے علاقہ کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کونسی مصلحت ہو سکتی ہے اور
حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ معبود تو وہی ہوتا ہے
جو نفع و ضرر کا مالک ہو (**۷**) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کیطرف منہ کیا پھر
اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت
عمرؓ بھی رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اے عمر اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں (ابن ماجہ ابن خزیمہ وحاکم و بیہقی) **ف**
محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہو سکتا ہے خوف تعظیم سے نہیں ہو سکتا اور افعال عاشقانہ تو
ارادہ سے بھی ہو سکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے ہو نہیں سکتا پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ
ثابت ہوتا ہے (**۸**) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن
ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات پر جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کیساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو
میرے پاس دور دراز رستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں غبار آلود بدن ہے دھوپ میں جل رہے ہیں
تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخشدیا (بیہقی و ابن خزیمہ) **ف** اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کیساتھ اس کا
۷۰ ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونے کو بتلاتا ہے یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونہ
کے لکھدی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں منیٰ مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں لبیک
کہنے میں چیخنا پکارنا ننگے سر پھرنا اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا یعنی مردوں کا سا لباس پہننا ناخن بال تک نہ کٹانا ڈاڑھی
تک کو نہ مارنا جیسے دیوانوں کی سی صورت ہو جاتی ہے سر منڈانا کبھی حاضری کا شکرانہ دینا خاص طریقے کے اندر رخصت کے
لئے اس کا طواف کرنا جس میں چہرہ محبوب کا ادب بھی ہے یہ سب وہ افعال ہیں جو عاشقوں کے ہوتے ہیں اور بعض افعال جو تعظیم کیلئے نہیں ہیں
ان میں ایک خاص حد ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر
کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ ہو جانا چلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا اور سب عاشقانہ
افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اسکے ارکان کا جن مقامات سے تعلق ہے
یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے انمیں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے
میں ہے (**۹**) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپکے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے
دلوں کو انکی طرف مائل کر دیجئے (سورۂ ابراہیم مختصراً) **ف** اس دعا کا ذکر آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے سند کیساتھ
روایت کیا ہے کہ (**۱۰**) کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں کھنچتا نہ ہو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم
علیہ السلام یہ کہتے کہ لوگوں کے قلوب تیری طرف تو یہود و نصاریٰ کی بھی اس پر بھیڑ ہو جاتی لیکن انہوں نے اہل ایمان کو خاص کر دیا کہ کچھ لوگوں کے
قلوب کہہ دیا (درمنثور) اور حدیث میں ہے (**۱۱**) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سلہ پ ت ا ل من الناس ۱۱

(ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کرکے) فرمایا تو کیا اچھا شہر ہے اور میرا کیسا محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے
جدا نہ کرتی تو میں دوسری جگہ جاکر نہ رہتا (عین مشکوٰۃ از ترمذی) ف: جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے
محبت ہے تو آپ کے محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہوگی تو مکہ سے محبت (پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا یہ
تو حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے، اور بعضی دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی
ہیں گو حج میں اُن کی نیت نہ ہونا چاہیے مگر وہ خود حاصل ہو جاتی ہیں چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے
(مسئلہ ۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (کہ) خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا
سبب بنا دیا الخ (مائدہ) ف: مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں یعنی یہ
اُس کا جائے امن ہونا وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتا ہے اور
اس سے بقائے عالم کا باقی رہنا حتی کہ جب کفار اس کو منہدم کر دینگے تو قریب ہی قیامت آ جاوے گی جیسا احادیث سے
معلوم ہوتا ہے (بیان القرآن بحاصلہ) (مسئلہ ۱۲) اللہ تعالیٰ نے (حج کیلئے لوگوں کے آنے کی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا تاکہ
اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کیلئے آ موجود ہوں (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب رضا حق اور دنیوی فوائد
یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذلک چنانچہ (مسئلہ ۱۳) ابن ابی حاتم نے اسکو حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے (کذا فی الروح بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ ۱۷
سنت مؤکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اسی لئے اس کا لقب حج اصغر ہے چنانچہ (مسئلہ ۱۴) عبد اللہ
بن شداد اور مجاہد سے روایت ہے (عین در منثور عن ابی شیبہ) مگر یہ حج کے زمانہ میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں
ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانہ میں بھی ہو جاتا ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے
(مسئلہ ۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے (شروع کرکے) اس کو پورا
پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجا لاؤ اور نیت بھی خالص اسی کی ہو) (بیان القرآن) (مسئلہ ۱۶)
حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی روکنے
والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ بے حج کئے مر جائے اسکو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (عین
مشکوٰۃ از دارمی) ف: ترک حج پر کیسی سخت دھمکی ہے (مسئلہ ۱۷) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اسکو جلدی کرنا چاہیے (عین مشکوٰۃ از ابوداود و ترمذی) (مسئلہ ۱۸)
حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کیا کرو یعنی یکے بعد دیگرے
کیا کرو کیونکہ دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے
(بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنیوالا نہ پایا جاوے) اور جو حج اچھا ادا کیا جاوے اس کا عوض بجز جنت کے
کچھ نہیں (عین مشکوٰۃ از ترمذی و نسائی) ف: اس میں حج و عمرہ کا ایک دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع اور

گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے (کحدیث الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم) (ملحق ۱۹)
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنیوالے اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا
کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں وہ ان کی مغفرت کرتا ہے (مشکوٰۃ از ابن ماجہ)
(ملحق ۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر
وہ راستہ ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھیگا (مشکوٰۃ
از بیہقی) اور حج کے متعلق ایک تکملہ عمل اور بھی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریفہ کی زیارت جو اکثر
علما کے نزدیک مستحب ہے اور جس طرح حج میں عشق الٰہی کی شان تھی اس زیارت میں عشق نبوی کی شان ہے اور جیسا حج
سے عشق الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشق نبوی میں جسکی دلیل اللہ و رسول کا عشق ہو وہ دین میں کتنا مقصود ہوگا
اس شان عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے (ملحق ۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص حج کرے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کی ہو (مشکوٰۃ
از بیہقی) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو برابر ہی اثر میں برابر
ہونگی اور ظاہر ہے کہ آپکی حیات میں آپکی زیارت ہوتی تو کسقدر آپکا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنیکا
بھی ویسا ہی اثر ہوگا اور یہ حدیث تو اس دعوی کی تائید کیلئے لکھدی ہے اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبوی کھلم کھلا ٧٢
آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان کہی گئی ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اسی طرح اس
زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان کہی گئی ہے چنانچہ (ملحق ۲۲) حضرت ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ابراہیم نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام) تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ
کیلئے دعا کرتا ہوں ویسی ہی اور اتنی ہی اور بھی الخ (مشکوٰۃ از مسلم) ف معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کیلئے محبوبیت
کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کیلئے وہی محبوبیت کی دعا ہوگی (ملحق ۲۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ
(مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) (ملحق ۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ
کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے مدینہ کی محبت کے سبب (مشکوٰۃ از بخاری) ف محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے
تو ضرور مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی (ملحق ۲۵) یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں
جہاں مجھکو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو تین بار فرمائی (مشکوٰۃ از مالک) اس حدیث کی تقریر وہی ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور حج و
زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور انکے مقاموں کی بھی محبت ایمان والوں کے دلوں میں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا
جو اثر دین پر پڑتا ہے اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ پس اے مقدور والے مسلمانو اس دولت کو نہ چھوڑو
(والروایات ماخوذ من کتب مختلفۃ مصرح باسمائہا عند کل حدیث کتبہ) اشرف علی

شرح حبیبی

او همی پنداشت کایشان در سهان / وہم و تخویف اند و وسواس و گمان
کہ بودشان لرزه و تخویف و ترس / از توہم ہا و تہدیدات نفس
او نمیدانست کایشان رستہ اند / بر دریچہ نور دل بنشستہ اند
سایہ خود را ز خود دانستہ اند / چابک و چست و گش و برجستہ اند ۱۸۹
ہان مگر دون اگر صد بارشان / خورد کوبد اندرین گلزارشان
اصل آن ترکیب را چون دیدہ اند / از فروع وہم کم ترسیدہ اند
این جہان وہم ست اندر ظن ماست / گر رود در خواب دستی باک نیست
گر بخواب اندر سرت ببرید گاز / ہم سرت برجاست ہم عمرت دراز
گر ببینی خواب خود را دو نیم / تندرستی چون بخیزی نی سقیم

حاصل اندر خواب نقصان بدن	نیست باکے از دو صد پاره شدن
این جهان را که بصورت قائمست	گفت پیغمبر که حلم نائم ست
از ره تقلید تو کردی قبول	سالکان این دیده پیدا بے رسول
روز در خوابی مگو کاین خواب نیست	سایه فرع ست اصل جز مهتاب نیست
خواب و بیداریت آن دان ای عضد	که ببیند خفته کو در خواب شد
او گمان برده که این دم خفته ام	بیخبر زان کوست در خواب دوم
کوزه گر گر کوزه را بشکند	چون بخواهد باز خود قائم کند
کور را هر گام باشد ترس چاه	با هزاران ترس مے آید براه
مرد بینا دید عرض راه را	پس بداند او مغاک و چاه را
پا و زانوش نلرزد هر دمے	رو ترش کے دارد او از هر غمے
خیز فرعونا که ما آن نیستیم	که بهر بانگ زغولے بیستیم
خرقهٔ ما را بدر دوزنده هست	ورنه خود ما را بریدن تن بهست

ے لباس آن خوب اندر کنار	خوش بگیریم اے عدو نابکار
وشتر از تجرید از تن و زمزیج	نیست اے فرعون بے الہام کیج

وجہ اس دہمکی کی یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ ابھی اسی وہم و گمان اور وسوسۂ خوف کی حد میں
ن میں پہلے تھے اور اوہام و خیالات اور نفس کی دہمکیوں سے ڈر جانے اور کانپ جاتے
تھے لیکن وہ یہ نہ سمجھا کہ وہ اوہام کے پہندے سے نکل چکے ہیں اور اب وہ اس دریچہ پر
بیٹھے ہوئے ہیں جس سے نور قلب داخل ہوتا ہے اور وہ اوس نور کے ذریعہ سے حقائق
و علی ما ہی علیہ دیکھ رہے ہیں اب اونکو اپنی حقیقت اور اپنے سایہ میں امتیاز ہو گیا
ہے اسلئے اب وہ بجائے مغموم و محزون ہونے کے چست و چالاک اور خوش و خرم ہیں
و جان چکے ہیں کہ اس مرکب عنصری کی اصل کچھہ اور ہی ہے خواہ روح ہو یا جسم مثالی
191 سلئے اگر آسمان اون کو اپنی اوکہلی میں ستو مرتبہ بہی کوٹے اور اون کے جسم عنصری کو
یزہ ریزہ کر ڈالے تب بہی ان پر وہم غالب نہوگا۔ اور اس سے وہ ذرا بہی نہ ڈریں گے
س تم بہی اون کی تقلید کرو اور اس عالم ناسوتی میں دل کو نہ پہنساؤ کیونکہ اس عالم کی
ہم و خیال سے زیادہ وقعت نہیں ہے لہذا تمکو مبتلائے گمان نہ رہنا چاہیے اور تفرق
سم سے ہرگز خوف نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے تم کو کچھہ بہی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔ اب ہم
مکو ایک دوسرے عنوان سے اسی مقصد کو سمجھانا چاہتے ہیں۔ دیکھو اگر خواب میں قینچی سے
تمہارا سر کاٹ ڈالا جائے تو تمکو اس سے کیا نقصان پہونچتا ہے۔ کچھہ بہی نہیں۔ کیونکہ تمہارا
ر اسی طرح قایم رہتا ہے بلکہ بنا بر مشہور یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے تمہاری عمر بڑہتی ہے
یونکہ عوام میں مشہور ہے کہ اگر خواب میں کوئی اپنے کو مردہ دیکھے تو اس سے
سکی عمر بڑہتی ہے۔ اسیطرح اگر تم خواب میں اپنے کو دیکھو کہ کسی نے میرے دو ٹکڑے
ر ڈالے ہیں تو اس سے تمکو کیا ضرر ہوتا ہے کچھہ بہی نہیں کیونکہ تم جب بیدار ہوتے
و تو اسی طرح تندرست ہوتے ہو۔ اور کچھہ بہی نقصان تمہارے اندر نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ

خواب کے اندر بدن میں خرابی واقع ہونے بلکہ ستو ٹکڑے ہوجانے کی بھی کچھ پرواہ نہیں
جب یہ امر ممہد ہوچکا تو اب سمجھو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس جہان کو
جو بظاہر قائم معلوم ہوتا ہے سونے والے کا خواب فرمایا ہے۔گو تم بھی اسکو ضرور مانتے
ہوگے۔مگر تم نے تو صرف تقلیداً ہی مانا ہے۔لیکن اہل اللہ نے اسکو تمھاری طرح صرف
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہونے ہی کی وجہ سے نہیں مانا بلکہ اونہوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور آپ کے طفیل سے اس کا مشاہدہ
بھی کیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوگیا کہ تم دن میں بھی خواب ہی میں ہو تم یہ نہ کہنا کہ میں
خواب میں نہیں ہوں اور عالم خواب نہیں ہے۔کیونکہ اول تو اہل اللہ پر اس کا خواب
ہونا منکشف ہوچکا ہے لیکن اگر اونکی بات نہ مانو تو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد موجود ہے پس جبکہ عالم کا خواب ہونا بھی ظاہر ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا
کہ خواب میں اگر جسم میں تفرق اتصال واقع ہو تو کچھ قابل التفات نہیں لہذا تمکو اسکی
۱۹۲ مضرتوں کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔اور اس سے قطع تعلق کرکے حق سبحانہ کے ساتھ مشغول
ہونا چاہیئے علاوہ اِس کے ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ عالم ظل اور پرتو ہے جناب
حق سبحانہ کا اور بلا تشبیہ اسکی اون کے لحاظ سے ایسی ہی مثال ہے جیسے چاندنی اور چاند
بس جس طرح کہ چاندنی فرع ہے چاند کی یوں ہی عالم فرع ہے حق سبحانہ کی اور یہ تمکو معلوم ہے
کہ اصل کو چھوڑکر فرع میں مشغول ہونا سراسر حماقت ہے۔پس حق سبحانہ کو چھوڑکر عالم میں
مشغول ہونا اور اوسکی مضرتوں سے بچنے اور منفعتوں کو وصول کرنے کی ذہن میں لگنا
سراسر نادانی ہوگا۔پس اِس سے بھی ثابت ہوا کہ تفرق جسم سے ڈرنا ہرگز نہ چاہیئے
اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس شبہ کو بھی رفع کردیا جاوے جو عالم کو خواب کہنے پر واقع
ہوتا ہے وہ یہ کہ اس عالم میں ہم کبھی بیدار ہوتے ہیں اور کبھی سوتے ہوتے ہیں۔
پس اگر عالم خواب ہوتا تو سونا جاگنا کیسا۔تقریر دفع یہ ہے کہ یہ امر مشاہد ہے اور اِس کا
انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی آدمی سوتے ہوئے خواب دیکھتا ہے اور اوس خواب میں
اول اپنے کو جاگتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر خواب ہی میں دیکھتا ہے کہ میں سوگیا

مثلاً ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ میں سفر کر رہا ہوں اور سفر ہی میں اوسکو رات ہو جاتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ میں تھک کر ایک مقام پر لیٹ رہا۔ اور مجھے نیند آگئی تو دیکھو کہ وہ خواب میں سمجھتا ہے کہ میں پہلے سے جاگ رہا تھا اور اب سو رہا ہوں حالانکہ وہ پہلے سے بھی سو رہا تھا اور اب دوبارہ سویا ہے اس سے تمہاری سمجھ میں آگیا ہوگا کہ خواب کے اندر سونا اور جاگنا دونوں ہو سکتے ہیں۔ بس یہی حالت بالکل عالم کی ہے کہ وہ در اصل ایک خواب ہے آدمی اسمیں اولاً اپنے کو جاگتا ہوا جانتا ہے اور اوس کے بعد سمجھتا ہے کہ میں سو گیا۔ اب کوئی شبہ نہ رہا اب ہم تفرق جسم سے نہ ڈرنے کے لئے ایک اور وجہ بھی بتلاتے وہ یہ کہ قاعدہ ہے کہ اگر برتن بنانے والا برتن کو توڑ دیتا ہے تو وہ اگر چاہے تو دوبارہ بنا بھی سکتا ہے۔ بس سمجھنا چاہیئے کہ اگر کسی مصلحت سے حق سبحانہٗ تفرق جسم کریں گے ہی تو دوبارہ بنا بھی سکتے ہیں۔ اگر چاہیں گے اور مصلحت ہوگی تو بنا بھی دیں گے۔ پھر ڈر کس لئے غرضکہ یہ وجوہ ہیں جو مقتضی ہیں اسکو کہ تفرق سے نہ ڈرنا چاہیئے اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ان تمام باتوں کے باوجود آدمی کیوں ڈرتا ہے اس کی وجہ صرف حقیقت ناشناسی ۱۹۳
ہے دیکھو اندھا چونکہ رستہ سے واقف نہیں ہوتا اسلئے اوسکو ہر قدم پر کنوئیں کا ڈر ہوتا ہے اور بہت ہی ڈرتے ڈرتے رستہ چلتا ہے برخلاف اس کے دیکھنے والا شخص چونکہ رستہ کی چوڑائی کو دیکھتا ہوتا ہے لہذا وہ گڑھے اور کنوئیں کو آنکھ سے دیکھتا ہے پس جو چیزیں فی الواقع بچنے کی ہیں اون سے احتیاط کرتا ہے اور جو چیزیں بچنے کی نہیں اون کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ ہر وقت اوس کے گھٹنے اور پاؤں میں تھرتھراہٹ ہوتی ہے اور نہ وہ معمولی تکلیف وہ چیزوں سے بے چین ہوتا ہے اور اندھا جہاں ڈرنے کی ضرورت نہیں وہاں بھی ڈرتا ہے اور جو بچنے کی چیزیں نہیں اُنسے بھی کھٹکتا ہے اور ذرا سے خطرہ کو بہت سمجھکر اوس کا دم فنا ہو جاتا ہے۔ دیکھو چونکہ ساحروں کو حقیقت کا انکشاف ہو گیا تھا اس لیے اونھوں نے فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں صاف کہدیا کہ اے فرعون بہاگ بھی ہم وہ نہیں کہ ہر چھٹنے کی بات کو صحیح سمجھکر رہبری کو چھوڑ دیں اور ڈر کر جائیں تو کچھ ہی کہہ ہم نہ مانیں گے تو تفرق جسم کی دھمکی دیتا ہے

اچھا تو کاٹ ڈال اول تو خدا کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ ہمارے جسم کو دوبارہ ٹھیک کردے لہذا ہمکو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر کسی مصلحت سے اوس نے ایسا نہ بھی کیا تب بھی ہمکو کچھہ نقصان نہیں بلکہ اور فائدہ ہے کہ تن فی الجملہ قرب حق سبحانہ سے حاجب تہا جب وہ نہ رہے گا تو زیادہ قرب ہوگا اور ہماری اوس عاشق کی سی مثال ہوگی جو کرتہ اُتار کر اپنے معشوق کو آغوش میں لے ظاہر ہے کہ اس صورت میں اوسکو اپنے معشوق سے بہ نسبت کرتہ پہنے ہونے کے زیادہ قرب ہے اِس سبب سے ہماری تو عین خوشی ہے کہ ہم جسم اور مزاج سے الگ ہوجائیں پس یہ تیری دھمکیاں بجائے اس کے کہ خوف وہراس پیدا کریں اور اشتیاق پیدا کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ کوررا ہر گام باشد ترس چاہ الی آخر البیت الثالث میں دو مضمون بیان کئے تہے اول عوام کا آلام دنیا میں مبتلا ہونے سے ڈرنا اور اہل اللہ کا نہ ڈرنا۔ دوسرے عوام کا مبتلائے آلام ہوکر پریشان اور بے چین بجبین ہونا اور اہل اللہ کا نہ گھبرانا اور نہ چین بجبین ہونا اور دونوں باتوں کا منشا

۱۹۴ حقیقت شناسی ونا حقیقت شناسی کو بتلایا تہا اب ایک تیسری بات بیان کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ اہل اللہ تو حقیقی مضرتوں میں مبتلا نہیں ہوتے اور عوام جاتی ہیں اس کا کیا سبب ہے اِس مضمون کو مولانا مچہر اور اونٹ کے سوال وجواب کے پیرایہ میں بیان کرتے ہیں اور حاصل اوس کا بھی وہی حقیقت ناشناسی او رحقیقت شناسی ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

شرح شبیری

او چنان پنداشت کایشان ہمان   وہم وتخویف اند و وسواس وگمان

یعنی اوس نے ویسا ہی سمجہا کہ یہ لوگ اوسی وہم اور خوف اور وسواس اور گمان میں ہیں۔

که بود شان لرزه و تخویف و ترس | از توهمها و تحذیرات نفس

یعنی اونکو لرزہ اور خوف اور ڈر نفس کے توہمات اور خوفوں سے ہو جائیگا یعنی اوسکا خیال تہا کہ میرے ڈرانے سے انکا نفس انکو ڈراوے گا اور یہ خوف کے مارے اِس دین سے پہر جاویں گے اور قبول کریں گے مگر۔

او نمیدانست کایشان رسته اند | بر دریچه نور دل بنشسته اند

یعنی وہ نہیں جانتا تہا کہ یہ لوگ (اوس حالت سے) چہوٹ گئے ہیں اور نور دل کے دریچہ میں بیٹھے ہیں۔

سایۂ خود را ز خود دانسته اند | چابک و چُست و گش و برجسته اند

یعنی اپنے سایہ کو اپنی ذات سے ممتاز کر لیا ہے اور چُست و چالاک اور خوش اور برجستہ 195
ہیں مطلب یہ ہے کہ دیکہو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تمہارے سایہ کے ایک تلوار مارتا ہوں تو تمہیں کچہہ بہی خوف نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ جانتے ہیں کہ ہمارا کوئی ضرر نہیں ہے اسیطرح چونکہ ان حضرات نے اِس جسم ظاہر کو روح کا ظل اور سایہ سمجہہ رکہا ہے اسلئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم تمہارے اِس جسم کو کاٹ دیں گے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ تو وہ یہی کہیں گے کہ لا ضیر انا الی ربنا المنقلبون اونکی تو یہ شان ہے کہ

هاون گردون اگر صد بار شان | خرد کوبد اندرین گلزار شان

یعنی آسمانی اوکہلی اگر سو بار اونکو اس گلزار (دنیا) میں ریزہ ریزہ کر کے کوٹ دے۔

اصل این ترکیب را چون دیده اند | از فروع وهم کم ترسیده اند

یعنی چونکہ اِس ترکیب کی اصلیت کو اونہوں نے دیکہہ لیا ہے تو وہ وہم کی زیادتی سے کب ڈرتے ہیں

مطلب یہ کہ اگر اون کے جسم پر سو بار گزند پہونچے تب بہی اونکو پرواہ نہیں اِس لیے
کہ اونہوں نے اسکی اصلیت کو معلوم کر لیا ہے پہر وہ کس بات سے ڈریں اون کو ذرا خوف
نہیں ہوتا وہ بالکل بے فکر ہوتے ہیں جانتے ہیں کہ اچھا ہے جتنا حجاب حسن سے
کم ہو اوتنا ہی بہتر ہے آگے مولانا اس حیات دنیوی کو خواب سے تشبیہ دیتے
ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ دیکہو اگر کوئی خواب میں دیکہے کہ اوس کا ایک ہاتہہ مثلاً کسی نے
کاٹ دیا تو اوسکو کوئی خوف ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ جب آنکہہ کہلتی ہے معلوم ہوجاتا
ہے کہ خواب کی بات تہی اور وہ خواب میں ایک عارضی ہاتہہ تہا ورنہ میرا اصل ہاتہہ
توموجود ہے اور اگر کسیکو خواب ہی میں اتنا ہوش ہو کہ میں خواب دیکہہ رہا ہوں تو
وہ اوس خواب ہی میں سمجہہ جاوے گا کہ یہ ساری خواب کی باتیں ہیں اور اوسکو
اِس سے مطلق خوف نہوگا۔ تو اسیطرح اِس دنیا میں اگر کوئی شخص دیکہے کہ کسی نے
اوس کے جسم کو گزند پہونچایا تو جب اِس خواب سے بیداری ہوگی اُس وقت معلوم
۱۹۶ ہوگا کہ ارے وہ تو ایک عارضی ہاتہہ تہا اور اصل روحانی ہاتہہ تو موجود ہے اور اگر
کسیکو یہاں دنیا ہی میں اتنا ہوش ہوگا کہ وہ اِس حیات کو خواب سمجہتا ہو تو وہ اب
ہی سمجہہ جاوے گا کہ اِس جسم کے گزند سے میری اصل ذات پر کوئی گزند نہیں پہونچا
تو بس اوسکو بہی کوئی خوف اوس خواب دیکہنے والے کی طرح نہوگا جب مولانا نے
یہ تشبیہ دی تو کوئی شبہہ کرتا ہے کہ اگر یہ زندگی خواب ہے تو پہر اوس میں ہم اور خواب
کیوں دیکہتے ہیں۔ سوتے ہیں اور اوس میں پہر خواب دیکہتے ہیں مولانا فرماتے ہیں
کہ دیکہو تم سوتے ہو اور خواب دیکہتے ہو کہ ہم ایک جگہ سوئے ہیں اور اوسمیں خواب دیکہہ
رہے ہیں تو جیسے کہ اِس خواب ظاہری میں بہی خواب دیکہہ لیتے ہو اسی طرح اس خواب
ہستی میں بہی خواب دیکہہ لیتے ہو سبحان اللہ عجیب تحقیق ہے سچ یہ ہے کہ یہ حضرت
اصل محقق ہیں اور اون کے علوم علوم ہیں کہ جس بات کو بیان فرمادیں گے اوسکو
بالکل آئینہ کر دیں گے گویا کہ آنکہوں سے دیکہہ رہے ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ
مولانا کے فیوض سے ہم گنہگار ونکو مستفیض فرما اور ہمارے گناہ اونکی برکت سے معاف فرما

فبالنظر الی کونہ غیر معصیۃ یکون مباحا
وبالنظر الی کونہ مشابہا بالمعصیۃ یکون
مبغوضا لان المشابہۃ یقتضی ھذا
البغض والطلاق کذلک وکونہا
غیر معصیۃ ظاہر واما کونہا مشابہا
بالمعصیۃ فلان صورتہ صورۃ
الظلم من الایذاء والاضرار
والایحاش لکنہ لیس بظلم
لان قصدہ امتناع نفسہ
عن الضرر لا ایقاع غیرہ فی
الضرر ومن ثم تری المشائخ
یمنعون اتباعھم عن کثیر
من المباحات التی شانہا ھذا
کشغل الرابطۃ الذی صورتہ
صورۃ مقصودیۃ الخلق عند الشاغل
التی یوشک ان توقع فی الشرک
حدیث اختلاف امتی رحمۃ
البیہقی فی المدخل من
حدیث سلیمان بن ابی
کریمۃ عن جویبر عن الضحاک
عن ابن عباس قال قال

سو معصیت نہ ہونے کی بناء پر تو وہ مباح
ہوتی ہیں اور مشابہ معصیت ہونے کے سبب سے
وہ مبغوض ہوتی ہیں کیونکہ یہ مشابہت مبغوضیت
کو مقتضی ہے اور طلاق ایسی ہی چیز ہے چنانچہ
اس کا معصیت نہ ہونا تو ظاہر ہے باقی مشابہ
معصیت ہونا وہ اسلئے ہے کہ اسکی صورت
ظلم کی صورت ہے یعنی ایذا و اضرار و ایحاش
لیکن ظلم نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد اپنے
کو ظلم سے بچانا ہے نہ کہ دوسرے کو ضرر
میں واقع کرنا اور اسی مقام سے تم مشائخ کو
دیکھتے ہو کہ اپنے تابعین کو بہت سے ایسے مباحات ۵۷
سے روکدیتے ہیں جن کی ایسی ہی شان ہے
جیسے شغل رابطہ ہے جسکی صورت شاغل کے
نزدیک مخلوق کے مقصود (بالذات) ہونے کی
سی صورت ہے جو بعید نہیں کہ کسی شاغل
کو شرک میں واقع کر دے
ترجمہ حدیث میری امت کا اختلاف
رحمت ہے اسکو بیہقی نے مدخل میں سلیمان
ابن کریمہ کی روایت سے نقل کیا ہے وہ
جویبر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضحاک
سے اور وہ ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم
مهما اوتيتم من كتاب الله
فالعمل به لا عذر لاحد
في تركه فان لم يكن في
كتاب الله فبسنة مني
ماضية فان لم تكن
سنة مني فما قال اصحابي
ان اصحابي بمنزلة النجوم
في السماء فايما اخذتم
به اهتديتم واختلاف
اصحابي لكم رحمة ومن هذا ۵۸
الوجه اخرجه الطبراني
والديلمي في مسنده بلفظه
سواء وجويبر ضعيف جدا
والضحاك عن ابن عباس
منقطع **ف** وكذلك اختلاف
مسالك المشائخ كلها رحمة
والامر فيه اوسع من الاختلاف
المذكور في الحديث لانها
لم تختلف حلالا
وحرمة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمکو جو حکم کتاب اللہ سے ملا ہے اوسکو ترک کرنے میں تو کسی کے پاس کوئی عذر (قابل قبول) نہیں اور اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت پر (عمل کرنا چاہیئے) جو (باعتبار ثبوت کے) نافذ ہو (کتاب اللہ میں یہ قید نہ لگانا اسوجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت تو بنا بر تواتر قطعی ہے) اور اگر میری سنت بھی نہ ہو تو جو میرے اصحاب کے اقوال ہوں (اون پر عمل کیا جائے کیونکہ) میرے صحابی ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے سو جس کو بھی لیلو گے راہ پالو گے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے، اور اسی طریق سے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور دیلمی نے بھی اپنی مسند میں برابر اوسی کے لفظ سے اور جویبر (راوی) بہت ضعیف ہے اور ضحاک (کی روایت) ابن عباس سے منقطع ہے۔ **ف** یہی حالت ہے اختلاف مسالک شیوخ کی کہ وہ بھی رحمت ہے بلکہ اس میں اس اختلاف مذکور حدیث سے بھی زیادہ توسیع ہے کیونکہ مشائخ میں حلال وحرام کا اختلاف نہیں اور

واهل الفتاوى مختلفون فى
الحل والحرمة والسر فى كون هذا
الاختلاف رحمة ان الاستعداد
مختلفة فمن رجل يستفيد من مسلك
وآخر يستفيد من آخر كما ان السر
فى كون اختلاف اهل الفتاوى
رحمة توسعة الامر على الامة

حديث ادبنى
ربى فاحسن تاديبى
العسكرى فى
الامثال
من جهة السدى
عن ابى عمارة عن علىؓ
بعد ما ساق القصة
قال فقلنا يا نبى الله
نحن بنو اب واحد
ونشأنا فى بلد واحد
وانك لتكلم العرب
بلسان ما لا نفهم
اكثره فقال ان الله
عز وجل

اہل فتاوی کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ اور
اختلاف مشائخ کے رحمت ہونیکا راز یہ ہے
کہ طالبین کی استعدادیں مختلف ہیں
پس ایک شخص ایک مسلک سے مستفید
ہوتا ہے دوسرا دوسرے سے جیساکہ اہل
فتاوی کے اختلاف کے رحمت ہونیکا
یہ راز ہے کہ امت پر وسعت ہوجائے

ترجمہ حدیث مجکو اللہ تعالی نے ادب
سکھلایا سو خوب ادب سکھلایا اسکو
عسکری نے امثال میں سدی کے طریق
سے نقل کیا ہے انہوں نے ابو عمارہ سے ۵۹
انہوں نے حضرت علی سے ایک قصہ کے
وارد کرنے کے بعد روایت کیا ہے کہ حضرت
علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
ہم سب (یعنی آپ اور ہم) ایک ہی دادا
کی اولاد ہیں اور ایک ہی شہر میں ہمارا
سب کا نشوونما ہوا مگر آپ اہل عرب سے
ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں کہ ہم اسکا
اکثر حصہ نہیں سمجھتے (چنانچہ بہت حدیثوں
میں صحابہ کا لغات کی تفسیر کا پوچھنا
منقول ہے) آپ نے فرمایا کہ حق عزوجل نے

ادبنی فاحسن ادبی
ونشأت فی بنی
سعد بن بکر
ف دل الحدیث
انہ متی صح التعلق
مع اللہ زاد اللہ تعالیٰ
فی کمالاتہ الظاہرة ایضا
فی الاکثر کالادراکات
والفصاحة والقوة
واللطافة والنظافة
والاعتدال فی کل شیٔ ۶۰
وھذا مشاھد ویعین
ھذہ الزیادة بجتمع بعض
الاسباب الظاہرة مما
لا یجتمع للآخرین کما قدر
اللہ تعالیٰ
نشأ حبیبہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی بنی سعد
حدیث اذا اتاکم کریم قوم
فاکرموہ ابن ماجة فی سننہ
من حدیث سعید بن مسلمة

مجکو ادب سکھلایا ہے۔ پھر خوب ادب سکھلایا ہے (اصل وجہ تو یہ ہے) اور اس کے ساتھ ہی پھر کچھ ظاہری سامان بھی اس کا مہیا فرمادیا چنانچہ) میرا نشو و نما (اوضاع کی تعبیر ہے) بنی سعد میں ہوا (اسلئے اونکی زبان بھی اسمیں اضافہ ہوا) **ف** حدیث اسپر دلالت کرتی ہے کہ جب حق تعالیٰ کیساتھ تعلق صحیح ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اکثر اس شخص کے کمالات ظاہر میں بھی ترقی فرماتے ہیں جیسے ادراکات اور فصاحت اور قوت اور لطافت اور نظافت اور انتظام اور ہر شے میں اعتدال اور یہ بالکل مشاہد ہے اور اس ترقی میں بعض ایسے اسباب ظاہرہ کا جمع ہوجانا بھی معین ہوجاتا ہے۔ جو اوروں کے لیے جمع نہیں ہوتے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رضاع کے سلسلہ میں بنی سعد میں نشو و نما پانا مقدر فرمادیا (جہاں لغات کی واقفیت میں درستی ہوگئی) **ترجمہ حدیث** جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آوے اوس کا اکرام کرو اسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں سعید بن مسلمہ سے روایت کیا ہے

(باقی آئندہ)

فرمایا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ آپ یہاں رہیں اور جو کچھ میں کہا کروں وہ سنا کریں اس سے نفع ہوگا اور فرمایا کہ اس پرچہ کو اس بکس میں ڈال دیجئے میں صبح کو دیکھ کر کچھ تعلیم کرونگا اپنے کام میں مصروف رہئے۔ باقی رہے احوال سو اول تو وہ لازم نہیں پھر اسکے واسطے ایک مدت چاہیئے اور یہہ بھی فرمایا کہ یہاں لوگوں کو موقع بات چیت کا نہیں ملتا تھا بالخصوص اون لوگوں کو جنپر غلبۂ ادب ہوتا ہے وہ ہمیشہ رہ جاتے تھے اور جیسری لوگ سبقت کر کے مجھ پر چڑھے آتے تھے لوگوں کی پریشانی کی وجہ سے اس لئے آسانی کے واسطے میں نے یہ بکس رکھدیا ہے۔ کہ ہر شخص بے تکلف اپنے حالات لکھ کر ڈالدے میں جواب دے دیتا ہوں اور اگر کسیکو زبانی سمجھانیکی ضرورت ہوتی ہے تو وہ یہی لکھ کر بکس میں ڈالدیتا ہے اور میں اوس کے لئے خود وقت مقرر کر دیتا ہوں۔

(۱۱۴) ایک مرتبہ نواب وقار الملک مجھے علیگڈھ کالج میں لے گئے اور وہاں کے طلبار کے بھی کثرت سے درخواستیں تھیں۔ میرا وہاں بیان ہوا۔ میں نے اول ہی کہا کہ صاحبو آپ لوگونکو یہ شکایتیں ہیں کہ علمار ہماری خبر نہیں لیتے اور علمار کو آپ ۵۳
لوگونکی شکایتیں ہیں کہ آپ اونکو اپنی خبر نہیں دیتے دیکھئے اگر آپ لوگوں میں سے کوئی شخص امراض جسمانی میں مبتلا ہوتا ہے تو فوراً ڈاکٹر اور طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور وہاں کامیابی نہیں ہوتی دوسری جگہ جاتے ہیں یہاں تک کہ ہر جگہ سے ناکام ہو کر سول سرجن کے پاس جاتے ہیں غرض جبتک صحت نہیں ہوتی اسی دہیان اور دہن میں لگے رہتے ہیں اب میں آپسے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جو معاملہ آپ حضرات ان امراض کے معالج کے ساتھ کرتے ہیں وہی معاملہ امراض باطنی کے معالجین کے ساتھ کرتے ہیں اگر ایک جگہ سے ناکامیابی ہوئی تو دوسری جگہ رجوع کرتے ہیں اور اسیطرح تیسری اور چوتھی جگہ علی ہذا بس دینی معاملات میں اول تو آپ لوگوں نے ایک یہہ خیال قایم کر لیا ہے کہ ہمارے برابر کوئی جانتا ہی نہیں اور بعضوں کی تو یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے کہ وہ دین ہی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اور دوسرے اگر کسیکو توفیق رجوع کرنے کی ہوئی بھی تو ایک ہی شخص سے

دریافت کرلیا وہ بھی اون شرائط کے ساتھ نہیں جن شرائط سے ڈاکٹر کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں اب اگر ایک جگہ سے شفا نہیں ہوئی اور یہ ممکن ہے جیسے امراض ظاہری میں یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی طبیب سے آرام ہوجائے تو آپ لوگ دریافت کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں اور یہ فیصلہ کلی کرلیتے ہیں کہ بس جی اب کوئی نہیں رہا۔ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ یہی وہ مرض ہے کہ جس کی وجہ سے آپ علماء سے بیزار ہوگئے ہیں افسوس آپ ڈاکٹروں سے بدگمان اور بیزار نہیں ہوتے۔ حالانکہ اکثر ناکامی ہوتی ہے حتے کہ سول سرجن کے یہاں جاکر بھی بہت سے مریض ہلاک ہوجاتے ہیں۔ وجہ اسکی صرف یہی ہے کہ ان امراض کو مہلک سمجھا جاتا ہے اور امراض باطنی کو امراض ہی نہیں سمجھتے پھر فرمایئے توجہ ہو تو کیونکر ہو میں نے تو یہاں تک کہدیا کہ آپ لوگوں کے شبہات کے جواب دینے کو میں تیار ہوں۔ اور صورت بھی ایک آسان بتلائے دیتا ہوں آپ لوگ کالج میں ایک رجسٹر بنا کر رکھ لیجئے اور جس شخص کو کوئی شبہ ہو اوس رجسٹر میں لکھ دیا کرے چھ ماہ بعد وہ میرے پاس بھیجدیا کرو انشاء اللہ تعالیٰ میں واقعی شبہات اور اعتراض ہوں گے۔ اون کے جوابات لکھ کر آپ حضرات کے پاس بھیجدیا کرونگا ۵۴
اس دستور العمل کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ چند سال کے بعد شبہات کی جسٹر ہی کٹ جائے گی۔ مگر حضرت آجتک کسی سے بھی یہ نہیں ہوسکتا اور وجہ اسکی یہی ہے کہ دین کو ضروری نہیں سمجھتے غرض یہ ہے کہ لوگ علماء کی شکایت کرتے ہیں کہ یہ ہماری خبر نہیں لیتے سول سرجن کی کیوں نہیں شکایت کرتے کہ گھر گھر کیوں نہیں پہرتا وجہ یہ ہے کہ اون کی عظمت ہے علماء کی عظمت نہیں۔

(۱۱۵) ایک مہمان رئیس کی طرف جو بعض شبہات کی تحقیق کررہے تھے مخاطب ہوکر یہ بھی فرمایا کہ حضرت یہ بلائیں ارضی ہیں سماوی نہیں ہیں یہ خود لوگوں نے اپنے ہاتھوں خریدی ہیں سماوی بلاؤں کا رنگ ہی اور ہوتا ہے یہ وہ بلائیں ہیں جنکے واسطے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وما اصابک من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور رہا یہ شبہ کہ اللہ میاں بھی کافروں کے مددگار ہیں جیسا کہ بعض گستاخوں نے

ـلک طرابلس میں کہاتہا کہ اللہ تعالیٰ بہی تثلیث کے طرفدار ہیں نعوذ باللہ تو حضرت سنئے نادانی
ہ چیز ہے کہ بہنگی سے شاہزادے کے چابک لگوائے جاتے ہیں تو کیا اس صورت میں
وشاہ بہنگی کا طرفدار ہے اور کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ بہنگی مقبول ہے۔ بلکہ بات یوں ہے
شاہزادہ اپنے مردود ہونے کی وجہ سے مغلوب ہے (چونکہ عصر کی جماعت کہڑی ہوگئی
سلئے ملفوظ بند ہوگیا۔ پہر بعد نماز) فرمایا کہ مجہے ایک آیت شریف یاد آئی سورہ بنی
سرائیل میں ہے اور یہہ بنی اسرائیل کافر نہیں تہے اہل کتاب تہے انبیاء کے قائل تہے
ـق تعالیٰ نے اون کے بارے میں ایک دو پیشین گوئیاں اونکی کتاب میں بیان فرمائی
یں وہ کلام اللہ میں منقول ہیں۔ قولہ تعالیٰ وقضینآ الی بنی اسرائیل فی الکتاب
ـتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ہ فاذا جاء وعد اولٰهما بعثنا
ـلیکم عبادا لنا اولی بأس شدید فجاسوا خلٰل الدیار وکان وعدا مفعولا
ـطلب یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلادی تہی کہ تم سرزمین میں دوبار
ـاد مچاؤ گے اور بڑا زور چلانے لگو گے پہر جب اون دو باتوں میں سے پہلی مرتبہ کی میعاد ۵۵
ـوے گی یعنی تم اول مرتبہ شرارت کروگے تو ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے
ـنخوار ہوں گے پہر وہ گہروں میں گہس پڑیں گے اور یہہ ایک وعدہ ہے کہ جو ضرور ہو کر
ـہے گا اب اسمیں دیکہنے کی چند باتیں ہیں ایک تو یہ کہ لتفسدن فی الارض میں دیکہنا
ـہئے کہ اون لوگوں کو جو کہ اہل کتاب ہیں مفسد اور حد سے گذرنے والا فرمایا ہے۔ اور
ـوسری بات یہ ہے کہ جنکو عبادا لنا فرمایا ہے یہہ کون لوگ ہیں یہہ مشرک ہیں بت پرست
ـیں اونکو اپنا بندہ فرمارہے ہیں اس حیثیت سے کہ ہماری مملوک ہیں اور ہمارا آلہ عذاب
ـیں نہ اس حیثیت سے کہ مقبول ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تمہارے مردود ہونے کی وجہ سے
ـنکو تم پر مسلط کردیا ہے اسیطرح دوسرے وعدہ کو فرماتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ فاذا جاء وعد الاٰخرۃ
ـیسوٓ ا وجوهكم ولیدخلوا المسجد كما دخلوه اول مرة ولیتبروا ما علوا تتبیرا
ـرماتے ہیں کہ پہر جب دوسری میعاد آوے گی یعنی دوبارہ شرارت کروگے ہم پہر دوسروں کو
ـسلط کریں گے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ تمہاری مسجد میں گہسے تہے

یہ لوگ بھی اوسمیں گھس پڑیں اور جس جس طرح پر اون کا دور چلے سب کو برباد کر ڈالیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہی مقامات مقدسہ کی بے حرمتی ہمارے ہاتھوں ہو چکی ہے اور اب بھی ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ رہا یہ شبہ کہ اللہ میاں کو یہ کیسے گوارا ہوا سو اون کے نزدیک تمام زمین برابر ہے۔ خدا کے اوپر تھوڑا ہی قانون چلتا ہے یہ تو ہمیں حکم ہے کہ ہم اون کی تعظیم کریں خدا پر لازم نہیں کہ کسیکی تعظیم کریں۔ دیکھئے اگر ٹوپی پر نجاست پڑ جاتی ہے تو اوسے اُتار کر پھینکدیتے ہیں ایک منٹ سر پر نہیں رکھتے اور جوتہ اگر نجاست میں بھر جائے تو اوسے کوئی نہیں پھینکتا۔ جانتے ہیں کہ یہ تو نجس ہی ہے اگر اور نجاست میں بھر گئی تو کیا ہوا۔ اِسی طرح کافر اور مسلم کی مثال ہے کہ مومن مثل ٹوپی کے ہے کہ اگر اوس میں ایک دھبہ بھی پڑ جاتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے اور کافر مثل پاپوش کے ہے کہ اگر سب ہی بھر جائے تو ناگوار نہیں ہوتا۔ تو کیا اوس سے یہ لازم آگیا کہ جوتہ کلاہ سے افضل ہے اون رئیس صاحب نے بعض اہل غلو کے عذر کے طور پر کہا کہ مصیبت کے وقت

۵۶ عقل بھی جاتی رہتی ہے حضرت والا نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر کس کی عقل جاتی رہتی ہے جو نادان ہے اوسکی عقل جاتی رہتی ہے بلکہ اوسکی حالت راحت میں بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ راحت کو اپنی ہی عقل کا ثمرہ سمجھتا ہے اور مصیبت کو اوروں کے سر تھوپتا پھرتا ہے اور مطیع مصیبت کے وقت اور بھی زیادہ عاقل اور بیدار ہو جاتا ہے کیونکہ بوجہ طاعت اور تابعداری کے حق تعالیٰ اوس میں عرفان کی شان پیدا کر دیتے ہیں اور فوراً رجوع بحق ہو جاتا ہے اوسکو راحت اور مصیبت دونوں مذکر حق ہوتے ہیں رجا مع جیسا کہ حضرت عارف معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

از یں مصائب دوران مثال شادان باد   کہ تیر دوست بہ پہلوئے دوست مے آید

اور حضرت بوعلی رح فرماتے ہیں ؎

کفر و ایمان ہر دو را بر ہم بزن   بعد ازیں دریاب معنی بہ فن

یعنی اے خدا کے بندے جب تو طالب حق ہے تو تجھے راحت اور مصیبت سے بالکل قطع نظر کر لینی چاہیئے) اور حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ آپ ابتلا اس کا تجربہ کریں

(باقی آیندہ)

(صحیح) اس طرح کہ وہ سامنے آگیا اور آسمان کے اونچے کنارہ میں تھا پھر وہ حضور کے قریب آیا یہاں تک
کہ دو کمان کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس القا کیا جبرئیل نے خدا کے بندہ (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر جو کچھ القا کیا نہیں غلطی کی دل نے۔ اوس کے سمجھنے میں کہ جو دیکھا (یعنے وہ واقعی بات
تھی جو دیکھی دماغ میں فرشتہ اللہ کا موجود تھا وہم وخیال نہ تھا۔ اس سے زیادہ صاف کیا
تردید ہو سکتی ہے ایبارٹ زمان کی تک بندی کی کہ کبھی صورت خیالیہ نظر آجاتی ہے (اسپر
بھی بس نہیں کی آگے حق تعالیٰ اور اسکی تاکید فرماتے ہیں۔ أَفَتُمَارُونَهُ الخ ترجمہ یہ ہے
کیا تم ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اوس فرشتہ کے دیکھنے کے بارہ میں جھگڑا
کرتے ہو حالانکہ اونہوں نے ایک مرتبہ اور بھی اوس فرشتہ کو دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس
جس کے پاس جنت الماویٰ بھی ہے جبوقت کہ سدرۃ المنتہیٰ پر چھانے والی چیز چھارہی
تھی (اسکی تفسیر حدیث میں فراش من ذہب آئی ہے یعنے سنہرے رنگ کے پروانے
سدرۃ المنتہیٰ پر بکثرت گر رہے تھے یہ فرشتوں کے انوار ہوں گے) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بینائی نے اس دیکھنے میں نہ کجی کی نہ حد سے گذری (یعنی بالکل ۱۴۳
صحیح اور بے کم وکاست دیکھا) کسقدر صاف تردید ہے اوس خیال کی۔ اگر قرآن پر ایمان ہے
تو کوئی گنجایش نہیں ہے اہل فطرت کے اس خیال کی کہ واہمہ کے تصرف سے نبی کو کوئی صورت
نظر آجاتی ہے جسکو لوگ فرشتہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ جتنے صرف ایک سورت کی چند
آیتیں لکھی ہیں۔ یہ مضمون صدہا آیتوں میں موجود ہے کہ فرشتہ وحی کو لیکر نبی پر اوترتا
ہے مثلاً نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلٰى قَلْبِكَ ترجمہ قرآن کو لیکر روح امین (جبرئیل
علیہ السلام) آپ کے دل پر اترے اور مثلاً يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلٰى
مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ترجمہ خدائے تعالیٰ

ف تنبیہ۔ سورۂ نجم میں جو دو مرتبہ فرشتہ کو دیکھنا بیان فرمایا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت میں دو دفعہ دیکھا ورنہ نزول حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اور دیکھنا
بات چیت کرنا اور سوال وجواب زمانہ نبوت میں ہزاروں دفعہ ہوا اور ہمیشہ۔ کبھی جبرئیل کسی انسان کی صورت میں
بھی آتے تھے چنانچہ حدیث جبرئیل بہت مشہور حدیث ہے حضرت دحیہ کلبی صحابی کی صورت میں بھی آنا ثابت ہے ۱۲ منہ

شان یہ ہے کہ اتارتا ہے فرشتوں کو روح امین (جبریل) کے ساتھ جسپر چاہے اپنے بندوں میں سے (یہ حکم لیکر) کہ ڈراؤ بندوں کو میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھسے خوف کرتے رہو اور مثلاً فرشتے قوم لوط پر عذاب لیکر آئے تو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہونچے اور آپ کو ۱۲۰ برس کی عمر میں دو صاحبزادوں کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور ایسا ہی واقع ہوا تو کیا یہ بھی وہم وخیال تہا۔ پھر وہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہونچے اور عذاب آنے کی خبر دی اور کہا کہ آپ یہاں سے نکل جایئے چنانچہ آپ نکل گئے اور عذاب آیا۔ کیا یہ وہم وخیال تہا۔

. . . .

علیٰ ہذا عاد وثمود پر عذاب آنا اور اون کے پیغمبر کو خبر ملنا اور اوسیکے مواقع ہونا کیا یہ سب وہم وخیال تہے اعاذنا اللہ من ہذہ الخرافات۔ غرض قرآن شریف میں صاف صاف موجود ہے کہ وحی اور فرشتے کا آنا ایک واقعی چیز ہے خیالی چیز نہیں۔ اور حدیث میں تو وحی کے اور فرشتے کے آنیکے واقعات بیشمار موجود ہیں جن کے بیان کی ضرورت نہیں کیفیت وحی خود حضور صلی اللہ ۱۷۴
علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ یَأْتِینِیَ الْمَلَکُ اَحْیَانًا فَیَتَمَثَّلُ لِی ترجمہ کبھی میرے پاس فرشتہ کسی صورت میں آتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں اس طرح بیان فرمائی ہے نَفَثَ فِی رُوْعِی یعنے میرے دلمیں فرشتے نے القا کیا۔ جب خود مدعی نبوت اس طرح بیان فرماتے ہیں تو وحی کی حقیقت اپنی طرف سے اور کچھہ تراشنا کیسے درست ہے۔

انبیاء زمان وحی کی حقیقت میں کلام اسوجہ سے بھی کرتے ہیں کہ فرشتوں ہی کا وجود اُن کی سمجھہ میں نہیں آتا۔ اسکی تحقیق آیندہ انتباہ ہشتم میں آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ غرض انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ خیال کرنا کہ غلبۂ ہمدردی میں اونکو خیالات بندھتے تہے اور کوئی آواز بھی سنائی دینے لگتی تہی اور کوئی صورت بھی نظر آنے لگتی تہی یہ محض خیال ہے اور تک بندی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی تصریحات کے خلاف ہے جسکو اون کے کلام کی تحریف کہنا بالکل صحیح ہے اور تاویل القول بما لا یرضی بہ القائل ہے یعنی کسی کی عبارت کے وہ معنے سمجھنا جس کا وہ خود انکار کرتا ہے ہمنے قرآن کی آیتیں لکھدیں جن کا صاف مطلب یہی ہے کہ فرشتے

(۱) اس کا علوم جدیدہ میں اسلیے انکار کیا گیا ہے کہ خود فرشتوں کے وجود کو بلا دلیل باطل سمجھا گیا ہے سو اسکی تحقیق کسی آئندہ اشتباہ میں جو وجود ملئکہ کی بحث میں انشاء اللہ تعالیٰ ہوجائیگی جس سے معلوم ہوجائیگا کہ ملئکہ کا وجود عقلاً محال نہیں ہے اور جب ممکن عقلی کے وجود پر نقل صحیح دال ہو عقلی طور پر اوس کا قائل ہونا واجب ہے۔ (اصول موضوعہ نمبر ۲)

(۲) جو نورانی اور ذی روح مخلوق ہے انبیاء علیہم السلام کے پاس حق تعالیٰ کیطرف پیغام لیکر آتا تھا اوسکو اونھوں نے کبھی خود اصلی صورت میں دیکھا جیساکہ سورہ نجم کی آیتوں کے تحت میں ہم نے مشرح بیان کیا اور کبھی کسی دوسری صورت میں دیکھا۔ اور کبھی اوسکی صرف آواز سنی اور کبھی اوسنے پیغام الٰہی کو دل میں ڈال دیا۔ یہ سب صورتیں احادیث صحیحہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ موجود ہیں باوجود ان تصریحات کے حقیقت وحی کی وہی بیان کرنا کہ جوش ہمدردی میں یہ خیالات بندھ جاتے ہیں محض خبط اور مرغ کی ایک ٹانگ گائے جانا ہے اور عقلاً
۱۷۵ ممنوع ہے۔ اگر اس طرح کسی صریح کلام کا مفہوم برعکس سمجھا جا سکتا ہے تو دنیا میں کوئی معاملہ معتد بہ بیان۔ اظہار مافی الضمیر تفہیم و افہام صحیح نہیں ہوسکتا ہر ایک کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ کہنے والے کو خیال بندھ گیا ہے۔

نبوت کے متعلق ایک مغالطہ کا حل

آجکل بعض ملحدین ناواقف مسلمانوں کو ایک مغالطہ دیتے ہیں جس کا حل بوجہ ناواقفیت کے اون کی سمجھ میں نہیں آتا اور چکر میں پڑجاتے ہیں۔ وہ مغالطہ یہ ہے کہ ملحدین مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ توحید کا دعوے کرتے ہو حالانکہ تمہارے اوس کلمہ کا بھی جسکو پڑھنے سے اسلام لانا کہا جاتا ہے توحید نہیں ہے کیونکہ اوس کے دو جزو ہیں لا الٰہ الا اللہ یعنی کوئی قابل پرستش سوائے خدا کے نہیں اس کا مفہوم بیشک توحید ہے مگر سب مسلمان کہتے ہیں کہ صرف اتنا پڑھنے سے مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مسلمان ہونے کے لئے دوسرے جزو یعنی محمد رسول اللہ پڑھنے کی بھی ضرورت ہے معلوم ہوا کہ خدا کے ساتھ

(ح) محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے کی بھی ضرورت ہے تب مسلمان کہا جا سکتا ہے جس مذہب میں صرف خدا کو ماننا کافی نہیں بلکہ دوسرے کو بھی ماننا شرط ہے اوس مذہب کو توحیدی مذہب اور شرک سے بری کہنا کیا معنے۔ یہ ایسا مغالطہ ہے کہ اسمیں بعض وقت تو تعلیم یافتہ مسلمان بھی آجاتا ہے وجہ اسکی صرف یہ ہے کہ خود دین سے واقفیت نہیں رکھتے اور علماء سے پوچھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

ملحدین نے تبلیغ کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنے دین کی تبلیغ ہو یا نہو مگر مسلمانوں کے مذہب میں اُلٹے سیدھے اعتراض نکالدیئے جاویں تاکہ جہلا ڈگمگا جائیں۔ اسمیں ایسے مدہوش ہوجاتے ہیں کہ یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ یہ اعتراض کچھ واقعیت بھی رکھتا ہے یا نہیں اور یہی اعتراض یا اس سے بھی بدتر ہمارے اوپر بھی پڑتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ پنڈت دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں ایک طرف سے قرآن شریف پر بسم اللہ سے لیکر والناس تک اعتراضوں کی بوچھار کر دی اور ہزاروں تک تعداد پہنچادی جنکو معمولی لیاقت کا آدمی بھی دیکھ کر کہہ اوٹھتا ہے کہ یہ وہ قصہ ہے کہ کسینے کہا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر ۱۷۱
کھاٹ۔ اوس نے کہا شیخ رے شیخ تیرے سر پر کولہو۔ اوس نے کہا یہ تو قافیہ نہیں ملا کہا نہ ملا ہی مگر بوجھوں تو مرا۔ وہ اعتراضات اسی قسم کے ہیں مثلاً بسم اللہ کی نسبت لکھا ہے کہ اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو اس کے شروع میں بسم اللہ کیوں ہوتی۔ کوئی پوچھے کہ ان دونوں میں کیا منافات ہے تو جواب ندارد۔ اور موٹی بات ہے کہ اسٹامپ گورنمنٹ کا ہے تو اسپر گورنمنٹ کا نام اور مارکہ کیوں ہے ریل گورنمنٹ کی ہے تو اسپر گورنمنٹ کا مارکہ کیوں ہے۔ یہ کیسی الٹی بات ہے۔ کسی چیز پر نام لکھا ہونے سے تو مالک اور موجد کا پتہ چلا کرتا ہے نہ کہ یہ اعتراض پیدا ہو کہ اگر یہ چیز اوسکی ہوتی تو اسپر اوس کا نام کیوں ہوتا۔ ودانش بباید گریست۔ اسیطرح کے سینکڑوں اعتراض قرآن شریف پر کیئے ہیں جو ایک بھی جواب کے قابل نہیں مگر جہلا کے سامنے تعداد بہت سی ہو ہی گئی۔ اسی قبیل سے یہ اعتراض بھی ہے کہ کلمہ شریف کو کلمہ توحید کہا جاتا ہے حالانکہ اوسمیں سوائے خدا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی موجود ہے اس کے متعلق ایک مرتبہ ایک آریہ سے احقر کی گفتگو ہوئی لہذا اس مغالطہ کا حل بطریق سوال و جواب لکھا جاتا ہے

لوگوں نے کہا کہ آپ ہیں فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ لڑتا ہوں۔ یہ کوئی
بہادری نہیں ہے تم سب سے زیادہ بہادر شخص کو بتلاؤ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم کو معلوم نہیں
آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جنگ بدر میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا ہم نے آپس میں صلاح
کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لیے کون شخص رہے گا۔ خدا کی قسم
ہم میں سے کسیکو بھی ہمت نہ ہوئی مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر
کھڑے ہوگئے اور کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پھٹکنے دیا اگر کوئی آپ پر
حملہ آور ہوتا تو آپ فوراً اسپر جھپٹ پڑتے اور حملہ کرتے تھے لہذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے

بخاریؒ نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرو سے
پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ
کیا تھا اونھوں نے کہا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کے گلوے ۹۹
مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور
انہوں نے اس کو آپ کے پاس سے ہٹا دیا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دو گے جو کہتا ہے
کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمہارے پروردگار کے پاس سے لایا ہو۔

نیز ناسخ التواریخ میں جو مذہب شیعہ کی بڑی معتبر تاریخ ہے یہ واقعہ اسطور پر مسطور ہے۔

روز دیگر بسیجنان قریش در حجر انجمن شدند و بعضے بعضے گفتند چون ست کہ
این مرد محمد سخن کنید چوں او بر شما ظاہر شود خاموش شوید و زبان بمعذرت
کشائید و یکدیگر را در کین آنحضرت استوار ہمیکردند تا گاہ رسول خدا در آمد پس
جملگی از جائے جنبش نمودہ بر آنحضرت حملہ بردند و قصہ ہلاک او کردند گفتند
تو آنی کہ خدایان ما را بہ بدیا دکنی و ما را دیوانہ خوانی فرمود چنیں باشد پس یکتا تن
ردائے آنحضرت را بگرفت و بگردن مبارکش در انداخت و ہمی سخت بکشید
چنانکہ نفس مبارکش تنگی گرفت ابوبکر چوں این بدید فریاد بر آورد

أتقتلون رجلاً أن يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم

آیا میکشید مردے را کہ میگوید پروردگار من اللہ است و آوردہ است شمارا آیات روشن از پروردگار شما کفار قریش چوں ایں بشنیدند دست از پیغمبر برداشتند و در ابوبکر آویختند و موئے زنخش را بکشیدند و سرش را بشکستند چناں سر و مغزش را با نعل کوفتند کہ مدہوش باز افتاد و بنی تیم آگاہی یافتہ بیامدند و اورا از دست مشرکین نجات دادند۔

ترجمہ۔ دوسرے دن قریش اسی طرح حطیم میں جمع ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بہت کچھ گفتگو کرتے ہو مگر جب وہ تمہارے سامنے آجاتے ہیں تو چپ ہو جاتے ہو اور معذرت کرنے لگتے ہو۔ غرض اس طرح سے ایک دوسرے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر مضبوط کر رہے تھے کہ یکایک رسول خدا تشریف لے آئے۔ پس سب نے یکبارگی اٹھکر آنحضرت پر حملہ کیا اور
آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ تم ہی ہمارے خداؤں کو برائی کے ساتھ یاد 100
کرتے ہو اور ہم کو دیوانہ کہتے ہو حضرت نے فرمایا ہاں بیشک ایسا ہی ہے پھر ایک شخص نے آنحضرت کی چادر کو پکڑا اور آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر زور سے کھینچا اس طرح سے کہ سانس میں تنگی ہونے لگی ابوبکر نے جب یہ دیکھا تو فریاد کی کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ رب میرا اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس نشانیاں تمہارے پروردگار کی طرف سے لایا ہے کفار قریش نے جب یہ سُنا تو پیغمبر سے ہاتھ اُٹھا لیا اور ابوبکر سے لپٹ گئے اور ان کی ڈاڑھی کو کھینچا ان کے سر کو توڑ ڈالا۔ اور اس طرح ان کے سر اور مغز کو جوتیوں سے کوٹا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اس واقعہ کی خبر بنی تیم کو ملی تو انہوں نے آکر ابوبکر کو چھڑایا (ناسخ التواریخ صفحہ ۵۰۱)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر پر وہ مصیبت پڑ گئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتی تمام مدینہ میں نفاق

پھیل گیا اور اہل عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد فوراً اسکو مٹانے اور اسلام کو اس سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہوگئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے. خدا کی قسم کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹاتے اور دھکا دے دے کر گرانے لگے اور فرماتے جاتے تھے افسوس سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چادر اٹھا کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا خدا تمہیں ہدایت کرے یہ تو بتلاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے یا ابوبکر اچھے ہیں لوگ خاموش رہے مگر خود آپ ہی نے جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے خدا کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی اُن کے ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور اس شخص نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا۔ ۱۰۱

جب اطراف مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے پھر گئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر ایک کھر بھی زکوٰۃ کا نہ دو گے تو میں تم پر جہاد کرونگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے ان کے ساتھ نرمی کرو آپ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کرنے والے اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے اور حضرت مرتضیٰ سے بھی اسی قسم کا سوال جواب ہوا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابتداء میں سب صحابہ کرام مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا (ازالۃ الخفاء)

جنگ احد میں سب لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ گئے اسوقت اگر ثابت قدم رہے تو ابوبکر صدیق ہی رہے چنانچہ ابن طیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے

پس میں ہی تھا کہ جس نے سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد طویل تعریف کے ذیل میں یہ بھی فرمایا کہ

"آپ کا قول سب سے بلیغ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا"

نیز جبوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دار فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرمائی تو مسلمان شدت رنج و غم سے اوسان باختہ ہو رہے تھے۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی غلبۂ قلق میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو کوئی حضور کی رحلت کی بری خبر لاکر مجھے دیگا میں اُس کا سر تن سے جدا کر دوں گا اسوقت بھی جو شخص تمام امت میں مستقل مزاج رہا۔ وہ یہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے آپ نے علی الاعلان یہ ایت مبارکہ پڑھکر

وما محمد الا رسول قد خلت	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خدا کے شریک تو نہ تھے اللہ تعالیٰ
من قبله الرسل افان مات	رسول ضرور تھے آپ سے پہلے بہت رسول گذر گئے اگر یہ بھی مرجائیں
او قتل انقلبتم على اعقابكم	یا قتل کیے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل دین حق سے پھر جاؤ گے؟!

مسلمانوں کے حواس کو درست کیا اور ان کو صبر و شکر کی تلقین کی۔ ۱۰۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جبوقت اسلام میں اڑتیس ۳۸ آدمی داخل ہو چکے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان اسلام کی بابت اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں مگر وہ برابر آپ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا تمام لوگ کعبہ کے اندر اِدھر اُدھر بیٹھ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی مشرکین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہونچائی ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جبوقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لائے آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی ۔

(باقی آئندہ)

یادگار صالحین

اس جہل وضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی رغبت کی جائے ساتھ ہی یادگار صالحین بندگان دین کے حالات و واقعات کا بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو گی اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم مینڈھو کی زبان سے نکلے ہوئے ہونیکے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں ان کا نام امیر الروایات و عجیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کماحقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

ترجمہ ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تاوقتیکہ کسی امر کا خوف نہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہی بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر و دشواری سے اسوجہ سے فی زماننا کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں کہ احکام شریعت پر مسلمانوں کو قائم رکھے مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے اب مسلمانوں کو ہر دینی کام کے فائدہ اور ترک کی مضرت معلوم ہو اور پھر عمل مشکل ہے۔ لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جس میں احکام شریعت کی منفعت اور اسکے ترک کی مضرت دکھلا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جاوے سو اس کی رعایت سے احقر کے خیال میں کتاب ترغیب وترہیب اچھی تھی اور اس کا ترجمہ شروع کرا دیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہوئی اور رسالہ کے ذخیرے بچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کر کے کتاب کی صورت میں تیار کرا لیتا ہی اسی طرح کی کتابیں بس علیحدہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں۔ مثلاً تسہیل المواعظ۔ اصلاح العقلیہ۔ امیر الروایات۔ التشرف وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہو چکی ہیں جو کچھ روز شائع ہو رہی ہیں اس کے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔ جلد اول قیمت ۱۰/ دوم قیمت ۸/ سوم ۲/

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دینیہ کلاں دہلی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری ابتدا یعنی صورت نور سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جا بجا اشعار شوقیہ کو زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جس کے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں طاعون پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ مزید براں ساتویں بار اور اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

قیمت۔ ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مولفہ حکیم الامت حضرت مولانا مد ظلہ

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کے لئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بیمثل رہنما ہے۔ ہمت افزائے اہل سلوک دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے محققین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیفیت روحانی ہے پیکان ہے علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کد ہے طریقت سے شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھ کر ان کو واضح ہو جاوے گا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ قیمت۔ تین روپے (سے)

فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولو العزمی و جان نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ رضا بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔ اگر آپ اسلام کے عروج و نزول کے صحیح اسباب معلوم کرکے ان تمام طمع کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان دھوکہ کھا کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام ملاحظہ فرمائیں۔ ضخامت ۴۱۲ صفحات

قیمت تین روپے چار آنے۔ محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۴۴۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے
عامۂ ناس حاضر باشد یا بلدی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ علیٰ سبیل تدریج مشتمل ست
بر مقاصد و مبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور
مسمی بہ

الہادی

جلد ۵ | بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۹

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی و مذکر ست برائے ہر مجلس و نادی
و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی بصورت ترجمۂ رسالۃ الانوار المحمدی و تسہیل المواعظ
و حل انتباہات و کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و ملفوظات و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آن مستفاد ست
از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی بادارۂ محمد عثمان عامی در ماہ اسلامی
در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزند آنکہ زر برسد جاری میگردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من حدیث اقض بیننا بکتاب اللہ و قضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ ہجری

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۳/۱۰
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۱/۳۰
۳	حیوۃ المسلمین	مضامین مختلف	" " "	۳۱/۳۴
۴	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	" " "	۳۵/۳۸
۵	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	" " "	۳۹/۴۲
۶	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہ	۴۳/۴۶

مقاصد و ضوابط رسالہ "الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت ؏ہ ہے مع محصول ڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔ پی۔ کی صورت میں ؏ خرچ رجسٹری فیس منی آرڈر وضافہ کرکے ؏ کا ویلو ایبل کیا جاتا ہے اور ممالک غیر قیمت مع محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال تک خریدار رہنا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا کوئی اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر انکی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے بجائے ؏ کے ؏ مع محصول (؏) علاوہ محصول مقرر ہے۔

الراقم
محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں دہلی

... ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے جاری ہوا ہے جس کی سالانہ قیمت (؏) ہے نمونہ مفت ...

یا بطور صدقہ اپنا حق بالکل چھوڑ دیا اور کہدیا کہ جو کچھ میرا تجھپر چاہے سب خدا کے واسطے صدقہ ہے اور کل کاغذ (تمسک) پھاڑ دیے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ میری دعا قبول ہو اور مصیبت دور ہو تو اسکو چاہیئے کہ کسی تنگدست کی مصیبت دور کرے اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع معروف میں روایت کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے تنگدست کو میسر آنے تک مہلت دی اللہ پاک اسکو گناہوں کی سزا میں توبہ کرنے تک مہلت دیں گے۔ اسکو ابن ابی الدنیا نے اور طبرانی نے کبیر اوسط میں روایت کیا ہے

حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اس طرح اشارہ کرتے ہوئے۔ ابو عبدالرحمن راوی نے اپنے ہاتھ سے آڑ کرکے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتلایا مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جس کسی نے تنگدست کو مہلت دی یا اسکو ۸۳
چھوڑ دیا اللہ پاک اسکو جہنم کی لپٹوں سے بچالیں گے اسکو احمد نے باسناد جید روایت کیا اور ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع معروف میں ان لفظوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں یہ فرماتے ہوئے داخل ہوئے کہ تم میں سے کون شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ پاک اسکو جہنم کی لپٹوں سے بچائے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر شخص پسند کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اسکو چھوڑ دیا اللہ پاک اسکو جہنم کی لپٹ سے بچائیں گے۔

اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے مدیون کے اوپر سے کچھ مصیبت قرض کی دور کی یا اسکو بالکل ہی چھوڑ دیا تو وہ قیامت کے روز عہد (خداوندی) کے سایہ میں ہوگا۔

اسکو بغوی نے شرح السنہ میں روایت کیا اور کہا کہ حدیث میں ہے اور اس کے مانند اول باب میں گذرا ہے۔

نیکی کے راستوں میں سخاوت کرنے اور خرچ کرنے کی ترغیب اور بخل کے طور پر جوڑنے جمع کرنے کی ترہیب۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز صبح کو جب اللہ کے بندے اُٹھتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں اور ایک ان میں سے کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخل کرنے والے کو بربادی دے۔

اسکو بخاری ومسلم نے روایت کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ ایک فرشتہ جنت کے ایک دروازہ پر کھڑا ہوا کہتا ہے کہ جو آج قرض دیگا کل بدلا پائے گا۔ اور دوسرے دروازہ پر ایک اور فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل دے اور بخیل کو تباہی دے۔ اور طبرانی نے ابن حبان کی مانند روایت کیا صرف اتنا فرق ہے کہ اسمیں بجائے جنت کے دروازے کے آسمان کے دروازے مذکور ہیں۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا ۸۴
اور حضور نے فرمایا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ بھرے ہوئے ہیں شب و روز برابر خرچ کرنا بھی اسمیں سے کچھ کم نہیں کر سکتا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پاک نے جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے کس قدر خرچ کیا؟ اور پھر اللہ پاک کے خزانہ میں کچھ کمی نہیں آئی (آسمان و زمین کی آفرینش سے قبل) اللہ پاک کا عرش پانی پر تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے (جس طرح چاہتا ہے) جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔ اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابن آدم! (ضرورت سے) زائد مال کو اگر تو خرچ کرے گا تو تیرے واسطے بہتر ہے اور اگر اسکو روکیگا (اور خرچ نہ کریگا) تو بُرا ہے اور بقدر حاجت ملامت نہیں کیجائے گی

اور (جب خرچ کرو تم) پہلے اپنے اہل وعیال سے شروع کرو اور (یاد رکھو) کہ اوپر والا (یعنے دینے والا) ہاتھ بہتر ہے نیچے والے (یعنے لینے والے) ہاتھ سے
اسکو مسلم و ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ جب آفتاب نکلتا ہے تو دو فرشتے اس کے دونوں جانب (کھڑے ہوکر) دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص خرچ کرے اسکو بدلہ دے اور جو بخل کرے اسے تباہی لا
اسکو امام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور حاکم نے بھی اسیطرح روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے حاکم کے طریق سے روایت کیا اور ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے تو اس کے دونوں جانبوں پر دو فرشتے کھڑے ہوئے آواز دیتے ہیں جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق اس آواز کو سنتی ہے کہ اے لوگو! آؤ اپنے خدا کی طرف۔ کیونکہ جو مال تھوڑا مگر کافی ہے یقیناً بہتر ہے اس مال سے کہ جو زیادہ ہو اور (خدا سے) غافل کردے۔ اور ایسے ہی جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو دو فرشتے اسکی دونوں جانب آواز کے ساتھ دعا کرتے ہیں ثقلین کے علاوہ خدا کی تمام مخلوق اس آواز کو سنتی ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلا دے اور بخیل کو تباہی۔ اور اللہ پاک نے ان (دونوں مضمونوں) کی تائید میں قرآن کی آیتیں نازل کی ہے فرشتوں کے پہلے قول۔ "اے لوگو اپنے رب کی طرف آؤ" کے متعلق سورہ یونس میں ارشاد ہوتا ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ترجمہ) اور اللہ (ملائکہ و رسل کے واسطے سے) دار السلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سیدھا راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔ اور فرشتوں کے دوسرے قول کی تائید میں ارشاد ہوتا ہے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى الی قولہ للعسریٰ (ترجمہ) اور قسم ہے رات کی جبکہ وہ تاریک ہوجائے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجائے اور (قسم ہے) اس ذات کی کہ جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ یقیناً تمہاری کوششیں مختلف ہیں چنانچہ جس نے (خدا کی راہ میں مال) دیا اور پرہیزگاری ۸۵

اختیار کی اور کلمۂ نیک (یعنے دین اسلام) کی تصدیق کی تو ہم اس کے لیئے سامان راحت کو آسان کر دیں گے اور جس شخص نے بخل کیا اور (خدا سے) بے پروائی اختیار کی اور کلمۂ نیک کو جھٹلایا تو اس کے لیے ہم دشواری کا سامان مہیا کریں گے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بخیل اور سخی آدمی کی مثال ان دو (زرہ پوش) شخصوں کی سی ہے کہ جن کے بدن پر چھاتی سے لیکر ہنسلیوں تک دو آہنی زرہیں ہیں اب سخی تو جسقدر خرچ کرتا ہے اسکی زرہ اسی نسبت سے پھیلتی ہے یا بڑھتی ہے (شک راوی) حتی کہ اس (کے تمام بدن) کو پوروں تک چھپا لیتی ہے اور اسی قدر بڑھتی ہے کہ) اس کے نشان قدم کو بھی مٹا دیتی ہے اور بخیل جسقدر خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسی قدر اسکی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چپٹا جاتا ہے وہ اسکو وسیع کرنا چاہتا ہے مگر وسیع نہیں ہوتی۔ اسکو بخاری ومسلم نے روایت کیا

(حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) جنہ اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو
ڈھانک لے اسجگہ زرہ سے تشبیہ دی ہے اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ سخی جسقدر خرچ ۸۷
کرتا ہے اسکی زرہ (جس سے مراد اللہ کی نعمت ہے) بڑھتی اور پھیلتی ہے حتی کہ اس کے ہاتھ پیروں کے پوروں تک کو چھپا لیتی ہے اور بخیل جب کبھی خرچ کرنیکا ارادہ بھی کرتا ہے تو اسکی زرہ (مال و دولت) کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے وہ اسکو پھیلانا بھی چاہتا ہے مگر وہ نہیں پھیلتی (یعنے کبھی بخیل کچھ خرچ کرنا بھی چاہتا ہے تو مال کی محبت اسکو باز رکھتی ہے اور وہ خرچ نہیں کر سکتا) اور ایک روایت میں بجائے جنہ کے جُبّہ کے الفاظ ہیں اب (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) سخی جسقدر خرچ کرتا ہے اسی قدر اللہ کی نعمتیں اسپر وسیع ہوتی اور بڑھتی ہیں حتی کہ اسکو پورا پورا ڈھانک لیتی ہیں اور بخیل جب کبھی خرچ کرنے کا ارادہ بھی کرتا ہے تو لالچ اور بخل اور گھٹنے کا خوف اسکو روکتا ہے بلکہ اس حرص وطمع کی بنا پر خواہش کرتا ہو کہ یہ مال اور بڑھ جائے لیکن مال تو اگرچہ بڑھتا ہی رہے مگر جس چیز کے چھپانیکا وہ قصد کرتا ہو وہ کھلی رہتی (یعنی حوائج ضروریہ شرعیہ طبعیہ کو بھی پورا نہیں کر سکتا اور مال و دولت کے حقیقی منافع سے بالکل محروم رہتا ہے) واللہ اعلم

حضرت قیس بن سلیع انصاری سے مروی ہے کہ ان کے بھائیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے شکایت کی کہ تیس اپنے مال میں دل کھول کر فضول خرچی کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ میں اپنا کھجوروں کا حصہ لے لیتا ہوں اور پھر اسکو خدا کی راہ میں اور اپنے
ساتھیوں پر خرچ کرتا ہوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر دست مبارک
(شاباشی کے طور پر) مارا اور تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ خرچ کرو خدا تم پر خرچ کرے گا چنانچہ
اسکے بعد جو میں خدا کے راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا تھا تو میرے ہمراہ صرف ایک
سواری تھی اور آج میرے گھر کے آدمی بہت زیادہ اور بہت اچھی حالت میں ہیں۔
ف خدا کی راہ میں نیز دیگر صحیح مصارف میں خرچ کرنے سے اللہ پاک جان و مال میں
برکت اور ترقی فرماتے ہیں۔

اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور کہا کہ اس روایت میں سعید بن زیاد
ابو عاصم منفرد ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ دوست (اور ساتھی) تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کہتے ہیں کہ قبر تک ہم تمھارے ساتھ ۸۷
ہیں (یعنی دنیاوی دوست) دوسرا وہ دوست ہے جو کہتا ہے کہ جو کچھ (خدا کی راہ میں)
دیدیا وہ تمھارا ہے اور جو رکھ لیا وہ تمھارا نہیں ہے یہ تمھارا مال ہے تیسرا وہ دوست ہے
جو کہتا ہے کہ میں تیرے ہمراہ ہوں جہاں بھی تو جائے آئے یہ عمل ہے۔

اسکو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بلا علت علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ بتلاؤ تم میں سے کون شخص ہے جسکو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہو
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اپنے مال کو اپنے وارث کے مال سے زیادہ
بہتر سمجھتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو یاد رکھو تمھارا مال تو وہ ہے جو تم نے (مرنے سے پہلے)
خرچ کر لیا اور جو پیچھے باقی چھوڑا وہ ورثا کا ہے۔

اسکو بخاری و نسائی نے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت بلال کے پاس آئے ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا حضور نے اسکو دیکھ کر دریافت فرمایا اے بلال! یہ کیا؟ بلال نے عرض کیا حضور یہ میں آپکے مہمانوں کے واسطے جمع کر رکھتا ہوں آپنے ارشاد فرمایا تم ڈرتے نہیں کہیں یہ مال تمہارے حق میں جہنم کی آگ کا دھواں نہ بن جائے اور طبرانی نے کبیر میں ان الفاظ سے روایت کیا تم ڈرتے نہیں کہیں اس مال کا دھواں نار جہنم میں نہ اٹھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے کھجوروں کا ایک ڈھیر حضور کے سامنے پیش کیا آپنے فرمایا اے بلال یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ یہ میں نے آپکے واسطے جوڑ رکھا ہے حضور نے ارشاد فرمایا تمہیں خوف نہیں کہیں یہ مال تمہارے حق میں جہنم کی آگ کا دھواں نہ بنا دیا جائے۔ اے بلال خرچ کرو اور مالک عرش کی بارگاہ سے فقر کا اندیشہ نہ کرو۔ اسکو ابویعلی نے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

۸۸ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتی ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اے اسماء) تم (اپنی تھیلی) کا منہ بند نہ کرو ورنہ تمہیر (خدا کی تھیلی کا) منہ بند کر دیا جائیگا اور (خوب) خرچ کرو اور حساب مت کرو ورنہ اللہ پاک تمکو حساب سے دینے لگیں گے اور جوڑ جوڑ کے مت رکھو ورنہ اللہ پاک تم سے (اپنی عطا) روک لیں گے۔

اسکو بخاری مسلم ابوداؤد نے روایت کیا حدیث میں انفحی او انفقی او انفقی کے الفاظ میں تینوں کے معنے خرچ کرنے کے ہیں۔ اور خطابی نے لا توکی کے معنے لا تدخری (مت جمع کرو) کیئے ہیں مطلب حدیث کا یہ ہے کہ تمہارے پاس جو کچھ مال و دولت ہے اسکو روک کر مت رکھو۔ ورنہ تمہارے رزق کی برکت منقطع ہو جائے گی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال! فقیر مرنا غنی ہو کر نہ مرنا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیسے میرے اختیار میں ہے حضور نے فرمایا کہ جو کچھ تمکو عطا کیا جائے اسکو چھپا کر مت رکھو اور جو کچھ تم سے مانگا جاوے اسکو منع نہ کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے

حضور نے فرمایا کہ یہ (اختیار کرو) یا جہنم اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا اور روایت حاکم کے ابتدا کے الفاظ یہ ہیں کہ خدا سے فقیر ہو کر ملنا غنی ہو کر نہ ملنا اور باقی اس طرح ہے۔

ف مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مستحقین سے مال کو چھپانے اور ان کے مانگنے پر بھی نہ دینے کی سزا جہنم میں داخل ہونا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو شخصوں کے سوا اور کسی پر حد نہیں ایک وہ آدمی کہ جسکو خدا نے مال دے کر (حق کے راستے میں) خرچ کرنے کے لیے اسکو مقرر فرمادیا دوسرے وہ شخص ہے جسکو اللہ پاک نے علم و حکمت عطا فرمائی اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور (لوگوں کو) تعلیم دیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حسد صرف دو شخصوں کے حق میں ہے ایک وہ شخص جسکو اللہ پاک نے قرآن عطا فرمایا اور وہ دن رات کے متفرق اوقات میں اسکو نماز میں کھڑے ہو کر پڑھتا ہے اور ایک وہ آدمی جسکو اللہ پاک نے مال عطا فرمایا اور وہ اسکو دن رات کے متفرق اوقات میں خرچ کرتا ہے۔ ۸۹

اسکو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ (حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حسد سے مراد غبطہ (رشک ہے) یعنے دوسرے کی مانند اپنے لیے نعمت کی خواہش اور تمنا کرنا اور اسمیں کچھ حرج نہیں اور اس کے لیے اسکی نیت مفید ہے۔ ہاں اگر اس دوسرے کے زوال نعمت کی اور اپنے لیے حصول کی تمنا کرنا حرام ہے اور یہی حسد مذموم ہے۔

طلحہ بن یحیی اپنی دادی سعدی سے نقل کرتی ہیں وہ فرماتی تھیں کہ میں ایک روز طلحہ یعنے ابن عبید اللہ کے پاس گئی تو میں نے انکی طبیعت پر کچھ گرانی دیکھی میں نے کہا کہ کیوں آپ کو کیا ہو گیا؟ کیا ہماری کسی بات نے آپ کو شک میں ڈال کر خفا کر دیا ہے کہنے لگے نہیں تم تو ایک مسلمان کے لیے بہترین زوجہ ہو لیکن میرے پاس مال بہت جمع ہو گیا اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں کہنے لگیں آپ کو مال کا کیا غم اپنی قوم کے لوگوں کو بلا کر تمام مال تقسیم کر دو (یہ سنکر غلام کو آواز دی) اور کہا کہ اے غلام (جا) میری قوم کو

بلالا (چنانچہ جب مال تقسیم کیا جا چکا) تو میں نے خزانچی سے دریافت کیا کہ کسقدر مال تقسیم کیا گیا کہا کہ چار لاکھ۔

اسکو طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

مالک دار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ چار سو دینار (تقریباً ۱۳۰۰ سو روپے) ایک تھیلی میں کرکے اور غلام سے کہا کہ انکو ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس لیجاؤ پھر گھر میں کسی کام میں لگ جانا اور کہنا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انکو اپنی ضروریات میں صرف کیجئے کہنے لگے اللہ پاک انکو اپنا قرب عطا فرمائیں اور ان پر رحم فرمائیں پھر کہا کہ او باندی یہاں آ اور یہ سات دینار فلاں کے پاس لیجاؤ یہ پانچ فلاں کے پاس حتی کہ وہ سب اسی طرح خرچ کرڈالے جب غلام نے واپس آکر حضرت عمرؓ کو یہ خبر دی تو حضرت عمرؓ نے اتنے ہی اور حضرت معاذ بن جبلؓ کیواسطے شمار کر رکھے تھے اور کہا کہ انکو معاذ بن جبلؓ کے پاس لیجاؤ تھوڑی دیر میں گھر میں کسی کام میں لگ جانا اور دیکھتے رہنا کہ وہ کیا کرتے ہیں غلام وہ روپے لیکر ان کے پاس گیا اور عرض کیا ۹۰
کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ انکو اپنی ضروریات میں صرف کیجئے فرمانے لگے اللہ پاک انکو اپنا قرب عطا فرمائیں اور رحم کریں اور باندی یہاں آ اتنے فلاں کے گھر دے آ۔ اور اتنے فلاں کے گھر اور اتنے فلاں کے گھر اتنے میں انکی بیوی آگئیں اور کہنے لگیں بخدا ہم بھی مسکین ہیں ہم کو بھی دیجئے اور اس کپڑے میں صرف دو دینار بچ رہے تھے وہ دونوں انکی طرف پھینکدیے۔ غلام حضرت عمرؓ کے پاس واپس آیا اور تمام قصہ سنا دیا تو اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اسکو طبرانی نے روایت کیا اس کے رواۃ مالک تک ثقہ ہیں لیکن مالک ابن دار کو میں نہیں پہچانتا۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بوقت وفات) سات دینار تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انکو رکھدیا تھا جب آپ بیمار ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ ان دیناروں کو حضرت علی کے پاس بھیجدو

(باقی آئندہ)

ایک چھوٹا سا راستہ ملا جسکو پک ڈنڈی اور بٹیا کہا جاتا ہے اور وہ راستہ اسقدر تنگ تھا کہ دشواری سے ایک آدمی اسپر چل سکتا تھا اور دونوں طرف اُس کے کیچڑ اور ناپاکی تھی سامنے سے ایک کتا آگیا اور دونوں رُک گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اے کتے تو نیچے اوتر تاکہ میں نکل جاؤں اُن کو کشف سے معلوم ہوا کہ کتے نے یوں کہا کہ کیا تعجب ہے آجکل کے درویش اپنے آرام کو دوسروں کے آرام پر ترجیح دیتے ہیں اور پہلے بزرگ دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر مقدم رکھتے تھے آپنے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ میرے ذمہ تو خداتعالی کے بہت سے فرض ہیں اگر میں ناپاکی میں سن گیا تو بدون کپڑے دھوئے نماز کیسے پڑھونگا اور دھونے کی مشقت میں مبتلا ہونگا اور تیرے ذمہ کوئی فرض نہیں تو اگر ناپاک ہوگیا تو تیرا کچھہ حرج نہیں سوکھہ کر پھر ویسا ہی ہوجائے گا اُس نے کہا کہ یہ سچ ہے لیکن یہ سمجھہ لو کہ اگر آپ اتر گئے اور ظاہری ناپاکی میں سن گئے تو یہ ناپاکی ایک لوٹے سے دُھل جائے گی اور اگر میں نیچے اتر گیا اور تم پاک صاف چلے گئے تو یاد رکھنا کہ تمہارے دلمیں وہ ناپاکی پیدا ہوگی جو سات سمندروں سے بھی نہ جائے گی اور وہ ناپاکی اپنے کو اچھا اور بڑا سمجھنا ہے کہ ۱۷
اس سے اپنے اوپر گمان اور گھمنڈ پیدا ہوجائے گا اب آپ کو اختیار ہے اس سے حضرت شاہ صاحب پر حالت طاری ہوئی اور نیچے کو دپڑے اور کتا بٹیا سے نکل گیا اس کے بعد الہام؏ ہوا کہ اے عبدالرحیم تم کو معلوم ہوا کہ یہ کیا قصہ ہے بات یہ ہے کہ تم نے اس کے ایک جنس پر یعنے کتے کے بچہ پر ایک مرتبہ احسان کیا تھا ہم نے نہ چاہا کہ ہمپر تمہارا احسان رہے ہم نے اسکی ہی قوم میں سے ایک کتے کے ذریعہ سے اس کے بدلے میں آتنا بڑا علم تمکو دلادیا سبحان اللہ بزرگوں کی کیا شان ہے اور کیسے کیسے معاملے انکو حق تعالی کی جانب سے پیش آتے ہیں۔ صاحبو اس کا نام ہمدردی ہے جو ان حضرات میں تھی اور لوگ ان کو بدنام کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان میں سختی بہت ہے اور بڑا تعصب ہے بات بات میں بگڑتے ہیں حضرت آپ کو تعصب کے معنی ہی کی آجتک خبر نہیں ہے اگر دین کے لیے جوش ہو تو وہ تعصب نہیں ہے اس کا نام غیرت ہے تعصب کہتے ہیں ناحق کی طرفداری

؏ خداتعالی کسی کے دلمیں کوئی بات ڈالدیں اس کا نام الہام ہے ۱۲

کرنیکو سو جو شخص علماء میں تعصب بتلاتا ہو وہ اول اس بات کو ثابت کرے کہ جس چیز پر انکو جوش آیا وہ ناحق
تھی میں نے ایک روشن دماغ سے کہا کہ اگر کوئی کسی سے آکر یہ کہے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپکی اماجان بازار
میں مٹھا کرتی تھیں تو وہ یہ بات سنکر بگڑے گا یا نہیں اور اس شخص کے بے اختیار دھول رسید کریگا
یا نہیں کہ نالائق ہماری بے آبروئی کرتا ہے مجھکو یہ امید نہیں کہ وہ نہایت نرمی سے دلیلوں سے اسکا
جواب دے تو میں آپسے پوچھتا ہوں کہ اسکو آپ کیا کہیں گے کیا یہ غیرت کہلائیگی یا تعصب یقیناً اسکو
تعصب نہیں کہیں گے تو جب اسکو ماں کے لیے جوش آیا اسی طرح جو لوگ دین کے فدائی اور شیدائی ہیں اور دین
کی عزت پر اپنی عزت و آبرو کو نثار کیے ہوئے ہیں ان کو دین کے لیے جوش ہوتا ہے ان کے سامنے جب
کوئی بد دین ایسا کلمہ بکتا ہے جس سے دین پر دھبہ آئے خاصکر جبکہ بدتہذیبی اور مسخرے پن اور طعنے
سے کہے تو انکو غصہ آجاتا ہے اور اگر نہ آوے تو وہ دیندار نہیں ہے بے غیرت ہے سو یہ غصہ اور سختی تو
غیرت کی بات ہوئی اس میں رحمت اور شفقت کے خلاف کیا بات ہوئی یہ حضرات تو اس درجہ رحیم
اور مہربان ہوتے ہیں کہ جس کا حد و حساب نہیں ہے ایک بزرگ نے اپنے مرید سے کہا کہ اگر کوئی تمکو ستائے تو
نہ صبر کیجو اور نہ بدلہ لیجو بدلہ تو اسلئے نہ لینا کہ جیسے تمکو تکلیف ہوئی ہے ایسی ہی تمہارے بھائی کو تکلیف ہوگی ۱۸
اور صبر اسلئے نہ کرنا کہ صبر کا وبال اسپر پڑے گا اور پھر اسپر کوئی بلا آوے گی سو یہ بھی تمکو گوارا نہ ہونا چاہیے
کہ تمہاری وجہ سے ایک مسلمان پر وبال پڑے اس نے پوچھا کہ پھر کیا کریں فرمایا کچھ بھلا برا کہہ کر اپنے
دل کا غبار نکال لیا کرو سبحان اللہ اصلی ہمدردی یہ ہے ایک اور بزرگ کی حکایت ہے کہ انہوں نے
بازار سے شکر خریدی اور خوب مضبوط کپڑے میں باندھ لی گھر یہاں سے دور تھا گھر جاکر جو کھولا تو
دیکھا کہ اسمیں ایک چیونٹی بھی ہے اسکو دیکھ کر پریشان ہوگئے کہ یہ بیچاری گھر سے بے گھر ہوگئی تو
پھر اسی جگہ واپس تشریف لائے اور اس چیونٹی کو اس کے ٹھکانے پر چھوڑ آئے لیکن یہ ضرور ہے
کہ ہمدردی میں بھی حد سے نہ گذرے پس گائے بکری کا ذبح کرنا شفقت اور ہمدردی کے خلاف
نہیں کیونکہ وہ عمل ہے خدا تعالیٰ کے حکم پر جبکہ تمام چیزوں کے مالک ہیں حق تعالیٰ نے اسکو ہمارے لئے حلال
فرمایا ہے اس لیے ایسی ہمدردی ہم نہیں کرسکتے ایسی ہمدردی کریں گے تو خدا تعالیٰ کی خفگی اٹھانی پڑے گی کیونکہ
گائے بھینس بکری خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے کوئی چیز نہیں ہے اگر ہم ان کی رعایت کریں اور
ان کو ذبح نہ کریں تو خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہوجائے گا۔ مولانا رومی نے اس مضمون پر ایک حکایت

لکھی ہے کہ سلطان محمود نے ایک مرتبہ ایاز کی آزمائش کی کہ ایک موتی بڑا قیمتی تھا اسکی نسبت وزیر اعظم
سے کہا کہ اسکو توڑ ڈالو وزیر نے عرض کیا کہ ایسا نادر موتی نایاب کہاں ملیگا پھر اور وزیروں امیروں
سے کہا غرض کسی کی ہمت نہ ہوئی ایاز کا نمبر آیا ایاز سے کہا کہ یہ موتی توڑ ڈالو ایاز نے فوراً توڑ ڈالا پھر
محمود نے غصہ کے لہجہ میں پوچھا کہ کیا حرکت کی کہ حضور خطا ہوئی وزیروں نے ایاز کو ملامت کی
کہ تو نے ایسا موتی توڑ ڈالا ایاز نے کہا کہ بے وقوفو تم نے تو شاہی حکم کو توڑا اور میں نے موتی
ہی توڑا جسکی شاہی حکم کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں تو حضرت ہماری تو ہمت نہیں کہ اللہ تعالےٰ
تو فرماویں کہ گائے ذبح کرو اور ہم کہیں کہ ذبح مت کرو دوسرے اگر ہم رحم کہا کر گائے کو چھوڑ دیں
تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم خدا سے زیادہ مہربان ہیں۔ حالانکہ خدا کی مہربانی کے سامنے ہماری
مہربانی ہے ہی کیا چیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بدکار عورت اور بدکار مرد ہر ایک کے سو سو کوڑے
لگاؤ اور اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو تم کو اللہ کے دین کے بارہ میں یعنی اس حکم کے پورا کرنے
میں تمکو ان پر رحم نہ آجائے پس ہمکو تو حکم کا بندہ بننا چاہیئے جہاں جو حکم ہو وہاں اسی پر عمل کریں
۱۹ یہ تھی ہمدردی کی تحقیق جسکی ہمدردی کے دعوی کرنے والوں کو ہوا بھی نہیں لگی جو بناؤ سنگار میں مشغول
رہ کر غریبوں کو ان کی ٹوٹی پھوٹی پوشاک اور بے سروسامانی کی وجہ سے حقیر سمجھتے ہیں یہانتک
بیان صورت کے متعلق تھا اب مال کو لیجئے اور اسوقت اکثر نے مال کو ہی قبلہ و کعبہ بنا لیا ہے
حالانکہ سوچنا چاہیئے کہ مال قارون کے پاس کسقدر تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس کچھ بھی نہ تھا۔ اگر مال کا ہونا کوئی شرافت کی بات ہوتی تو حضور کے پاس تو کثرت سے مال ہوتا
اور قارون کے پاس بالکل نہ ہوتا لیکن اب مال ہی کو کمال سمجھتے ہیں اور اس کے لئے دین بھی برباد
کرتے ہیں اب تو یہ نظر ہے کہ جس طرح ہو سکے مال ہاتھ آنا چاہیئے خواہ جائز ہو یا ناجائز کسی
ظلم ہو یا رحم ایک شخص جو کہ علم کا دعوی کرتے تھے سود لیتے تھے انہیں کسی نے اعتراض کیا کہ میاں
تم سود لیتے ہو حالانکہ وہ حرام ہے تو وہ صاحب فرماتے ہیں کہ میاں کیسا سود کس کا حلال کس کا
حرام یہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کو مال جسطرح ہاتھ لگے چھوڑنا نہ چاہیئے۔ میں ان سے اور جو حضرات
ان کے ہمرنگ ہوں کہتا ہوں کہ جب آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ مال جس طرح ہاتھ آوے
لیلو سوال تو بھیک اور چوری سے بھی ہاتھ آتا ہے یہ بھی شروع کردو شرع کے حکموں کو

چھوڑا ہے تو سلطنت کے حکموں کو بھی چھوڑ دو دیکھو پھر کیا ہوتا ہے افسوس ہزار افسوس دنیا کے کاموں کے خلاف تو حیلے تنگی کے ڈر سے کچھ نہ کیا جائے اور حاکم حقیقی کی مخالفت پر دلیری کی جائے۔

بعض لوگوں کا یہ حیلہ کہ ہم دنیا دین کیلئے کماتے ہیں اور اسکا جواب

بعض لوگ حیلہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو دنیا دین کے لئے کماتے ہیں اگر دنیا نہوگی تو دین کی بھی درستی نہوگی۔ مگر یہ کہنا ان کا اسوقت صحیح ہوتا جب کہ ہم دیکھتے کہ وہ دنیا کی ترقی کے ساتھ دین کی بھی ترقی کر رہے ہیں ہم تو روز روشن کی طرح دیکھ رہے ہیں کہ جسقدر دنیا بڑھتی جاتی ہے اسیقدر دین میں کمی آتی جاتی ہے حضرت یہ دنیا کچھ کام نہ آوے گی اور آخرت میں کام نہ آنا تو ظاہر ہی ہے ہم تو اس کا کام میں نہ آنا ور اس کے حاصل کرنے پر حسرت ہونا یہیں دیکھ رہے ہیں جب کوئی دنیا دار مرنے لگے مرتے وقت اس سے پوچھنا چاہیئے کہ دنیا حاصل کرنے کے بارہ میں اسوقت تمہاری کیا رائے ہے کیا اب بھی وہی رائے ہے یا بدل گئی میں قسمیہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور پہلی رائے سے پھر جائیگا کیونکہ جس بازار میں وہ اب جارہا ہے وہاں یہ سکہ نہیں چلتا جو اس نے عمر بھر جمع کیا ہے اور جو سکہ وہاں چلتا ہے وہ اس کے پاس ہے ہی نہیں کیونکہ
۳۰ وہ اس سکے جمع کرنے کو بے فائدہ بتلایا کرتا تھا وہاں تو وہ سکہ چلتا ہے جو ظاہر میں تمکو کالا معلوم ہوتا ہے اور واقع میں وہ خالص چاندی ہے اور جو جمع کیا ہے وہ ظاہر میں چاندی ہے اور واقع میں لوہا ہے مگر اسوقت آنکھیں بند ہیں لیکن عنقریب آنکھیں کھل جاویں گی اور حقیقت نظر آجاوے گی اسوقت تو خواب کا سا قصہ ہو رہا ہے۔ جب آنکھ کھلیگی اسوقت معلوم ہوگا کہ ہم سراسر نقصان میں تھے ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ ہمیشہ بستر پر پیشاب کر دیا کرتا تھا اسکی بیوی نے کہا کہ کمبخت تجھکو کیا ہوگیا ہر روز بستر پر پیشاب کر دیتا ہے اس نے کہا کہ میں خواب میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ مجھکو سیر کے لیے لیجاتا ہے اور جب مجھکو حاجت ہوتی ہے کسی جگہ پر بٹھا کر کہتا ہے کہ پیشاب کر لے میں پیشاب کر دیتا ہوں بیوی نے کہا کہ شیطان تو جنوں میں سے ہے اور جن بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں اس سے کہنا کہ ہم مفلس ہیں اور فاقہ میں رہتے ہیں ہمکو روپیہ کہیں سے دلا دے اس نے کہا کہ بہت اچھا اب اگر خواب میں آیا تو ضرور کہونگا روزمرہ کی طرح شیطان آیا اس نے کہا کہ کمبخت تو مجھکو ہمیشہ پریشان کرتا ہے اور ہم فاقہ میں مبتلا ہیں ہمکو کہیں سے روپیہ نہیں دلاتا شیطان نے کہا تو تے مجھ سے

نکلے سے نہ کہا تیرے واسطے روپیہ بہت۔ غرض ایک جگہ لے گیا اور وہاں سے بہت سا روپیہ اسکے اوپر لاد دیا اُس روپیہ کا اس قدر بوجھ معلوم ہوا کہ پاخانہ بھی نکل گیا جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بستر پر پیشاب پاخانہ موجود ہے اور روپیہ کا پتہ بھی نہیں یہ حکایت تو ہنسی کی تھی مگر اس سے ایک نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اس جہان کی مثال بالکل خواب کی سی ہے اور جو دنیا کمانے میں لگے رہتے ہیں اُن کی مثال اس خواب دیکھنے کی ہے اور دنیا پاخانہ ہے اس وقت ہم غفلت کی خواب میں ہیں ہمکو خبر نہیں کہ ہم کیا جمع کر رہے ہیں جب آنکھ کھلے گی یعنی موت آوے گی اسوقت معلوم ہوگا کہ مال تو ندارد مگر پاخانہ موجود ہے اس وقت کہیں گے ارے ہم تو بڑے دہوکہ میں تھے جسکو ہم موتی سمجھتے تھے یہ تو سب پتھر کنکر نکلے۔ بعض لوگ شبہ کیا کرتے ہیں کہ یہ مولوی اوروں کو تو دنیا چھوڑنے کی رغبت دلاتے ہیں اور خود دنیا کا مال جمع کرتے ہیں ہم تو جب جانتے کہ خود چھوڑ بیٹھتے اور اگر دنیا آتی تو لوٹا دیتے جواب یہ ہے کہ ہم اس دنیا کو بُرا بتلاتے ہیں جس سے آدمی غفلت میں پڑ جاوے اور اُن دنیا داروں کی بُرائی
کرتے ہیں جو دنیا میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ دین کو بھی برباد کرتے ہیں اور جائز ۲۱
و ناجائز کا بھی فرق نہیں کرتے اور جو دنیا بقدرِ ضرورت ہو یا ضرورت سے زیادہ ہو مگر غفلت میں نہ ڈالے وہ بُری نہیں بلکہ بقدر ضرورت حاصل کرنا ضروری ہے۔ ملا جامی صاحب پیر کی تلاش میں خواجہ عبید اللہ احرار کے یہاں پہونچے تو خواجہ صاحب کے یہاں ٹھاٹھ تھا ہر طرح کی دنیا کی نعمتیں موجود تھیں۔ ملا جامی آکر بہت پچھتائے اور جوش میں خواجہ صاحب کے سامنے ہی بے اختیار منہ سے نکلا۔ مصرعہ،

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

یعنی وہ مرد نہیں ہے جو دنیا کو دوست رکھے اور یہ کہہ کر بہت حسرت و افسوس کے ساتھ کسی مسجد میں جا کر لیٹ رہے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے اور ملا جامی صاحب کسی قرضخواہ کے تقاضے سے سخت پریشان ہیں کہ ایک جانب سے حضرت خواجہ صاحب شان و شوکت سے تشریف لائے اور فرمایا کہ درویش کو کیوں پریشان کیا ہے ہم نے جو خزانہ یہاں جمع کیا ہے اُس میں سے دلوا دو اس کے بعد آنکھ کھل گئی اسوقت

خواجہ صاحب اسی مسجد میں آرہے تھے آپ نے فوراً حاضر ہوکر پاؤں پر سر رکھدیا اور عرض کیا کہ میری گستاخی معاف فرمادیجئے انہوں نے فرمایا کہ خواب و خیال کا اعتبار نہیں اب تو ملاجی کو اور زیادہ اعتقاد ہوا۔ پھر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ وہ مصرعہ آپ نے کس طرح پڑھا تھا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو میری بیوقوفی تھی خواجہ صاحب نے فرمایا کہ نہیں ہم اسکو سننا چاہتے ہیں ملاجی نے فرمایا کہ میرے منہ سے یہاں کے سامان کو دیکھکر یہ نکلا تھا۔ نہ مرداست آنکہ دنیا دوست دارد (یعنی مرد وہ نہیں ہے جو دنیا کو دوست رکھے) فرمایا کہ یہ صحیح ہے مگر پورا نہیں اس کے ساتھ یہ مصرعہ اور لاؤ مصرعہ۔ اگر دارد برائے دوست دارد (یعنی اگر دنیا کو دوست رکھے تو دوست یعنی حق تعالیٰ کے لیئے رکھے خلاصہ یہ کہ اگر دنیا کا مال بھی دین کے لیئے ہو تو سبحان اللہ ایسا مال دنیا نہیں بلکہ وہ سب دین ہیں مال کی مثال پانی کی سی ہے اور دل کی مثال کشتی کی سی اگر پانی کشتی کے اندر آگیا تو اوسکو ڈبودیتا ہے اور اگر باہر رہے تو اوسکو مدد پہنچاتا ہے اسیطرح مال اگر دل کے اندر ہو یعنی اُسکی محبت دل میں جگہ پالے تو وہ ہلاکت کا سبب ہے اور اگر باہر رہے

۲۲ تو کچھ حرج نہیں۔ غرض کہ ضرورت کے لائق تو مال بہت ضروری ہے۔ ورنہ پریشانی ہوتی ہے۔ اور پھر وہی حالت ہوتی ہے کہ نماز کی نیت باندھتے ہیں اور دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ صبح کو بال بچے کیا کھائیں گے تو ایسے مال کے حاصل کرنے سے ممانعت نہیں ہے گفتگو اس مال میں ہے جو غفلت کا سبب ہو اور جس کی وجہ سے دوسرے غریب بھائیوں کو حقیر سمجھنے لگے۔

آگے فرماتے ہیں ولکن ینظر الی اعمالکم و نیاتکم یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں اور نیتوں کو دیکھتے ہیں جب کہ ثابت ہوگیا کہ حق تعالیٰ کی نظر عمل اور نیت پر ہے اور صورت اور مال پر نظر نہیں تو صاحبو! آپ اپنی نیت اور عمل سنوارنے کی فکر کرو خدا کا شکر ہے کہ ضرورت کے موافق اس حدیث شریف کے پہلے دونوں جزو تفصیل کے ساتھ بیان ہوگئے اور پیچھے کے دو جزو کی تفصیل باقی ہے۔ انشاء اللہ وہ پھر کسی وقت بیان ہوجائیں گے۔ فقط

تسہیل المواعظ کا دوسری جلد کا نواں وعظ ختم ہوا صفحہ ۱۷ سے دسواں شروع ہوتا ہے (مدیر)

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا دسواں وعظ

مسمّٰی بہ

اِخلاص حِصّۂ دُوم

منتخب از وعظ ہشتم دعوات عبدیت حصہ اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبۂ ماثورہ کے بعد **امابعد** فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی اعمالکم ونیاتکم

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں پر نظر نہیں فرماتے لیکن تمہاری نیتوں اور کاموں پر نظر فرماتے ہیں۔

(اس حدیث کے متعلق یہ مضامین ہیں)

(۱) اس حدیث کے اول دو جزو کا بیان پہلے جمعہ میں تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے اخیر کے دو جزو باقی ہیں موافق وعدہ کے آج ان کو بیان کرتا ہوں اس حدیث کو بیان کے لئے اختیار کرنے کی وجہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہر زمانے کے لوگ مختلف مرضوں میں مبتلا ہوتے ہیں اس زمانے کے مرضوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہماری نظر بالکل دنیا ہی پر ہے (جسکو حضور نے صورت اور مال کے نام سے ذکر کیا ہے) اور جو اصل چیز ہے جس پر نجات کا دارومدار ہے اُس پر بالکل نظر نہیں ہے اور وہ دین ہے جسکو حضور نے عمل اور

نیت کے نام سے ذکر کیا ہے عوام دنیا دار تو اس مرض میں مبتلا ہیں ہی ہم دیکھتے ہیں کہ جو اپنے کو
دیندار کہتے ہیں یہ مرض اونمیں بھی موجود ہے جتنی دنیا دار کی عزت اور قدر ان کے نزدیک
ہے اوس قدر دیندار کی نہیں مثلاً اُن کے پاس ایک دنیا دار شان و شوکت والا آوے
اور ایک ایسا دیندار آوے جو نہ شان و شوکت رکھتا ہو اور نہ وہ پیر و بزرگ سمجھا جاتا ہو
نہ اوس کے پاس مال ہو نہ کوئی کمال اُس کا مشہور ہو نہ وہ مولوی کہلاتا ہو بلکہ ضرورت
کے لائق دین کا علم بغیر پڑھے لکھے حاصل کر لیا ہو جیسا کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو
بغیر لکھے پڑھے دین کا علم حاصل تھا۔ اور یہ شخص پرہیزگار نیک بخت بھی ہے اور ظاہری
حالت اسکی یہ ہے کہ صورت بھی اسکی اچھی نہو کپڑے بھی پھٹے ہوئے ہوں اور حسب نسب
بھی اس کا اچھا نہو بلکہ ایسی قوم میں سے ہو جو ادنیٰ درجہ کی سمجھی جاتی ہو غرض ظاہری شان
شوکت کچھ نہ ہو۔ اور دوسرا شخص دنیا دار ہو دین کا کوئی پہلو لئے ہوئے نہ ہو نہ زاہد ہو
نہ پرہیزگار نہ عالم اور نسب میں بھی بڑھا چڑھا ہو اور یہ دونوں آگے پیچھے ان صاحب کے
۲ پاس جاویں جنکو دین کا دعویٰ ہے تو میں قسمیہ کہتا ہوں اور کسی کو کیا کہوں خود اپنے
کو کہتا ہوں کہ جو قدر اور عزت نظر میں اس دنیا دار کی ہوگی اُس دیندار کی نہوگی حق یہ ہے
کہ ہم لوگوں کے نفسوں میں عام طور پر دنیا کی طرف رغبت ہے ظاہری مرتبہ اور عزت
اور مال ہی کو دیکھا جاتا ہے بزرگوں کی بھی تعظیم اوسی وقت کرتے ہیں جب کہ وہ ظاہری
عزت اور مرتبہ رکھتے ہوں اگرچہ وہ عزت دین ہی کیوجہ سے ہو چنانچہ بزرگوں میں سے
بھی اسی بزرگ کی تعظیم کرتے ہیں جس کی چار آدمی تعظیم کرتے ہوں اس لئے کہ اس کی تعظیم
وخدمت کرنے میں کوئی عار نہیں ہے یہ نفس کا بڑا مکر ہے ظاہر میں تو یہ تعظیم و خدمت بڑی
نیکبختی اور دینداری معلوم ہوتی ہے لیکن نفس کا مکر اس میں یہ ہے کہ ان بزرگ کی خدمت
و تعظیم اس لیے کرتے ہیں کہ اس سے لوگوں کی نظر میں خود اپنے کو بڑائی حاصل ہوتی ہے
پس ہماری یہ تعظیم اپنی تعظیم کے لئے ہے اسیواسطے اس خدمت و تعظیم سے نفس خوش ہوتا
ہے کچھ ناگواری اسکو نہیں ہوتی چنانچہ اگر اپنے دو شخص استاد ہوں ایک مشہور دوسرا
غیر مشہور تو ہم اپنے کو مشہور استاد کا شاگرد ظاہر کرتے ہیں غیر مشہور کا شاگرد اپنے کو

نفس کی دینداروں کی توقیر اور خدمت کا سبب

بزرگوں کی تعظیم میں نفس کی چالاکی

بتلاتے ہوئے شرم آتی ہے اسواسطے بزرگوں نے لکھا ہے کہ ریا اور دکھلاوہ سب بیماریوں کے
آخر میں دل سے نکلتا ہے ہاں اگر دنیادار کی یہ تعظیم دنیا کے لیئے نہو بلکہ اوس کے نقصان سے بچنے
کے لیے ہو یا دلجوئی اور خاطرداری کے لیے ہو اور اس سے غریب کی حقارت بھی نہو وہ بری نہیں
حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں کی دینداری بس ظاہر میں ہی دینداری ہے سچی دینداری ہمارے
اندر بہت ہی کم ہے حق تعالیٰ خود ہی فرماتے ہیں وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ یعنے
شکر کرنے والے بندے بہت ہی کم ہیں - اکثر لوگ تو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں حالانکہ یہ دنیا ہے
اور دنیا کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا خدا تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے
پر کی برابر بھی قدر رکھتی تو اوس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتے حاصل
یہ کہ ظاہری عزت اور مرتبہ خواہ حسب نسب کیوجہ ہو یا مال کی وجہ سے ہو یا علم کی وجہ سے
دنیاوی عزت ہو یہ سب دنیا ہے (اور اسی کو صورت اور مال کے نام سے ذکر فرمایا ہے)
اسپر نظر نہ کرنی چاہیئے اور دین جسکو عمل اور نیت فرمایا ہے اوسپر نظر ہونی چاہیئے یہاں تک
کہ اگر دوسروں کی قدر کیجاوے تو دین ہی کیوجہ سے ہونا چاہیئے اور اس جگہ پر جو حضور صلی اللہ ۳
علیہ وسلم نے دین کو نیت اور عمل کے نام سے ذکر فرمایا ہے اِس میں اِس طرف اشارہ ہے
کہ دین کا مدار عمل پر ہے کسی شریف سے تعلق ہونے پر مدار نہیں ہے خواہ وہ شریف
دین کے اعتبار سے ہو یا دنیا کے اعتبار سے بہت لوگ آجکل اِس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم
فلاں بزرگ کے مرید ہیں ہم فلاں بزرگ کی اولاد ہیں - ہماری نجات ہو جاوے گی نیک کام
کرنے کی ہمکو ضرورت نہیں - اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے رد میں فرماتے ہیں کہ وہ لوگ
گذر گئے اُن کے لیے اُن کے کام ہیں تمہارے لیے تمہارے کام ہیں تم سے اُن کے
کاموں کی بابت پوچھ گچھ نہوگی - ہاں بزرگوں کے ساتھ تعلق ہونے سے برکت البتہ
حاصل ہوتی ہے - جبکہ اولاد یا مریدوں کے عقیدے اور کام اچھے ہوں اور اگر انکے
پاس نیک کام نہوں اور نہ عقیدے صحیح ہوں تو نری برکت کیا کام آوے گی -
برکت کی مثال چٹنی اور مربے کی سی ہے اور نیک کاموں کی مثال غذا کی سی ہے
چونکہ بدن کا جزو بنتی ہے مربے اور چٹنی وغیرہ سے ہضم میں مدد ضرور پہونچتی ہے

لیکن اسکے ساتھ غذا بھی تو ہونا چاہیئے اور اگر غذا نہو صرف مربے اور چٹنی ہی مہمان کے سامنے رکھدیں، روٹی وغیرہ کچھ نہو تو کیا اس سے کچھ کام چل سکتا ہے ہرگز نہیں پس اسیطرح نبی یا ولی سے تعلق ہونے سے کاموں میں برکت ضرور ہوتی ہے مگر بغیر نیک کاموں کے خالی برکت ہی نجات کے لیئے کافی نہیں اس لیئے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چاہیتی بیٹی سے یہ فرمایا ہے کہ اے فاطمہ اپنے کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا یعنی اگر تمہارے پاس نیک کاموں کا ذخیرہ نہوگا تو میں کچھ کام نہ آؤں گا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ نیک کاموں کے ہوتے ہوئے بھی میں درجے بلند ہونے کا سبب نہونگا یا شفاعت نہ کرونگا۔ بزرگوں کے ساتھ نسبی تعلق ہونے کی وجہ سے درجہ کا بلند ہونا خود قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ اُن کی پیروی کی ہم اس اولاد کو بھی اُن کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کریں گے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اولاد کے کام اس درجہ کے نہ ہوں جیسے ۴
اُن کے باپ دادا کے تھے لیکن اگر اولاد نے ایمان کے ساتھ اُن کی پیروی کی ہوگی تو ہم ان کو اونہیں کے درجہ میں پہونچا دیں گے تو اس کا تو انکار نہیں ہو سکتا کہ بزرگوں کی اولاد ہونے کی وجہ سے اولاد کو اُن کے ہی درجہ میں پہونچا دیا جائے گا مگر اسکی کوئی دلیل نہیں کہ اس کے لیئے صرف اولاد میں ہونا ہی کافی ہے بلکہ اس آیت میں ایمان کو خود شرط فرمایا ہے آجکل کے پیروں نے اپنی دوکان چلانے اور دنیا کے کمانے کے لیئے اپنے مریدوں کے دلوں میں یہ جما رکھا ہے کہ تمکو نیک کام کرنے کی ضرورت نہیں ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہی تمہارے لیئے کافی ہے۔

افسوس پیری مریدی کی غرض تو یہ تھی کہ نفس کی اصلاح ہو اور اوس سے محنت لیجاوے کہ شاید خود اکیلے نیک کام کی توفیق نہوتی تو پیر کے اکثر سے یا اس کی تاکید سے توفیق ہو جاوے تو نفس کی اصلاح ہو جاوے گی۔ مگر اب لوگوں نے اس کو مخلوق کے سامنے بیکار بنا دینے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

حکایت
ایک ایسے ہی پیر کی حکایت ہے کہ وہ ایک گاؤں میں گئے اور ظاہر میں بہت کمزور ہو رہے تھے مریدوں نے پوچھا کہ پیر جی دُبلے کیوں ہو رہے ہو کہنے لگے ارے کمبختو میں تمھاری ہی وجہ سے تو دُبلا ہو رہا ہوں اور تم کو خبر بھی نہیں ارے تمام کام تمہاری طرف سے کرنے پڑتے ہیں تم نماز نہیں پڑھتے ہو تمہاری طرف سے نماز پڑھتا ہوں تم روزے نہیں رکھتے ہو میں روزے رکھتا ہوں۔ پھر سب سے بڑھکر یہ مصیبت کہ پلصراط جو کہ تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے اُس پر بھی چلتا ہوں۔ مرید بہت خوش ہوئے کہ واہ واہ پیر جی سب کام ہماری طرف سے کر لیتے ہیں تو ایک مرید خوشی میں بولا کہ جامیں نے تجکو فلاں کھیت دھان کا دیا۔ پیر بہت خوش ہوئے مگر یہ بھی سوچے کہ اسنے زبان سے تو کھیت دیدیا لیکن میرا قبضہ ابھی نہیں ہوا کہیں ایسا نہو کہ یہ صرف زبانی ہی لین دین ہو مناسب یہ ہے کہ ابھی قبضہ کر لیں اور اسکو دیکھ ہی لیں یہ سوچکر مرید سے فرمایا کہ چودھری میرے ساتھ چلکر کھیت دکھلا دے وہ ساتھ ہو لیا۔ اور پیر صاحب تشریف لے چلے۔ رستہ کھیتوں کے اندر کو تھا اور چاول ٥
کے کھیت میں پانی زیادہ تھا اور مینڈ بھی تنگ تھی مرید نے پیر کو آگے کیا چونکہ پٹیا کا رستہ تنگ تھا اور پھسلن بھی بہت تھی اس لیے ایک جگہ پیر صاحب پھسل پڑے تو مرید نے پیچھے سے ایک لات جڑی اور کہا کہ ارے تو پلصراط پر کیا چلتا ہوگا جو بال سے بھی باریک ہے اتنے چوڑے رستہ پر تو تجھ سے چلا نہ گیا تو جھوٹا ہے جا ہم تجکو کھیت نہیں دیتے غرض آجکل جاہل پیروں نے تمام آدمیوں کو خوب بہکا دیا ہے کہ جو چاہو کرو سب بخشے جاؤ گے۔ اس حدیث سے یہ بیہودہ گمان رد ہوتا ہے اسیواسطے بجائے اس کے کہ یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دین پر ہے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عمل اور نیت پر ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ نجات کا دار و مدار اچھے عمل ہیں اور ہر چند کہ عمل میں نیت بھی آگئی تھی لیکن نیت کو علیحدہ اس لیے بیان فرمایا کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ خود عمل بھی اسوقت معتبر ہے جب کہ نیت درست ہو دوسرے اس لئے بھی نیت کو علیحدہ بیان فرما دیا ہے کہ ان دو لفظوں سے دو جماعتوں کی اصلاح منظور ہے لفظ اعمال سے

تو اکثر عوام کی اصلاح کے لئے کیونکہ عوام کو رات دن دنیا کے دہندوں میں لگے رہنے سے نیک کاموں کی طرف توجہ کم ہوتی ہے لیکن وہ دل کی بیماریوں سے پاک ہیں چنانچہ بدنیتی یعنی دکھلاوہ وغیرہ سے اس لئے پاک صاف ہیں کہ اونکو کوئی بزرگ نہیں سمجھتا اس لئے وہ اس کا قصد ہی نہیں کرتے اور نیت کے لفظ سے اکثر خاص لوگوں کی اصلاح فرمائی ہے جو کہ دیندار کہلاتے ہیں جو تمام فرضوں اور واجبوں کے تو پابند ہیں لیکن خلوص سے خالی ہیں دکھلاوے کے لیے عمل کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی یہ دینداری صرف صورت ہی کی دینداری ہے دین کی آن کو حاصل نہیں ایسے لوگوں میں اکثر دکھلاوہ کا مرض ہوتا ہے تو آن کو لفظ نیت سے خلوص کی طرف متوجہ فرمایا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نماز روزہ حج زکوۃ اللہ اللہ تم کرتے ہو اگرچہ نفع سے خالی نہیں اور بہ نسبت اس شخص کے جو کچھ نہ کرے یہ شخص ہزار درجے بڑھکر ہے مگر جو اصل مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی وہ جب ہی حاصل ہوگی جب کہ اخلاص بھی ہو یعنے خالص اللہ کے لیے سب کام کیے جائیں دکھلاوہ وغیرہ اسمیں شامل نہو۔ اور ان دو شخصوں کی جنمیں سے ایک نیک کام کرتا ہے مگر اخلاص نہیں اور دوسرا سرے سے نیک کام ہی نہیں کرتا ایسی مثال ہے کہ وہ شخص کسی بادشاہ کے یہاں گئے ایک تو ہدیہ لے کر گیا۔ اگرچہ وہ ھدیہ بادشاہ کے لائق نہ ہو اور دوسرا بغیر ہدیہ کے گیا تو اس ہدیہ لیجانے والے کی یہ شکایت تو نہوگی کہ ہدیہ کیوں نہ لایا جیسا کہ دوسرے سے یہ شکایت ہوگی اور اس اعتبار سے یہ اس سے غنیمت ہے مگر یہ شکایت ضرور ہوگی کہ تمہارا ہدیہ ہمارے لائق نہیں۔ اور ہدیہ سے مقصود رضامندی ہے اگر وہ حاصل نہوگی تو ہدیہ کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے اسی طرح عبادت سے مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے پس جس عبادت میں نیت درست نہو تو ایسی عبادت کا بھی ہونا نہ ہونا برابر ہے سو ہم لوگ نیک کام تو کرتے ہیں مگر ہماری اکثر غرضیں صحیح نہیں ہوتیں چنانچہ مولوی اور پرہیزگار لوگ اپنی اپنی حالت کو جانچکر دیکھیں تو زیادہ حصہ اپنے نیک کاموں میں نفسانی غرضوں کا پائیں گے مثلاً نفل عبادتیں قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کا ذکر اور تہجد کی نفل نماز اور جو کام

چھپانے کے قابل ہیں اُن کو کرکے ہمارا جی چاہتا ہے کہ وہ عام طور پر ظاہر ہوجا دیں اور لوگوں میں ہم عبادت گذار پرہیزگار مشہور ہوں مثلاً تہجد میں اگر کوئی رات میں ایسے وقت اوٹھا کہ کسیکو خبر نہوئی اور تہجد پڑھکر سو رہا تو اس حالت میں اور جس حالت میں کہ دوسرے کو اطلاع ہو بڑا فرق ہوتا ہے اطلاع ہونے پر بڑی خوشی ہوتی ہے اور اگر اطلاع نہو تو جی چاہتا ہے کہ کسی طرح ظاہر ہوجائے اور اسکی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی ہمارا ذکر تو نہیں کرتا اگر کسی نے ذکر نہ کیا تو نفس کو ایک طرح کا افسوس ہوتا ہے کہ رات کا اٹھنا بیکار ہی ہوگیا اسیطرح تمام کاموں میں ہماری حالت ہے جاننا چاہیئے کہ نیک عمل کے دیکھنے پر جو جو دل خوش ہوتا ہے اُس خوشی کی تین قسمیں ہیں ایک تو جی خود بخود خوش ہوتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ اس شخص نے ہمکو اچھی حالت میں دیکھا بُری حالت میں نہیں دیکھا یہ خوش ہونا تو ایسا ہے جیسا مزہ دار کھانا کھانے سے جی خوش ہوتا ہے اور یہ طبیعت کا فطری تقاضا ہے کہ اچھی چیز سے خوش ہوتی ہے۔ غرض یہ خوشی تو طبیعت کا اثر ہے اُس کے مٹانے پر قدرت نہیں ایسے خوش ہونے پر کچھ ملامت نہیں اہل خلوص کو سخت غلطی واقع ہوتی ہے کہ اِس خوشی مین اور دکھلا وہ میں اُن کو پہچان نہیں ہوتی اس لیئے اہل خلوص کی اصلاح کی بہی ضرورت ہے وہ رات دن اسی غم میں گھلتے ہیں کہ ہماری نماز کو جو فلاں شخص نے دیکھا اور ہمکو خوشی ہوئی یہ بہی دکھلا وہ ہوگیا حالانکہ خوشی طبعی ہے۔ دکھلا وہ نہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے اور عبادت کو بیکار جانتے ہیں اور رات دن اسی غم میں رہتے ہیں انجام ایسے اخلاص کا یہ ہوتا ہے کہ شیطان بہکا دیتا ہے کہ جب تمہارا عمل کارآمد نہیں تو ایسے عمل سے فائدہ ہی کیا پس یہ شخص ناامید ہوکر اس عمل ہی کو چھوڑ دیتا ہے اور کبھی عمل تو نہیں چھوڑتا لیکن اخلاص کے اندر کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے اور بعض مرتبہ یہ خرابی ہوتی ہے کہ اپنے پیر سے بدگمانی ہوجاتی ہے کبھی تو اُن کے کمال میں بدگمانی ہوجاتی ہے کہ میاں اگر یہ صاحب کمال ہوتے تو ہم کو اخلاص ضرور نصیب ہوتا اور کبھی توجہ میں بدگمانی ہوتی ہے کہ ہماری طرف توجہ نہیں اور یہ ناشکری ہے کہ جو شخص

تمہاری اصلاح کرتا ہو اور اُسکو ہر وقت تمہارا خیال رہتا ہو یہ خیالات تمہارے اگر اسکو معلوم ہو جائیں تو اُس کا دل ضرور دُکھے گا اور نتیجہ اُس کا یہ ہوگا کہ نعمت تم سے چھین لیجاوے گی۔ یہ اخلاص میں زیادتی ہے کہ جو نعمت تمکو حاصل ہوگئی ہے اُس کا انکار کر رہے ہو کسی درویش سے ایک ہاتھی سوار نے کہا کہ بابا دعا کرو کہ ترقی ہو درویش نے کہا کہ بابا ہاتھی پر تو سوار ہے کیا بانس پر سوار ہوگا۔ اسی طرح تمکو اللہ تعالیٰ نے اخلاص نصیب فرمایا ہے اُس کا شکر ادا کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اسکی ناشکری کی جاوے غرض یہ خوشی طبعی ہے اسکو دکھلاوہ سمجھنا غلطی ہے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ دکھلاوہ اختیاری چیز ہے اور دکھلاوہ کا وسوسہ آجانا غیر اختیاری ہے۔ پس دکھلاوہ کا وسوسہ دکھلاوہ نہیں ہے جیسے کفر کا وسوسہ آجانا کفر نہیں خود صحابہ رضی اللہ عنہم کو وسوسے آجاتے تھے یہ بھی شیطان کی رہزنی کا طریق ہے کہ ضروری مقصود سے دور کرکے اس دھندے میں لگا دیتا ہے بس یہ ایک عام قاعدہ نکل آیا کہ جو بات اختیاری

۸ نہو وہ بری نہیں اور اس قاعدہ کے یاد رکھنے سے بہت سی دشواریوں سے نجات ہو جاتی ہے جو کہ صوفی کو پیش آتی ہیں۔ حاصل یہ کہ ایک قسم تو خوشی ہونے کی یہ ہوئی اور دوسری قسم یہ ہے کہ دوسرے کے دیکھنے سے اس لیئے خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے اچھے کام دیکھنے سے اسکو بھی توفیق ہوگی اور اس کا ثواب ہم کو ملے گا یہ خوشی بھی بُری نہیں ہے مگر یہاں غیر کامل کو ایک دھوکا ہو جاتا ہے وہ یہ کہ اس ظاہر کرنے سے اصل مقصود تو نفس میں یہی ہوتا ہے کہ میرا رتبہ بڑھے اور لوگوں کے دلوں میں میری عزت اور بزرگی زیادہ ہو مگر ذہن یہ تراش لیتا ہے کہ میں اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ اور لوگ بھی دیکھ کر ایسا ہی کرنے لگیں اس لیے غیر کامل کی حالت کے مناسب یہی ہے کہ ظاہر کرنے کا قصد ہی نکرے البتہ کوئی صاحب کمال ہو اور نفس اُس کا فنا ہو چکا ہو اور اپنے نیک کام اس نیت سے ظاہر کرے تو اُسکو جائز ہے اور ثواب کا باعث ہے اسی واسطے بزرگوں کا قول ہے کہ پیر کا دکھلاوہ مرید کے اخلاص سے بہتر ہے

یہاں پر دکھلاوہ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوسروں کے دکھلانے کے لئے اور لوگوں کے نزدیک اپنا رتبہ بڑھانے کے لئے کرتا ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ پیر کا نیک کاموں کو ظاہر طور پر کرنا مرید کے چھپا کر کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ پیر کے ظاہر کرنے سے دوسرے دیکھ کر اسی طرح کرتے ہیں تو پیر کے ظاہر کرنے سے اوروں کو نفع پہونچتا ہے اس لئے وہ مرید کے اخلاص سے کہ اس کا نفع اسی کی ذات تک ہے بہتر ہے۔ پس اگر دوسرے کے دیکھنے سے اس نیت سے خوشی ہو تو یہ خوشی عبادت ہے۔ تیسرے خوشی عبادت کے ظاہر کرنے پر اس لئے ہوتی ہے کہ ہماری نیک نامی ہوگی اور لوگ ہمارے معتقد ہوں گے۔ یہ دکھلاوہ اور برا ہے۔ اور حدیث شریف میں اس سے بہت ڈرایا گیا ہے حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز شہید کو بلایا جاوے گا اور کہا جاوے گا کہ ہم نے تجکو فلاں نعمت دی تھی تو نے اس کا کیا شکر ادا کیا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے رب میں نے آپ کی راہ میں جان تک دیدی اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ تو نے یہ کام ہمارے واسطے نہیں کیا ۹
بلکہ صرف اسلئے کہ بہادر مشہور ہو سو یہ غرض حاصل ہوگئی اب تیرے واسطے کچھ نہیں اور حکم ہوگا کہ اسکو منہ کے بل اوندھا گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دو چنانچہ یہ اسی طرح پھینک دیا جائے گا۔ پھر اسی طرح ایک عالم اور ایک سخی سے گفتگو ہوگی اور دونوں کے عمل میں بھی یہی دکھلاوہ کا عیب نکال دیا جاوے گا اور ان سب کو دوزخ میں ڈالدیا جاوے گا دیکھئے خدا کے راستے میں جان دینا اور سخاوت اور علم تمام کاموں میں افضل اور اعلیٰ ہیں مگر دکھلاوہ ایسی بری چیز ہے کہ ان کو بھی اس نے بیکار کر دیا۔ غرض کہ دکھلاوہ کی بڑی لمبی چوڑی بحث ہے اور اس کا دور کرنا کچھ مشکل ہے مگر یہ نہیں ہے کہ دور نہ ہو سکے ضرور دور ہو سکتا ہے مگر علاج کرنے سے پس جو لوگ اس کے علاج کرنے میں مشغول ہیں اور پھر بھی ان کے کاموں میں کسیقدر دکھلاوہ کی شرکت ہو جاتی ہے وہ بے فکر ہیں کیونکہ وہ واجب کو ادا کر رہے ہیں ان کے ذمہ اسیقدر واجب ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے

ڈر وجسقدر تم سے ہو سکے اِس سے معلوم ہوگیا کہ کام میں لگنے والے اور علاج کرنے والے ہرگز نہ گھبراویں اُن پر کوئی ملامت نہیں وہ اپنی قدرت کے موافق کام کر رہے ہیں ہاں جو علاج سے غافل ہیں اور مرض کو بڑھا رہے ہیں اُن پر البتہ ملامت ہے بہرحال ہم کو اپنی نیت کا خالص رکھنا ضروری ہے تاکہ دین کی حقیقت ہم کو حاصل ہو آجکل اکثر لوگ اِس سے غافل ہیں۔ یہاں تک کہ دینداروں کی بھی یہ حالت ہے کہ جو نیک کام کرتے ہیں اور جن گناہوں سے بچتے ہیں اُن میں بھی وضع اور رسم و رواج کے پابند ہیں چنانچہ فرض و واجب میں سے بعض کے پابند ہیں اور بعض کے نہیں سو جن کا چھوڑنا انکی شان کے خلاف سمجھا جاتا ہے اُس کے پابند ہیں جیسے نماز اور جس کا چھوڑنا انکی شان کے خلاف نہیں سمجھا جاتا اوس کے پابند نہیں جیسے بندوں کے حقوق جو ان کے ذمہ ہیں اُن کا چھوڑنا چونکہ شان کے خلاف نہیں سمجھا جاتا اِس لیے ادہر پابند نہیں
10 اِسی طرح ہم لوگ غیبت تو کرتے ہیں مگر شراب نہیں پیتے سو ہمارا شراب نہ پینا اِس لیے نہیں ہے کہ اللہ میاں راضی ہوں ورنہ اگر اللہ میاں کے راضی کرنے کے لیے اسکو چھوڑتے تو غیبت کو بھی ضرور چھوڑتے بلکہ شراب نہ پینا اسلئے ہے کہ باپ دادا نے شراب نہیں پی یہ وضع کے خلاف ہے اور غیبت وہ بھی کرتے رہے ہیں اِس لیئے کہ وضع کے خلاف نہیں رشوت لیتے ہیں جوا نہیں کھیلتے ہیں تو وجہ یہی ہے کہ جو ابازوں میں بیٹھکر کھیلنا بے عزتی کا سبب ہے اور رشوت خاندانی رسم ہے وضع کے خلاف نہیں باپ نے لی دادا نے لی اور اپنے تمام ملاقاتی اور زمانے والے لیتے ہیں اِس لیے اِس کے لینے سے کچھ رکاوٹ نہیں بہت لوگ رہن کی آمدنی کھاتے ہیں اور جسکو عرف میں سود کہتے ہیں وہ نہیں لیتے حالانکہ رہن کی آمدنی بھی واقع میں سود ہے وجہ یہ ہے کہ سود لینے والے کو ذلیل و خوار سمجھتے ہیں اور رہن کی آمدنی تو باپ دادا سے کھاتے چلے آتے ہیں وہ ریاست کی شان ہے اور جو نیک کام ایسے ہیں کہ ادن کی

آجکل اکثر دیندار بھی بعض نیک کاموں کو اسی لئے اختیار کرتے ہیں اور بعض گناہوں سے بچتے ہیں کہ وہ وضع اور رسم و رواج کے پابند ہیں

نہیں عادت ہے اور عرف میں وہ ذلت کا سبب نہیں سمجھے جاتے اور رسم ورواج کے بھی خلاف نہیں ہیں اُن کے پابند ہیں اور جن کی عادت نہیں یا ذلت کا سبب سمجھے جاتے ہیں اُن کے پابند نہیں ہیں بالکل اِس آیت کا مضمون صادق آرہا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعض حکموں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اس پر دعوے بزرگی کا۔

صاحبو یہ دینداری کی صورت تو ہے مگر دینداری کی حقیقت نہیں ہے صاحبو بادام اور چیز ہے اور بادام کا چھلکا اور چیز ہے پستہ اور چیز ہے اور اوس کا پوست اور چیز ہے اخروٹ اور چیز ہے اور اوس کا چھلکا اور چیز ہے۔ اسیطرح آدمی کی صورت اور چیز ہے اور حقیقت اور ہے ایسے ہی ہمارے کاموں کی حالت ہے کہ بس اُنکی صورت ہی صورت ہے حقیقت نہیں ہے اپنے نیک کاموں کی اِن صورتوں ہی پر نظر کرکے ہر شخص اپنی نسبت یہ خیال کیئے ہوئے ہے کہ مجھ میں کچھ کمال ہے میں پرہیزگار ہوں اللہ اللہ کرنے والا ہوں کوئی سمجھتا ہے کہ عالم ہوں حافظ ہوں 11
اور اگر باطن کو دیکھا جاوے تو نہایت گندہ جیسے کافر کی قبر کہ ظاہر میں تو نقش ونگار سے جگمگاتی ہے اور اندر خدا کا عذاب بھرا ہوا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہم لوگوں کو تمیز نہیں رہی اگر تمیز ہو تو معلوم ہو کہ تمام کاموں میں نفس کی بچر لگی ہوئی ہوتی ہے خدا کی قسم ہم لوگوں کی نیکیاں وہ ہیں کہ قیامت کے دن اگر ہمارے جوتیاں نہ لگیں تو غنیمت ہے،

کس کا مرتبہ اور کیسے درجے نیتیں تو بزرگوں کی ہوتی تھیں چنانچہ حضرت اصم رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے کہ اُنکو ایک شخص نے کچھ نذر دی آپ نے کچھ عذر فرمایا اس لیئے کہ وہ مشتبہ کا مال تھا اگرچہ فتوے کی رو سے اُس کا لینا جائز تھا مگر احتیاط اور تقوے اُس کے نہ لینے میں تھا اُس شخص نے اصرار کیا اور آپ کے قبول نہ کرنے سے رنجیدہ ہونے لگا اور شرع کا یہ حکم ہے کہ اگر تقوے کے اُس خاص درجے پر جو کہ ضروری نہیں ہے عمل کرنے سے دوسرے کی دلشکنی ہو تو فتوے پر عمل کرنا چاہیئے ایسے موقع پر تقوے کی حفاظت جائز نہیں اِس لیے آپ نے اُس کے اصرار کرنے پر قبول کرلیا

اور ہماری یہ حالت ہے کہ اگر کسی سے بڑی مقدار ہزار یا پانسو ملیں اور شبہ تو کیا شبہ سے بھی آگے اور بڑھکر ہو تو تاویل کرا کر اسکو جائز کرلیں گے اور اگر کوئی ایک روپیہ دے تو سارا تقوے اُس میں چلادیں گے اور اگر ہمارے منہ سے ایک مرتبہ نا نکل جاوے تو ہرگز نہ لیں گے کیونکہ اب لینا اپنی آن کے خلاف ہے۔ القصہ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپنے اول مرتبہ انکار کیوں کیا اور دوبارہ کیوں لے لیا فرمایا کہ اول اِس لیے انکار کیا کہ اُس کا لینا احتیاط اور تقوے کے خلاف تھا جب اِس نے اصرار کیا تو میں نے خیال کیا کہ نہ لینے میں تو میری عزت اور اُس کی ذلت ہے اور لے لینے میں میری ذلت ہے اور اوسکی عزت ہے میں نے اسکی عزت کو اپنی عزت پر فوقیت دی یعنی میرے نہ لینے سے میری بات تو بنی رہتی مگر میرے بھائی کی عزت و آبرو میں فرق آتا اور لینے میں میری شان کو دھبہ لگتا ہے لیکن اسکی بات بنتی ہے۔ پس میں نے اپنی عزت و آبرو کو لات
۱۲ ماری اور اپنے بھائی کی بات کو اونچا رکھا سبحان اللہ نیت یہ ہے اور دین کی حقیقت یہ ہے اور ہمارے اندر تو ظاہری صورت بھی کامل نہیں حقیقت تو کہاں ہوتی اور یہ حال تو ہمارے آجکل کے دین داروں کا ہے کہ ان کی نیتیں خالص نہیں پھر عوام کا کیا ذکر ہے بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ عوام کی نیتیں اکثر کاموں میں بہ نسبت خاص لوگوں کے اچھی ہوتی ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ نیک کاموں سے مثلاً لمبی لمبی نماز اور وظیفے پڑھنے سے اور اللہ اللہ کرنے سے جو عزت بڑھتی ہے وہ خاص ہی لوگوں کی بڑھتی ہے اسلئے اونہیں کے اندر دکھلاوہ پایا جا سکتا ہے۔ اور عوام بیچاروں کو کون پوچھتا ہے اگر کسی گمنام عامی شخص نے لمبی نماز پڑھی تب اور مختصر پڑھی تب بھی ہر صورت میں کوئی بھی توجہ التفات نہیں کرتا ہاں عوام میں ایک کمی ہے وہ یہ کہ کام کرنے کے وقت اکثر ذہن ان کا خالی ہوتا ہے اِس کام کی نہ اچھی غرض ذہن میں ہوتی ہے اور نہ بُری مگر عادت سے اور اِس اعتقاد سے کہ خدا کا حکم ہے پڑھ لیتے ہیں مگر یہ بھی اخلاص ہی میں داخل ہے نیت کے معنی ارادہ کے ہیں پس نیک کام میں

نیت تین طرح کی ہوسکتی ہے ایک یہ کہ وہ کام قصد اور ارادہ سے کیا جاوے لیکن اسمیں نہ اچھی غرض کا خیال ہو نہ بُری غرض کا دوسرے یہ کہ اچھی غرض کا خیال ہو مثلا یہ کہ میں نماز اس لیئے پڑہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوں تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ بُری غرض کا خیال ہو مثلاً نماز اس لیے پڑہے کہ مخلوق کے نزدیک بڑا بنے بس ان تینوں صورتوں میں سے اخیر کی صورت بری ہے اور دکہلاوہ ہے اور پہلی صورت اور دوسری اخلاص میں داخل ہیں البتہ جس صورت میں کسی غرض کا خیال نہیں اس کا اخلاص ادنیٰ درجہ کا ہے۔ اور جس میں اچھی غرض کا خیال ہے اس کا اخلاص اعلیٰ درجہ کا غرضکہ یہ جو سمجھتے ہیں کہ اگر کسی خاص غرض کی نیت ہو تو اخلاص نہیں یہ غلط ہے بس نیت کے معنی واضح ہو جانیسے معلوم ہوا کہ الحمد للہ خوش نیت اور مخلص بندوں سے دنیا ابھی خالی نہیں ہوئی۔

(۲) جن لوگوں نے اپنے کو کسی علاج کرنے والے کے سپرد کر دیا انکو نا امید اور پریشان نہ ہونا چاہیئے وہ جب کام میں لگے ہیں تو ضرور انشاءاللہ مقصود کو پہونچ ہی جاینگے البتہ علاج کے لیے دو شرطیں ہیں اول شرط یہ ہے کہ دین کا علم ہو تاکہ غرض اور کام کا اچھا یا بُرا ہونا معلوم ہوسکے اور ہر کام میں یہ سمجھ سکے کہ اس میں میری کیا نیت ہے آیا اچھی ہے یا بُری ہے پہر کام کرنے سے پہلے خوب سوچ سمجھ لے دیکھ بھال لے کہ اسمیں کوئی خرابی تو نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے کو کسی تجربہ کار حکیم یعنی پیر کامل کے سپرد کردے اور اپنے حال کی اسکو کبھی کبھی اطلاع دیتا رہے اور جو وہ رائے دے اسپر عمل کرے جو کچھ کرنے کو وہ بتلاوے خواہ سمجھ میں آوے یا نہ آوے اسمیں اطاعت اور تابعداری کرے اپنی رائے کو دخل نہ دے بعض دفعہ پیر کی یہ رائے ہوتی ہے کہ تم تمام رات سویا کرو اور آدھ گھنٹہ جاگا کرو یا یہ کہ قرآن کی تلاوت اور نفلیں چھوڑ دو تو ظاہر میں یہ ارشاد پیر کا سمجھ میں نہیں آتا لیکن پیر کے ارشاد پر عملدرآمد کرنا ضروری ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی پیر پر اعتقاد بھی ہونا ضروری ہے کہ اسکی رائے کو اپنے لیئے مفید سمجھے اس زمانہ میں اعتقاد بہت کم رہ گیا ہے اگر سرسری طور پر کچھ تجویز کرتا ہے تو یہ سمجھتے ہیں ۱۳

کہ پیر کو ہمارے حال پر توجہ نہیں ہے یا ہماری یونہی تسلی کر دیتے ہیں سو خوب سمجھ لو کہ جس مریض کو حکیم پر اور اوس کے نسخے پر بھروسہ نہو اُسکو کبھی شفا نہو گی حکیم پر بھروسہ ہونا چاہیئے۔ اور شفا میں دیر ہونے سے گھبرا دسنے نہیں خدا نے چاہا تو ضرور شفا ہوگی مگر یہ ضروری نہیں کہ جب مریض نے شفا کی نیت کی جب ہی آرام ہو جائے۔ باطن کے علاج کی حالت بالکل ظاہری علاج کی سی ہے جس طرح حکیم آہستہ آہستہ مریض کی حالت کے موافق علاج کرتا ہے اور مناسب دوائیں کبھی کبھی بدلتا ہے اسی طرح پیر کامل مریدوں کی اصلاح کرتا ہے اور رگوں میں سے مرض کو نکالتا ہے مرید کو چاہیئے کہ پریشان نہ ہو اور پیر سے بد اعتقاد نہ ہو حاصل یہ ہے کہ پیر کا کہا مانے اور اُس کے کہنے پر چلے اور اپنی رائے اور تدبیر پر نہ چلے کام میں لگا رہے تو خدا نے چاہا تو ایک دن کامیاب ہوگا ایک شخص میرے پاس اپنی حالت لکھا کرتے تھے اور اپنی پریشانی ظاہر کرتے تھے میں برابر اون کی تسلی کرتا تھا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ کی
حالت بہت اچھی ہے جب کسی بات سے تسلی نہ ہوئی تو آخر میں میں نے لکھا ۱۴
کہ ہم کو تمہاری تسلی کی ضرورت نہیں ہمکو تمہاری حالت سے اطمینان اور تسلی ہے اس لکھنے سے ان کی تسلی ہوگئی حاصل یہ کہ اتنی بے فکری بھی بری ہے کہ علاج ہی نہ کرے اور اسقدر فکر بھی نقصان پہونچاتا ہے کہ باوجود حکیم کے سپرد کردینے کے بھی کسی وقت فکر سے خالی نہ ہو جب حکیم کے سپرد کر دیا اب بے فکر ہونا چاہیئے۔ پس اُس کے کہنے پر عمل کرنے کی فکر رکھے اور انتظار میں رہے خدا نے چاہا تو ایک وہ دن ہوگا کہ مقصود حاصل ہو جائے گا۔

خدا کا شکر ہے کہ حدیث کے تمام جز تفصیل کے ساتھ بیان ہوگئے حق تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین فقط

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا دسواں وعظ ختم ہوا اب گیارہواں صفر کے پرچہ سے شروع ہوگا۔ (مدیر)

روح ہشتدہم (قربانی کرنا) جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اسپر قربانی کرنا بھی واجب ہے (اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ ملقب بلقب عیش الجیان) کس پر فرض ہوتی ہے روح چہاردہم کے اخیر حصہ کے پہلے مضمون میں گذر چکا ہے اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے اسکو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اسکو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اب اسکے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں آیات (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر یعنی گائے اونٹ بکری بھیڑ پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انکو عطا فرمائے تھے (اور یہ وہ جانور ہیں جنکا ذکر دوسری آیت میں مع انکے کھانیکے حلال ہونیکے اس طرح آیا ہے کہ آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑوں میں دو قسم یعنی نر و مادہ اور بھیڑ میں دنبہ بھی آگیا) اور بکری میں بھی دو قسم اور اونٹ میں بھی دو قسم اور گائے میں بھی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آگئی) (سورۂ انعام) (پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ ان کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی) فائدے ہیں (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی ۴۳ فائدہ ثواب) (پھر ارشاد ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اسکے پاس تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہونچتا ہے (پھر ارشاد ہے) اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (سورۂ حج) ف (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی ف (۲) اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور سب ہی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اس لیے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لیا تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جسکا گوشت عمدہ ہو وہی افضل ہے اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے (شامی از تاتارخانیہ) ف (۳) قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کے لیے اور اس سے ثواب لینے کیلئے کرے (۲) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے (کوثر) ف یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہمکو کیسی تاکید ہوگی

ملہ لقب بلقب خاص کما قیل وما قبلہ لما قبلہ ولقبت الاضحیۃ بالحیان لما کما صورۃ وثبت لما العیش لبقاء ما ابرافقیۃ صنعۃ التقابل وفی الاجزاء الاولی من ہذہ الالقاب لطیفۃ اتفاقیۃ وہی ان الباب کا لمقدمۃ للبیت والبیت کالمقدمۃ للعیش وقعت الاجزاء بہذا الترتیب وتبع الثانیۃ فی الشبہ لطیفۃ اخری وہی ان الاحرف المتمازۃ من اجزاء الدال والراء والدال فی الاجزاء الثانیۃ من الالقاب ترتیب خاص من حیث جاء الاول فی الاخر والاخر فی الاول وما الاوسط فی الاوسط وفی کل اثنین منہا فصل حرف واحد لطیفۃ ثالثۃ وہی الحرف الاول فی الجزء الآخر وبالعکس یسبب کون الجزء الاخر مقدما من حیث کونہ مقصودا وکون الجزء الاول مؤخرا من حیث کونہ مقدمۃ وہذہ لطیفۃ رابعۃ فصارت الالقاب لطائف ۱۲

جیسے اسکے ساتھ کی چیز ہے یعنی نماز کہ امت پر بھی فرض ہے **احادیث** (ع۳) حضرت عائشہؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ
کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور اپنے
بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملیگا) اور قربانی کا خون زمین پر
گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہونچ جاتا ہے سو تم لوگ جی خوش کر کے قربانی
کیا کرو (زیادہ دام خرچ ہو جانے سے جی برا مت کیا کرو) (ابن ماجہ ترمذی حاکم) (ع۴) زید بن ارقمؓ سے روایت ہے
کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم
کا طریقہ ہے انھوں نے عرض کیا کہ ہمکو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک
نیکی انھوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو آپ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلہ بھی ایک نیکی (حاکم) (ع۵) حضرت
علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ اٹھو اور (ذبح کیوقت) اپنی قربانی کے پاس
موجود رہو کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اسکے ساتھ ہی تیرے لئے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جاویگی
(اور) یاد رکھو کہ (قیامت کے دن) اس (قربانی) کا خون اور گوشت لایا جائیگا اور تیرے میزان (عمل)
میں ستر حصے بڑھا کر رکھدیا جاویگا (اور ان سب کے بدلے نیکیاں دی جاوینگی) ابوسعیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ۴۷
یہ (ثواب مذکور) کیا خاص آل محمد کیلئے ہے کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کیے
جائیں یا آل محمد اور سب مسلمانوں کیلئے عام طور پر ہے آپ نے فرمایا کہ آل محمد کیلئے (ایک طرح سے) خاص
بھی ہے اور سب مسلمانوں کیلئے عام طور پر بھی ہے (اصبہانی) **ف** ایک طرح سے خاص ہونیکا مطلب
ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے لئے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب
بھی اوروں سے دونا ہے اور گناہ کا عذاب بھی دونا ہے سو قرآن مجید سے آپکی بیبیوں کیلئے اور اس حدیث سے
آپکی اولاد کیلئے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہے اور اسکی بنا زیادہ بزرگی ہے (ع۶) حسین بن علیؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اسکا دل خوش ہو کر
(اور) اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کے لئے دوزخ سے آڑ ہو جاویگی
(طبرانی کبیر) (ع۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے (حاکم) **ف**
اس حدیث سے کسقدر ناراضی ٹپکتی ہے کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی سہار کر سکتا ہے
اور یہ ناراضی اسی سے ہے جسکے ذمہ قربانی واجب ہو اور جسکو گنجائش نہ ہو اس کے لئے نہیں

حدیثیں ترغیب میں ہیں (ع۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
حج میں اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بقرعید کے دن
حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے قربانی کی (مسلم) **ف** یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب
بیبیوں کی طرف سے کی ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات کے اندر اندر کی ہو اور اونٹ بکری کثرت سے
ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا اگر اتفاقی طور پر نہ سمجھی جاوے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو
پوجا کرتے تھے اس تبرک کے مٹانے کیلئے آپ نے اسکا اہتمام فرمایا ہو اور بعض روایتوں میں جو
گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے جیسا
پرچہ دہم نمبر ۹ میں حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گذر چکا ہے چنانچہ
طیبی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے
(مقاصد حسنہ فی علیکم فی لحوم البقر) اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کے ساتھ
مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کئے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اسکو پسند کیا ہے
(ع۹) حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ دو دنبے قربانی کئے اور فرمایا
ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے میں نے ان سے ۴۵
اسکے متعلق گفتگو کی انھوں نے فرمایا کہ حضور نے مجھ کو اسکا حکم دیا ہے میں اسکو کبھی نہ چھوڑونگا
(ابوداؤد و ترمذی) **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا حق ہے اگر ہم ہر سال حضور کی
طرف سے بھی ایک حصہ کر دیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں (ع۱۰) ابوطلحہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی فرمائی اور دوسرے دنبہ کے
ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اسکی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے
میری تصدیق کی (موصلی و کبیر و اوسط یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں) **ف۱** مطلب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسے طرح ہو گئی
کہ اب کسی کے ذمہ قربانی نہیں رہی **ف۲** غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور نے قربانی میں
امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ کی طرف سے نہ کر دیا کریں
(ع۱۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو
خوب قوی کیا کرو (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی (کنز العمال عن
ابی ہریرۃ) عہ **ف** ان کے سواریاں ہونیکے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں

عہ مجمع البحار مادۂ فرہ ۱۲

ہو جاوینگی اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری ملجاویگی اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کرینگے دوسرا مطلب ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائیگا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے اور کنز العمال میں ایک حدیث اس مضمون کی ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (احمد ک عن رجل) اور ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (حق عن رجل ابو تم لضعف غیر مضر الفضائل لاسیما بعد انجبارہ بتعدد الطرق) **قربانی سے روکنے کا مسئلہ** بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اسکے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں جو سراسر انکی زیادتی ہے اور چونکہ قرآن اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا اور اسکی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے اسلئے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دیدیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں سو اسکے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح ایسی مضبوطی کرنا جائز ہے اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شرع کی دوسری بات بھی جائز ہے وہ یہ کہ اسوقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے آئندہ کیلئے امن لیں اگر قربانی کی مدت میں یعنی بارہ تاریخ تک اسکا کافی انتظام کر دیا جاوے ۷۴
قربانی کر لیں اور اگر اسکے بعد انتظام ہو تو اگلے سال دو قربانی کریں اور اس سال قربانی کے حصہ کی قیمت محتاجوں کو دیدیں اور اگر پہلے سے معلوم ہو جاوے کہ جھگڑا ہو گا تو اسوقت وہ طریقہ اختیار کریں جو روح دہم میں لکھا گیا ہے یعنی مضمون ہے کہ اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اسکی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تمکو انتقام کی اجازت دیدیں اور اگر خود حکام ہی کیطرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کرو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے انکا مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمھاری مصیبت دور ہو۔ الخ اور اگر کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلہ پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے لیکن درمیانی خلاصہ یہ کہ حتی الامکان فتنہ و فساد کو امن کیساتھ دفع کریں اور جب کوئی اسپر بھی سر ہی ہو جاوے تو پھر مرتا کیا نکرتا بقول سعدی

سہ چو دست از ہمہ حیلتی درگسست * حلال است بردن بشمشیر دست * اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ * دگر جنگ جوید عنان بر مپیچ

کتبہ اشرف علی

سہ وجہہ دیانۃ فی کتاب الاکراہ من الدر المختار ان اکرہ علی اکل میتۃ الی قولہ لم یفعل ذلک حتی قتل اثم الا اذا اللہ مفاتیہ الکفار فلا باس کذا ولم یعلم الاباحۃ بالاکراہ وفیہ وان اکرہ علی الکفر الی قولہ وحیث لو صبر و ترکہ ماجور فقط تعالیٰ کالخ وصوم وصلاۃ وکل ما ثبت فرضیتہ بالکتاب اذا قتلت ومایدا اشیاء عزمیۃ اصلیۃ کانت او رخصۃ لعارض بحقہ یاعلم والصلاۃ فاقم ۱۲ اسہ وہذا من باب باب القتال حیث یتعرض مینا اذا ہجم العدو لا من باب الاکراہ ۱۲

عن محمد بن عجلان
عن نافع عن ابن عمر
رفعه بهذا وسنده
ضعيف **ف** وهذا
في المشائخ كالعادة اللازمة
لا يفرقون بين المسلم والكافر
فيه هو مقتضى اطلاق الحديث
الا ما استثناه الدليل الشرعي

الحديث اذا احب
الرجل اخاه
فليخبره انه يحبه
البخاري في الادب
المفرد وابو داود
واللفظ له والترمذي
والنسائي وآخرون
كلهم من حديث
ابن عبيد
عن المقدام
ابن معدي
كرب به
مرفوعا

اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمرؓ
سے روایت کیا ہے اونہوں نے اس کو
اسی طرح مرفوع کیا ہے اور اسکی سند ضعیف ہے
ف یہ امر مشائخ میں مثل عادت لازمہ کے
ہے اس میں وہ مسلمان اور کافر میں فرق نہیں
کرتے اور مقتضی اطلاق حدیث کا بھی یہی ہے
مگر جسکو دلیل شرعی نے مستثنیٰ کر دیا ہو۔
جیسے محارب اسلام الا بضرورت

ترجمہ حدیث جب کسیکو اپنے بہائی مسلمان
سے محبت ہو (جس کا منشا دین ہو نہ نفس
جیسا لفظ اخاہ اس طرف مشیر ہے) تو اسکو ۴۱
چاہیئے کہ اوسکو خبر کر دے کہ مجھکو تجھ سے
محبت ہے (تاکہ اوسکو بھی محبت ہو جاوے
پھر اوس سے اسکی محبت بڑھ جاوے
اور اسیطرح اوس دوسرے کی بھی) اوسکو
بخاری نے ادب مفرد میں روایت کیا ہے
اور ابو داود نے بھی اور الفاظ ابو داود
کے ہیں اور ترمذی نے بھی اور نسائی نے
بھی اور اوروں نے بھی ان سب نے
ابن عبید کی حدیث سے اور اونہوں نے
مقدام بن معدیکرب سے اس حدیث کو مرفوعاً

ف لما كان خاصية
هذا الاخبار ازدياد
الحب دل الحديث
على ان الزيادة في الحب
في الله لا ينافي الحب لله
لان المقدمة
سائقة الى المقصود
لا عائقة عنه
وهذا الحب كالطبعي
لاهل الطريق مع شيوخهم
۶۲ ومن انتمى الى شيوخهم
الحديث اذا حضر العشاء
والعشاء فابدءوا بالعشاء
قال العراقي في شرح الترمذي
انه لا اصل له بهذا اللفظ
واصل الحديث في
المتفق عليه بلفظ اذا وضع
العشاء واقيمت الصلوة
فابدءوا بالعشاء
ف حملوه على حالة
الاشتياق الشديد وهو على هذا

نقل کیا ہے ف چونکہ اس خبر دینے کی خاصیت
یہ ہے کہ محبت اور بڑھ جاتی ہے (جیسا کہ
ابھی مذکور ہوا) اس بنا پر اس حدیث سے
یہ معلوم ہوا کہ مخلوق سے اللہ کے واسطے محبت
کرنا یہ خود حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کے
منافی نہیں جس کا راز یہ ہے کہ مقدمہ مقصود
کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے اوس سے مانع
نہیں ہوتا اور ایسی محبت اہل طریق کو اپنے شیوخ
کے ساتھ اور جو لوگ شیوخ کی طرف منسوب
ہوں اونکی ساتھ مثل امر طبعی کے ہوتی ہے
(جس کا مطلوب ہونا حدیث سے مفہوم ہوتا ہے)
حدیث جب عشا کا وقت اور شب کا کھانا
دونوں جمع ہو جائیں تو کھانے کو مقدم کرو۔
عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ اس
لفظ سے حدیث کی کوئی اصل نہیں اور اصل
حدیث کی بخاری و مسلم کی روایت سے
اس لفظ سے ہے کہ جب شب کا کھانا
(دسترخوان پر) رکھا جاوے اور نماز بھی
تیار ہو تو کھانے کو مقدم کرو۔
ف علما نے اس حدیث کو شدت اشتیاق
(طعام) پر محمول کیا ہے اور اس تقدیر پر

اصل عليه الصوفية من اهتمام
جمعية الباطن والتحرز عن
التشويش وهو اصل عظيم في
الطريق الا اذا عارضه
دليل خاص فيؤخذ بالدليل

الحديث ارحموا من
الناس ثلاثة عزيز
قوم ذل وغني قوم افتقر و
عالما بين جهال الحديث
عن ابن الجوزي في الموضوعات
وقال انما يعرف من كلام الفضيل
ابن عياض وسنده من جهة
الحاكم قال سمعت اسمعيل
ابن محمد بن الفضل يقول
سمعت جدي يقول سمعت
سعيد بن منصور يقول
قال الفضيل بن عياض
ارحموا عزيز قوم
ذل وغنيا افتقر
وعالما بين
جهال

یہ اصل ہے صوفیہ کے اوس معمول کی کہ وہ جمعیت باطن کا اور تشویش سے بچنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور یہ طریق (باطن) میں ایک اصل عظیم ہے مگر کوئی خاص دلیل اسکے معارض ہوجاوے تو دلیل ہی پر عمل کیا جاوے گا

حدیث - تین شخصوں پر (خاص طور پر) رحم کرو ایک وہ شخص جو کسی قوم میں پہلے معزز ہو اور اب ذلیل ہوگیا ہو اور ایک وہ جو پہلے غنی تہا اور اب محتاج ہوگیا ہو اور تیسرا وہ عالم جو جاہلوں میں پہنس گیا ہو ابن جوزی سے یہ موضوعات میں منقول ہے اور اونہوں نے کہا ہے کہ یہ فضیل بن عیاض کے کلام سے معروف ہے اور حاکم کی جہت سے اسکی سند بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسمعیل بن محمد بن الفضل سے سنا ہے وہ کہتے تہے کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے وہ کہتے تہے میں نے سعید بن منصور سے سنا ہے وہ کہتے تہے کہ فضیل بن عیاض نے کہا کہ کسی قوم کے اوس معزز پر رحم کرو جو ذلیل ہوگیا ہو اور اوس غنی پر جو محتاج ہوگیا ہو اور اس عالم پر جو جاہلوں میں پہنس گیا ہو فقط

ف قلت وورد معناه
مرفوعا بلفظ امرنا رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان ننزل الناس
منازلهم وسبق من تخریجه
الروایات الواردة فی
الدفتر الاول من المثنوی من اول الشطر
الثانی فان رحمة هؤلاء الثلثة
هو عین تنزیلهم منازلهم و
امثال هذه الرعایة هی کالفطرة فی القوم
الحدیث الارض المقدسة
لا تقدس احدا وانما یقدس ۶۴
المرء عمله مالك فی الموطا عن
یحیی بن سعید ان ابا الدرداء
کتب الی سلمان الفارسی ان
هلم الی الارض المقدسة
فکتب الیه سلمان ان الارض
وذکره وهو مع کونه موقوفا
منقطع لکنه فی تاسع
المجالسة للدینوری
من حدیث یحیی
ابن سعید

میں کہتا ہوں یہ مضمون مرفوعا بھی ان لفظوں سے
وارد ہوا ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو اون کے درجوں
پر رکھیں اور یہ حدیث رسالہ ہذا کے شطر ثانی
میں مثنوی کے دفتر اول کی روایات کی تخریج
میں گذر چکی ہے ان تین شخصوں پر رحم کرنا
اونکو اون کے درجوں پر رکھنا ہے (جیسا کہ
ظاہر ہے) اور اس قسم کی رعایتیں رکھنا
اس جماعت میں مثل امر طبعی کے ہے
حدیث۔ مقدس زمین کسیکو مقدس نہیں
بناتی آدمی صرف اوس کا عمل مقدس
بناتا ہے امام مالک نے مؤطا میں یحیی بن
سعید سے روایت کیا ہے کہ ابو درداء نے
سلمان فارسی کو لکھا کہ ارض مقدسہ کی طرف
آؤ سلمان نے اونکو لکھا کہ مقدس زمین الخ
اور اس حدیث کو ذکر کیا (مطلب یہ کہ پھر
آنیکے کیا فائدہ) اور یہ حدیث باوجود موقوف
ہونے کے منقطع بھی ہے (کیونکہ یحیی بن سعید
کی ابو الدرداء سے بلا واسطہ روایت نہیں)
لیکن مجالسہ دینوری کے نویں جزء میں یحیی
ابن سعید کی روایت سے ہے

(باقی آئندہ)

دو عالموں کے پاس جائیے ایک اون میں متدین اور متقی ہے اور ایک فقط عالم ہے میں قسم کہا کر کہتا ہوں کہ آپ متقی کو عاقل اور فہیم پائیں گے اور غیر متقی کو نہایت خشک۔ اور کورا بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک شخص ان پڑھ اور متقی ہو اور دوسرا فقط عالم آپ اوس ان پڑھ میں جو فہم دیکھیں گے وہ اوس عالم میں ہرگز نہو گی چنانچہ حضرات صحابہ میں اکثر وہ لوگ تھے کہ نہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا مگر جب بادشاہوں کے دربار میں دعوتِ اسلام دینے جاتے تھے اور شاہانِ دنیا سے خطاب کرتے تھے بڑے بڑے بادشاہ اون کی باتیں سنکر حیران ہوجاتے تھے حضرت عمرؓ کی خلافت میں جب سفیرِ اسلام ہرقل کے دربار میں تشریف لے گئے ہیں اور اوس نے حضرت عمرؓ کے حالات دریافت کئے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کے حالات سناؤ وہ کیسے ہیں اور کیا کرتے ہیں تو ایک شخص ان پڑھ معمولی لباس میں سے جواب دیتے ہیں کہ ہمارے خلیفہ کا مختصر یہہ حال ہے کہ لَا یَخْدَعُ وَلَا یُخْدَعُ۔ دیکھئے ایک ان پڑھ شخص نے دو جملوں میں وہ جواب دیا ہے کہ بادشاہ حیران ہوگیا تو بات کیا تہی طاعت کی برکت سے ۵۰
عرفان حق حاصل تہا۔ حق تعالیٰ اون کے حامی اور مددگار رہتے تھے مسلم ہے۔ من کان اللہ کان اللہ لہ حضرت وہ تعلیم حق تھی اور اونہیں طاعت کی بدولت تھی جن کو آج ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔

غرض ہرقل نے یہ سنکر ارکانِ دولت کو جمع کیا اور کہا کہ ان کے خلیفہ میں یہہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ دونوں باتیں جمع ہوجاویں تو ساری دنیا اوس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لایخدع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا متدین ہے جو سلطنت کا راس ہے۔ اور ولایخدع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا عاقل ہے جو صاحبِ سلطنت کو ہونا چاہیئے اور تدین اور عقل جس میں جمع ہو وہ سب پر غالب ہوگا اور یہہ ہی فرمایا کہ حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے زیادہ کیا مسلمانوں کو مصیبت ہوگی اوس طرف تو آپ کی وفات کا اتنا عظیم واقعہ دوسری طرف کفار کا زور تیسرے ایک فرقہ مرتدین کا شور و غل مگر حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رضؓ ایک تنہا شخص کہ جن کی مخالفت مشورہ میں تمام صحابہ کر رہے ہیں اور پھر حضرت صدیق ساری دنیا کے مقابلہ کے لئے تیار۔ یہاں تو حضورؐ کی وفات کی ہل چل پڑ رہی ہے اور آپ حضرت اسامہ رضؓ کو فوج دیکر شام کو بھیج رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی ایک لشکر مانعین زکوٰۃ کے ادہر بھیج رہے ہیں حضرت عمر رضؓ اسکی مخالفت کرتے ہیں کہ یہ موقع نہیں ہے اگر ہم مدینہ سے باہر جاویں گے تو اندیشہ ہے کہ کفار مدینہ پر چیڑھ آئیں اور اہل مدینہ کے ساتھ بے ادبی کریں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ معنا تو حضرتؐ کے ساتھ میں تہا میرے ساتھ خدا ہے اگر ساری دنیا بھی پھر جاوے گی تو انشاء اللہ میں غالب آؤں گا اور اوس علم کو ہرگز نہ کھولوں گا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے اور جو شخص زکوٰۃ وصلوٰۃ میں فرق کرے گا اوس سے ضرور قتال کرونگا اگرچہ ازواج کو بھیڑیے گھسیٹکر لیجائیں۔ طاعت کی برکت سے حق تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں

۵۸ وہ رعب ڈالا یہ سمجھے کہ ان کے پاس بہت سامان معلوم ہوتا ہے کہ جو اتنی بڑی فوج باہر روانہ فرما رہے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ طاعت کے نور نے وہ نصرت فرمائی کہ سب پر غالب آ گئے ۔

(۱۱۶) فرمایا کہ میرے ایک عزیز نے ایک عجیب بات کہی تہی کہ مولوی ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں ہے دیندار ہونا خوشی کی بات ہے واقعی عجیب بات ہے۔

(۱۱۷) فرمایا ایک صاحب نے خط لکہا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے مگر دل نہیں لگتا میں نے لکہدیا ہے کہ پھر اس میں ہرج ہی کیا ہے شیطان نے لوگوں کا راستہ مار رکہا ہے (جامع نے عرض کیا کہ حضرت دوا پینے میں کو نسا دل لگتا ہے ہر شخص دوا کو بے دلی سے پیتا ہے اور اوسی حالت میں ہم دیکھتے ہیں کہ مریضوں کو شفا ہوتی ہے اسے کوئی نہیں کہتا کہ دوا پیتا ہوں اور دل نہیں چاہتا جانتے ہیں کہ دوا پینے میں دل کب لگا کرتا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دل کے نہ لگنے سے دوا کا اثر تہوڑا ہی جاتا رہے گا) فرمایا کہ بالکل سچ ہے۔

(۱۱۸) ایک صاحب نے لکھا تہا کہ میری تربیت کر دیجئے مینے اون سے دریافت کیا کہ تربیت سے آپکی کیا مراد ہے اون صاحب نے جواب دیا کہ میں کچہ وظیفہ پڑہا کرتا ہوں اسکی اجازت فرما دیجئے مینے اونکو لکہا ہے کہ تربیت کے معنی اجازت دینا کس زبان میں ہے اب لوگ مجہے وہمی کہتے ہیں بتلا سیئے اسمیں کونسے وہم کی بات ہے۔

(۱۱۹) فرمایا کہ طالبان جاہ دین کا کام بہی کرتے ہیں تو وہ بہی جاہ کے واسطے کرتے ہیں ؁

(۱۲۰) فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ نے خلافت سپرد کی ہے تو حضرت فرماتے ہیں مجہے خلافت کی حاجت نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ آپ کو خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو آپکی ضرورت ہے۔

(۱۲۱) فرمایا حضرت مولٰنا محمد یعقوب صاحبؒ کی تاریخ پر بہت نظر تہی اون سے سُنا ہے کہ عالمگیر کے وقت میں ایک راجہ تہا اوس کا انتقال ہوگیا اوس نے ایک لڑکا نابالغ بچہ چہوڑا اور ایک بہائی تہا۔ اکثر لوگوں کی یہ رائے تہی کہ گدی پر بہائی کو ۵۹
بٹہایا جاوے۔ مگر چند آدمی اور وزیر لڑکے کے طرفدار تہے وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اس لڑکے کو بادشاہ کے پاس لیجانا چاہیئے تاکہ ترحم اس کا مرجح ہوجائے چنانچہ وزیر لڑکے کو لیکر دہلی کو روانہ ہوا۔ اور راستہ میں سب محتمل سوالات سمجہا دیئے کہ اگر بادشاہ یوں دریافت کریں تو یہ جواب دینا اور اگر یہہ سوال کریں تو یہہ کہنا۔ لڑکا جب دہلی کے اندر آیا تو اوس نے وزیر سے یہہ سوال کیا کہ اگر بادشاہ نے مجہہ سے وہ باتیں دریافت کیں جو تم نے نہیں بتلائی ہیں تو میں کیا جواب دوں گا وزیر یہہ سوال سنکر دنگ رہ گیا اور کہا کہ جس خدا نے تیرے دلمیں یہہ بات ڈالی ہے وہ ہی جواب بہی تیرے دلمیں ڈال دے گا جب دربار میں پہونچے ہیں تو عالمگیر محل کے اندر حوض پر غسل فرما رہے تہے اوس لڑکے کو اندر بولا لیا اور مزاحاً اوس کے دونوں ہاتھ پکڑکر حوض پر لٹکا کر فرمایا کہ تجہے ڈبو دوں۔ اسبات پر لڑکا ہنسنے لگا یہہ حرکت بادشاہ کو بہت ناگوار معلوم ہوئی کہ راجہ کا لڑکا اس قدر بے ادب فرمایا کہ تو بہت بے ادب معلوم ہوتا ہے ہنسی کی کیا بات تہی

لڑکے نے جواب دیا کہ حضور بے شک بہت بے ادبی ہوئی مگر مجھے ایک خاص وجہ کو بیساختہ ہنسی آگئی اور بے اختیار قہقہہ نکل گیا جب حضور نے یہ فرمایا کہ تجھے ڈبودوں تو مجھے خیال ہوا کہ حضور تو اگر کسی کی ایک اونگلی بھی پکڑ لیں اور وہ ڈوبتا ہوا ہو تو نہ ڈوبے اور میرے تو دونوں ہاتھ حضور کے ہاتھوں میں ہیں میں کیسے ڈوب سکتا ہوں ۔ بادشاہ کو یہ جواب بہت پسند آیا اور کہا کہ یہ لڑکا بے شک گدی کے قابل ہے اور فوراً گدی پر بیٹھنے کا حکم صادر فرمادیا ذرا غور کیجئے وہ لڑکا بادشاہ کے تابع تھا جب ہی تو اسنے ڈوبنے پر تعجب کیا۔ اور اگر بادشاہ لڑکے کے تابع ہوتا تو ڈوبنے میں کیا تعجب تھا اسیطرح اگر علماء بے علموں کے ساتھ ہوجاویں تو کیا نفع ہو۔ ہاں بے علم لوگ علماء کے تابع ہوجاتے تب کچھ نفع ہوتا دیکھئے ایک موٹی بات ہے اگر کوئی طبیب مریضوں کا اتباع کرنے لگے تو کیا مریضوں کو فائدہ کی امید ہوگی اور لوگ اسکو کمال سمجھیں گے ہرگز نہیں اور نہ اس میں کچھ مریضوں کی سعادت بلکہ مریض اگر طبیب کے تابع ہوں تو اوس میں مریضوں کو نفع ہوگا اور یہ اون کا کمال ۴۰
بھی ہے اور عقلمندی بھی ہے کیونکہ اپنے آپ کو ایک حکیم اور دانشمند شخص کے سپرد کردیا۔ اور اوس صورت میں کہ جب طبیب مریضوں کے تابع ہوجائے یہ سراسر طبیب کا جہل ہے ایسے طبیب کے بارہ میں وہ ہی کہا جاوے گا جو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سینہ خبر بود نہ از حال درون استعیذ اللہ مما یفترون

اور یہ ناعاقبت اندیش اوسی حکم میں ہوں گے جس میں علماء بنی اسرائیل ہیں چنانچہ بعضے لوگ فخریہ بیان کرتے ہیں کہ علماء بھی ہمارے ساتھ ہوگئے یہ کبھی نہیں سنا کہ کہتے ہوں کہ ہم علماء کے ساتھ ہوگئے ۔

(۱۲۲) فرمایا ایک شخص مجھے پنکھا جھل رہا تھا اور کبھی میرے سر میں مار دیتا تھا اور کبھی منہ میں مجھے دلشکنی کی وجہ سے کچھ نہیں کہا وہ تو اپنے دل میں خوش ہوتے ہوں گے کہ ہم نے خوب خدمت کی مگر کوئی میرے دل سے پوچھے کہ ایک گھنٹہ مجھ پر کیا مصیبت گذری

آپ کی ہدایت سے دیگر صحابہ کا ایمان لانا

جس روز آپ ایمان سے مشرف ہوئے خاص اسی دن حضرت عثمان، طلحہ، زبیر بن العوام عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم جن کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کمال درجہ محبت اور دوستی تھی اور جو پانچوں بعد ازاں عشرہ مبشرہ میں سے ہوئے آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے آپ نے ایمان کی حقیقت بیان کر کے ان کو اسلام لانے کی ترغیب دی چنانچہ آپ کی اس دعوت و ہدایت سے یہ پانچوں حضرات اسی دن حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح، عامر بن عبداللہ، ابوسلمہ بن عبداللہ، عثمان بن مظعون، عبداللہ بن مسعود، سعید بن زید اور فاطمہ بن الخطاب وغیرہ وغیرہ اور ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ ایمان لائے جن کے حالات مدارج النبوۃ وغیرہ کتب تواریخ میں مفصل درج ہیں۔

ناسخ التواریخ جلد دوم صفحہ ۵۶۳ میں جو شیعہ مذہب کی بڑی معتبر تاریخ ہے مرقوم ہے ۱۰۳

> وازپس اول (یعنی زید بن حارثہ) ابوبکر مسلمان شد و اسم او عبداللہ است ولقبش عتیق و کنیت او ابوبکر است و او پسر ابوقحافہ است و اسم ابی قحافہ عثمان است وہو عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی است و ابوبکر علم انساب نیک میدانست و نسب او نیز محفوظ بود و با بعضے از قریش الفتے بکمال داشت و چندتن را بہنمائی دعوت باسلام نمود و نزدیک پیغمبر آورد تا اسلام برایشان عرضہ داشت نخستین عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصے بن کلاب ابن مرہ بن کعب بن لوی بود و دیگر زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی بود و ابن زبیر پسر برادر خدیجہ علیہا السلام است دیگر عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بود و دیگر سعد بن ابی وقاص و اسم ابی وقاص

مالک بود واو پسر اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب
ابن لوی ست و دیگر طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد
ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بود - این جملہ از دوستان ابوبکر بودند و
بدلالت او اسلام یافتند و از پس او ابو عبیدہ اسلام آورد -

ترجمہ

اور زید بن حارثہ کے بعد ابو بکر (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہوئے ان کا نام عبد اللہ
ہے اور لقب ان کا عتیق ہے اور کنیت ان کی ابو بکر اور وہ ابو قحافہ کے
بیٹے ہیں جن کا نام عثمان ہے ان کا نسب یہ ہے عثمان بن
عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی - ابو بکر علم
نسب خوب جانتے تھے اور ان کا نسب بھی محفوظ تھا اور بعض قریشیوں
کو ان سے نہایت محبت تھی چند اشخاص کو انہوں نے پوشیدہ طور پر اسلام
کی دعوت دی اور پیغمبرؐ کے پاس لائے آپ نے ان پر اسلام کو پیش کیا ۱۰۴
سب سے پہلے شخص (جو ابو بکر رضؓ کی ترغیب سے مسلمان ہوئے) عثمان بن عفان
ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن
مرہ بن کعب بن لوی تھے اور دوسرے شخص زبیر بن عوام بن خویلد بن
اسد بن عبد العزی بن قصی تھے یہ زبیر حضرت خدیجہ علیہا السلام کے
بھتیجے تھے اور تیسرے شخص عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث
ابن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھے اور چوتھے شخص سعد
بن ابی وقاص تھے ابی وقاص کا نام مالک تھا وہ بیٹے تھے اہیب بن
عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی کے اور پانچویں
شخص طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن
مرہ بن کعب بن لوی ہیں یہ سب لوگ ابو بکر کے دوستوں میں سے تھے
اور انھیں کی رہنمائی سے ان سبھوں نے اسلام پایا اور ابو بکرؓ کے بعد ابو عبیدہ اسلام لائے -

آپکی صحبت وحضوری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہونے کے وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے تک ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتے اور کبھی آپ سے جدا نہ ہوتے تھے چنانچہ تاریخ الخلفاء میں مرقوم ہے جو وقت سے آپ ایمان لائے اور انتقال فرمایا کبھی حضر وسفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا مگر حج اور غزوہ کے لیے ضرور آپ حضور کی اجازت سے صحبت مبارک سے علیحدہ ہوئے اور ہر لڑائی میں آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے محض اللہ ورسول کی خوشنودی کیوجہ سے آپ نے گھر بار اور بال بچوں کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرمائی اور غار حرا میں آپ کے ہمراہ رہے جنگ احد اور جنگ حنین میں بڑی بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے خصوصاً جنگ احد میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تو ایسے موقع میں آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ غزوہ بدر میں ۱۰۵ بھی آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے چنانچہ ابو صالح حنفی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کہتے تھے کہ مجھ سے اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبرئیل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہیں اور اسرافیل بھی ایک بہت بڑے فرشتے ہیں جو لڑائی میں شریک ہیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ بدر کے دن جب لڑائی شروع ہوگئی تو سعد ابن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے ایک (خیمہ) بنادیں آپ اسی میں رہیں اور آپ کے قریب آپ کی سواریوں کو بٹھادیں اور ہم دشمن سے لڑنے چلے جائیں پس اگر اللہ ہمیں فتح دیدے اور ہمیں غالب کردے تو یہ ہمارا عین مقصود ہے۔ اور اگر کوئی دوسری صورت ہو تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان سے مل جائیے گا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف کی اور ان کو دعا دی۔ پس رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عریش بنا دیا گیا اس میں آپ تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور کوئی نہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار سے اس کے وعدہ نصرت کے ایفا کی التجا کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ عـه اے اللہ اگر یہ چند مسلمان ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کوئی نہ کرے گا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ بس اتنی ہی مناجات کافی ہے اللہ نے جو وعدہ نصرت آپ سے کیا ہے اسکو پورا کرے گا (اسد الغابہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا کہ وہ دیکھو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سائبان کے نیچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں اور ابن سیرین کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن ابوبکر مشرکین کے ہمراہ ہو کر جنگ بدر میں لڑ رہے تھے جب عبد الرحمٰن مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنے مکرم باپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کی زد میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا آپ نے جواب دیا کہ اگر تو میرے نشانہ میں آ جاتا تو میں کبھی نشانہ خطا نہ کرتا۔ تاریخ الخلفاء

محمد بن سعد نے لکھا ہے کہ اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بدر میں اور ١٠٦
احد میں اور خندق میں اور حدیبیہ میں اور تمام مشاہد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بڑا جھنڈا تبوک کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا تھا

عـه صاحب حملہ حیدری شیعی نے بھی اس مناجات کو نظم کیا ہے وہ لکھتا ہے:۔

خدایا گر این چند تن از عباد — کہ گردند امر ترا انقیاد
بحکم تو بستند برکین میان — ندیدند بیش و کم دشمنان
بمانند از فتح کوتاہ دست — بیابند از دست اعدا شکست
بروئے زمین تا قیامت دگر — نگردیدی پرستیدہ اے دادگر

ترجمہ اے خدا اگر یہ چند بندے جنہوں نے تیرے حکم کی اطاعت کی تیرے حکم پر انہوں نے لڑنے کے لیے کمر باندھ لی۔ دشمنوں کی کمی زیادتی کو کچھ نہ دیکھا فتح سے محروم رہیں اور دشمنوں کے ہاتھ سے شکست پائیں گے تو روئے زمین پر قیامت تک پھر کبھی تیری عبادت نہ ہو گی ۱۲ منہ

(باقی آئندہ)

۶۸۶

فہرست کتب کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

سنہ ۱۳۲۸ھ

قواعد و ضوابط کتب خانہ ہذا

(۱) اس فہرست میں جو قیمتیں درج ہیں کتبخانہ انکا پابند ہوگا دوسرے مطابع کی قیمتوں کا اتباع لازم نہیں ہر فہرست جدید جو کتبخانہ شائع کرے فہرست سابق کی ناسخ ہوگی۔

(۲) قیمت مندرجہ فہرست غیر مجلد کتابوں کی قیمت ہے سوا اُن کتابوں کے جنکے نام کیساتھ لفظ مجلد لکھا گیا ہو۔

(۳) بعض حضرات کتابوں کیساتھ کسی خاص مطبع کا نام لکھدیتے ہیں مثلاً شرح جامی مجتبائی حالانکہ مطلوبہ کتابیں اُس مطبع میں طبع نہیں ہوئی ہیں یا طبع ہوئی تھیں مگر نایاب ہوگئیں، مثلاً بخاری مصطفائی ایسی حالت میں کتاب مطلوبہ فرمائش میں سے کاٹ دیجائیگی یا بصورت اجازت کسی دوسرے مطبع کی روانہ کیجائیگی۔

(۴) حتی الامکان کتابیں عمدہ خوشخط اچھے کاغذ کی روانہ ہوتی ہیں سوائے اُن کتابوں کے جو عمدہ دستیاب نہوں۔

(۵) مصارف روانگی محصولڈاک محصول ریل فیس منی آرڈر خریدار کے ذمہ ہونگے

(۶) کتبخانہ سے مراسلت کرتے وقت اسکا لحاظ ضروری ہے کہ بیجک یا خطوط کی تاریخ و نمبر کا حوالہ دیا جائے ورنہ جواب ملنے میں تاخیر ہوگی۔

(۷) جن مقامات میں کہ ریلوے اسٹیشن قریب ہے وہاں مال طلب کرنیوالوں کو چاہیے کہ اسٹیشن کا نام اور ہوسکے تو لائن کا نام بھی لکھدیا کریں تاکہ مال بذریعہ ریلوے پارسل روانہ ہو اور بلٹی کا ویلیو کرادیا جائے جس میں محصول کی تخفیف ہوگی ان دور دراز مقامات جہاں محصول ریل محصولڈاک سے کم ہو وہاں ڈاکخانہ کے ذریعہ سے منگانے میں ہی سہولت ہے، ڈاکخانہ کا نام بہرحال لکھنا ضروری ہے۔

(۸) ہر ایک پیکٹ یا پارسل رجسٹری کتبخانہ سے مقررہ احتیاط کیساتھ روانہ ہوجائیگی تو کتبخانہ آئندہ کسی نقصان کا ذمہ دار نہوگا۔

(۹) بعض کتابیں عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں ہیں مثلاً کنز الدقائق انکے ساتھ لفظ عربی یا فارسی یا اردو ضرور لکھنا چاہیے

(۱۰) کوئی کتاب خلاف فرمایش روانہ نہوگی اگر غلطی سے ایسا ہوگیا ہو تو واپس لیجائیگی (۱۱) مجلد کتابوں کی فرمائش کی تعمیل اتنی دیر میں ہوگی جتنی دیر میں جلدیں تیار ہوں اور جلدساز کبھی معمول سے زیادہ دیر لگاتے ہیں (۱۲) فرمایش کنندہ کو لازم ہے کہ اپنا نام و پتہ صاف و خوشخط لکھیں اور ڈاکخانہ و ضلع بھی ضرور لکھنا چاہیے ممکن ہو تو ڈاکخانہ اور ریلوے اسٹیشن کا نام انگریزی میں لکھدیا کریں (۱۳) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے ورنہ خط واپس ہوں گے۔

(۱۴) بعض حضرات صرف ٹکٹ روانہ فرمادیتے ہیں کتبخانہ اُس کے عوض کتاب روانہ کردیتا ہے مگر وہ بے پیکٹ بلا رجسٹر ہونیکے ضائع

قرآن مجید مصری

قرآن مجید پندرہ سطری تقطیع خورد طول ۱۰، انچ عرض ۷ انچ مجلد پارچہ ایکروپیہ (عہ) مجلد چرمی (عہ)

قرآن مجید مصری: تقطیع متوسط طول میں ۱۱ انچ عرض میں ۷ انچ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی (عہ)

قرآن مجید مصری: مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند جسکو مقتدر علماء دارالعلوم نے نہایت عرق ریزی کیساتھ صحیح کیا ہے مہر و دستخط تصدیقی کلام مجید کے آخر میں ثبت ہیں تقطیع متوسط یعنی طول میں ۱۱ انچ عرض میں ۷ انچ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی (عہ)

نوٹ: قرآن مجید مذکور بالا کے علاوہ بھی روانہ ہوسکتے ہیں آپ اپنی گنجائش کے موافق ہدیہ کے طلب فرمائیں ارسال کئے جائیں گے۔

قرآن مجید مترجم

قرآن مجید پانچ ترجمہ والا: اس میں پانچ ترجمہ ہیں، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں تو فارسی ترجمے ہیں اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ کا اردو لفظی و حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کا پرانا محاورہ کا، اور پانچواں ترجمہ اردو حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم کا آجکل کے محاورہ میں ہے اور حاشیہ پر احسن التفاسیر ہے، اس تفسیر میں شان نزول روایات صحیحہ سے بیان کیا ہے، اور بہت سہل الفاظ میں قرآن مجید کا مطلب بیان کیا ہے کہ جسے ہر شخص باسانی سمجھ سکتا ہے۔ کاغذ مصری کا ہدیہ

بلا جلد دس روپیہ اور مجلد بارہ روپیہ آٹھ آنہ (...)

ایضاً کاغذ سفید گلیز بلا جلد ... اور مجلد ...

قرآن مجید مترجم: ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تقطیع کلاں مجلد چرمی (للعہ)

قرآن مجید مترجم: ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم حاشیہ پر شان نزول مطبوعہ جید برقی پریس دہلی تقطیع طول میں ۱۱ انچ اور عرض میں ۷ انچ ہدیہ ۵ م اور مجلد پارچہ چھ روپیہ آٹھ آنہ (عہ) مجلد چرمی تین روپیہ (...) اور اگر طلائی کام ہوگا تو ۴ آنہ (۴ر) اور زائد ہونگے۔

حمائل شریف معرا و مترجم

حمائل شریف معرا: جسمیں نہایت عمدہ کتابت طباعت وغیرہ و بہ زیب مجلد چرمی ایکروپیہ آٹھ آنہ

حمائل شریف مترجم مطبوعہ محبوب المطابع سفید اس حمائل شریف میں حسب ذیل خصوصیات ہیں (۱) ترجمہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم (۲) فضائل القرآن حدیث شریف سے لیکر جابجا پرونج کئے گئے ہیں (۳) خواص القرآن۔ تمام سورتوں اور اکثر آیتوں کی خاصیتیں اور تعویذ مستند کتابوں سے لیکر درج کئے گئے ہیں (۴) تعبیر خواب (۵) شان نزول۔ اکثر آیات کا لکھا گیا ہے (۶) ربط آیات و ربط سورتہائے قرآن مجید بیان کیا گیا ہے (۷) عجیب غریب فوائد نافعہ (۸) مسائل القرآن آیتوں سے جو مسائل نکلتے ہیں انکا بیان (۹) اول میں ایک مقدمہ ہے جسمیں بہت سے مفید مضامین اور مضامین قرآن مجید کی فہرست وغیرہ فوائد ہیں ہدیہ بلا جلد للعہ اور مجلد عہ

حمائل شریف مترجم ترجمہ حضرت مولانا ...

نام کتاب	قیمت
...م تقطیع حمائلی ہدیہ مجلد ...ی۔	ستے
...ن شریف مترجم ترجمہ ...وی عاشق الٰہی صاحب ...وی فاضل میرٹھی ...مہ بامحاورہ اردو حاشیہ ...ان نزول فوائد صور تون ...خواص اور ترتیب ...ول آخر میں خاندان ...نفیہ کا شجرہ ابتدا میں ...م صفحہ کا رسالہ جسمیں ...بیا علیہم السلام کے حالات ...ت میں منظم ہیں کاغذ ...سفید چکنا جیا شدہ مجلد ...می۔	للعہ

کتب تجوید

نام کتاب	قیمت
...داب القرآن مجید	لہ
تجوید القرآن معہ رسالہ ...علیم القرآن ویادگار حق ...لقرآن از حضرت مولٰنا ...تھانوی مدظلہم۔	۱۰ر
...نشیط الطبع فی اجرا السبع ...حضرت مولانا تھانوی ...ین میں قاریوں اور انکے ...اویوں کے نام و اختلاف	

نام کتاب	قیمت
اور ساتون قرأتوں کے معلوم کرنیکی ترکیب غیرہ وغیرہ ہے	۵ر
التیسیر	۱۰ر
جمال القرآن علم تجوید میں نہایت واضح اور جامع رسالہ از حضرت تھانوی مدظلہم۔	۳ر
دقائق المحکمہ شرح جزری از شیخ الاسلام ذکریا شافعیؒ	۳ر
رموز القرآن	۱۰ر
شرح جزری اردو	۵ر
فوائد مکیہ	۲ر
مجموعہ بست رسائل قرأت	۵ر
مجموعہ زینۃ القاری معہ مخارج الحروف وسراج القاری والبیان الجزیل الترتیل۔	۳ر
مفتاح القرآن	۱۰ر
مفید القاری	۲ر

کتب تفسیر عربی

نام کتاب	قیمت
تفسیر جلالین معہ کمالین۔	۲ روپے
تفسیر بیضاوی نادر سس کانپوری	۲ روپے

نام کتاب	قیمت
تفسیر بیضاوی سورۂ بقر تا ...	۲ روپے
" نظامی	۱ روپیہ
تفسیر جامع البیان	۱۰ر
سبق الغایات فی نسق الآیات از حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی	۱۰ر

کتب تفسیر اردو

نام کتاب	قیمت
تفسیر بیان القرآن مؤلفہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے حضرت مولانا نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ بامحاورہ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کے لئے ف کے نشان سے تفسیر کی گئی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ کلامیہ ہے بھی حسب ضرورت بحث کیگئی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ سے بھی وارد ہوتی ہے اس کو مقدم رکھا ہے ربط آیات خاص اہتمام سے بیان کیا ہے ہر صفحہ کے حصہ زیریں میں جدول دیگر نیچے اختلافات وحل لغات ضروری ترکیب وجوہ بلاغت توجیہ ترجمہ مختصر مذکور ہے۔ کامل	۲۰ روپے
ایضاً حصہ اول	۱۲ر
" " دوم	۱۲ر
" " سوم	۱۲ر
" " چہارم	۱۲ر
" " پنجم	۸ر
" " ششم	۱۰ر
" " ہفتم	۸ر
" " ہشتم	۸ر
" " نہم	۱۰ر
" " دہم	۸ر
" " یازدہم	۱۲ر
" " دوازدہم	۱۲ر
تفسیر عزیزی پارہ عم از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ	۸ر
پارہ تبارک الذی	۱ روپیہ ۴ر
تفسیر مرادیہ	۱۲ر
تفسیر موضح القرآن از حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ یہ تفسیر تمام قرآن شریف کی ہے ایسی مختصر اور واضح تفسیر	

نام کتاب	قیمت
میرے خیال سے دوسری نہیں ہے	للعہ

تفسیر حل القرآن از مولنا مولوی حبیب احمد صاحب کرانوی یہ تفسیر آجکل کی ضروریات کے لحاظ سے نہایت کارآمد ہے اسکی تعریف میں صرف حضرت مولنا تھانوی مدظلہم کی تقریظ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں اس سے اس کی خوبی معلوم ہوجائیگی

خلاصہ تقریظ حضرت حکیم الامت تاج المفسرین مولانا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی دام ظلہم العالے

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر مظہر مدعا ہے کہ میں نے اس تفسیر مسمی بہ حل القرآن مولفہ مشفق مکرم جامع فضائل علمیہ و عملیہ مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو شروع سے ختم تک حرفاً حرفاً دیکھا ہے جو خصوصیات تفسیر کی میرے ذہن میں ہیں انکو لکھتا ہوں (۱) ترجمہ سلیس و شگفتہ ہو جسمیں لغت و محاورہ دونوں کی کافی رعایت ہو۔ زبان نہ بازاری و مبتذل نہ محض کتابی و مغلق (۲) تفسیر نہ اتنی مختصر ہے کہ مقصود میں مخل ہو نہ ایسی طویل کہ ناظرین کے لئے مخل و اکتا دینے والی ہو۔ (۳) تفسیر کی تقریر ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ اسی سے اجزاء قرآنیہ میں نہایت لطیف ارتباط بھی ظاہر ہوگیا ہے۔ (۴) بعض جگہ میرے حواشی لیں گے جنمیں بعض حواشی سے میرا جوش وجد ظاہر ہوگا جو غایت استحسان سے ناشی ہوا (۵) بعض فرق باطلہ کے تمسکات کی مواقع حاجت میں جواب بھی دیا گیا ہے اور جواب بھی بہت دلپذیر

یہ مختصر نمونہ ہے خصوصیات کا باقی مطالعہ سے جو خصوصیات مشاہد ہوں گی وہ ان کے علاوہ ہیں میری رائے میں عوام و خواص سب کیلئے یہ تفسیر تمام ان ضروریات کے اعتبار سے مفید ہے جو اس وقت حاضر ہیں۔ قیمت بھی ارزاں ہے لینے میں دریغ نہ کیا جاوے

نام کتاب	قیمت
مکتبہ الاحقر اشرفعلی التھانوی الحنفی فی تھانہ بھون عشرین من صفر ۱۳۵۲ھ	
اسوقت اس تفسیر کی صرف جلد اول تیار ہے جسمیں سورہ بقرکی تفسیر ہے ضخامت ۱۲۸ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت	عہ
تفسیر حقانی یہ تفسیر عرصہ سے کمیاب تھی مگر اب اس کی طباعت شروع ہوگئی اور مفصل ذیل جلدیں تیار ہوگئی ہیں	
اول یعنی مقدمہ	ع
دوئم	للعہ
سوئم	للعہ
تفسیر سورۂ فاتحہ	۳ر
جواہر التفاسیر	عہ

کتب حدیث عربی

نام کتاب	قیمت
الطیب الشذی علی جامع الترمذی از مولانا اشفاق الرحمن صاحب ضخامت ۴۰۰ صفحات	عہ
ابوداؤد مجتبائی	للعہ
العرف الشذی علی جامع الترمذی	للعہ

نام کتاب	قیمت
اعلام اہل العصر	
ابن ماجہ	
بلوغ المرام	
جامع الترمذی	
ایضاً مجیدی	
حصن حصین محشی بحواشی مولانا عبدالحی صاحب رحمہ	
دارقطنی	
کشف المغطا عن رجال الموطا ضخامت ۴۰ صفحے	
صحیح مسلم شریف مع شرح نووی	
مصطفے مسوے مشرحین	
موطا امام مالک مع رجال تین ایکی پوری کیفیت صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ ہو۔	
مشکوٰۃ شریف	
ایضاً مجتبائی	
موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ	
موطا امام مالک رحمہ	
نسائی شریف	
نخبۃ الفکر	

کتب حدیث اردو

نام کتاب	قیمت
اسماء الرجال اردو	
التاویب التہذیب	
ترجمۂ ترغیب و ترہیب	

نام کتاب	قیمت
ہیں جن میں احادیث شریف سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جسکو پڑھ کر راحت کی جانب مائل ہوجانا نہایت ممکن ہے اور گناہوں کے ترک کی توفیق نہایت سہل ہوجاتی ہے۔	۱۰/
الیضاً حصہ دوم یعنی کتاب الصلوٰۃ	عہ/
کتاب الجمعہ	۲/
کتاب الصدقات	۱۲/
فتاوی محمدی معہ شرح دیوبندی	۱۰/
حدیث اربعین	۱/
کہف المتین خلاصہ حصن حصین	عہ/
مجموعہ زواجر ہندی	۸/
مجموعہ چہل حدیث	۲/
منبہات ابن حجر	۵
مشارق الانوار	۸/
نخبۃ الفکر اردو	۱۰/
عورتوں کی چہل حدیث اس کتاب میں چالیس احادیث ایسی جمع کی گئی ہیں جو عورتوں سے تعلق رکھتی ہیں ہر دو حصص	۱۴/

کتب فقہ عربی

نام کتاب	قیمت
شرح وقایہ اول	عہ/
الیضاً ثانی	عہ/۸
الیضاً ثالث زیر طبع	۲/
الیضاً رابع	عہ/۱۲
صغیری	عہ/
قدوری محشی بحاشیہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدرسہ دارالعلوم دیوبند	عہ/
الیضاً گلیز کاغذ	عہ/۱۲
منیۃ المصلی	۱۲/
الیضاً فارسی	۱۰/
نور الایضاح محشی بحاشیہ مولانا محمد اعزاز علی صاحب سلمہ	۱۰/
نفع المفتی والسائل از مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رح	۱۲/
ہدایہ مجتبائی بحواشی مولانا عبدالحی صاحب	بہ/
الیضاً اولین	بہ/۸
الیضاً آخرین	بہ/۸

اصول فقہ عربی واردو

نام کتاب	قیمت
اصول شاشی معہ اشرف الحواشی	۱۰/
الیضاً کلاں	عہ/
ازالۃ الغواشی ترجمہ اصول شاشی	۷/
توضیح تلویح بحاشیہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی وانبہ مولانا عبداللہ اللبیبی بالتصریح حنفیہ کے اصول فقہ کی مستند اور نہایت مشہور کتاب ہے جو عموماً مدارس اسلامیہ میں داخل درس ہے لیکن آج تک ہندوستان میں اس درجہ اعلیٰ صحت وکتابت طباعت کیساتھ طبع ہوئی تھی بصرف زر کثیر اب طبع ہوئی ہے۔	للعہ/۸
حسامی اصح المطابع	عہ/
سوال وجواب نور الانوار	۸/
فصول شرح اصول شاشی	عہ/۸
کشف المبہم	عہ/۸
نور الانوار معہ قمر الاقمار	عہ/۸

نام کتاب	قیمت
نامی شرح حسامی	عہ/

کتب فقہ فارسی

نام کتاب	قیمت
بدائع منظوم	۳/
تحفہ نصائح	۳/
تذکرۃ الموتیٰ والقبور	۲/
چہار باب	۳/
خلاصہ کیدانی	۱/
فتاوی عزیزی کامل	عہ/
فتاوی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب	۱/
مالابد منہ	۸/
الیضاً مجتبائی	۱۰
مفتاح الصلوٰۃ	۴/
نام حق	۱/
الیضاً مترجم	۱/

کتب فقہ اردو

نام کتاب	قیمت
احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق	عہ/۸
اغلاط العوام از مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں اُن کی تردید میں ہے	۱/
اسلام کی پہلی	۱/

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اسلام کی دوسری	۳ر	ترغیب الجماعت	۱ر	رفیع الدین صاحبؒ	۴ر	اولین	۶ر
آثار محشر	۳ر	تعلیم النسا	[illegible]	سرمایہ آخرت	۱۰ر	ایضاً آخرین	[illegible]
اشراق نوری ترجمہ		تمیز الکلام فی الحلال والحرام	۱۰ر	شرح وقایہ اردو	عہ	تتمہ اولیٰ وثالثہ امداد	
قدوری	عہ	تعلیم الدین مولفہ حضرت		شریعت کا لٹھ و کوڑا	۱ر	الفتاوی۔ اس میں ۱۳۲۵ھ	
تعلیم الاسلام مؤلفہ		مولانا تھانوی اسمیں عقائد		شاہد تربیت معنویہ شریعت		سے لیکر ۱۳۳۲ھ تک کے	
مولانا کفایت اللہ صاحب		وتصدیقات واعمال وعبادات		تناسبتی یہ رسالہ مختصر زبان		فتاوی درج ہیں اور ان	
قاعدہ	[illegible]	ومعاملات وسیاسات		اردو نہایت جامع ہے		کے تین حصص ہیں اول	
حصہ اول	۱ر	آداب معاشرت سلوک		دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے	۴ر	امداد الفتاوی، دوم	
حصہ دوم	۲ر	ومقامات بالتفصیل درج		شرح محمدی منظوم	۵ر	حوادث الفتاوی سوم	
حصہ سوم	۳ر	ہیں۔	۸ر	صبح کا ستارہ	۲ر	ترجیح الراجح، امداد الفتاوی	
حصہ چہارم	۵ر	تجہیز وتکفین	۱۰ر	صلوٰۃ الرحمٰن ترجمہ		میں وہ فتاوی ہیں جو پہلی	
تحفۃ الزوجین یہ رسالہ		حارق الاشرار	۱۰ر	منیۃ المصلی	۸ر	کتب سے نقل کئے ہیں اور	
نواب قطب الدین صاحبؒ		حقیقۃ الصلوٰۃ	۱۰ر	صفائی معاملات		حوادث الفتاوی میں وہ	
کا ہے اسمیں زوجین کے		حقوق الاسلام	۱ر	از مولانا تھانوی مدظلہ	۲ر	فتاوی ہیں جو بوجہ نئی	
حقوق ہیں مثلاً باب اول		خلاصۃ النکاح	۳ر	ضمان الفردوس		ایجادات کے سابقہ کتب	
حقوق خاوند کے بیوی پر		خلاصۃ المسائل	۲ر	از مفتی عنایت احمد صاحب	۲ر	میں نہیں اجتہاد سے جواب	
باب دوم حقوق بیوی کے		خلاصۃ الفقہ	۳ر	ضروری ترجمہ قدوری	عہ	دئے ہیں اور ترجیح الراجح	
خاوند پر یہ رسالہ نہایت		راہ نجات	۱۰ر	فضائل شہور وصیام	۳ر	اسمیں وہ مسائل ہیں جنسے	
کار آمد اور قابل عمل ہے۔	۳ر	رسالہ علم غیب	۱ر	فتاوی اشرفیہ اول	۴ر	رجوع کیا جاتا ہے وہ بھی	
تقویۃ الایمان مع تذکیر		رسالہ عقیقہ	۱۰ر	ایضاً 〃 دوم	۲ر	سلسلہ میں داخل کئے جاتے	
الاخوان وغیرہ	عہ	رانڈوں کی شادی	۱۰ر	فتاوی امدادیہ یعنی		ہیں رجوع کرنا اہل حق کا	
ایضاً خورد اسمیں اور		رسالہ مانع الزنا	[illegible]	فتاوی اشرفیہ کلاں،		ہی کام ہے ورنہ یہ نفس	
رسالہ نہیں صرف تقویۃ		راہ جنت	۴ر	حضرت مولانا شاہ محمد		پر بڑا شاق ہے۔	۱۲ر
الایمان ہی ہے۔	۴ر	رفاہ المسلمین	۵ر	اشرف علی صاحب مدظلہم		تتمہ ثالثہ ۱۳۳۳ھ کے	
ترکیب الصلوٰۃ	۳ر	زلزلۃ الساعۃ ترجمہ		کے ۱۳۱۰ھ سے لیکر ۱۳۲۵ھ		فتاوی۔	[illegible]
ترتیب الصلوٰۃ	۸ر	قیامت نامہ شاہ		تک کے فتاووں کا مجموعہ		تتمہ رابعہ ۱۳۳۵ھ کے	

نام کتاب	قیمت
فتاوی	۱۲ر
تتمہ خامسہ ۱۳۳۵ھ	
سے لیکر نصف ۱۳۳۶ھ	
تک کے فتاوی	۵ر
فتاوی احتیاط الطہر	۱ر
فتاوی رشیدیہ اول	۲ر
ایضاً دویم	۱۲ر
ایضاً سویم	۱۲ر
فتاوی میلاد شریف	۱ر
قیامت نامہ بہشت نامہ	۲ر
مفتاح الجنۃ	۵ر
مالابد اردو	۴ر
نصیحۃ المسلمین	۱ر
نافعہ خریداران	۱ر
ہدیۃ الآفاق	
النکاح والطلاق	
اس میں نکاح وطلاق	
کے مسائل ہیں	۲ر
ہدایۃ الاسلام	۵ر

کتب عقائد وکلام عربی وفارسی

نام کتاب	قیمت
تکمیل الایمان	۴ر
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری	عہ
خیالی	عہ
شرح عقائد نسفی	عہ

نام کتاب	قیمت
مجموعہ میرزاہد شرح	
مواقف	عہ
ملا جلال	عہ

کتب عقائد اردو

نام کتاب	قیمت
تکمیل الایمان اردو	۵ر
تہذیب العقائد ترجمہ	
شرح عقائد نسفی	۱۲ر
تصفیۃ العقائد	۳ر
عقائد الاسلام ترجمہ	
فقہ اکبر ملا علی قاری ترجمہ	۴ر
عقائد الاسلام از	
مولانا عبدالحق صاحب	
مفسر تفسیر حقانی نہایت	
کارآمد کتاب ہے۔	عہ
فروع الایمان از	
حضرت مولانا تھانوی مدظلہ	۴ر

کتب فرائض عربی و اردو

نام کتاب	قیمت
تسہیل الفرائض عربی	۵ر
ایضاً اردو	۵ر
سراجی	۸ر
ایضاً مجتبائی	۱۰ر
شریفیہ	عہ
علم الفرائض	۱۲ر

نام کتاب	قیمت
کنز الفرائض ترجمہ عربی	عہ
میراث المسلمین از	
مولانا اصغر حسین صاحب	
دیوبندی	۳ر

کتب صرف عربی

نام کتاب	قیمت
ادیب الصرف ترجمہ	
پنج گنج	۵ر
ابواب الصرف	۵ر
ایضاً مجتبائی	۷ر
تبیان شرح میزان	۴ر
جامع التعلیلات	۸ر
جاربردی	عہ
حنفیہ شرح مراح الارواح	۱۲ر
دستور المبتدی	۳ر
زنجانی	۲ر
زراوی	۳ر
شافیہ	۱۲ر
صرف میر	۳ر
عزیز المبتدی ترجمہ	
میزان الصرف	۳ر
عزیز الطالبین اردو	
شرح پنج گنج	۸ر
علم الصیغہ	۶ر
ایضاً مجتبائی	۸ر
فصول اکبری	۶ر
ایضاً مجتبائی	۸ر
کتاب الصرف از حافظ	
عبدالرحمن صاحب	۱۲ر
میزان الصرف و	
منشعب	۴ر
مجموعہ جنگ صرف نحو میر	
صرف میر شرح مائۃ عامل	
دستور المبتدی پنج گنج میزان	عہ
مجموعہ پنج گنج	۴ر
مراح الارواح	۶ر
نوادر الوصول شرح	
فصول اکبری	عہ

کتب نحو عربی

نام کتاب	قیمت
الفیہ ابن مالک	۱۲ر
الہامیہ	۸ر
تیسیر المبتدی	۶ر
تحریر سنبٹ شرح کافیہ	عہ
تسہیل الکافیہ	۸ر
تعریب الاطفال یہ	
بزبان اردو نہایت سہل	
اور کارآمد رسالہ ہے	۳ر
درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو	۱۲ر
شرح جامی	عہ
شرح مائۃ عامل مع حل	
ترکیب مجتبائی	۶ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ایضاً کانپوری	۳ر	مجموعہ منطق	۸ر	مولانا محمد اعزاز علی صاحب		**کتب معانی و بیان و عروض عربی و فارسی و اردو**	
ایضاً کلاں	۱۲ر	مرقات	۳ر	مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند			
ایضاً مترجم معروف بہ جواہر العرب		ملا حسن	۶ر	عربی بول چال اول	۱۲ر		
عنبری	۲ر	میبذی		ایضاً ثانی	۱۲ر		
عزیز النحاۃ ترجمہ نحو میر	۳ر	ہدیہ سعیدیہ		عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ	۳ر		
		المنطق		قلیوبی معہ فرہنگ	۲ر	تلخیص المفتاح	۸ر
کتاب النحو از حافظ عبد الرحمن صاحب امرتسری	۸ر	**کتب انشا و ادب عربی**		مقامات حریری محشی بحاشیہ مولوی محمد ادریس صاحب		تذکرۃ البلاغت	
کافیہ	۸ر					رسالہ تذکیر و تانیث	۲ر
مفصل						عروض المفتاح	۱۰
مجموعہ نحو میر	۳ر	اخوان الصفا بقدر نصف	۸ر	ایساغوجی حاشیہ آج تک مقامات پر نہیں ہوا		عروض سیفی	۲ر
ہدایۃ النحو	۸ر	ایضاً کامل		۳۰ مقامات ضخامت ۲۲۴ صفحات		مختصر معانی	۵ر
علم النحو	۶ر	ارشاد الی بانت سعاد یعنی شرح قصیدہ بانت سعاد از مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی	۲ر	ایضاً مجتبائی		ایضاً مجتبائی	
کتب منطق و فلسفہ		بدیع الانشاء	۵ر	مکاتیب رشیدی	۵ر	**ہیئت عربی و ریاضی**	
ایساغوجی	۲ر	تاریخ الخلفاء	عہ	مرقاۃ رحیمیہ	۲ر	اقلیدس	۹ر
بدیع المیزان	۵ر	التعلیقات الی سبع معلقات	۱۲ر	مقامات بدیع ہمدانی		باب تشریح الافلاک	۸ر
سلم العلوم	عہ	دیوان حضرت علی		مرقات العربیہ	۶ر	تصریح فی تشریح	۱۲ر
شرح تہذیب سعد		دیوان حماسہ مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند محشی بحاشیہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب	عہ	ایضاً دوم	۱۲ر	خلاصۃ الحساب	۸ر
تحفہ شاہجہانی				ایضاً سوم	۱۰ر	سبع شداد	۸ر
شرح ہدایۃ الحکمۃ خیرآبادی				مفید الطالبین	۳ر	شرح چغمینی	
صدرا مجتبائی			۱۲ر	ایضاً مترجم	۴ر	شمس بازغہ	
قطبی	۴ر			نفحۃ الیمن نادرس	۸ر	قوشجیہ	۲ر
قال اقوال				ایضاً کامل		**کتب حساب**	
میر زاہد ملا جلال		دیوان متنبی بحاشیہ		ایضاً گلیز	۵ر		

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

پہاڑہ اردو
الیضاً عبارتی معہ گر
زبانی حساب
عقد انامل دونوں
ہاتھوں کی انگلیوں پر
دس ہزار تک شمار کرنا
سنت کے موافق اگر
یاد کرنا ہو تو اس رسالہ
کو دیکھو پہلے جو چھپا تہا
وہ بلا اُستاد سمجھ میں مشکل
سے آتا تہا مگر اب انگلیوں
کے نقشے بنوا دئے ہیں
جنکے دیکھنے سے بآسانی
سمجھ میں آجاتا ہے اب
بغیر اُستاد یاد کرنا آسان
ہوگیا ہے اور اس کے یاد
کر لینے کے بعد تسبیح ہزار
دانے کی بنانے کی ضرورت
نہیں اس کے ذریعہ
دس ہزار تک یکدم شمار
کر سکتے ہیں۔
مکتب نامہ معروف بہ
معلم الحساب
مظہر الحساب

لغات عربی و

فارسی و اردو

- ۱؎
- ۲؎

حمد باری
غیاث اللغات کلاں
کریم اللغات
لغات کشوری
لغات القرآن
منتخب النفائس
محاورات ہندوستان
منتخب اللغات

کتب اخبار و سیر و تاریخ عربی و اردو

آغاز اسلام از مولانا
عبد اللہ صاحب انصاری
جس میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پیدائش آغاز
رسالت ہجرت غزوات
وغیرہ ہیں
۱ر الہارون از روں رشید
کے حالات
ہ ر بیان الامراء ترجمہ
۳ر تاریخ الخلفاء حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے تیرہ سو تک کے

خلفا کے حالات اس میں
درج ہیں۔
۱۰ر تاریخ الخلفاء عربی
للعہ تاریخ حبیب الہ اردو
۱۰ر تاریخ مکہ معظمہ اردو
للعہ تذکرۃ الاولیاء اردو یہ
۸ر حضرت شیخ فریدالدین عطار
۸ر رحمۃ اللہ علیہ کا بزبان فارسی
عہ ہے اس میں اولیاء اللہ کے
۶ر حالات ہیں اس کا ترجمہ
بزبان اردو کیا گیا ہے
نہایت سلیس ہو دیکھنے
سے تعلق رکھتی ہے۔
تاریخ بیت المقدس
تاریخ بنی اسرائیل
رحمۃ الرحمن ترجمہ
قصیدۃ النعمان۔
شمائم امدادیہ حضرت
حاجی امداد اللہ صاحب
۲ر قدس سرہٗ کی سوانحعمری
وملفوظات
۱۲ر فیوض الاسلام ترجمہ
جدید فتوح الشام از
مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری
دام ظلہم
شائقین تاریخ اسلامی کو مژدہ

مژدہ جانفزا سنتے ہیں کہ
۶ر جناب مولانا شبیر احمد صاحب
۱۲ر انصاری نے فتوح الشام
۸ر کا نہایت سلیس اور بامحاورہ
۳ر ترجمہ کیا ہے۔ قدیم ترجمہ میں
جو پیچیدگی اور الجھن ہے وہ
باخبر حضرات سے پوشیدہ نہیں
اس زمانہ میں چونکہ اردو زبان
روز بروز صاف و شستہ
ہوتی جاتی ہے اس لئے اس
پرانے ترجمہ نے اہم تاریخی
واقعات و اسلامی فتوحات
۶ر کی واقفیت کا دروازہ بند
۶ر کر رکھا تہا۔ اور لوگ شائقین
۸ر زمانہ حال کے موافق ایک عمدہ
اور بامحاورہ ترجمے کے منتظر
ہ ر رہتے تھے۔ الحمد للہ کہ اس
انتظار کی مدت اب ختم ہوگئی
ہے اور فیوض الاسلام ترجمہ
جدید فتوح الشام نہایت ہی
۱۲ر آب و تاب سے ہدیہ ناظرین
ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے
آپ کو غازیان اسلام و مجاہدان
ملت کی اولوالعزمی و جان
نثاری کے حیرت انگیز نمونے
معلوم ہونگے اور مشہور و نامور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب

سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے ملاحظہ سے گزریں گے۔ پس اے شیفتگان حریت اسلامی اور اے دلدادگان شوکت ملی فتوح الشام کے جدید ترجمہ سے عروج اسلامی کا سچا و صحیح نقشہ دیکھکر اپنی تباہی و بربادی کے اسباب معلوم کرو اور اپنی بزدلی و بے غیرتی پر آنسو بہاکر غیور و اولوالعزم شجاعان اسلام کے کارناموں کو اپنا رہنما بناؤ فیوض الاسلام کی ضخامت ۸۱۲ صفحات تقطیع ۲۰/۲۶ ہے قیمت صرف ۱۲

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری ابتداء یعنی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جابجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ ایسی مبارک کتاب ہے جس کے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اس کی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ نہایت مجربات و عملیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاءاللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ مزید برآں ساتویں بار دو اضافۂ جدیدہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے اور قیمت وہی ہے۔ ۱۲

سفرنامہ مالٹا یا سیاست اسلامی کا ایک مجاہدانہ درس

آجکل جسکو دیکھئے وہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے جن خوبیوں کی سلطنت کے لئے ضرورت ہے ان کا نام نہیں تو کیا جو غلام ہو اور غلامانہ صفات بھی اپنے اندر رکھتا ہو وہ کبھی غلامی کی قید سے آزاد ہوسکتا ہے ہرگز نہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ ہماری طرح دوسروں کے محکوم تھے مگر غلامانہ صفات سے پاک تھے، پس آپ نے اگر شیخ علیہ الرحمۃ کا سفرنامہ مالٹا نہ دیکھا ہو تو آپ دیکھئے آپ کو معلوم ہوگا کہ قدرت نے آپ کو کیسے شاہانہ اوصاف عطا فرمائے تھے۔ یہ سفرنامہ آپ کو بتائے گا کہ اغیار کے ہاتھوں میں پھنسکر اولوالعزمی ثابت قدمی بیخوفی حق گوئی کے جوہر دکھانا یہ خاص مجاہد فی اللہ ہی کی شان ہے اس سفرنامہ سے آپ حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معلوم کرکے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر کا لطف اٹھائیں گے اور متقیانہ و مجاہدانہ اوصاف سے آگاہ ہوکر جام شریعت و سندان عشق کے یکجائی نظارہ سے وجد کرینگے۔ پس اے ترقی اسلام کے شیدائیو! اور اے عروج ملی کے فدائیو! آؤ اور حضرت شیخ الہند کا سفرنامہ پڑھ کر جرأت و ہمت کا سبق حاصل کرو۔ خدا اترسی و حق پرستی کے خوگر بنو۔ ماسوا کا خوف دل سے نکال کر ہمت کی جد و جہد سے اغیار پر جاہ و جلال کا رعب جماؤ۔ قیمت ۱۲

نجد و حجاز

ترجمہ الوہابیون والحجاز

معنفہ سید محمد رشید رضا مصری مترجمہ مولوی عبدالرحیم اسلامیہ کالج پشاور

یہ کتاب حکومت نجد کی موجودہ جنگ کے حالات و حوادث کا بہترین مرقع ہے، اس میں بتلایا ہے کہ اہل نجد حجاز پر کیونکر حملہ آور ہوئے؟ کس طرح انہوں نے ملک حجاز فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا، اور کیونکر انہوں نے مقامات مقدسہ کی حرمت کو قائم رکھا؟ ان کے حملہ کے عام و خاص اسباب کیا تھے؟ اور درحقیقت وہ برخاش کیا تھی؟ انکا مذہب و عقیدہ کیا ہے؟ اور سلف صالحین کے مذہب اور عقیدہ کے

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب

...ابی اور کتاب وسنت اور ان کے مذہب سے انہیں کس قدر مطابقت حاصل ہے؟ وہ شریف حسین اور اس کے ہوا خواہ ہونے جو غلط باتیں اور جھوٹا پروپیگنڈا ان کے خلاف پھیلا رکھا تھا، اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور کہاں تک درست یا غلط ہے؟ ان سوالات کے جواب میں جس قدر شواہد پیش کئے گئے ہیں ان کی شہادت کے وثوق اور اعتبار کے ثبوت میں اپنے ماخذ کا حوالہ ساتھ ساتھ دے کر ان کے بیان کو صحیح اور مصدقہ تسلیم کرنے میں ذرا بھی گنجائش باقی نہیں رہتی، علاوہ ازیں شریف مکہ اور سلطان ابن سعود کی سوانح حیات اور ان کی اولاد وذریت کے عادات وخصائل کا صحیح صحیح موازنہ ومقابلہ کیا ہے حجم ۲۰۰ صفحات، کاغذ معمولی لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت عمہ

امیر الروایات اس جہل وضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے بیگانہ ہو چکے ہیں سخت ضرورت ہے کہ ان کو دینی معلومات کی واقفیت کے ساتھ یادگار صالحین وبزرگان دین کے حالات وواقعات کا مطالعہ بھی کرایا جائے جو دینی معلومات کے لئے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو کیا اس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی وحضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ وحضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ وحضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں! ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لئے جناب امیر شاہ خاں صاحب مرحوم ساکن قصبہ خورجہ مقیم سیٹھ ہو کی زبان سے نکلے ہوئے ہونے کے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علیٰ نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات فی عجیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کماحقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ قیمت عہ

فردوس آسیہ از مولانا عبدالرب صاحب دہلوی اس میں خلفاء راشدین وتابعین کے مفصل حالات ہیں واعظین کے کارآمد عمہ

قصص الانبیاء کلاں عا

سفرنامہ ابن بطوطہ محمد ابن بطوطہ نے سنہ میں ہندوستان، لنکا، روم، شام اور دوسرے ممالک اسلامی کی سیر کی اور اپنے چشم دید حالات قلمبند کئے ہیں عے

مولوی معنوی مولانا روم کی سوانح عمری ۵ر

الکلام المبین فی معجزات سید المرسلین از مفتی عنایت احمد صاحب ۸ر

کتب تصوف

ارشاد الطالبین از قاضی صاحب ۳ر

اخلاق محسنی ۹ر

امداد السلوک فارسی ترجمہ رسالہ مکیہ عربی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے نہایت مستند ۵ر

ارشاد مرشد۔ ۱ر

بدر الشروح شرح دیوان حافظ ۱۲ر

تربیت السالک از حضرت مولانا تھانوی سالکین کو جو واردات پیش آتی ہیں ان کا جواب انکو تصوف کا مطلب کہنا بجا ہے حصہ اول ۲ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
الیضاً دوم	۲ر	مضامین کا عطر کہنا اور		اول کا نصف اس کے		قابل ہے اس میں وہ	
ترجمہ کیمیائے سعادت	۸ر	ضروری اور نہایت مفید ہے	۱۰ر	دو حصے ہیں حصہ اول	۸ر	مسائل ہیں تجوید لاہل قرآن	
تحفۃ الصوفیہ	۲ر	رونمائے مثنوی دیباچہ		حصہ دوم	۸ر	ہیں کہ ان کو اہل ظاہر بھی	
التکشف عن مہمات		کلید مثنوی شرح مثنوی		الیضاً دفتر ششم کامل	عہ	تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے	
التصوف اسکی تعریف		مولانا روم	۱ر	کشکول شریف	۶ر	از حکیم الامت مجدد الملۃ	
مولانا تہانوی کی تالیفات		سراج السالکین	۱۲ر	کلیات امدادیہ	۱۲ر	حضرت مولانا تہانوی ظلہم ہے	
میں ملاحظہ ہو۔	۵ر	شفاء العلیل ترجمہ		گلزار معرفت	۳ر	**کتب اوراد و**	
تنبیہ الغافلین	۹ر	قول الجمیل از شاہ		گلزار ابراہیم	۳ر	**وظائف**	
تعلیم الدین از حضرت		ولی اللہ صاحب رحمۃ		لب مثنوی	۵ر		
مولانا تہانوی اس میں		اللہ علیہ	۲ر	مقاصد الصالحین	۴ر	اعمال قرآنی	۵ر
عقائد و تصدیقات اعمال		ضیاء القلوب فارسی		مکتوبات کلیمی	۴ر	اوراد رحمانی	۳ر
و عبادات و معاشرت		از حاجی امداد اللہ صاحب	۴ر	مرقع شریف کلیمی	۸ر	اوراد احسانی	۲ر
و سلوک اہل باطن وغیرہ		قصد السبیل از حضرت		مثنوی بوعلی شاہ قلندر	۱ر	اوراد فتحیہ	۲ر
وغیرہ۔	۸ر	مولانا تہانوی ویسے تو		الیضاً ۔۔ مترجم	۲ر	بیاض محمدی	۲ر
تحفۃ العاشقین	۲ر	مختصر ہے مگر نہایت کارآمد		الیضاً شمس تبریز	۱ر	تعبیر نامہ خواب	۲ر
تحفۃ العشاق	۲ر	ہے تصوف کا عطر نکال کر		مسائل السلوک مع		تعبیر صادق	۱ر
تذکرۃ الاولیاء اردو	عہ/۸	پیش فرمایا ہے۔	۲ر	رفع الشکوک یہ کتاب		جواہر القرآن	۵ر
حکایات الصالحین	۸ر	تسہیل قصد السبیل	۳ر	علم التصوف کے جواہرات		حزب الاعظم	۸ر
دیوان حافظ	عہ/۱۲	کیمیائے سعادت	عہ	کا ایک بے بہا خزینہ ہے		حزب البحر مترجم حضرت	
الیضاً مترجم	عہ/۱۲	کلید مثنوی شرح مثنوی		تمام قرآن شریف میں جو		حاجی امداد اللہ صاحب	
الدر المنضود ترجمہ		مولانا روم جلد اول نصف		آیتیں مسائل تصوف پر		قدس سرہ کے سلسلہ کے	
البحر المورود و حصہ اول		دفتر اول	عہ	وال ہیں ان کی تفسیر ہے		مطابق	۱ر
دس رسالہ کا ہر سالک کے		جلد دوم نصف دفتر		اور خطبہ میں اس تفسیر کا		حصن حصین	عہ
پاس رہنا اور وقتاً فوقتاً		اول کا آخری حصہ	عہ	معتبر و مستند ہونا دلائل		حرز المومنین من کلام	
اس کا مطالعہ کرتے رہنا		الیضاً دفتر دوم کامل	ستے	شرعیہ سے بیان فرمایا ہے یہ		سید المرسلین انتخاب	
اور معاملات کیوقت اسکے		الیضاً دفتر سوم کے ربع		کتاب حرز جان بنانے کے		حصن حصین	۲ر

نام کتاب	قیمت
دلائل الخیرات	۸ر
ایضاً مترجم تقطیع جیبی	عمر
حصن المنین خلاصہ	
حصن حصین	
مناجات مقبول	۱۰ر

کتب خطب

نام کتاب	قیمت
خطب الماثورہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ خطب حضرت مولانا تھانوی مدظلہم کے جمع کردہ گویا افضل الخطب ان سے بڑھکر کوئی مجموعہ نہیں ہے	۲ر
خطبہ دوازدہ ماہی از ابن نباتہ	۸ر
ایضاً مترجم	۱۲ر
مجموعہ خطب اسمین مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و مولانا اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خطبے بھی شامل ہیں	۳ر
خطبہ علمی	۴ر
مجموعہ خطب از مولانا عبدالحی صاحب رح	عہ
خطبہ منبریہ	۱ر

کتب درسیہ فارسی برائے مبتدیان

نام کتاب	قیمت
احسن القواعد	مہ
آمدن بی نقطی	۱ر
انوار سہیلی	مہ
بوستان	۱۲ر
ایضاً مترجم	۱۲
پندنامہ عطار	۲ر
ایضاً مترجم	۴ر
چہار گلزار	۳ر
چہل سبق	۱ر
حکایات لطیف	۲ر
حمد باری	۳ر
خالق باری	۱ر
دستور الصبیان	۱ر
ایضاً مترجم	۳ر
رسالہ عبدالواسع	۴ر
سکندر نامہ	مہ
ایضاً مترجم	۵
صفوۃ المصادر معرفہ	لے
آمدنامہ	۱ر
فادرنامہ	۱ر
کریما	۱ر
ایضاً مترجم	۱ر
گفتگو نامہ فارسی	۱ر

نام کتاب	قیمت
گلزار دبستان	۴ر
گلستان	۱۰ر
ایضاً مترجم	۱۲ر
مفید نامہ	۴ر
محمود نامہ	۱ر
مامقیماں	۱۰ر
مصدر فیوض	۳ر
نام حق	۱ر
ایضاً مترجم	۱ر
یوسف زلیخا	۱۴ر
ایضاً مترجم	مہ

کتب انشائے فارسی و اردو

نام کتاب	قیمت
انشائے بشیر	۳ر
انشائے بہار عجم	۳ر
انشائے خلیفہ	۳ر
انشائے دلکشا	۳ر
انشائے جامی	۴ر
انشائے اردو	لے
انشائے خرد افروز	۱ر
انشائے بہار بیخزاں	۴ر
رقعات عالمگیری	۳ر
رقعات عنایت علی	۵ر
اردوئے معلےٰ	۶ر

نام کتاب	قیمت
کاغذات کارروائی	۶ر
مکتوب محمدی	۱ر
مکتوب احمدی	۲ر

تصنیفات شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ

نام کتاب	قیمت
رسالہ وحدۃ الوجود	۱ر
ضیاء القلوب	۴ر
غذائے روح	۵
تحفۃ العشاق	۴ر
دردنامہ غمناک	۱ر
ارشاد مرشد	۱ر
جہاد اکبر	۱ر

تصنیفات قطب الارشاد حضرت مرشدنا و مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ

نام کتاب	قیمت
امداد السلوک	۵
ہدایۃ الشیعہ	۴ر
جیبی زبدۃ المناسک	

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب

مع رسالہ انیس الحجاج

سبیل الرشاد

اوثق العری

ہدایت المعتدی فی قرأت المقتدی

الرأی النجیح فی عدد رکعات التراویح۔

فتاوی میلاد شریف

قطوف دانیہ فی کراہت جماعت ثانیہ

رد الطغیان فی اوقات القرآن

فتوی احتیاط الظہر

لطائف رشیدیہ

فتاوی رشیدیہ از ذات حقیبات عالم اجل فاضل اکمل مخزن اسرار شریعت معدن رموز طریقت حضرت مولانا الحاج رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ اس میں صدہا مسائل شریعت و نکات تصوف موجود ہیں دور دور سے علماء نے اپنے شکوک اور رہنمائے طریقت نے اپنے واردات اور گوناگوں مسائل خطوط و تحریرات کے ذریعہ آپ کی خدمتیں ارسال کئے ہیں اور آپ نے اُن کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اور شریعت و طریقت کو ایک ہی کر دکھایا ہے، ہر سہ حصہ کی قیمت

تصنیفات جامع العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

انتصار الاسلام

آب حیات

تصفیۃ العقائد

تحفہ لحمیہ

توثیق الکلام در بحث قرأۃ الفاتحہ خلف الامام

تقریر دلپذیر

تحذیر الناس

جمال قاسمی

جواب ترکی بترکی

حجۃ الاسلام

قبلہ نما حصہ دوم انتصار الاسلام

قصائد قاسمی

گفتگوئے مذہبی

مباحثہ شاہجہانپور

مناظرہ عجیبہ

تالیفات حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ دیوبندی

احسن القرٰی

ادلہ کاملہ

الابواب والتراجم

الجہد المقل کامل

کلیات شیخ الہند

مکتوبات شیخ الہند

مسدس مالٹہ

مرثیہ بر وفات حضرت گنگوہی

تصنیفات سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنہ حضرت مولانا مولوی قاری حاجی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات و سیر میں نہایت جامع و مستند کتاب ہے یہ بڑی مبارک کتاب ہے جو بسبب زمانہ تالیف میں باوجودیکہ قرب و جوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر اس کی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور وبا کے زمانہ میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے۔ وہ مکان محفوظ رہتا ہے گویا اس کا مطالعہ دافع بلیات ہے اور کیوں نہ ہو یہ اس ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں

انوار الحسنین اولیاء اللہ کے تذکرہ میں جو برکت حق تعالیٰ نے رکھی ہے اُس سے ہر سالک واقف ہے۔ اس واسطے تعریف کی حاجت نہیں۔

امداد المشتاق یعنی قطب عالم شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کی سوانح عمری۔ قیمت

تنبیہ الطربی فی تنزیہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ابن العربی یعنی حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ پر جو اعتراضات ہیں انکا جواب۔ **خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم** فصوص الحکم کی شرح۔ **مسائل السلوک من رفع الشکوک** یہ کتاب علم تصوف کی جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے مبتغ شریعت کے لئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کے لئے بیش بہا ہے ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کے لئے اتمام حجت ہے اور محبین کے لئے موجب ازدیاد محبت ہے اس کی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیف روحانی ہے	عمر	یہی کہا سا ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنے والے اور کہ حضرہیں طریقت کو شریعت سے جدا بتانے والے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالے ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر اُن کو واضح ہوجائے گا کہ **شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت** ہے اِن دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ **مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی ہندوستان** جسمیں ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث، رشوتوں کی حقیقت جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق انکا ح خوانی کی اجرت کا حکم متعارف چندہ سے بعض مفاسد کا بیان ہے مع	۸ر	رفع الضنک فی منافع البنک گویا حضرت والا کی تازہ تحقیق متعلق بنک کے قیمت صرف حضرت والا کی بیاضی مسمے بہ **الطرائف والظرائف** اس میں مختلف مضامین ہیں مثلاً فوائد علمیہ نکات تصوف عملیات، نسخہ جات وغیرہ **تفسیر بیان القرآن** اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے مولنا مدظلہم نے اس میں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ با محاورہ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کے لئے ف کے نشان سے تفسیر کی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ وکلامیہ سے بھی حسب ضرورت بحث کی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے اسکو	۵ر ۹ر [illegible]	مقدم رکھا ہے۔ ربط آیات خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے۔ ہر صفحہ کے ہر حصہ زیریں میں حاشیہ میں اختلاف قرأۃ حل لغات ضروری ترکیب وجوہ بلاغت، توجیہ ترجمہ مختصراً مذکور ہیں پوری تفسیر بارہ جلد میں ہے قیمت فی جلد۔ اور کامل۔ **تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک** احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل کرنے والے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں وہ یکجا جمع کرلئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں سالکین و مشائخ کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطب کہا جائے تو بیجا ہے اس کے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دہوکے سے بچ سکتا ہے	۵ر ۹ر	[illegible]

نام کتاب	قیمت

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بے شمار معجزات کے شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں رہے اگر ایک شخص اس میں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے، اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرما کر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جس میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کیساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیرت سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اس کی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہی قیمت [illegible]

خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہو یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کی گئی ہو جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہو کر شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے بھی از بس ضروری اور نافع ہو مضامین کی مختصر فہرست یہ ہو اول عقائد و اعمال کو لکھکر اس کے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصانات و منافع دکھلا کر حکومت و انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اس کے بعد نماز کیلئے طہارت کے شرط ہونے کی حکمت، وضو میں اعضاء وضو دھونے اور ترتیب کی حکمت نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنیکی حکمت ایسے نمازوں کی واہی تباہی عذروں کے معقول جواب، احکام حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں، تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں - سچے صوفیوں کے حالات، مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ کے کے مسلم اصول سے، وحدانیت کی فلاسفی، عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب، روح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت، الغرض دنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جن کو پڑھکر اسلام کے دین کامل ہونیکا یقین کامل ہو جاتا ہے قیمت دو روپے ۲عہ

احکام التجلی من التعلی والتدلی

جناب باری عز اسمہ کا دیدار کب ہوگا کہاں ہوگا کس طرح ہوگا اس کے میں حضرت ظلہم نے نہایت عجیب لطیف رسالہ تحریر فرمایا ہے اس میں تین فصلیں ہیں فصل اول میں دلائل شرعیہ سے یہ تحریر فرمایا ہو کہ دنیا میں دیدار باری تعالے ممتنع ہو - فصل دوم میں یہ بیان ہے کہ اس امتناع سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مستثنیٰ ہو اور آپ کو لیلۃ المعراج میں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوا - فصل سوم میں نہایت شرح و بسط سے یہ تحریر فرمایا ہو کہ آخرت میں تمام اہل ایمان کو انہیں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوگا اور فلاں فلاں مقام پر ہوگا اور ہر مقام کے دیدار میں کیا فرق ہو اسکے ساتھ ہی تجلی کے اقسام ذکر فرما کر بہت سے فوائد علمیہ تحریر فرمائے ہیں اس طرح یہ رسالہ ایک بحث میں مفصل و مکمل ہو گیا ہے قیمت [illegible]

نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

اس میں اُن احادیث کی تحقیق
بیان کی ہے جو کتب تصوف میں
اور صوفیہ کے کلام میں آئی ہیں
اُن کی تحقیق فرما کر دکھا دیا ہے
کہ یہ کس کس درجہ کی احادیث
ہیں اور جو روایات در اصل حدیث
نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا
اور غلطی سے عوام نے اسکو حدیث
مشہور کر دیا تھا اُس کی اصلیت
ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی
تحریر فرما دیا ہے کہ بزرگوں کا یہ
قول فلاں دلیل شرعی سے
ثابت ہے، اصل کتاب عربی میں
ہے۔ مگر ایک کالم میں اور دوسرے
کالم میں خود حضرت مولف مدظلہ
کا ترجمہ ہے، اس صورت سے
ہر طبقے کے لئے نفع عام اور تام
ہو گیا ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات
قیمت ایک روپیہ (صہ/۴)

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی

حضرت والا مدظلہم کی مفید
عوام و خواص افراط و

تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانۂ فتن
میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی
غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی
اسی لئے تو تو لی وگلی بے قیدی کا
نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض
رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے
صرف کثرت اوراد و وظائف کو
تصوف کہہ دیا اسی طرح اسکے
مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود
وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں
کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ
اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک
تک میں مبتلا ہو گئے اور بعض
حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف
کی اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور
حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی
شان میں بے ادبی و گستاخی ہی
پیش آئے اور مسائل تصوف
کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ
اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف
شریعت کے سمجھ کر اس کے نام
سے کوسوں بھاگنے لگے اُن کو
یہ ضرر ہوا کہ اُس کے برکات سے

محروم رہے اور قلب میں قساوۃ
پیدا ہو گئی اور بعض حضرات وہ ہیں
جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ
کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف
کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور
جس نظر سے اس علم شریعت
کو دیکھنا چاہئے اُس نظر سے نہیں
دیکھتے اور اس کے مسائل کو غیر
ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر
بر آں حکیم الامۃ جامع شریعت
و طریقت مولانا موصوف الصدر
نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی
جس سے تصوف کی حقیقت
اور اُس کے ضروری مسائل کی
تحقیق جس میں لوگ غلطیاں کرتے
ہیں واضح ہو گئیں جو لوگ اس راہ
کو قطع کر رہے ہیں یا دوسرے جو
ہو چکا اور وہ رکھتے ہیں اُن کو تو
خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً
اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً
سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے
انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکال
حل ہونے کے علاوہ بہت سے
ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے
میں آئیں گے جو نہایت کارآمد
ہیں قیمت پانچ روپیہ (صہ/ہ)

الانتباہات المفیدۃ عن الاشتباہات الجدیدۃ

علم کلام جدید کا نہایت مفید
رسالہ جس میں شبہات جدیدہ
کے جوابات انگریزی تعلیم
یافتہ حضرات کے مذاق پر
نہایت وضاحت و متانت
سے دئیے ہیں یہ رسالہ اس
قابل ہے کہ ہر انگریزی خواں
کے پاس رہے تاکہ جس وقت
کوئی شبہ پیش آوے فوراً
اس کتاب سے حل کر لے۔ ۸

اصلاح الرسوم - پیدائش
سے مرنے تک کی تمام رسوم
کی مدلل تردید۔ ۵/

اعمال قرآنی - ہر حصہ
آیات قرآنی کے خواص و
اعمال۔ ۵/

اوراد رحمانی واد کا بیان
سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر
کے فضائل۔ ۴/

آداب المعاشرت
باہمی معاشرت کے آداب
جن کی رعایت رکھنے سے
آپس میں محبت پیدا ہو ۴/

الاقتصاد فی التقلید

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
والاجتہاد۔ تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق افراط و تفریط سے پاک منصفانہ بیان۔	۴ر	ہیں جو پہلی کتب سے نکلتے ہیں اور حوادث الفتاوے ہیں وہ فتاوے ہیں جو بوجہ نئی ایجادات کے سابقہ کتب میں نہیں اجتہاد سے جواب دئے ہیں۔ ترجیح الراجح اس میں وہ مسائل ہیں جن سے رجوع کیا ہے۔	ہے	اخبار الزلزلہ زلزلہ کی حقیقت جسقدر شریعت سے تعلق رکھتی ہو اس کا محققانہ بیان۔		تلخیصات عشر مولانا مدظلہم نے کم فرصت والوں کے لئے تعلیم عربی کا مختصر نصاب تجویز فرمایا ہو جس سے اڑھائی تین سال میں کافی استعداد عربی کی اور اپنے مذہب سے واقفیت فاضلہ استعداد کیساتھ ہوجاتی ہے۔ یہ کتاب اس نصاب کے درسی رسائل کا مجموعہ ہے اور اس میں اس نصاب کا نقشہ بھی ہے۔	۹ر
اغلاط العوام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہوگئے ہیں انکی اصلاح	۱ر	ایضاً تتمہ ثالثہ	عہ	اخبار بینی۔ اخبار بینی کے عدم جواز کا بیان۔	ہ	الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والخنیف حضرت موسےٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو قرآن مجید میں مختلف جگہ آتے ہیں، اُن کو یکجا کردیا ہے۔	۵ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب کے ترجمہ قرآن مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	ایضاً تتمہ رابعہ		بہشتی زیور۔ عورتوں کی تعلیم کے لئے نہایت مفید دینی اور دنیوی ضرورتوں کی کفیل اسکی ضرورت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کی اشاعت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ہوچکی ہو۔	عہ	تجوید القرآن مع رسالہ حق القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد حفظ یاد کرنیکے لئے	۱ر
امداد الفتاوے معروف بہ فتاویٰ اشرفیہ ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۲۹ھ تک کے فتاوے بترتیب ابواب فقہیہ جلدین اولین	۶ر	ایضاً خامسہ ۱۳۳۹ھ سے لیکر نصف ۱۳۴۰ھ تک کے فتاوے۔	۴ر	بہشتی گوہر بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ جس میں مخصوص مردوں کے متعلق مسائل ہیں	۸ر	تنشیط الطبع فی اجراء السبع سبع قرأت کا بیان	
ایضاً جلدین آخرین	۶ر	اصلاح الخیال۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے چند شبہات کے جوابات۔	صہ	ایضاً۔ جدید النسخ مدلل مکمل	عہ		
ایضاً تتمہ اولیٰ و ثانیہ امداد الفتاوے اس میں ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۶ھ تک کے فتاوے ہیں اور ان تتمات کے تین حصص ہیں اول امداد الفتاوے دوم حوادث الفتاوے سوم ترجیح الراجح۔ امداد الفتاوے وہ فتاوے		اکسیر فی اثبات التقدیر ترجمہ اردو تنویر۔ تقدیر و تدبیر کے متعلق مفصل جامع مسکن کتاب۔	۱۲ر	تعلیم الدین۔ دین کے چاروں اجزاء عقائد، عبادات، اخلاق، مسائل اور سلوک مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر		
		امواج الطلب بعد مثنوی زیر و بم وغیرہ	۱۰ر				
		ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	۱ر				
		الاستبصار۔ استغفار کے فضائل ہیں۔	۱ر				

نام کتاب	قیمت
آداب تعلم و تعلم و آداب تلاوت	۵/
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۲/
حفظ الایمان بمعہ بسط البنان و تغیر العنوان	۱/
جزاء الاعمال گناہوں سے دنیوی نقصان طاعت سے دنیوی منافع کا بیان	۱۰/
جمال القرآن علم تجوید میں نہایت سہل عبارت میں تحریر کیا گیا ہے	۳/
حقوق الاسلام اس میں ماں، باپ، میاں بیوی، حاکم محکوم، ہمسایہ، مہمان وغیرہ کے حقوق کا بیان۔	۱/
حق السماع سماع کے متعلق فقہی تحقیق اور بزرگان امت کے اقوال	۲/
حقوق العلم علماء پر مسلمین کے جو حقوق ہیں اور ان میں جتنی کمی ہے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور اس میں جو کمی ہے ان سب کا	
اصلاح ہے۔	۵/
الخطاب المليح فی تحقیق المہدی والمسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کا رد۔ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق، آیت انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسیٰ وغیرہ۔	ع/
خاتمہ بالخیر سوء خاتمہ کے اسباب کی تحقیق۔	ل/
الخطب الماثورہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے خطبے احادیث صحیحہ سے۔	۲/
روح مثنوی۔ دیباچہ کلید مثنوی۔	۱/
زوال سنۃ۔ اس میں ہر مہینے کے احکام ہیں	عہ/
شجرہ طیبہ اس میں تین شجرے شامل ہیں اول شجرہ نظم اردو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ بزرگوں کے مقامات دفن و تاریخ وفات بھی لکھی گئی ہے دوسرا شجرہ فارسی منظوم مولانا رشید احمد صاحبؒ تیسرا	۲/
شجرہ فارسی حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہم اور آخر میں ایک رسالہ تعلیم الطالب مؤلفہ حضرت مولانا حکیم الامۃ ملحق ہے۔	۱۰/
فروع الایمان۔ یہ کتاب ایمان کامل کی کسوٹی ہے جس سے ہر شخص جانچ سکتا ہے کہ میں کس درجہ کا مومن ہوں۔	۱۳/
زاد السعید۔ درود شریف کے فضائل عجیب و غریب خواص وغیرہ آخر میں نیل الشفاء جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص و برکات بیان کئے ہیں۔	۲/
سبق الغایات فی نسق الآیات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان کیا ہے۔	۹/
قصد السبیل ہیں عام لوگوں کے اس خیال	
کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہیں اس میں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اس پر عمل کرکے واصل الی اللہ ہو سکتا ہے۔	۱۲/
شوق وطن۔ وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنے والے مضامین	۳/
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مع اصول و قواعد عام فہم	۲/
طریقہ مولد مولود شریف کے صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۱۰/
فتاوی اشرفیہ حصہ اول	عہ/
ایضاً حصہ دوم	/
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات کرتے ہیں کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت والا نے قرآن و حدیث ہی سے	

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
انکو ثابت فرمایا ہے	۲ر	مقبولیت حاصل کیوں		جمع فرمائی ہیں اور دوسرا		**کی آٹھویں جلد**
القول البدیع گاؤں میں جمعہ ہونے کا بیان		نہ کری یہ اصل میں قرآن		رسالہ جسمیں مولانا نے اپنا		
	۲ر	واحادیث کی دعاؤں کا		سلسلہ بیعت و نسب اور		اس میں مفصل ذیل دس وعظ
کلید مثنوی اُردو		مجموعہ ہے حضرت مدظلہم نے		مدنی مدکا مستند سلسلہ بیان		حق الاطاعۃ الدین الخالص
شرح مثنوی مولانا روم		قرآن شریف و احادیث		فرمایا ہے	۱۲ر	عقل الجاہلیۃ اندادرمضان
حصہ اول از دفتر اول	۶ر	شریف سے دعاؤں کو یکجا		یا دیاران حضرت گنگوہیؒ		وحدۃ الحب شعب الایمان
الیضاً حصہ دوم از دفتر		جمع فرماکر سات منزلوں		کے حالات میں۔	۳ر	الوقت۔ شعبان، الصیام
اول۔	۶ر	پر منقسم فرما دیا ہے۔ تاکہ		**مواعظ طبع شدہ کی فہرست**		الفطر قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ
الیضاً دفتر دوم کامل	۸ر	روزانہ تلاوت کرسکیں۔	۱۰ر			مواعظ اشرفیہ ایک وعظ
الیضاً دفتر دوم کے ربع		مجموعہ رسائل مفیدہ	۱۲ر		۳ر	التبشیر ایک وعظ
اول کا نصف اس کے		مکتوبات امدادیہ حضرت			۳ر	الصلوٰۃ ایک وعظ
دو حصے ہیں۔		حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ		حضرت والا موصوف کے مواعظ	۳ر	الحیٰوۃ ایک وعظ
حصہ اول	۸ر	کے والا نامے مولانا کے نام	۳ر	کا مطالعہ کرنا و سننا تجربہ اور	۲ر	تجارت آخرت ایک وعظ
الیضاً دوم	۸ر	وجوہ المثانی اس عربی		مشاہدہ سے نہایت ہی مفید ثابت	۳ر	التشریعت ایک وعظ
الیضاً دفتر ششم کامل	۱۲ر	کتاب میں حضرت مولانا		ہوا ہے انکے دیکھنے یا سننے سے	۲ر	الضحایا ایک وعظ
کرامات امدادیہ حضرت		اشرف علی صاحب مدظلہم		دین و دنیا دونوں درست ہو جاتے	۳ر	الجناح ایک وعظ
حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ		نے بترتیب وار تمام سورہائے		ہیں اس کی تصدیق وہ حضرات		**سلسلہ التبلیغ کے مواعظ**
کی عجیب عجیب کرامات	۲ر	قرآنیہ کے اختلاف قرأت کو		کریں گے جو ایک بار بھی شریک		
کمالات امدادیہ حضرت		بیان فرماکر خاتمہ میں کسیقدر		وعظ ہو سکے ہیں یا وعظ سنا ہو		
حاجی صاحب کے ملفوظات	۴ر	قواعد و اصول متعلقہ ہمزہ		اس لئے ان مواعظ کے ضبط		۱ ذکر الرسول جامع مسجد
لب مثنوی دفتر ششم		واو ادغام و اظہار و تفخیم و		اور طبع کا اہتمام کیا گیا چنانچہ	۳ر	کانپور کا وعظ
مثنوی مولانا روم کے		ترقیق حروف تحریر فرمائے		جو مواعظ اس وقت کتبخانہ		۲ شکر نعمت جامع مسجد
ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	ہیں آخر میں ایک رسالہ		ہذا میں موجود ہیں ان کی فہرست	۳ر	تھانہ بھون کا وعظ
مناجات مقبول یہ		زیادات علی کتب الروایات		معہ قیمت درج ذیل ہے۔		۳ التعمیم لتعلیم القرآن
کتاب نہایت مقبولیت		کی غیر مشہور سندیں اور		**دعوات عبدیت**	۱ر	الکریم پانی پت کا وعظ
حاصل کر چکی ہے اور		مسلسل بالاولیۃ وغیرہ				۴ دعوۃ الی اللہ قیم ...

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اسلامیہ کانپور کا وعظ	۴ر		
ع۳۹ الہدیٰ والمغفرۃ۔ میروٹ ضلع مظفرنگر کا وعظ	۴ر		
ع۴۰ ذم النسیان جامع مسجد تھانہ بھون کا وعظ	۴ر		
ع۴۱ العبرۃ بذبح البقرۃ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کا وعظ	۳ر		
ع۴۲ الاسعاد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کا وعظ	۵ر		
ع۴۳ الباطن۔ مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد کا وعظ	۵ر		
ع۴۴ تقلیل الکلام۔ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کا وعظ	۵ر		
ع۴۵ تقلیل الاختلاط خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کا وعظ	۷ر		
ع۴۶ آثار العبادۃ مدرسہ نظامیہ حیدرآباد کا وعظ	.		
ع۴۷ اسرار العبادۃ مدرسہ انوار العلوم حیدرآباد کا وعظ	۲ر		
ع۴۸ تحصیل المرام خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کا وعظ	۴ر		
ع۴۹ خیر الحیات وخیر الممات خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون			

نام کتاب	قیمت
ع۵۰ حقیقت الصبر	۲ر
ع۵۱ ماعلیہ الصبر	۳ر
ع۵۲ سبیل النجاح	۴ر
ع۵۳ تفصیل الدین	۲ر
ع۵۴ اسباب الفتنہ	۵ر
ع۵۵ اسباب الغفلۃ	۲ر
ع۵۶ کوثر العلوم	۲ر
ع۵۷ الاستقامۃ	۱ر
ع۵۸ الدوام علی الاسلام	۳ر
ع۵۹ الفاظ القرآن	۲ر
ع۶۰ تکمیل الانعام	۱۰ر
ع۶۱ التحصیل والتسہیل	ع
ع۶۲ اجر الصیام حصہ اول	۳ر
ع۶۳ ایضاً حصہ دوم	۴ر
ع۶۴ بالتواصی بالحق	۳ر
ع۶۵ التواصی بالصبر	۳ر
ع۶۶ الحدود والقیود	۳ر
ع۶۷ الحج المبرور	۲ر
ع۶۸ الفصل والانفصال	ع۲ر
ع۶۹ الشعر والشعور	ع۳

سلسلہ تسہیل المواعظ

چونکہ حضرت والا مدظلہم العالی کی مجلس وعظ میں اہل علم کا مجمع ہونے کی وجہ سے مضامین علمیہ اور الفاظ عربیہ بھی بیان میں آجاتے ہیں اس لیے حسب ایماء حضرت والا مواعظ کو نہایت آسان پیرایہ میں کردیا ہے اور اس سلسلہ کا نام حضرت والا مدظلہم نے تسہیل المواعظ رکھا ہے تاکہ اس سے ہر شخص حتی کہ بچے اور عورتیں بھی فائدہ حاصل کرسکیں اس وقت تک اس سلسلہ کے تیس ۳۰ وعظ طبع ہوچکے ہیں مگر بیس وعظ پر جلد ختم کی ہے جلد اول کے بیس وعظوں میں سے نمبر اول تا پندرہ بالکل ختم ہوگئے ہیں نمبر ۱۶ قریب ختم ہے اور نمبر ۱۷ سے مفصل ذیل موجود ہیں اور جلد دوم کے ۱۰ وعظ طبع ہوگئے ہیں وہ موجود ہیں۔

نام کتاب	قیمت
سولہواں وعظ جسمیں مقبولیت کا طریق	۱ر
سترہواں وعظ جسمیں علم اور خوف کے فضائل	۱۰ر
اٹھارہواں وعظ جسمیں قربانی کی ترغیب۔	۱ر
انیسواں وعظ جسمیں توبہ کی ضرورت	۲ر
بیسواں وعظ جسمیں توبہ کی تفصیل	۱ر

نام کتاب	قیمت
جلد دوم	
پہلا وعظ اسلام کی تکمیل	۱ر
دوسرا وعظ معاصی کا ترک	۳ر
تیسرا وعظ مسجد کے آداب	۱ر
چوتھا وعظ۔ دعا کے شرائط حصہ اول	۲ر
پانچواں وعظ۔ دعا کے شرائط حصہ دوم	۶ر
چھٹا وعظ بھولنے کا طریقہ	۶ر
ساتواں وعظ گناہوں کا سرسری سمجھنا۔	۱ر
آٹھواں وعظ معاشرت کے حقوق	۱ر
نواں وعظ اخلاص حصہ اول	ع
دسواں وعظ اخلاص حصہ دوم	ع
مجموعہ البلاغ مفصل ذیل دس وعظوں کا مجموعہ مظاہر الاعمال، مظاہر الاقوال، عصم الصوم، النسوان فی رمضان، استمرار التوبہ، ارضاء الحق حصہ اول، ارضاء الحق حصہ دوم، الاشتغال فی شوال، جمال الجلیل، اہم الآخرۃ قیمت	۶ ۴

مُصفّٰی مسوّٰی شرحین موطا امام مالکؒ حامل متن

مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اہل علم پر واضح ہو کہ کتاب کی وقعت اور فضیلت اُس کے مصنف کے فضل و کمال کے موافق ہوتی ہے جسقدر مصنف بلند پایہ ہوتا ہے اسیقدر تصنیف کا مرتبہ اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے، بخاری شریف کی فضیلت اور اسکی عام مقبولیت حضرت امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کے فن حدیث کے کمال اور اُن کے تقویٰ و ورع کی بدولت ہے۔

مُصفّٰی مسوّٰی کے مصنف مخزن اسرار شریعت معدن رموز طریقت خاتم المحدثین امام المفسرین عمدۃ المحققین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ محدث دہلوی ہیں جن کا قول عرب و عجم تمام ممالک اسلامیہ میں قابل سند و معتبر سمجھا جاتا ہے آخر زمانہ میں فن حدیث میں کیا بلکہ تمام علوم میں آپکا نظیر نہیں تھا۔

احادیث کی کتابوں میں موطا امام مالکؒ کی فضیلت وہی بخاری شریف کی فضیلت ہے

موطا دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مدون کیگئی ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد کوئی کتاب موطا امام مالکؒ سے زیادہ صحیح نہیں ہے اسی وجہ سے موطا کو بعض محدثین نے صحاح ستہ میں داخل کیا ہے، شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کا مذہب درحقیقت موطا کی تفصیل ہے اور امام محمد بن الحسن شیبانی کی کتاب مبسوط میں تمام سرمایہ موطا مالک ہی سے ماخوذ ہے اور جتنی بھی تعریف موطا کی کیجائے بجا ہے کیونکہ اسکے مصنف قرن تابعین میں فن حدیث کے مسلم امام اور تمام مابعد محدثین کے شیخ الشیوخ اور منتہائے روایت ہیں ساٹھ سال تک حرم مدینہ میں منصب افتاء و اجتہاد و روایت حدیث میں مشغول رہے ہیں امام شافعیؒ انکے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ علم دین کے بارے میں سب سے زیادہ احسان امام مالکؒ کا میرے اوپر ہے اور سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ صحت حدیث میں امام مالک پر میں کسیکو مقدم نہیں کرتا وہ حدیث و سنت کے امام ہیں اس بے نظیر کتاب کی شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے دو شرحیں لکھی ہیں ایک فارسی میں جس کا نام مُصفّٰی ہے اور دوسری عربی میں جس کا نام مسوّٰی ہے۔ یہ دونوں شرحیں ایک جگہ طبع کیگئی ہیں پہلے عربی شرح کتاب کے صفحہ میں لکھی گئی ہے پھر اسکے بعد موطا پھر اسکے بعد فارسی شرح، پہلے شاہ صاحب اصل حدیث نقل کرکے اسکا ترجمہ فارسی میں کرتے ہیں پھر اسکے بعد اہل علم کے اقوال و مذاہب بحث مباحثہ نقل کرکے اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور تعارض حدیث نہایت عمدہ طریقہ سے اٹھاتے ہیں پھر مسائل اجتہادیہ فقہیہ جو حدیث سے نکلتے ہیں بیان کرتے ہیں بعض بعض حدیث کے تحت میں سو سو سے زائد مسائل بیان کئے ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے معمولی لیاقت والا بھی تمام صحاح ستہ کے تعارضات دفع کرکے تطبیق کرسکتا ہے اور صدہا مسائل فقہیہ کا ماخذ معلوم کرسکتا ہے۔

یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی اہل علم اسکے واسطے بیچین تھے، الحمد للہ کہ بخیر و خوبی تیار ہوکر مہیا ناظرین ہوگئی بلکہ اسکے ایک رسالہ کشف المغطا عن رجال الموطا ۲۴ صفحات کا جو فن حدیث میں ایک مستقل رسالہ اور رواۃ موطا کو شامل ہے جدید تصنیف کرکے لگایا گیا ہے صفحات مُصفّٰی جلد اول (۵۰۴) جلد ثانی (۳۲۴) قیمت ہر دو جلد (مجلد)

کتاب ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کیے گئے ہیں کہ تا وقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو بحکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر اور دشواری سے اسی وجہ سے فی زمانہ کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعت پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے اب تو مسلمانوں کو ہر امر دینی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت نہ معلوم ہو اسپر عمل مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جسمیں احکام شریعت کی منفعت اور اسکے ترک کی مضرت دکھا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جائے اسی بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب تھی اور اسکا ترجمہ شروع کرا دیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کے فرمے بچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کرا لیتا ہے اسی طرح کی کتابیں جنمیں سے علیحدہ تیار ہو کر ہدیۂ ناظرین ہو چکی ہیں، مثلاً تسہیل المواعظ، المصالح العقلیہ، امیر الروایات، التشرف حصہ اول وغیرہ، لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہو چکی ہیں جو کچھ پردے شائع ہو رہی ہیں اسکے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔

حصہ اول میں ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیشقدمی کرنیکی اور ترک سنت اور بدعات اور کار بد میں پیشقدمی سے اجتناب، کتاب العلم اسمیں علما و طلبا کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے اور علم کی ناقدری اور دنیا کیواسطے علم پڑھنے پڑھانے سے اجتناب، کتاب الطہارت اسمیں آداب قضائے حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کئے ہیں

حصہ دوم، کتاب الصلوٰۃ اسمیں اذان کے اور اسکے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گھر میں نماز ادا کرنیکی ترغیب و نماز پنجگانہ کے اہتمام، فضائل رکوع و سجود کے اور اول وقت ادا کرنیکی فضیلت آداب جماعت اور کا بعد نماز و آداب امامت و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب نوافل اسمیں سنت موکدہ و وتر اور تہجد اور چاشت صلوٰۃ توبہ و استخارہ، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت عہ

حصہ دوم کا جزو ثانی یعنی کتاب الجمعہ اسمیں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن رات میں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنیکی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورۂ کہف اور اس رات دن کے اذکار، ضخامت ۳۰ صفحے۔ قیمت ۲ر

کتاب الصدقات:- اسمیں زکوٰۃ ادا کرنیکی ترغیب اور فرضیت کی تاکید اور زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر ترہیب اور زیور کی زکوٰۃ کا بیان پرہیزگاری کے ساتھ خدمت صدقات بجا لانے کی ترغیب اور اس امر کی ترغیب کہ اگر کسی کو نوبت فاقہ کی پہنچے تو خدا سے طلب کرے بلغیر خوشی کے جو چیز دیجاوے اسکے لینے سے ترہیب، صدقہ کی ترغیب و تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کا بیان خفیہ صدقہ کرنیکی ترغیب رشتہ داروں پر صدقہ کرنے اور انکو غیروں پر مقدم رکھنے کی ترغیب، فالتو چیز کو اقربا کو باوجود مانگنے کے بخل کرنے اور اقربا کے حاجتمند ہوتے ہوئے غیر کو دینے کی ترہیب، قرض دینے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان قیمت

فارسی و عربی کی آسان کتابیں

ابتدائی تعلیم کا بہترین نصاب

مدارس اسلامیہ کی ابتدائی تعلیم کے لئے مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولی نے فارسی و عربی کی آسان کتابیں تالیف فرمائی ہیں جنمیں ان تمام رعایتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو طلبہ عربی کی شان کے شایاں اور اُن کے حوصلہ اور قوت کو بڑھانے والی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ استعداد کا تمام دار و مدار ابتدائی حالت پر ہے۔ اگر طالب علم کی ابتدائی حالت درست ہوگئی اور وہ شروع ہی سے اپنی تعلیمی زبان پر قادر ہوگیا تو آئندہ خود بخود پرواز کریگا اور کوئی رکاوٹ اسکی ترقی میں حائل نہوگی پس۔ اگر آپ کسی اسلامی مدرسہ کے مہتمم ہیں یا بحیثیت ممبری و امداد و اعانت کچھ دخل و اثر رکھتے ہیں تو ان جدید و مفید کتابوں کو داخل درس کرائیے۔ اور دیکھئے کہ چند روز میں طلبہ کو عربی تحریر و تقریر میں کس قدر مہارت حاصل ہوتی ہے اور ان مدارس پر جو ان بے مثل کتابوں کے فوائد سے محروم ہیں آپ کا مدرسہ کس قدر فوقیت حاصل کرتا ہے اور معن وولی ہدایت چوگنی ترقی کرکے علم دین کی قدر و منزلت بڑھانے میں کس درجہ کامیاب ہوتا ہے۔ یہ کتابیں کئی سال کی محنت و جانفشانی سے عربی کی عام اشاعت کے لئے تالیف کی گئی ہیں۔ اور تعلیمی تجربہ کے بعد ان کو شائع کرنے کی جرأت کی گئی ہے۔

وہ کتابیں یہ ہیں

- فارسی زبان کا قاعدہ مع صفوۃ المصادر (اردو)
- رہبر فارسی ۲ر
- عربی زبان کا قاعدہ ۳ر
- علم الصرف حصہ اول دوم ۴ر
- علم الصرف حصہ سوم ۴ر
- علم النحو ۲ر
- عوامل النحو مع ترکیب اردو ۳ر
- عربی صفوۃ المصادر مع لغات جدیدہ ۶ر
- روضۃ الادب فی تسہیل کلام العرب معہ عربی خطوط ۸ر

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اہمیں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر ۹۰۰ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردئے ہیں۔ یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے۔ قیمت (عہ) ہوور روپیہ

دلائل الخیرات بہ ترجمہ محشی جدید الطبع

قرآن مجید کی تلاوت کے بعد بہترین وظیفہ درود شریف ہے جس کی فضیلت آیات قرآنیہ احادیث نبویہ سے ثابت ہو دین اور دنیا کی کامیابی درود شریف پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے اور خواہ کیسی ہی بڑی مصیبت ہو درود شریف پڑھنے کی برکت سے دور ہو جاتی ہے بیشمار حدیثیں درود شریف کی فضیلت میں وارد ہیں جن کا نقل کرنا بھی مشکل ہے اسلئے ہم چند حدیثوں کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ عوام درود شریف کی فضیلت سے واقف ہوں اور اس پر عمل کر کے دین اور دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بار مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ دس بار اس پر رحمت نازل کرتا ہے مسلم شریف اور نسائی شریف میں اتنا اور زائد ہے کہ دس گناہ بھی معاف کرتا ہے اور دس درجہ بلند کرتا ہے ترمذی شریف میں روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے زیادہ نزدیک میرے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو تم میں سے زیادہ درود شریف مجھ پر بھیجیگا نسائی شریف اور دارمی میں روایت ہے سرور عالم تشریف لائے اور آپکے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے آپنے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر یہ بشارت دی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوگے کہ اگر تمہاری اُمت میں سے کوئی ایکبار تم پر درود بھیجے تو میں اس پر دس بار رحمت اور سلام بھیجونگا۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ابی بن کعبؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر بہت درود بھیجتا ہوں تو درود وظائف کے کتنا وقت درود شریف کیلئے مقرر کروں حضور نے فرمایا جتنا تم چاہو میں نے عرض کیا کہ ایک چوتھائی مقرر کروں حضور نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر چوتھائی سے زیادہ ہو تو بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت مقرر کروں حضور نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر آدھے سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت مقرر کروں حضور نے فرمایا تم جتنا چاہو اور دو تہائی سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ میں تمام وقت درود شریف میں لگا دونگا حضور نے فرمایا کہ جب تو تمہاری دنیا اور آخرت کے تمام کام پورے ہو جاینگے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے ایک مقروض کا قصہ نقل کیا ہے کہ جب قرضخواہوں نے اُسے زیادہ تقاضا کیا اور اُسے کوئی صورت ادائیگی کی نہیں ہوئی تو اُس نے درود شریف کثرت سے پڑھنا شروع کیا ایک رات کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا آپنے فرمایا بادشاہ سے جاکر میری طرف سے کہہ کہ وہ تیرا قرضہ ادا کرویگا یہ نہیں گیا اور درود شریف پڑھتا رہا پھر دوبارہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپنے فرمایا تو بادشاہ کے پاس کیوں نہیں گیا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے نہیں گیا کہ بادشاہ کو میرا اعتبار نہیں آئیگا آپنے فرمایا اُسکے پاس جا اگر اعتبار نہ کریگا تو یہ پتہ دینا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے بادشاہ تو ایکہزار بار رات کو خلوت میں درود شریف پڑھتا ہے وہ مجھکو پہنچتا ہے اُس شخص نے جاکر تمام قصہ بیان کیا بادشاہ نے تمام قرض اُسکا ادا کردیا اور کچھ روپیہ اُسکو زیادہ دیا درود شریف کی فضیلت ہی کی وجہ سے حضرت ابوعبداللہ محمد بن سلیمانؒ نے کتاب دلائل الخیرات تالیف کی اور بہتر سے بہتر درود شریف جمع کئے تاکہ پڑھنے والے ثواب دارین حاصل کریں یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ علما اور صوفیا کرام کے وظائف میں داخل ہوگئی اور وظیفہ کے طور پر روز ایک منزل پڑھی جاتی ہے اور صوفیہ کرام با قاعدہ اُسکی اجازت بھی دیتے ہیں دو رنگ کے نسخوں کی تعداد میں چھپکر شائع ہو چکی ہے مگر کوئی زیادہ موٹی اور کوئی زیادہ چھوٹی تھی مگر یہ ایسے سائز پر جو سفر و حضر میں بسہولت کام آئے طبع ہوئی ہے خط ایسا صاف اور واضح جو بوڑھے بھی بخوبی پڑھ لیں اور حواشی ایک سو پچیس ۱۲۵ سے زائد حدیث تفسیر فقہ تصوف اور سیر کی معتبر کتابوں سے اسپر چڑھائے گئے ہیں مثلاً سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قیامت کے دن شفاعت کرنا آپکا رحمۃ للعالمین ہونا وغیرہ وغیرہ اور جو معجزات آپ سے صادر ہوئے ہیں وہ بھی اسکے حاشیہ پر چڑھائے گئے ہیں مثلاً کنکریوں کا بولنا جانوروں کا آپ سے باتیں کرنا وغیرہ

جدید علم کلام

(یعنی)

سائنس و اسلام

آجکل کا زمانہ بھی عجب زمانہ ہے کہنے کو تو کونسی شے ہے جسمیں موجودہ زمانہ میں ترقی نہیں ہوئی جو باتیں کبھی خواب خیال میں بھی نہ گذری تھیں وہ آجکل آنکھوں سے نظر آتی ہیں۔ علم کائنات کی جو شائع کیجئے۔ اُس کی تحقیقات کا پایہ بہت ہی بلند نظر آئیگا۔ صنعت میں وہ وہ ایجادیں ہوئیں کہ صناعان چین کی صناعیاں جو ضرب المثل تھیں گرد نظر آتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہر شے ترقی کا دم بھرتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جسقدر علوم و فنون کو ترقی ہوئی اُسی قدر مذہبی پہلو انحطاط کی جانب گرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اب یہ حالت ہوگئی کہ کوئی مذہب والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے مذہب کا پایہ بلند ہے۔ جدید سائنس کی بدولت بہت کچھ دہریت کا حصہ خیالات میں شامل ہوگیا ہے، سائنس کے مقابلہ میں موجودہ مذاہب میں سے سوائے اسلام کے یا اُس مذہب کے جسمیں اسلام کے قریب قریب تعلیم ہو اور کوئی مذہب ٹھہر ہی نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ دہریت کا اثر دیگر مذاہب کے مقابلہ اسلام پر بہت کم ہوا۔ اور جس قدر ہوا ہے اُس کی یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں جن حضرات نے فلسفہ جدیدہ کو حاصل کیا وہ اپنے مذہب سے یا بالکل واقف نہ تھے یا کافی واقفیت نہ رکھتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ جس کے قلب میں مذہب کی کچھ وقعت تھی اُنہوں نے تو کہدیا کہ اسلام کو سائنس سے کوئی علاقہ نہیں اور جن کو اُصول سائنس کی زیادہ قدر ہوئی وہ اُصول اسلام کا جو عقلاً و نقلاً مسلم الثبوت ہو چکے تھے انکار کر بیٹھے لہذا ضرورت ہوئی کہ کوئی جامع کتاب ایسی ہو جو اسلامی مسائل کو سائنٹفک لباس دکھا سکے چنانچہ حقتعالی نے مولانا حسین آفندی بحر طرابلسی کو کتاب حمیدیہ لکھنے کی توفیق دی جو فلسفہ جدیدہ کے موافق بالکل سائنٹفک کسوٹی پر تالیف کی گئی تھی مگر وہ کتاب عربی زبان میں تھی۔ لہذا حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی محمد **اشرف علی** صاحب تھانوی دام ظلہم کے ارشاد سے مولانا مولوی سید **اسحق علی** صاحب نے اُس کا سلیس ترجمہ سنہ ۱۳۱۵ھ میں کردیا جو چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا تھا۔ اور مشتاقوں کی آنکھیں اُس کی زیارت کے لئے ترس رہی تھیں اب اُسکو دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔ قیمت دو روپیہ (عہ)

دارالشفاء مصطفائی میرٹھ کی شاخ

حضرت مولٰنا مولوی حکیم محمد مصطفٰے صاحب مدظلہٗ کی ادویات کی مختصر

فہرست

جسمیں خاندانی مجربات تیر بہدف ادویات، حیرت انگیز ایجادات خصوصاً امراض چشم، مرگی بخار، آتشک، سوزاک، ہیضہ، ضعف باہ وغیرہ وغیرہ کی لاثانی ادویات جن کی اشاعت احقر نے نہایت ضروری سمجھکر ایجنسی لے لی ہے۔

مستقدر یاد رہے کہ جن صاحبوں کو اپنا یا کسی دیگر شخص کا مکمل علاج کرانا منظور ہو وہ براہ راست قبلہ حکیم صاحب موصوف سے رجوع کریں۔ اور ادویات جس قدر بھی درکار ہوں خواہ دارالشفاء مصطفائی میرٹھ سے منگالیں کہ وہ اصل دارالاشاعت ہے۔ یا ایجنسی پتہ ذیل سے طلب فرمالیں۔ کہ یہاں سے منگانے میں آسانی ہے۔ بوجہ دہلی عام گذرگاہ ہونے کے۔

ملنے کا پتہ:۔ محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ بازار دریبہ کلاں دہلی

کحل الجواہر

جواہرات اور بیش بہا فلزات کا مجموعہ

دھوں والی آنکھ کی اور آنکھ کے پرانے پرانے امراض کی مخصوص دوا

یہ سرمہ دارالشفاء مصطفائی میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے اور چھانٹ چھانٹ کر اعلیٰ اجزا مہیا کئے۔ دیر خرچ کر کے بہم پہنچائے جاتے ہیں جس نے ایک دفعہ استعمال کیا مجسم اشتہار بنگیا۔ ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے دوسرے اور متعدد سرمے بھی استعمال کئے اور جب اس کو استعمال کیا تو سب کو بھول گئے۔ اس کے فوائد و منافع دیکھکر جسقدر بھی لمبی چوڑی تعریف

کی جائے اور رنگین اور مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کئے جائیں کم ہیں۔

فوائد کحل الجواہر کے یہ ہیں کہ مقوی بصر و مقوی عضلات و اعصاب چشم ہے طبقات چشم کو مضبوط کرنے والا اور تمام اجزاء چشم کو صاف کرنیوالا۔ رو ہوں کے مریضوں کیلئے نعمت بے بہا جب رو ہے زیادہ موجود ہوں تو کحل ماق لگایا جائے جب رو ہے ست جائیں اور خفیف رہ جائیں اُسوقت کحل الجواہر لگایا جائے اُن رو ہوں کو مٹا دیتا ہے، اور آئندہ پیدا ہونے کا مانع ہوتا ہے، پلکیں ہلکی ہو کر بحالت اصلی آجاتی ہیں، اور پتلی صاف ہو کر بینائی ٹھیک ہو جاتی ہے اور پانی بہنا بالکل تدارد، ڈھلکے اور پانی بہنے چپکنے کے لئے اکسیر، اگر آنکھ میں کوئی مادہ خراب موجود ہوتا ہے تو اسکو تحلیل کرتا اور آئندہ اُس مادہ کے آنیکا مانع ہوتا ہے۔ اگر موتیا بند بالکل ابتدائی حالت میں ہو تو کحل الجواہر کا لگانا اُسکا مانع ہوتا ہے اور کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اگر کچھ پانی آگیا ہے تو سرمہ موتیا بند لگانا اور دیگر معالجات باقاعدہ کرانا چاہیے اور کحل الجواہر اس حالت میں لگانا چاہیے تاکہ آنکھ کو قوت پہنچے اور بزلہ ضعیف میرزد کا مصداق نہو۔

کحل الجواہر بار بار آنکھ دکھنے اور درد وغیرہ کا دورہ پڑنے کو بھی مانع ہے۔ اگر تندرست اصحاب اسکو استعمال کرتے رہیں تو کبھی آنکھ میں کسی قسم کا فرق نہو اور بینائی آخیر عمر تک بحال رہے۔

قیمت فی شیشی ۳ ماشہ ایکروپیہ چار آنہ دعہ		**قیمت کحل الجواہر** فی تولہ پانچ روپیہ دعہ
۴ / ۔۔ ۔۔ ۔۔	**محصول دس تولہ تک**	**پیکنگ** ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴ /

نوٹ:۔ کحل الجواہر میں سرمہ کا جز کم ہے اور جواہرات و ادویات خصوصاً یاقوت کا جز زیادہ ہے اور توتیا وغیرہ تیزی کرنے والی ادویات بھی شامل ہیں لیکن اس میں تریاق اللذع بھی شامل کیا گیا جس سے تیزی بالکل نہیں رہی اور قوت دوبالا ہو گئی اور ہلکا بہت ہو گیا تین ماشہ سرمہ کم سے کم تین مہینہ کو کافی ہوتا ہے۔

جب رو ہوں کے علاج سے ڈاکٹر اور حکیم عاجز آگئے ہوں تو کحل الجواہر مصطفائی استعمال کرو۔
جب آنکھ کے بار بار دکھنے سے آپ تنگ آگئے ہوں تو کحل الجواہر مصطفائی کو استعمال کیجئے۔
جب آنکھ میں قسم قسم کے امراض پیدا ہوتے ہوں تو کحل الجواہر مصطفائی کو استعمال کیجئے۔
اگر آپ کو منظور ہے کہ آپ کی بینائی تمام عمر قائم رہے تو کحل الجواہر مصطفائی کو استعمال کیجئے۔
اگر آپ چشمہ کے عادی ہو گئے ہیں تو سال دو سال کحل الجواہر مصطفائی کو استعمال کیجئے چشمہ چھوٹ جائیگا۔ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

اگر آپ کو اپنے بچوں کی بینائی کی حفاظت منظور ہے تو بچپن ہی سے اُن کو کحل الجواہر مصطفائی استعمال کرائیے سن بلوغ کے بعد خواہ وہ استعمال کریں یا نہ کریں۔ آنکھ میں کسی قسم کا نقص آخیر عمر تک نہیں ہوگا۔

کحل ماق:۔ یہ ایجاد عجیب و غریب مجرب ہو سالہا سال کے تجربہ کے بعد شائع کیا جاتا ہے جب رو ہے موجود ہوں تو اُسکو دو دو میں گھسکر صبح شام لگانا چاہیے، توتیا اور کاشکنہ وغیرہ سے زیادہ سریع الاثر ہو لطف یہ کہ تکلیف مطلق نہیں دیتا اور رو ہوں کو بہت جلد نیست و نابود کر دیتا ہے اور رو ہوں کے کویوں کے گھٹنے اور خارش چشم کو بھی مفید ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ ڈاکٹری میں

دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ قیمت فی شیشی ۳ ماشہ عہ ر یہ بہت ہلکی چیز اور سفید رنگ ہو نصف شیشی بھی مل سکتی ہے، پیکنگ ۴ر محصول ۴ر

اکسیر چشم

خوشنویسوں اور جملہ آنکھ سے زیادہ کام کرنے والوں کے لئے عجیب چیز ہے شہد کی صورت میں ایک رگڑا ہے۔ ایک سلائی روز لگانے سے اکثر امراض سے آنکھ محفوظ رہتی ہے اور بینائی آخیر عمر تک قائم رہتی ہے۔ اس کا نفع دو تین ہی دن میں معلوم ہونے لگتا ہے۔ قیمت شیشی جو دو مہینہ کو کافی ہوگی ۴ر

سرمہ مرگی

صرف آنکھ میں لگانے سے مرگی جیسے لاعلاج مرض کو آرام۔ ایسی دوا دنیا میں اور کہیں نہیں ہے۔ قیمت عـہ محصول ۴ر

سب سے پہلے جس نے اس سرمہ سے صحت کلی حاصل کی وہ مسٹر رزاق بخش صاحب قادری بیرسٹر ایٹ لا تھے جو علیگڈھ میں پریکٹس کرتے تھے اور مشہور و معروف شخص تھے۔ ان صاحب کو ۱۳۱۲ ہجری میں بحالت جوانی مرگی کا عارضہ ہوا اور اطبا اور ڈاکٹروں نے جواب دیدیا اس سرمہ کے چند روزہ استعمال سے صحت ہوئی اور وہ انگلینڈ جا کر بیرسٹری پاس کر آئے اور تمام عمر اس مرض سے محفوظ رہے۔

بعد ازاں ایک مرتبہ پیسہ اخبار لاہور میں اس کا اشتہار دیا گیا تو منشی علیجان خاں صاحب مختار عام سونپور ضلع سارن نے طلب فرمایا اور کامیابی ہوئی بہت تعریف کی اور فرمائش کی کہ پیسہ اخبار میں ضرور اس کا اعلان کیا جایا کرے تاکہ غربا فائدہ اٹھایا کریں۔ ان دو صاحبان کے علاوہ بہت جگہ تجربہ ہوا اور کامیابی ہوئی۔ ریاست رامپور میں دو شخص تھے جنکو دو سال سے مرگی کا مرض تھا اس کے استعمال سے اول دورہ میں کمی ہوئی پھر رفتہ رفتہ دو مہینہ کے اندر بالکل صحت ہوگئی۔

سرمہ زرقت

آدمی کیسا ہی حسین ہو آنکھ کنجی ہو تو حسن پر بالکل ہی پٹ جاتی ہے یہ مرض اگرچہ خلقی ہوتا ہے لیکن ہمارا سرمہ زرقت ۴۰ دن لگانے سے پتلی کے جلد بدنما رنگ بدل کر سیاہ کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی عـہ محصول فی شیشی تک ۴ر پیکنگ ۴ر

ماء اللحم مصطفائی

زندگی جیسی پیاری اور عزیز ہے وہ ظاہر ہے لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اسکے زندگی بے لطف و بیکار ہے۔ یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم نہایت مقوی ارواح ہے دل و دماغ و معدہ اور تمام اعضائے رئیسہ کو طاقت پہنچانا قوت باہ کیلئے اکسیر کا حکم رکھنا بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا، غذا کو جلد ہضم کرنا، گھٹی ہوئی طاقت میں از سر نو جان ڈالنا، رنگ نکھارنا اس کی خاصیتیں ہیں مگر یہ ماء اللحم مصطفائی خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان، اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نہایت نادر اور بیش قیمت اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا جاتا ہے۔ ماء اللحم مصطفائی بچوں کے ام الصبیان اور پسلی لگنے کیلئے فوری دوا ہے ام الصبیان والے بچے جانے کتنے ہیں جنکو اس نے نفع دیا ہے، اور صفت سنئے یہ ماء اللحم مصطفائی مغلظ منی بھی ہے۔ اور ضعف دماغ جگر اور دوسرے ضعف بصارت کیلئے خاص چیز ہے ماء اللحم مصطفائی مستورات کیلئے بھی لاثانی چیز ہے اس کا اثر رحم پر بھی بہت زیادہ پڑتا ہے۔ رحم کو غذا عمدہ پہنچتی ہے تو قوت آجاتی ہے اور رحم اپنی غذا کو پوری طرح ہضم کرنے لگتا ہے، اس سے سیلان رحم کی جڑ کٹ جاتی ہے اگر عورت کو بچے

حمل بنایا جاوے تو بچہ کو اس قدر نفع ہوتا ہے کہ گویا تمام عمر کیلئے آبحیات کا کام دیتا ہے مار اللحم مصطفائی اس درد کیلئے جو عورت کو قبل از حیض ہوتا ہو یا بچہ ہونیکے بعد ہوتا ہے۔ اکسیر سے زیادہ اثر رکھتا ہے۔ حلق سے اترتے ہی درد ندارد، اور دمہ والے کو نہایت مفید ہے۔ قیمت فی بوتل دو روپیہ بارہ آنے (۲؍۱۲)

بکس شفاء الحجاج

ایک مرتبہ بعض احباب عازم حج کی فرمائش سے یہ بکس تیار کیا گیا تھا اور تجربہ سے بہت مفید ثابت ہوا پھر کئی بار تجربہ کے بعد اس میں ترمیم کی گئی اب اس میں ادویات ذیل ہیں جو سفر حج کی اکثر ضرورتوں کو کافی ہوتی ہیں سفر حج جیسا اہتمام بالشان اور دور دراز کا سفر ہے معلوم ہے بعض وقت معمولی سی ضرورت کے لئے دوا نہیں ملتی تو جان پر بن جاتی ہے اس بکس میں معدودے چند ادویات ہیں مگر بہت ارزاں اور ایسے جامع خواص ہیں کہ تمام سفر کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو جاتی ہیں حجاج نے اس سے بڑے بڑے فائدے اٹھائے ہیں جیسا کہ سرٹیفکیٹوں سے معلوم ہوگا۔ حج کا ارادہ کرنیوالوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور ساتھ رکھیں۔

نوٹ:۔ اس بکس کی ہر دوا علیحدہ بھی مل سکتی ہے، نمبر صحیح لکھیں۔

ادویات بکس شفاء الحجاج کی تفصیل مع ترکیب استعمال

حب سعال (نمبر ۱۶)

نزلہ اور ہر قسم کی کھانسی کو مفید گرم ہو یا سرد خشک ہو یا پانی اس بکس کی جملہ ادویات سے اس کو ترجیح ہے، ایک ایک گولی سے کھانسی کو آرام ہو گیا ہے نزلہ اور کھانسی کے لئے ایک گولی صبح اور ایک دو بجے دن کے اور ایک رات کو سوتے وقت منہ میں رکھیں۔

جن لوگوں کو نزلہ اکثر رہتا ہو وہ بلا ضرورت بھی ایک گولی روز کسی وقت منہ میں رکھ لیا کریں مجرب در مجرب ہے (۲۰) گولی ۱۲؍ کسی حال میں نقصان نہیں کرتی، حتیٰ کہ حمل کی حالت میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

سفوف ہیضہ (نمبر ۱۸)

سفر حج میں ہیضہ کی شکایت اکثر ہو جاتی ہے ہیضہ کے لئے یہ سفوف ہر قسم کے واسطے مفید ہے۔ جہاز میں اور تمام سفر میں اکثر روغن اکسیر دو بوند کھاتے رہو تاکہ ہیضہ نہ ہو اور اگر ہیضہ ہو جائے تو ۲ ماشہ سفوف ہیضہ روز کھاؤ دو تین دن میں آرام۔ غذا اس وقت چاولوں کی پیچ یا کھچڑی ہو، ۲ تولہ قیمت آٹھ آنہ (۸؍)

تریاق بینظیر (نمبر ۱۸)

طاعون، ہیضہ، بخار، بچھو کے (؟) قے۔ درد سر، پیٹ سب خراب ہوئے، سوزش بول، تتئے کے کاٹے کی ایک دوا طاعون اور ہیضہ کے موسم میں ۲ بوند سے ۵ بوند تک ہر روز کھانا چاہئے، طاعون اور ہیضہ کے مریض کو ۵ بوند صبح اور ۵ دوپہر اور ۵ بوند شام کو بلکہ ہر دو گھنٹہ کے بعد ۲ بوند دیتے رہو بخار میں پیاس کے وقت ۲ بوند دوا ذرا سی کو سنگھاؤ، آدھا سیسی والے کو باری سے پہلے ۵ بوند ناک میں چڑھوا دو ہیت اور جلے ہوئے، اور تتئے کے کاٹے پر ملنے سے فوراً آرام سوزش بول میں ۲ بوند صبح اور ۲ شام کھاؤ قے کے وقت ذرا سا کوڑی پر ملو اور سنگھاؤ قیمت فی شیشی ۱۲ خوراک ۴؍ ۳۲ خوراک ۸؍ اور ایک تولہ (عہ) اس بکس میں ایک تولہ ہے۔

روغن اکسیر (نمبر ۱۸)

ہاضم و مفرح نافع ہیضہ درد سر و قے و درد شکم نیز کے زہر کو مفید، بعد غذا کے ۲ بوند سے ۵ بوند تک نیم

اگر پیتے رہیں تو ہضم اچھا ہو اور پیچش اور درد سے
امن رہے۔ قے والا ۲ بوند پیے اور سونگھے اور کوڑی پر
ملے، اور دوسرا ور تتیے کے کاٹے پر پھریری سے لگاؤ۔ جہاز
میں اس کا استعمال نہایت مفید ہے، گھروں میں بھی
رکھنے کی چیز ہے۔ ۲ تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ مر)

حب وبا نمبر ۱۸/۳

اگر موسم خراب ہو تو ایک گولی روز بلا ضرورت بھی کھاتے
رہیں اور اگر مرض ہیضہ ہو جائے تو دو دو گھنٹہ میں ایک
گولی اور عرق گلاب پلائیں اور دن رات میں تین چار
دفعہ تریاق بے نظیر دو دو بوند دیں (۵ عدد ۱ر)

قبض کشا نمبر ۱۸/۹

جب قبض ہو اس کی ایک بوند سے چار بوند تک سوتے
وقت کھالیں، فی بوند ایک دست ضرور ہو جاتا ہے۔ اگر
کسی کو پیٹ میں اس سے پیچ ہو تو اس کے ساتھ ۳ ماشہ
اسپغول بھی پھانک لیں، اگر کسی کو اس سے دست زیادہ
ہو جائیں تو دہی کھانے سے یا ساگودانہ کھانے سے بند
ہو جاتے ہیں۔ انڈے کی سفیدی پینا بھی یہی اثر رکھتا
ہے اسکو مقدار سے زیادہ ہرگز نہ کھائیں (۲) خوراک ۴ر

روغن اعجاز نمبر ۱۸/۳

چوٹ، زخم، سوزش اعضا، منہ آنے، بچھو، مکڑی،
تتیے کے کاٹے، جلے ہوئے، ورم، سرخ بادہ کی فوری دوا
چوٹ اور درد اور ورم پر اسکو ملکر سینکیں فوراً آرام،
سوزش اعضا، تتیے، بچھو، مکڑی کے کاٹے، جلے ہوئے، پت
لگاتے ہی آرام، زخم میں کیسی ہی جلن اور تکلیف ہو لگاتے
ہی جلن پڑ جائے، زخم کو صاف کرتا اور بڑھنے سے روکتا او
گوشت بہت جلد بھرتا ہے، نیم کے پانی یا صابن سے زخم
کو دھو کر لگانا چاہیئے، اور ہوا سے بچنا چاہیئے۔ منہ کسی قسم کا
پیا ہو جو کہ بچوں کا سفید منہ جس کو مہلک سمجھا جاتا ہے وہ بھی
کے لگاتے ہی تکلیف دور ہو اور تقریباً ایک گھنٹہ میں منہ
بالکل صاف ہو جاتا ہے مجرب ہے۔ سرخ بادہ پر نصف
وزن سرکہ ملا کر لگانا چاہیئے۔ سوزش و خارش اندام نہانی
مستورات اور سوزش بواسیری مستوی کیلئے پھریری سے
لگائیں تو فوری دوا ہے، اگر چوٹ یا زخم سے خون بہتا ہو
تو اس میں مومیائی ملکے لگانا خون کو فوراً بند کرتا ہے
اور زخم کو بہت جلد بھرتا ہے۔ پان میں چونہ زیادہ ہونے
سے منہ چھل جائے تو اس کے لگاتے ہی آرام۔ فالج اور
لقوہ والا منہ اور سر پر ملے تو نہایت مفید۔ قیمت فی شیشی
۲ ماشہ ۴ر، ایضاً ایک تولہ ۸ر، ایضاً ۲ تولہ ۱۲ر، ۵ تولہ ۱عہ
ایضاً ۱۰ تولہ ۲عہ، اسکا پورا بیان صفحہ ۲۳ پر دیکھو
ایک شیشی مفت، اس میں مومیائی ملا کر چوٹ پر لگانا مفید ہے

مومیائی نمبر ۱۸/۷

ہڈی کو جوڑ دیتی ہے۔ جب کسی کے چوٹ لگے تو ایک چنے کے برابر
مومیائی دودھ کے ساتھ کھلا دیں۔ دو تین وقت ایسا
ہی کریں، مومیائی کو روغن اعجاز میں ملکے چوٹ پر لگائیں
تو فوراً درد و خون وغیرہ سب بند اور بہت جلد زخم بھر جاتا ہے
ایک تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ مر)

فوری زہر مار نمبر ۱۸/۷

آپ نے پڑھا ہوگا کہ فوری زہر مار زہروں کا علاج
ہے لیکن یہ فقط اسی کام کے لئے نہیں ہے بلکہ سفر حج میں
بہت کار آمد ہے اس کی دو دو بوند ایک چمچہ پانی میں ملا کر روز
جہاز میں کھاتے رہیں تو چکر وغیرہ سے امن میں رہیں اور
کوئی وبائی بیماری بھی نہ ہو اور ملیریا بخار نہ ہو اور اسطرح
پانی میں ملا کر راستے پر ملیں تو چکر نہ آئے بلکہ اس کے سونگھنے
ہی سے چکر نہیں آتا۔ اگر کھانے میں اسکو دو تین بوند ڈالکر

کھایا کریں تو کھانا خوب ہضم ہو اور خوش ذائقہ ہو جائے
اگر شکر سفید ۲ تولہ اور پانی ۲ تولہ ملاکر بوند فوری زہر بار
کی ملالیں تو نہایت مفرح چٹنی بنجائے جو گرمی کے وقت
پیاس کی تسکین کرے اور طبیعت کو خوش رکھے۔ اگر
شکر سفید کا شربت بناکر چار بوند فوری زہر بار ڈالکر
پئیں تو بیحد مفرح اور مسکن ہو، اور سفر میں لوہ
لگنے کا خوف نہ رہے۔ اگر نمک مرچ کی چٹنی بناکر تین چار بوند
فوری زہر بار کی ڈال لیں اور تھوڑی شکر سفید بھی ملالیں
تو نہایت لذیذ اور مفید چٹنی بنجائے اور دسترخوان پر ہو تو
کھانا خوب کھایا جائے۔

زہریلے جانوروں کا پورا علاج ہے ہیضہ، سرسام
بخار وغیرہ کیلئے بھی مفید ہے اسکا پورا بیان صفحہ
۳۵ میں ضرور پڑھ لینا چاہیے (۲۰ تولہ قیمت ۲ر)

نمک سلیمانی یہ ہر جگہ کار آمد ہے، اگر نمک سلیمانی
ایک ماشہ لیکر ۲ تولہ پانی میں
گھول کر ۲ بوند فوری زہر بار ملادیں تو نہایت لذیذ اور
خوش ذائقہ اور زیادہ مفید ہوجاتا ہے خوراک ایک ماشہ
قیمت ۵ تولہ ۸ر

بکس شفاء الحجاج کی ادویات کی قیمت چھ
روپیہ پندرہ آنے
ہوتی ہے۔ لیکن کل بکس کی قیمت چھ روپیہ آٹھ آنے،
محصول چودہ آنہ (۱۴ر)

نوٹ:- ہر دوا علیحدہ بھی ملسکتی ہے۔ اور اگر کوئی صاحب
بکس شفاء الحجاج میں کسی دوا کی مقدار بڑھانا چاہیں تو
اطلاع کرنے پر بڑھائی جاسکتی ہے قیمت اسی دوا کی بڑھ جائیگی

نوٹ:- یہ بکس علاوہ حج کے ہر سفر میں کار آمد ہے
بلکہ ہر کنبہ دار کو اپنے گھر میں رکھنا چاہیے۔

نوٹ:- کم استطاعت اصحاب کیواسطے یہ بھی رعایت ہے
کہ نصف بکس بھی بن سکتا ہے ہر ہر دوا نصف وزن کی ہوگی
قیمت ۳ے محصول ۴ر

سرٹیفکیٹ میں حج کو گیا تو آپ کا بکس شفاء الحجاج
ہمراہ لیگیا واقعی اس نے وہ کام
دیا کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر بھی نہیں دیسکتا۔ اس کی ہر دوا
مفید اور ضروری ہے، خصوصاً حب سعال اور قبض کشا
کے تیر بہدف ہیں۔
محمد عاشق الٰہی مولوی فاضل میرٹھ محلہ کوٹلہ

سرٹیفکیٹ میں مع اہل و عیال کے حج کو
گیا اور دو بکس شفاء الحجاج کے
ساتھ لے گیا۔ اس لئے ایسے ایسے موقعوں پر کام دیا کہ
جہاں کوئی طبیب یا ڈاکٹر نہ تھا اور نہ دوا ملسکتی تھی واقعی
سفر حج میں یہ از حد ضروری چیز ہے جہاں سینکڑوں روپے
خرچ کئے جاتے ہیں۔ پانچ چھ روپیہ بھی ضرور خرچ
کرنا چاہیے۔ نواب جمشید علیخاں۔ ایل۔ ایم سی ممبر
کونسل از باغپت ضلع میرٹھ

دار الشفاء مصطفائی کی ایک خاص چیز

آلم باہمی روغن اعجاز صدہا مرضوں کی ایک دوا

چوٹ، زخم، سوزش اعضا، منہ آنے، بچھو، مکڑی، تتے
وغیرہ کے کاٹے، جلے ہوئے۔ ورم، سرخ باد کی فوری دوا
درد اور ورم پر اس کو ملکر سینکیں فوراً آرام۔ چوٹ میں
اگر زخم نہ ہوا ہو تو اسے ملکر سینکیں اور اگر زخم ہو تو خالص
پانی یا نیم کے پانی سے دھوکر یہ تیل لگائیں درد اور تکلیف
اور ٹیس فوراً موقوف، چوٹ اور زخم خواہ گرنے سے ہوا ہو
یا لاٹھی یا بندوق کی ضرب سے۔ اگر زخم سے خون بہتا

ہو یا چاقو سے کٹ گیا ہو تو اسکو لگائیں، خون کو فوراً بند کرتا ہے، اور زخم کو بہت جلد بھر لاتا ہے۔ یہ تیل زخم کو بھرنے میں نہایت سریع الاثر ہے اور زخم کو پھٹنے سے روکتا ہے۔ منہ کسی قسم کا آیا ہو حتی کہ بچوں کا سفید منہ جسکو چھالک کہا جاتا ہے اس کے لگاتے ہی تکلیف دور اور تقریباً ایک گھنٹہ میں منہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ پھریری سے لگائیں۔ سرخ باده پر نصف وزن سرکہ ملا کر لگائیں سوزش و خارش اندام نہانی مستورات کیلئے پھریری سے لگانا فوری دوا ہے یا اسے ملیں فوراً جلن اور خارش موقوف، پان میں چونہ زیادہ کھا لینے سے منہ چھل گیا ہو تو پھریری سے لگاتے ہی آرام، فالج اور لقوہ میں بعد صفائی مادہ اسکا ملنا مفید اور مقوی اعضا ہے۔ چورنی بدن پر ملوائیں تو نہایت مقوی۔ جوڑوں میں سختی آگئی ہو تو نرم کرتا ہے، پسلی کے درد پر اسمیں نصف وزن موم ملا کر نیم گرم ملیں۔ گرم پانی میں ۳۰ تولہ ملا کر پئیں تو مسہل قوی ہے۔ قولنج اور مروڑ اور پیٹ کے کیڑوں کو دفع کرتا ہے

روغن اعجاز کا ایک خاص فائدہ

ختنہ کرنے کے بعد اسکو فی تولہ ایک ماشہ کافور ملا کر لگا دیا جائے تو فوراً تکلیف دور ہو جاوے اور بچہ ہنستا کھیلتا رہے پٹی رہنے یا بندش وغیرہ کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی علیٰ ہذا لڑکیوں کے کان، ناک چھیدنے کے بعد فوراً اس کو لگا دیا جائے تو تکلیف بالکل نہیں ہوتی، اور دو تین ہی دن میں کان اچھے ہو جاتے ہیں۔

قیمت شیشی	۲ ماشہ	چار آنہ	۴/
"	۱ تولہ	سات آنہ	۷/

قیمت شیشی	۲ تولہ	چودہ آنہ	۱۴/
"	۵ تولہ	ایک روپیہ آٹھ آنہ	۱/۸
"	۱۰ تولہ	تین روپیہ	۳/
"	ایک پونڈ ۴۰ تولہ	گیارہ روپیہ	۱۱/

جس قسم کی شیشیاں خریدی جائیں، فی درجن ایک شیشی مفت

سرٹیفکیٹ

میں آپ کے روغن اعجاز کو واقعی اعجاز ہی سمجھتا ہوں اور ہمیشہ گھر میں رکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ یہاں گاؤں میں لڑائی ہو گئی اور فریقین کے سر پھٹ گئے اور ایسی چوٹیں آئیں کہ سب کا خیال تھا کہ دو دو تین مہینہ شفا خانہ میں رہنا پڑیگا۔ آپ کا روغن اعجاز موجود تھا صرف وہ زخموں میں ٹپکا یا گیا تکلیف فوراً کم ہوئی اور ایک ہفتہ میں سب اچھے ہو گئے، اس کے علاوہ میں نے اسکا تجربہ بہت جگہ کیا کیسا ہی زخم ہو چوٹ ہو یا پھوڑا پھنسی ہو میں اسی کو لگا لیتا ہوں آرام ہو جاتا ہے، بڑے بڑے کام اس سے نکلتے ہیں۔

ضیاء الحسن از کاٹھ ضلع میرٹھ

سرٹیفکیٹ

میں نہایت مسرت اور فراخ دلی کیساتھ روغن اعجاز کی تعریف کرتا ہوں کہ واقعی یہ بے مثل تیر بہدف ہے چوٹ لگ جانے کو اسکو مل لیا جائے تو درد اور ورم گویا تھی ہی نہیں اور ورم کے تحلیل میں بھی بہت مفید ثابت ہوا، ایک مرتبہ یہ درد گردہ میں آزمایا گیا بہت جلد درد کو سکون ہو گیا میرے گھر میں ایک شیشی رکھی رہتی ہے جس بچہ کے چوٹ لگتی ہے یا کوئی جانور کاٹ لیتا ہے وہ دوڑ کر روغن اعجاز مل لیتا ہے۔ اور ہنستا کھیلتا پھرتا رہتا ہے۔ ہر گھر میں رہنے کی چیز ہے۔ مولوی ظفر احمد صاحب از دفتر امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

ایک عجیب واقعہ - ایک لڑکا کارتوس بھر رہا تھا غلطی سے ٹوپی چل گئی اور چھپٹ چھپٹ میں لگے - اور چھکا منہ اور ہاتھ سب زخمی ہو گئے - تمام منہ پر خون ہی خون تھا ایک شخص نے چلو میں پانی لیکر منہ پر ڈالا اس غرض سے کہ خون دُھل جائے اور معلوم ہو جائے کہ چوٹ کہاں کہاں اور کتنی لگی - لیکن تمام چلو خون سے بھر گیا کیونکہ خون بہت زیادہ نکل رہا تھا - تمام کھال اور گوشت اڑ گیا تھا - اتفاق سے اُس وقت روغن اعجاز موجود تھا - چلو بھر کر اُس کے منہ پر ڈال دیا - پڑنا تھا کہ خون بند ہو گیا اور زخم کے موقعے صاف نظر آنے لگے پھر روغن اعجاز ہی سب جگہ لگایا گیا - آنکھیں پھول کر بڑی بڑی ہو گئی تھیں اور سخت سوزش تھی ان پر روئی روغن اعجاز میں بھگو کر رکھی گئی - مریض بیہوش ہو گیا تھا - ایک گھنٹے کے بعد تکلیف کہیں نہیں رہی - اگلے دن آنکھیں کھل گئیں - اور ایک ہفتہ میں سب زخم اچھے ہو گئے اور نشان بھی نہ رہے

(راقم ایک طبیب صاحب)

سرٹیفکیٹ

میرے ایک دوست کے ہاتھ میں بندوق لگ گئی اور دونوں ہاتھوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں، ڈاکٹر نے آپریشن کیا، لیکن سوزش اور گرمی اس قدر تھی کہ کئی راتیں جاگتے گذر گئیں کبھی بھی ہاتھ کے پاس کوئی شے لگتی تو تڑپ اٹھتے تھے، ڈاکٹر نے بہت کوشش کی مگر یہ تکلیف رفع نہ ہوئی تھی اس وقت روغن اعجاز لگایا گیا فوراً نیند آگئی اور ایک ہی دن میں زخموں میں گوشت اتنا بھر آیا کہ ڈاکٹر نے کہا کہ کوئی دوا بہت تیز بھرنے والی لگائی گئی ہے کہ گوشت بے قاعدہ بھر آیا ہے، ایسا نہ ہو اسکو کاٹنا پڑے!!

ایک قابل قدر سرٹیفکیٹ

از عالیجناب محمد عبدالحلیم صاحب

ایڈیشنل حکیم شفاخانہ تکمیل الطب پروفیسر شیخ و کیمیا چھوائی ٹولہ لکھنؤ - میں تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم حاجی مولوی حافظ محمد مصطفےٰ صاحب، مالک دارالشفاء مصطفائی میرٹھ کا ایجاد کردہ روغن اعجاز دفیور تکسیر مصطفائی و زہر مار نہایت مفید ادویات ہیں شفاخانہ تکمیل الطب کے مرضی پر میں نے استعمال کیا اور واقعۃً مفید پایا میں حکیم صاحب کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور پبلک سے ان ادویہ کے استعمال کی سفارش کرتا ہوں - ۲۲ جولائی سنہ ۲۶ء

زہریلے جانوروں کا علاج

دارالشفاء مصطفائی کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ زہریلے جملہ جانوروں کے کاٹنے کا علاج خاص طور سے ہوتا ہے - ان ادویات کو غور سے پڑھئے -

زہر مار - عجیب جادو اثر دوا ہے - بچھو تتیے کنکھجورے اور جملہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کو ایک بوند آنکھ میں ڈالنے سے ایک سکنڈ میں آرام لطف یہ کہ آنکھ کو کسی قسم کا نقصان یا تکلیف نہیں بلکہ ہلکے جالے اور دھند کے لئے مفید ہے بہت اطباء اس کا تجربہ کر چکے ہیں سانپ کے کاٹے ہوئے بہت سے آدمی اس سے اچھے ہو چکے ہیں اگرمی کے موسم میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ محلہ میں کہیں تتیوں کا چھتہ لگا ہوتا ہے - تو بچے اُس میں اینٹ مار دیتے ہیں اور جب تتیے لپٹ جاتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں تو دارالشفا میں اگر آنکھ میں دوا ڈلوا لیتے ہیں فوراً آرام ہو جاتا ہے

[illegible]
دیگر جانوروں کے کاٹنے کے لئے صرف ایک دو بوند زہر مار کافی ہوتا ہے اور سانپ کے کاٹنے کے لئے تقریباً ۲ تولہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ پلایا بھی جاتا ہے اور کاٹنے کی جگہ پر کپڑا بھگو کر بھی رکھا جاتا ہے اور آنکھ میں بھی ڈالا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۶ ماشہ جو دو سو مریضوں کو کافی ہے۔ چار آنہ (۴؍)

ایضاً ۲ تولہ عہ محصول بقدر پارسل

نوٹ ہمارے ایجنٹوں کے پاس ایک شیشی کھلی ہوئی رہتی ہے اور مریضوں کی آنکھ میں مفت ڈالی جاتی ہے

سرمہ زہر مار یہ زہر مار مذکور کا خشک جوہر ہے نہایت تیز لگنے والی چیز ہے لیکن تیزی مارنے کیلئے اسمیں تریاق الافاعی (جو کارخانہ کی خاص ایجاد ہے) اسمیں ملا دیا گیا ہے اب بالکل نہیں لگتا اور بجلی کا سا اثر کرتا ہے ادھر سلائی آنکھ میں پھیری ادھر زہر کا اثر کافور جس طرف کاٹا ہو اس کے مخالف جانب کی آنکھ میں ایک سلائی لگایا جائے۔

قیمت شیشی ۳ ماشہ ۸؍ اور ایک تولہ عہ ۱۲؍ محصول ۴؍

فوری زہر مار اس نے تمام زہر مار منسوخ کر دیا اس کے صرف سونگھنے سے ایک منٹ کے اندر آرام ہوتا ہے، ایک شیشی ہزاروں مریضوں کو کافی ہے اس کی ترکیب اور فوائد یہ ہیں سونگھنے سے زہر کو فوراً آرام۔ اسکو کاٹنے کی جگہ لگایا جاوے توفوراً آرام۔ اگر زہر کا اثر زیادہ ہو تو فوری زہر مار دو دو بوند ایک ایک چمچہ پانی ملا کر دس دس منٹ کے بعد پلاویں۔ اگر اسکو زہریلے جانور پر ڈال دیں تو وہ جانور مرجائے کھٹملوں کے چھتے کے نیچے اس کی شیشی کھول کر [illegible] لگنے سے جیسے چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

ہیضہ کے مریض کو فوری زہر مار دو دو بوند دو چمچہ پانی ملا کر ہر گھنٹہ میں دیتے رہیں تو عمدہ دوا ہے۔ سرسام میں غفلت دور کرنے کے لئے ۲ بوند فوری زہر مار دو چمچہ پانی میں ملا کر کپڑا بھگو کر پیشانی پر رکھیں سانپ کے کاٹے کو ۶ ماشہ ارہر کی دال اور ۵ کالی مرچیں پانی میں پیسکر چھان کر ۵ بوند فوری زہر مار ملا کر ہر دو گھنٹہ میں کھلاویں اور ارہر کی دال ابال کر گرم گرم باندھیں اور اسکو ٹھنڈا ہونے دیں جب تک آرام نہ ہو جائے۔ اور فوری زہر مار کاٹنے کی جگہ پر خوب ملیں یا کپڑا بھگو کر رکھیں۔ ملیریا کے موسم میں ۲ بوند فوری زہر مار ایک چمچہ پانی میں ملا کر ہر صبح کو پی لیا کریں۔ تو ملیریا سے حفاظت ہے۔ اگر تمباکو پان میں زیادہ کھا لینے سے چکر آجائے تو فوری زہر مار کو سونگھتے ہی دور

نوٹ ۱۔ فوری زہر مار آنکھ میں ہرگز نہ ڈالا جائے۔ ورنہ نقصان ہوگا۔

نوٹ ۲۔ فوری زہر مار بلا کم سے کم دس حصہ پانی ملائے ہرگز نہ پینا چاہئے۔ پانی میں ملا کر اس کو پینا یا کوڑی پر ملنا قے کو روکتا ہے۔

نوٹ ۳۔ اگر غلطی سے آنکھ کے اندر فوری زہر مار پڑ جائے تو فوراً پانی سے آنکھ کو اندر سے دھو کر انڈے کی سفیدی ڈالی جائے یا شیاف ابیض لگایا جائے۔ شیاف ابیض مرکب گولی ہے جو اکثر دواخانوں میں ملتی ہے اور نسخہ اس کا یہ ہے۔ سفیدہ کاشغری گوند ببول کتیرا نشاستہ باریک پیسکر انڈے کی سفیدی سے یا لعاب اسپغول سے گوندھ کر گولیاں بنالی جائیں اور پانی میں گھس کر آنکھ میں لگائی جائیں۔ قیمت شیشی ۶ ماشہ جو ہزاروں مریضوں کو کافی ہے ۸؍ ایضاً ۲ تولہ عہ محصول ۴؍

مومیائی

یہ مومیائی بنی ہوئی ہے مگر کام اصلی کا دیتی ہے ہڈی جوڑ دیتی ہے جب کسی کے چوٹ لگے تو ایک چنے کی برابر مومیائی کھلا کر گرم دودھ پلاویں تین چار دن ایسا ہی کریں۔ اور ایک ماشہ مومیائی ۲ تولہ تل کے تیل میں یا روغن اعجاز میں ڈالکر تاکہ مومیائی تیل میں حل ہو جائے پھر اس کو زخم پر لگائیں خون فوراً بند اور ہڈی بھی جڑ جاتی ہے اگر مومیائی ایک ارہر کے دانہ کی برابر کھا کر شام کے وقت دودھ پئیں تو بیحد ممسک ہے لیکن گرم مزاج والے اور جوان آدمی اسکو امساک کے لئے نہ کھائیں قیمت فی تولہ عہ محصول ۴ پیکنگ ۴ ر

جوہر عشبہ دو آتشہ

عشبہ کے خواص سے کون واقف نہیں ہے ایک دوا ہے جس کے حکیم لوگ اور ڈاکٹر اور وید سب قائل ہیں۔ اس سے بہت سے مرکبات بنتے ہیں جن کے الگ الگ اثر ہوتے ہیں۔ مگر عشبہ گرم خشک بہت زیادہ ہے اسی واسطے اطبا اسکو عشبۃ النار کہتے ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ دوا کا ترکیب دینا اور مزاج قائم کرنا یونانی ہی طب کا حصہ ہے ہمارا جوہر عشبہ ایسا مرکب ہے جسمیں عشبہ کے ساتھ دودھ اور دیگر مصفی خون ادویات بھی شامل ہیں نہ اسمیں گرمی باقی ہے نہ خشکی۔ نہایت مصفی خون، دافع قبض، آتشک اور گنٹھیا۔ مہاسوں، داد، خارش، تل، داغ، دھبوں وغیرہ امراض جلدی کی جڑ کھونے والا ہے۔ جو قبض، سودا وت اور آنتوں کی خشکی ہو اس کے لئے بیحد مفید ہے۔ آتشک والے باقاعدہ علاج کے بعد دو تین بوتل جوہر عشبہ پی لیں تو اس قدر رنگ صاف ہو جاتا ہے کہ پہچانے نہیں جاتے ہیں

قیمت فی بوتل ۱۲ خوراک عہ ر

فیور مکسچر جدید

یہ جدید مکسچر [illegible] لوگوں کے واسطے تیار ہوا ہے، فائدوں میں فیور مکسچر مصفائی کی برابر ہے صرف اس کے کہ چڑھے ہوئے بخار میں نہیں دیا جا سکتا نیز حمل میں نہیں دیا جا سکتا۔ اور اس بات میں اس سے بڑھا ہوا ہے کہ جن کا جگر یا تلی بڑھی ہوئی یا ان کے بدن میں ملیریا کا مادہ موجود ہو تو ان کو بہت زیادہ فائدہ کرتا ہے تلی کو بہت جلد کاٹتا ہے اور ایک دو دست لاتا ہے ہضم اور پسینہ لانے والا بھی ہے۔

قیمت شیشی ۱۶ خوراک عہ ایضاً ۹ خوراک ۱۱ر

سرٹیفکیٹ:- از حاجی عزیز الرحمن صاحب رئیس انچولی ضلع میرٹھ۔ مجکو عرصہ تک بخار آیا، کبھی آتا کبھی چھوٹ جاتا۔ بہت دوائیں کیں لیکن فائدہ نہ ہوا مکسچر جدید سے بالکل فائدہ ہو گیا۔

سنون لبیط

یہ منجن دانت و مسوڑہ ہے اور نزلہ کا اثر ہونے کو قطعاً روکنے والا ہے، اگر ابتدا عمر سے اس کو ملتے رہیں تو دانت ہر قسم کے امراض سے محفوظ رہیں اور درد اور پیریا وغیرہ کوئی مرض نہ ہو۔ چونکہ اس منجن کی اشاعت اور نفع عام منظور ہے اس واسطے قیمت بہت ہی کم رکھی گئی۔ ترکیب استعمال یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت ایک ماشہ ملکر ۱۰ منٹ کے بعد کلی کر کے سو رہا کریں۔

قیمت فی تولہ ایک آنہ (۱ر) پیکیٹ ۵ تولہ چار آنہ (۴ر) دس تولہ سات آنہ (۷ر) محصول ۴ ر

تریاق منظیر

طاعون، ہیضہ، بخار، چیچک، قے اور دست، سرایت، جلے ہوئے، سوزش بول، تتیے کے کاٹنے کی ایک دوا، طاعون اور

[illegible]

...نے مریض کو ۵ بوند صبح اور ۵ بوند شام اور ۵ بوند ...ہر ایک ہر دو گھنٹہ کے بعد ۲ بوند دیتے رہو ہیضہ میں ... وقت ۲ بوند دوا اور اسی کو سونگھاؤ۔ آدھا سیسی والے ...ادی سے پہلے ۵ بوند ناک میں چڑھاو اور بیت اور بھڑ ...ئے اور تتیئے کے کاٹنے پر ملنے سے فوراً آرام ہو سوزش ...ل میں ۴ بوند صبح اور ۴ بوند شام کھانے کے وقت ذرا ...ڑی پہ ملو اور سونگھاؤ۔

قیمت شیشی ۱۲ خوراک ۴؍ ۲۴ خوراک ۸؍ محصول ۴؍

چورن مصطفائی

یہ چورن نہایت خوش ذائقہ ہے جس گھر میں پہنچ جاتی ہے۔ بچے بہت جلد ختم کر دیتے ہیں ہر عمر اور ہر حالت میں مفید ہے۔ ہاضم طعام کاسر ریاح دافع قبض و نفخ، بالغ تجربہ ہے کھاتے ہی شرطیہ ڈکار آتی ہے۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک خواہ کھانے کے بعد کھائیں یا نہار منہ۔

قیمت شیشی ۵ تولہ ۶؍ محصول شیشی تک ۴؍

نمک سلیمانی اصلی

اس کے خواص سے ایک دنیا واقف ہے اور کسی دواخانہ کا اشتہار اس سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ یہ معدہ کی خاص دوا ہے، اس واسطے اس کو تمام امراض کی دوا کہنا صحیح ہے کیونکہ تمام امراض معدہ ہی سے ہوتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ میں نمک سلیمانی بالکل اصلی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے، تخمہ، درد شکم، بدہضمی کھٹی ڈکار، دست، قبض، ریاح، ضعف ہضم وغیرہ کیلئے اکسیر ہے اور مقوی باہ ہے، بینائی کو بڑھاتا ہے۔

قیمت فی ۴۰ خوراک ۴؍ وزن ۲۰ تولہ محصول شیشی تک ۴؍

و شیشی تک پانچ آنہ (۵؍)

قبض کشا

جتنی بار اجابت منظور ہو اتنی ہی بوند قبض کشا تباشہ یا شربت بنفشہ میں یا اور کسی چیز میں ملا کر کھا لو۔ بچوں کے لئے اچھی چیز ہے، ایک بوند گھونٹی کا کام دیتی ہے اسہال اور بلغم کو نکالتی ہے۔ مسہل میں جب دست نہ آئیں تو اس کی دو تین بوند دیجائیں، دست بفراغت ہو جائیں۔ خوراک ایک بوند سے ۵ بوند تک ۱۱

قیمت شیشی ۲۰ بوند ۴؍ محصول ۴؍

مدر بول

جب ہیضہ میں پیشاب نہ ہو تو اس کو کپڑے پر لگا کر گردوں پہ رکھو ۱۰ منٹ میں پیشاب ہو جاتا ہے۔ قیمت ۴؍

حب ہیضہ

ہیضہ کے موسم میں حفظ صحت کے لئے بھی کھانی چاہیے، اور مریض کے لئے بھی اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ بچوں کو بدہضمی، پیٹ کے درد کے لئے کھلائیں تو فوری دوا ہے۔ حفظ صحت کے لئے ایک گولی روزانہ کے ساتھ کھاتے رہیں۔ اور ہیضہ کے مریض کو ایک گولی صبح اور ایک شام اور ایک گولی دوپہر گلاب ۵ تولہ کے ساتھ یا سوڈا واٹر کے ساتھ یا پانی کے ساتھ کھلائیں اور اگر چاہے دودھ کے ساتھ کھلائیں تو بہت مفید ہے۔

قیمت فی درجن نو آنہ (۹؍)

حب ممسک

لوگ امساک کی ہوس میں بہت تیز تیز اور زہریلی چیزیں کھا لیتے ہیں جس کا انجام طرح طرح کے نقصان پیدا ہوتا ہے، اور آخر میں امساک کا اثر بھی باطل ہو جاتا ہے

ہماری یہ گولی سونا، چاندی، مشک، عنبر وغیرہ قیمتی اور غیر زہریلی دواؤں سے مرکب ہے کسی قسم کا نقصان نہیں لاتی ہر مزاج کے موافق ہے، ممسک بے ضرر اور مقوی باہ، مانع ضعف ہے، اگر ماء اللحم کے ساتھ کھائی جائے، تو آب حیات کا کام دیتی ہے اگر ایک گولی قبل از . . . کھائی جائے اور ایک بعد تو مطلق ضعف نہو۔ اور قوت و تحریک بحال رہے، مانع نزلہ بھی ہے۔ افیون کی عادت بھی اس سے چھوٹ جاتی ہے۔

قیمت روپہلی گولی ۱۲ عدد ایک روپیہ (عہ)
سنہری " ۱۲ " ایک روپیہ (عہ) محصول ۔۔

سوزاک

یہ بھی آتشک کا بھائی ہے حقیقت ایک ہو صرف مذہش الفاظ کا فرق ہے۔ یہ وہ مرض ہے جس کی نسبت کہا گیا ہے۔ یہ داغ بد وہ ہے کہ مٹایا نہ جائے گا اس مرض سے پشتوں تک نسل بھی خراب ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے ہماری دوا سوزاک اکیس دن استعمال کیجئے اور تمام عمر کو مرض کو خیرباد کہئے اس کے ساتھ مرہم اکسیر کی پچکاری بھی لینا چاہئے قیمت دوا سوزاک کی دو روپیہ (عہ) محصول ۔۔ اس کے ساتھ خون کی صفائی کے لئے جوہر عشبہ نمبر (۲) بھی پینا مناسب ہے۔

آتشک

یہ وہ مرض ہے کہ جس سے موت بہتر ہے، سات سات پشت تک اس سے نجات نہیں ہوتی۔ ہمارے یہاں اس کا علاج بھی شرطیہ ہوتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ غریبانہ بھی اور امیرانہ بھی، اس کے نسخے ہمارے پاس ایسے مجرب ہیں کہ اگر کوئی صاحب ٹھیکہ ... واسطے ٹھیکہ کے طور پر علاج کرانا چاہیں تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔

حب آتشک غریبانہ گولی دست آور ہے خوراک ہیں آرام۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصول محتاجوں کو مفت، اس کے کھانے ہی سے زخم ... جاتے ہیں

اکسیر آتشک امیرانہ گولی، آتشک ... گویا کا شرطیہ علاج، نہ منہ آئے نہ دست آئیں ایک ہفتہ میں آرام قیمت ۵ محصول ... زخم اس کے کھانے ہی سے بھر جاتے ہیں جو ... سے تولنے کی چیز ہے۔ ایسے لوگ موجود ہیں جن کے ہاتھ پیر ٹیڑھے پڑ گئے تھے، اس کے استعمال سے بالکل تندرست ہو گئے۔

مرہم اکسیر

داخلی و خارجی دوا، ہمارے کارخانہ کی خاص چیز آتشک سوزاک، ڈھیٹ، خنازیر (کنٹھ مالا) قروح خبیثہ دیرینہ زخموں کی بے مثل دوا، ایک چنے کی برابر روز ۴۰ روز تک کھانے سے جملہ امراض مذکورہ بالا کی کھونے والا، اسی کی پچکاری سوزاک کے لئے ناصور میں اس کا ٹپکانا جادو کا اثر رکھتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ ایک تولہ دو روپیہ (عہ) اور محصول ۴ر زخموں پر لگانا فوری علاج۔

درد گردہ

دوا اکسیر ... کی غریبانہ دوا ... درد گردہ بھی کیسی جانکاہ چیز ہے مریضان گردہ کو چاہئے کہ ہمارا اس دوا کو ہمیشہ پاس رکھیں۔ جب درد کا اندیشہ ہو فوراً ایک خوراک کھا لیں، پیشاب جاری کرتی ہے

ھری کے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اگر کچھ عرصہ کھائیں
ے بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

یت شیشی ۱۲ خوراک عہ محصول ۴؍

یب استعمال :۔ ڈیڑھ ماشہ دوا رات کو
ت بزوری میں ملا کر چاٹیں یا مولی کے پانی کے
ھ کھائیں یا صرف پانی کے ساتھ کھا لیں۔

درد گردہ کی امیرانہ دوا مجرب

درد گردہ کے لئے اس سے بہتر دوا نہیں ہوئی جس
ے بھر باقاعدہ استعمال کیا تمام عمر درد سے محفوظ
لیا۔ نہایت کمیاب اجزاء سے مرکب ہے۔

یب استعمال :۔ ایک ماشہ دوا روز صبح کو کھا کر
ئت احب القرطم، گوکھرو، پانی میں بھیگو چھان کر
ت بزوری بادیا شکر سفید ملا کر پیئیں۔

سرٹیفکیٹ مجھکو مرض درد گردہ شروع ہوا اور
سخت تکلیف ہوئی، تیسرے چوتھے
ن دورہ ہونے لگا۔ اس دوا کا استعمال کیا۔ اب
ت سے درد گردہ کا خیال بھی نہیں آتا حالانکہ میں
ے ہم روز استعمال بھی نہیں کیا۔
خواجہ عزیز الحسن غوری اسسٹنٹ انسپکٹر
مدارس لکھنؤ

سرٹیفکیٹ مجھے درد گردہ کے سخت دورے ہوتے
تھے جس سے روح تحلیل ہوتی تھی اور ضعف کی
کوئی حد نہیں رہی تھی آپ کی یہ دوا درد گردہ باقاعدہ
ہم دن استعمال کی عرصہ ہوا کہ درد بالکل نہیں ہوا،
س عرصہ میں دیگر بیماریاں بھی ہوئیں مگر درد گردہ نہیں ہوا
حافظ شفقت علی از رامپور منہیاران ضلع سہارنپور

برادران اسلام کو تازہ خوشخبری ہے

جناب فخر عالم پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مبارک والانامہ

جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہر لگا کر سنہ ہجری میں سلطان مقوقس قبط کے بادشاہ کے نام بغرض دعوت اسلام روانہ فرمایا تھا اور ایک فرانسیسی سیاح نے سفر قبط میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خرید کر سلطان عبدالمجید خاں صاحب مرحوم مغفور سلطان سابق کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیہ پیش کیا۔ سلطان المعظم نے اُسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا، قسمت سے اُسکا عکس ہندوستان میں بھی پہونچا اور اسکے ایک عکس سے ہمکو عزت حاصل ہوئی ہم نے براہ رفاہ عام چھپوا کر شائع کیا اور نقل مطابق اصل رکھنے کی بہا نک کوشش کی کہ بوجہ ایک مدت دراز گذر جانے کے والا نامہ مذکور میں جو شکن وغیرہ پڑ گئے ہیں وہ بھی چربہ میں ظاہر کئے ہیں وہ عبارت جو اصل ہو اول رکھی ہے اور اسکے نیچے وہ ہی عبارت خط نسخ میں موجودہ عربی میں خوشخط لکھکر بین السطور اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے اسکی قدر وہی حضرات کرینگے جنہیں آقائے نامدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اشد محبت ہوگی کیونکہ محبوب کی چیز یا اُسکی نقل کی وہی قدر کریگا جو عاشق ہوگا اور جسکو محبت ہی نہو اُسکو کیا قدر ہوگی، اور چونکہ بعض حضرات اسے شیشے میں لگاتے ہیں اسواسطے اسکے گرد بیل نہایت خوبصورت مگر صوفیانی رنگین چھپوائی ہے اب یہ فرمان ہر صورت سے اس قابل ہے کہ شیشہ میں لگوا کر مکانوں اور مسجدوں میں لگایا جائے، ہدیہ صرف ۲؍

مِرقاۃُ العربیۃ

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہیئے جو آسان طور پر کم سے کم وقت میں طالب علم کو عربی لکھنے سمجھنے کے قابل بنادے، الحمدللہ کہ مولانا مولوی عبدالہادی خانصاحب مولوی فاضل ومنشی فاضل، شاہجہاں پوری نے اِس ضرورت کو پورا کردیا، اور ایک کتاب **مرقاۃ العربیہ** کے نام سے تالیف کی جس کے اب تک تین حصے شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ صرف ونحو، ادب وترجمہ چاروں کو نہایت خوش اسلوبی سے ایک جگہ جمع کردیا ہے۔ اور ہر ایک مسئلہ کے لئے ایک عنوان قائم کرکے مثالوں سے ذہن نشین کیا ہے۔ غرض کتاب کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت حصہ اول چھ آنے، حصہ دوم آٹھ آنہ، حصہ سوم دس آنے۔

اَلہَادِی

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت وطریقت کے متعلق جامع شریعت وطریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ ونقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے۔ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہے، جس کی سالانہ قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ ہے، اور بصورت وی پی (۲؏ ۱۲؁)

نمونہ ۴؍ — پتہ — نمونہ ۴؍

محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

امیر الروایات فی حبیب الحکایات

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین و بزرگان دین کے حالات و واقعات کا بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو کیا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ وغیرہ بزرگان کے اسماء گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم میرٹھ ہو کی زبان سے نکلے ہوئے ہونے کے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کیے گئے ہیں ان کا نام امیر الروایات فی حبیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کما حقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

ترجمہ ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کیے گئے ہیں کہ تاوقتیکہ کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر و دشواری سے اسوجہ سے فی زمانہ کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں جو احکام شریعت پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہوگیا ہے اب تو مسلمانوں کو امر دینی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت معلوم ہو اور یہ امر مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جس میں احکام شریعت کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت کہا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جاوے اسی وجہ سے احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب آئی اور اسکا ترجمہ شروع کرادیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں بعینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین بعینہ یکجا کوئی آجکل کے مذاق کی خبر نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کے پرچے ضائع ہو جاتے ہیں اسلئے انکو جمع کر کے کتاب کی صورت میں تیار کرالیا ہے اسی طرح کی کتابیں اسکے علاوہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں مثلاً تسہیل المواعظ المصالح العقلیہ امیر الروایات التشرف حصہ اول وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہو چکی ہیں جن میں کچھ ہو کر شائع ہو رہی ہیں اس کے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔ جلد اول قیمت ۱۰؍ دوم قیمت ۸؍ سوم ۲؍

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری ابتدائی یعنی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے واقعات نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جا بجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جس کے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں طاعون پھیلی ہوئی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا۔ اور تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ واقع بلا ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ مزید براں ساتویں بار اور اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

قیمت۔ ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا مد ظلہ

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے تبع شریعت کے لیے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کے لیے مشعل رہنما ہے بہت آفریں اہل سلوک کو دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے حقائق کیلئے آئینہ تمام جہت کے اور مبتدی کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر و سطور آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیفیت مانی ہے پس کیاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنے والے اور کدھر ہیں طریقت کے شریعت کو جدا بتانیوالے یہ ہیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیات قرآنی سے استدلال دیکھکر ان کو واضح ہو جاویگا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ قیمت تین روپے چار آنے۔ (سے ہر)

فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولو العزمی و جانثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔ اگر آپ اسلام کے عروج و نزول کے صحیح اسباب معلوم کر کے ان تمام طریق کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان دھوکہ کھا کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام ملاحظہ فرمائیں ضخامت ۷۱۲ صفحات

قیمت تین روپے چار آنے محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

۱۴۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت معصوف دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضر باشد یا بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ[1] بتفصیل ست

بر مقاصد و مبادی پس اتباعا للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج بتدریج مشہور

مسمی بہ

الہادی

جلد ۵	بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۸ھ	نمبر ۱۰

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب بادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی در بصورت ترجمہ رسالہ الانوار محمدی و تسہیل المواعظ

و حل اشتباہات کلید مثنوی و تشرف حیوۃ المسلمین ملفوظات و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آن مستفاد ست

اندر گاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی باہتمام و ادارت محمد عثمان عفی عنہ در ماہ اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزندہ نزد ہر صاحب رسید می گردد

[1] لہ ہذا التفسیر انما ماخوذ من حضرۃ الشیخ سید مکتب اسعد بعض بالعلم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ صفر المظفر سنہ ١٣٥١ ہجری
جو بہ برکت فیض حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

صفحات	صاحب مضمون	فن	مضمون	نمبر شمار
٣ – ٢٩	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	حدیث	الہادی للتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	١
٢٩ – ٣٦	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	وعظ	تسہیل المواعظ	٢
٣٧ – ٤٠	" " "	حدیث	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	٣
٤١ – ٤٤	" " "	ملفوظات	ملفوظات خرید المجید	٤
٤٥ – ٤٨	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب سلمہ	کلام	حل الاشتباہات	٥

مقاصد و ضوابط رسالہ "الہادی"

(١) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(٢) رسالہ ہٰذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(٣) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے

(٤) رسالہ ہٰذا کی سالانہ قیمت عہ ہے مع محصول ڈاک ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی پی کیا جاتا ہے اور وی پی کی صورت میں [illegible] اضافہ کر کے ہر کا وی پی کیا جاتا ہے اور ممالک غیر قیمت مع محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(٥) ہر خریدار کو کم سے کم ایک سال کیلئے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(٦) رسالہ ہٰذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا

(٧) رسالہ ہٰذا کی پچھلی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر ان کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے یعنی عہ کے علاوہ محصول مقرر ہے۔

الراقم

محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں۔ دہلی

[illegible] سفینہ ۔ جمادی الاول [illegible] سے جاری ہوا ہے جس کی سالانہ قیمت (عہ) [illegible] نمونہ [illegible] ملتا ہے [illegible]

[illegible]

صدقہ کردیں گے) پھر آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ آپ کی حالت میں مشغول
ہیں (اور دینار بھیجنے بھول گئیں) حتیٰ کہ آپ نے کئی مرتبہ یہ فرمایا ہر مرتبہ آپ پر بیہوشی
طاری ہوجاتی تھی اور حضرت عائشہ آپ کی حالت میں مشغول ہوجاتی تھیں (آخر) حضرت
عائشہ نے ان دیناروں کو حضرت علی کے پاس بھیجدیا اور انہوں نے وہ صدقہ کردیئے
پیر کی شب میں شام ہی سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سکرات الموت میں مبتلا
ہوگئے تھے۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کنبہ کی ایک عورت کے پاس چراغ
بھیجا اور کہا کہ ہمارے چراغ میں اپنے کپے میں سے روغن ڈالکر بھیجدو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آج شام سے سکرات الموت میں مبتلا ہیں (اور روشنی کی ضرورت ہے)

ف حدیث کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے رحلت مبارک کے
وقت اپنے گھر میں مال کا وجود بھی گوارا نہیں فرمایا تاکہ مُتُّ فقیراً وَلاَ تَمُتْ غَنِیّاً کا
صحیح مصداق ہوجائے۔ دوسرے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت نبوت اسباب معاشرت
۹۱ سے اسقدر خالی تھا کہ روشنی کے لیئے چراغ میں تیل بھی نہ تھا سبحان اللہ
اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اسکے راوی ثقہ ہیں صحاح میں قابل
احتجاج ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت عائشہ بالمعنی روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابوذر رضی
اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور اس روز انکو وظیفہ ملا تھا لونڈی ان کے ہمراہ تھی اسنے ان کے تمام
ضروری کاموں کو پورا کرنا شروع کیا تو سات (درہم یا دینار) ان کے پاس بچ رہے حضرت
ابوذر نے اسسے کہا کہ ان کے پیسے لیلو میں نے کہا اگر آپ انکو کسی پیش آنے والی حاجت
کے لیے یا کسی آنے والے مہمان کے لیے رکھ چھوڑ سکتے تو اچھا تھا کہنے لگے میرے
خلیل (سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھکو تاکید سے فرمایا ہے کہ جس سونے چاندی کو
بند کر کے رکھا جاوے گا وہ مالک کے حق میں جہنم کی آگ ہوجائیگا تاوقتیکہ اسکو اللہ کے
راستے میں خرچ نکردے اسکو امام احمد نے روایت کیا رجال سند رجال صحیح ہیں نیز اسکو
طبرانی نے اختصار کے ساتھ روایت کیا اس کے الفاظ یہ ہیں "میں نے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص نے سونے چاندی کو روک کر رکھا اور اسکو خرچ نہ کیا تو وہ قیامت کے روز آگ کی چنگاری بنجائے گا اور اس سے اس شخص پر داغ لگائے جائیں گے یہ الفاظ طبرانی کے ہیں ان کے رجال سند بھی رجال صحیح ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین پرندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ گئے آپ نے ایک پرندہ اپنی خادمہ کو دے دیا جب اگلا روز ہوا تو وہ اسکو لیکر حضور کی خدمت میں آئی حضور نے فرمایا کیا میں نے تمکو کل کے واسطے کوئی چیز رکھنے سے منع نہیں کیا تھا۔ کیونکہ کل کا رزق اللہ پاک خود دیں گے۔

اسکو ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا روات ابو یعلی کے ثقات ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نیز مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کچھ نہیں چھوڑا کرتے تھے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بروایت جعفر بن سلیمان ضبعی عن ثابت عنہ روایت کیا۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس احد (پہاڑ) کے برابر سونا ہو اور میں تیسرے روز کی صبح تک زندہ رہوں اور میرے پاس اسمیں سے کچھ بھی باقی رہے بجز اس حصے کے جسکو میں قرض کے لیئے رکھوں۔ ۴۹۲

اسکو بزار نے بروایت عطیہ عن ابی سعید روایت کیا۔ یہ اسناد حسن ہے اور اسکے شواہد بھی ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت ابوذر نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑے ہوئے آپکے ہمراہ تھا آپنے فرمایا اے ابوذر! میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس احد کی برابر سونا چاندی ہو اور میں اسکو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا رہوں اور جس روز میں مروں تو اوسمیں سے ایک قیراط بھی باقی رہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک قنطار آپنے فرمایا میں تو کمی کی طرف جاتا ہوں۔ اور تم زیادتی کی طرف میں آخرت کا قصد کرتا ہوں اور تم دنیا کا آپنے تین مرتبہ فرمایا ایک قیراط ایک قیراط ایک قیراط۔

ف۔ قیراط ایک مثقال کا بیسواں حصہ ہوتا ہے اور قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں۔

اسکو بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نہیں چاہتا کہ احد اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سونا بنا دیا جائے اور میں اسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہوں اور جس روز میں مروں تو اس میں سے دو دینار بھی میرے پاس بچیں ہاں اگر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے کے لیے دو دینار۔ اسکو امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا اور اسناد امام احمد کی جید قوی ہے

حضرت قیس بن ابو حازم سے مروی ہے کہ میں سعید بن مسعود کے کان پر عیادت کے لیے گیا تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ لوگ کیا کہتے ہیں لیکن (میرا مذہب تو یہ ہی) کاش کہ جو میرے صندوق میں ہے یہ (انگارے ہوتے تو اچھا تھا جب وہ مر گئے تو لوگوں نے اس صندوق میں دیکھا تو ایک ہزار یا دو ہزار تھے اسکو طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن روایت کیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص مر گیا اور اسکو کوئی کفن نہیں ملا تھا اسکو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا اس کے تہبند کی اندرونی تو میں دیکھو لوگوں نے دیکھا تو ایک یا دو دینار پائے گئے آپ نے فرمایا کہ یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں ایک روایت میں ہے کہ اصحاب صفہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسکے تہبند میں سے ایک دینار پایا گیا حضور نے ارشاد فرمایا یہ (جہنم کی آگ کا) ایک داغ ہے پھر ایک اور شخص کا اصحاب صفہ میں سے انتقال ہوا تو اس کے تہبند میں دو دینار پائے گئے آپ نے فرمایا یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے چند طرق سے روایت کیا جن میں سے بعض کے روات ثقہ اور معتمد ہیں بجز شہر بن حوشب کے۔ ۹۳

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اہل صفہ میں سے مر گیا تو لوگوں نے اس کے شملہ (دستار کا پلو) میں دو دینار پائے لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں۔ اسکو امام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سزا اور عذاب ان لوگوں کے حق میں اس وجہ سے تھا کہ یہ لوگ باوجودیکہ فقر اور تنگدستی کو ظاہر کرتے تھے اور جو صدقات آتے تھے فقرا کے ساتھ اسمیں شریک

ہوتے تھے اور پھر انہوں نے مال جوڑ رکھا تھا۔ واللہ اعلم

ف لہذا جو شخص اپنی حالت فقیروں کی سی رکھتا ہے اور اپنے کو فقیر کہتا ہے زکوٰۃ وصدقات کھاتا ہے اور پھر مال کو جوڑ کر رکھتا ہے اسکی یہی سزا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا پھر دوسرا لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو کیا کچھ (مال) چھوڑا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا تین دینار۔ تو آپ نے انگلی کا اشارہ کر کے فرمایا تین داغ ہیں (نار جہنم کے) الحدیث اسکو امام احمد نے باسناد جید روایت کیا اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور امام بخاری نے اس کی مانند اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک گاؤں والا جنگ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوا تو دو دینار (مال غنیمت میں سے اس کے حصے میں آئے اعرابی نے انکو لیکر اپنی عبا کے تہ میں کہا اور اسے پھر سلائی ۹۴
کر کے لپیٹ دیا (اتفاق سے) اعرابی مر گیا تو وہ دینار پائے گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں۔

اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد حسن ہے متابعات میں کچھ حرج نہیں۔

عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اسکی اجازت کے بعد صدقہ کرنیکی ترغیب اور اجازت نہ ہونیکی صورت میں صدقہ کرنیسے ترہیب

(۱) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ عورت بلا اپنے گھر کی بربادی کا ارادہ کئے جب گھر کے کھانے میں سے کچھ خیر خیرات کر دیتی ہے تو اسکو خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے اور اس کے شوہر کو اس کے کمانے کا اور انہیں کی برابر خازن (یعنی محافظ) کو بھی ثواب ہوتا ہے اور ان میں سے

ایک کو اجر ملنا دوسرے کے اجر میں کمی بھی نہیں کرتا۔

یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی ہے۔ یہ الفاظ (مذکورہ) مسلم کے ہیں اور ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی۔ نسائی نے بھی اور ابن حبان نے اپنی (کتاب) صحیح میں روایت کی ہے۔ اور بعض محدثین کے نزدیک خیر خیرات کے لفظ کی جگہ خرچ کرنے کا لفظ ہے۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی عورت کو شوہر کے گھر ہوتے ہوئے بلا اسکی اجازت (نفلی) روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ شوہر کی بلا اجازت کسی (اجنبی) کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دے یہ حدیث بخاری مسلم اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یوں بھی ہے کہ کسی نے ابوہریرہ رضی سے یہ پوچھا کہ کیا عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے کچھ خیر خیرات کر سکتی ہے (یعنی جائز ہے یا نہیں) فرمایا نہیں ہاں کھانے پینے کی چیزیں میں سے اور ثواب (اس کا) دونوں کو ہوگا اور عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے روپے پیسے میں سے بلا اسکی اجازت کچھ خیرات کرے۔ رزین نے اپنی (کتاب)

95

جامع میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ اگر شوہر نے بیوی کو اجازت دیدی تو ثواب دونوں کو ہوگا اور اگر عورت نے بلا اجازت خرچ کیا تو اس کا ثواب شوہر کو ہوگا اور عورت کو (بلا اجازت خرچ کرنے کا) گناہ ہوگا

(۳) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ کسی عورت کو اپنے شوہر کی بلا اجازت بخشش کرنی جائز نہیں ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے اور نسائی نے عمرو بن شعیب کی سند سے روایت کی ہے۔

(۴) اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے (حضرت سے) پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میرے پاس اپنا مال تو کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو میرے شوہر) زبیر ہی مجھے کچھ دے دیں تو کیا (ان کے دیے میں سے) میں خیر خیرات کرتی ہوں فرمایا (ہاں برابر) خیرات کرو اور (خیرات کرنے سے) ہاتھ نہ روکو ورنہ اللہ تعالیٰ

تمھیں دینے سے ہاتھ روک لیں گے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ عرض کیا کہ حضرت میرے پاس تو کچھ ہے نہیں سوائے اس کے کہ جو (میرے شوہر) میرے پاس لے آئیں تو کیا مجھے کچھ گناہ ہوگا۔ اگر ان کے لائے میں سے میں کچھ خرچ کر دوں فرمایا (نہیں) جتنا تم سے ہوسکے خرچ کردو اور دینے سے ہاتھ روکو ہی نہیں ورنہ اللہ میاں تمہیں دینے سے ہاتھ روک لیں گے۔ یہ حدیث بخاری مسلم ابوداؤد و ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۵) عمرو بن شعیب سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضور نے یہ فرمایا تھا کہ جب عورت اپنے شوہر کے مال میں سے خیرات کرتی ہے تو اسکو بھی ثواب ہوتا ہے اور اسی کے برابر اس کے شوہر کو بھی۔ ایک کو ثواب ملنا دوسرے کے ثواب میں ذرا کمی نہیں کرتا۔ شوہر کو کمانے کا ثواب ہوتا ہے عورت کو خرچ کرنے کا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ۹۰

(۶) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمارہے تھے کہ عورت اپنے شوہر کے مال میں سے بلا اسکی اجازت کوئی چیز خرچ نہ کرے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ناج دانہ بھی کسیکو نہ دے فرمایا کہ ناج دانہ تو ہمارے اعلیٰ درجہ کے اموال میں سے ہے (ہاں معمولی روٹی وغیرہ دے دینا جسکی عادۃً شوہر کی طرف سے اجازت ہوتی ہے جائز ہے) یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

کھانا کھلانے پانی پلانے کی ترغیب اور ایسا نہ کرنے سے ترہیب

(۱) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ (میرے حق میں) اسلام کا کونسا کام بہتر ہے۔ فرمایا کھانا

کھلایا کرو اور سلام علیک کیا کرو جسے جانو اسے بھی اور جسے نہ جانو اسے بھی۔ یہ حدیث بخاری مسلم اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس وقت میں آپکو دیکھتا ہوں میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور میری آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اب آپ مجھ سے کل چیز (کی پیدائش) کو بیان فرما دیجئے فرمایا ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے میں نے کہا حضور مجھے کوئی ایسا عمل بھی بتلا دیجئے کہ جب میں اسے کروں تو بس جنتی ہی ہو جاؤں فرمایا (غریبوں کو) کھانے کھلایا کرو۔ سلام سب کو کیا کرو۔ صلہ رحمی کیا کرو۔ رات کو اور لوگ سوتے ہوں تم (تہجد کی) نماز پڑھا کرو ایسا کرو گے تو آرام کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اور ابن حبان نے بھی اپنی (کتاب) صحیح میں لفظ ابن حبان ہی کے ہیں اور حاکم نے اسے روایت کرکے صحیح الاسناد کہا ہے۔

۹۷ (۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ (خدائے) رحمٰن کی عبادت کیا کرو (غریبوں کو) کھانے کھلایا کرو سلام زیادہ کیا کرو جنتی ہو جاؤ گے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کرکے کہا ہے کہ حسن صحیح ہے۔

(۴) انہیں عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے بالاخانے ہیں کہ (بوجہ شفاف ہونے کے) ان کا باہر اندر سے نظر آتا ہے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے۔ ابو مالک اشعری نے پوچھا کہ حضرت یہ ہیں کن لوگوں کے لیے فرمایا ایسوں کے لیے ہیں جو نرمی سے بولیں (غریبوں کو) کھانے کھلائیں لوگ سوتے ہوں وہ کھڑے تہجد پڑھتے ہوں۔ یہ حدیث طبرانی نے حسن سند کے ساتھ (اپنی کتاب) کبیر میں روایت کی ہے اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور یہ کہا ہے کہ بخاری مسلم کی شرط (صحیح) پر صحیح ہے۔

(۵) ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جنت میں ایسے بڑھیا بالا خانے ہیں کہ ان کا باہر اندر سے دیکھ لو اور اندر کا حصہ باہر سے دیکھ لو۔ یہ اللہ میاں نے ایسے آدمیوں کے لیے تیار کیے ہیں جو کھانے کھلائیں سلام پھیلائیں لوگ راتوں کو سوئے ہوئے ہوں وہ نمازیں پڑھیں یہ حدیث ابن حبان نے اپنی (کتاب) صحیح میں نقل کی ہے

(۶) حمزہ بن صہیب سے مروی ہے وہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ تم کھانے میں فضول خرچی کرتے ہو (کہ غریبوں کو کھلانے کا حق ادا نہیں کرتے) کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور فرماتے تھے کہ تم میں بہترین وہ ہیں جو (غریبوں کو) کھانا کھلائیں۔ یہ حدیث ابو الشیخ بن حبان نے اپنی کتاب الثواب میں روایت کی ہے اسکی سند میں ایک راوی عبداللہ ابن محمد بن عقیل ہیں جنکا حال مجھے (تک معلوم نہیں (کہ معتبر ہیں یا غیر معتبر) ۵۸

(۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ (غریبوں کو) کھانا کھلانا سلام زیادہ کرنا لوگوں کو سوتے چھوڑ کر (تہجد کی) نماز پڑھنا (گناہوں کے لیے) کفارات ہیں۔ یہ حدیث حاکم نے روایت کرکے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے۔

(۸) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں اول مرتبہ تشریف لائے تو (آپ کو دیکھنے کے لیے) آپ کی طرف بہت لوگ دوڑے آئے اور انہیں حاضرین میں میں بھی تھا میں نے جس وقت آپ کا منور چہرہ دیکھ کر (آثار سعادت میں) غور و تامل کیا تو فوراً میرے دل نے یہ گواہی دی کہ یہ چہرہ جھوٹے کا کبھی نہیں ہوسکتا اور سب سے پہلی بات جو میں نے آپ سے سُنی وہ یہ تھی ... آپ نے فرمایا کہ اے لوگو سلام زیادہ کرنے کی عادت کرو (اور غریبوں کو) کھانے کھلاؤ رات کو لوگوں کے سونے کے وقت نمازیں پڑھو

جنتی ہو جاؤ گے یعنی) سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کر کے حدیث حسن صحیح کہا ہے ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کی ہے انہوں نے بخاری مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(۹) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ غریب مسلمان کو کھانا کھلانا خدا کی رحمت اترنے کے اسباب میں سے ہے۔ یہ حدیث حاکم نے روایت کر کے اسکو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے اس سند سے متصل اور مرسل دونوں طرح نقل کی ہے مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا مغفرت ہونے کے اسباب میں سے ہے یہی حدیث ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں نقل کی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں کہ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا جنتی ہونے کے اسباب میں سے ہے۔

(۱۰) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جس طرح کوئی (شوقین) آدمی اپنے بچھیرے یا بوتے
کو پالتا اور موٹا تازہ کرتا ہے اسی طرح اللہ میاں تمہاری صدقہ کی ہوئی کھجور اور کھانے کے 99
لقمہ کو پالتا اور بڑھاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑھ بڑھ کر احد پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ یہ حدیث اور ابو برزہ کی بھی ایک حدیث پہلے کہیں آچکی ہے کہ بندہ روٹی کا ذرا سا ٹکڑا بھی صدقہ کرتا ہے تو وہ اللہ میاں کے ہاں بڑھ کر احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ روٹی کے ایک لقمہ اور کھجور کے ایک گچھے کی وجہ سے یا اور ایسی کوئی چیز ہو جس سے کسی غریب کو فائدہ پہنچے اللہ میاں تین آدمیوں کو جنتی بنا دیتے ہیں اول تو وہ مرد جس نے اس کے دینے کے لیے کہا ہو دوسرے وہ عورت جس نے وہ تیار کی ہو تیسرے وہ خادم جس نے جا کر فقیر کو دیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرما کر یہ بھی فرمایا تھا کہ شکر ہے اللہ میاں کا کہ جو ہمارے خادم تک کو بھی نہ بھولے (کہ اس کے ثواب کا بھی ذکر کیا) یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے (اپنی کسی کتاب میں) روایت کی ہے۔

(۱۲) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ساٹھ برس سے اپنی خانقاہ میں اللہ کی
عبادت کر رہا تھا اور (برسات میں) بارش ہوکر زمین خوب سبز ہو رہی تھی کہ یہ
(اپنے دل میں) کہنے لگا کہ اگر میں خانقاہ سے باہر ذکر الٰہی کیا کروں تو مجھے اور زیادہ
ثواب ہوگا چنانچہ یہ باہر آگیا اس کے پاس ایک یا دو روٹی بھی تھیں یہ باہر پھر ہی رہا
کہ اسے ایک عورت مل گئی اور آپس میں دونوں کی باتیں ہوتے ہوتے زنا کی نوبت
آگئی اور زنا کے بعد اس پر بیہوشی ہوگئی پھر (ہوش آنے کے بعد) یہ نہانے کے لیے تالاب میں
اترا اتنے میں اس کے پاس ایک فقیر آیا اور اس نے اشارے سے فقیر سے کہا کہ یہ دونوں
روٹیاں تم لیلو اور جب ہی مرگیا پھر (درگاہ خداوندی میں) اسکی ساٹھ برس کی عبادت اس
زنا سے تولی گئی تو زنا کا وزن نیکیوں سے بڑھا رہا پھر وہ ایک یا دو روٹی مع اسکی نیکیوں
کے اس زنا سے تولی گئی تو نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگیا اور اسی سے اسکی مغفرت ہوگئی
یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ ۱۰۰

(۱۳) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں گاؤں کا ایک آدمی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا
عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنتی بنا دے آپ نے فرمایا کہ تم نے بات تو مختصر ہی کہی ہے مگر تمہارا
سوال بہت لمبا چوڑا ہے خیر اب تم ایک غلام آزاد کردیا آزادی غلام میں حصہ لو اور اگر
اتنی وسعت نہ ہو تو بھوکے کو کھلاؤ پیاسے کو پانی پلاؤ۔ یہ حدیث امام احمد نے اور ابن
حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی یہ حدیث پوری انشاء اللہ باب
عتق میں آئے گی۔

(۱۴) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا اور پیٹ
بھر پانی پلا دیا ایسے آدمی کو اللہ میاں دوزخ سے سات خندقوں کی دوری پر کردیں
گے ہر دو خندقوں کے بیچ میں پانسو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا یہ حدیث طبرانی

میں ابوالشیخ نے ثواب میں روایت کی ہے۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کی ہے
حاکم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

(۱۵) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ سب سے افضل (اور اعلی درجہ کا) صدقہ یہ ہے کہ کسی جاندار کا پیٹ بھر دو
حدیث ابوالشیخ نے ثواب میں روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی یہ لفظ بیہقی کے ہیں
ان دونوں لفظوں اور اصبہانی نے ھشام کے مؤذن تدرنی کی روایت سے انہوں نے
حضرت انس سے نقل کی ہے۔ ابوالشیخ اور اصبہانی کے لفظ یہ ہیں (انس) فرماتے ہیں
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور فرماتے تھے کہ بھوکے
کا پیٹ بھر کر کھلانے سے بڑھکر کوئی بھی عمل نہیں ہے۔

(۱۶) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ جس مؤمن نے کسی مؤمن کو بھوک بھر کھلا دیا اللہ میاں اس کھلانے والے کو
قیامت کے دن جنت کے پھل کھلائینگا اور جس مؤمن نے پیاسے مؤمن کو پانی پلا دیا 101
اللہ میاں قیامت کے دن (اعلی درجہ کی) بھری شراب اسے پلائیگا اور جس مؤمن نے کسی
مؤمن کو بوجہ ننگے ہونے کے کپڑا پہنا دیا اللہ میاں اسے قیامت کے دن جنتی جوڑا پہنائیگا
یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے یہ لفظ بھی انہیں کے ہیں اور ابوداؤد نے بھی روایت
کی ہے اور ابوداؤد نے جن لفظوں سے روایت کی ہے وہ آگے آئے گی۔ ترمذی نے اسے
حدیث غریب کہا ہے اور ابوسعید پر موقوف کرکے بھی روایت کیا ہے اور صحیح بھی زیادہ تر
وہی ہے۔ یہی حدیث ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں ابن مسعود پر موقوف
کرکے نقل کی ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بالکل ننگے بالکل
بھوکے بالکل پیاسے اور بہت ہی مصیبت زدہ پریشان (قبروں سے) اٹھائے جائیں
گے پھر جس کسی نے اللہ واسطے کسی کو کپڑا پہنایا ہوگا اسے اللہ میاں کپڑے پہنائیں گے
اور جس نے اللہ کھانا کھلایا ہوگا اسے کھانا کھلائیں گے جس نے پانی پلایا ہوگا اسے پانی
پلائیں گے اور جس نے اور عمل اللہ واسطے کیا ہوگا اسے اللہ اس کا بدلہ دیں گے اور

جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے کسی کا قصور معاف کیا ہوگا اسکو اللہ معافی دیں گے یہ حدیث ان (مذکورہ) لفظوں سے مرفوعاً بھی مروی ہوئی ہے۔

(۱۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ میاں (ایک بندے سے) فرمائیں گے کہ اے ابن آدم میں بیمار ہوا تھا تو مجھے پوچھنے تک بھی نہ آیا بندہ عرض کرے گا الٰہی تمہیں پوچھنے میں کیسے آتا اور (تم بیمار ہی کیوں ہونے لگے تھے کیونکہ) تم تو دنیا بھر کے رب (اور مالک) ہو (تمہاری شان کے بیماری کہاں شایاں ہے) اللہ فرمائیں گے کہ تجھے اتنی خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اسے تو پوچھنے تک کو نہیں گیا یاد رکھ اگر تو اسکی بیمار پرسی کو چلا جاتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا (اور اسکی بیمار پرسی سے اسکی خوشی میری ہی خوشی ہوتی)۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مجھے تو نے کھانا نہیں دیا بندہ عرض کرے گا الٰہی میں تمہیں کھانا کیسے دیتا تم تو خدائے قادر ہو حکم ہوگا کہ تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اسے تو نے کھانا نہیں دیا دیکھ اگر تو اُسے کھانا دے دیتا تو وہ کھانا اب تجھے یہاں ملجاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا یہ عرض کرے گا اے اللہ میں تمہیں کیسے کچھ پلاتا تم تو ساری دنیا کے پرورش کنندہ ہو فرمائیں گے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اسے تو نے نہیں پلایا۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو وہ پلایا ہوا اب میرے پاس تجھے یہاں ملجاتا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔ ۱۰۲

(۱۸) انہیں ابوہریرہ سے یہ بھی مروی ہے فرماتے ہیں (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آج تم میں سے کون روزہ دار ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا روزہ ہے حضور نے (دوبارہ صحابہ سے) پوچھا کہ آج تم میں کسی نے کسی غریب محتاج کو کھانا کھلایا ہے اس کے جواب میں بھی حضرت صدیق ہی نے عرض کیا کہ ہاں میں نے کھانا کھلایا ہے حضور نے پھر سے پوچھا کہ آج تم میں سے کوئی جنازہ کے ساتھ گیا تھا اس پر بھی ابوبکر ہی بولے کہ حضور میں جنازہ کے ساتھ

بھی گیا تھا حضور نے پھر فرمایا کہ تم میں سے آج کسی نے کسی مریض کی عیادت بھی کی ہے اس کا جواب بھی ابو بکرؓ ہی نے دیا کہ ہاں حضور اکرم میں نے آج عیادت بھی کی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اتنے خیر کے کام جس میں بھی کبھی جمع ہوں گے وہ ضرور ہی جنتی ہوگا۔ یہ حدیث ابن خزیمہ نے اپنی (کتاب) صحیح میں روایت کی ہے۔

(۱۹) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال میں سب سے افضل کونسا عمل ہے فرمایا مومن کا دل خوش کر دینا (مثلاً) بھوکا ہو تو اس کا پیٹ بھر دینا اگر ننگا ہو تو کپڑا پہنا دینا یا اور کوئی حاجت روائی کر دینا۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے اور ابو الشیخ نے ثواب میں ابن عمر کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔ انہیں ابن عمر کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اعمال میں سب سے زیادہ پیارا عمل اللہ کو مسلمان کا دل خوش کر دینا ہے یا اسکی تکلیف کو رفع کر دینا یا (پیٹ بھر کے) بھوک رفع کر دینا یا قرض سے سبکدوش کر دینا۔

۱۰۳ (۲۰) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جس نے کسی بھوکے مسلمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا تو اللہ میاں اسے جنت کے دروازوں میں سے ایسے دروازے سے داخل کریں گے کہ اس دروازے سے سوائے ایسے آدمی کے اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے۔

(۲۱) جعفر عبدی اور حسن (بصری)ؒ سے مروی ہے دونوں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ میاں اپنے فرشتوں سے ایسے آدمیوں کے باعث فخر کرتے ہیں کہ جو اللہ کے (غریب) بندوں کو کھانے کھلاتے ہیں۔ ابو الشیخ نے یہ حدیث ثواب میں مرسل طریقہ سے روایت کی ہے۔

(۲۲) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ تینوں ہوں اس پر اللہ میاں اپنی رحمت پھیلا دیں گے اور جنت میں اسے داخل کر دیں گے ایک تو ضعیف (غریب) کے

ساتھ نرمی برتنا دوسرے والدین کے ساتھ شفقت برتنا تیسرے مملوک (یعنی غلام) کے ساتھ احسان کرنا اور (ان تینوں کے علاوہ) تین چیزیں اور ہیں یہ جس میں ہوں گی اُس کو اللہ میاں اس دن اپنے عرش کے سایہ میں رکھیں گے جس دن سوائے اُس کے سایہ کے اور کسی چیز کا سایہ ہی نہ ہوگا (وہ تین چیزیں یہ ہیں) اعضا میں تکلیف ہونے کی حالت میں وضو کرنا اور اندھیرے میں (پیرائے نماز) مسجد جانا اور بھوکے کا پیٹ بھر دینا۔ اس حدیث میں سے امام ترمذی نے صرف پہلی ہی تین چیزیں روایت کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے یہی حدیث ابو الشیخ نے ثواب میں اور ابو القاسم اصبہانی نے پوری نقل کی ہے۔

(۲۳) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں مجھے یہ بات کہ میں اپنے چند بھائی مسلمانوں کو دو چار سیر کہلانے پر جمع کر لوں اس سے زیادہ پسند ہے کہ بازار میں جاکر ایک غلام خرید وں اور پھر اسے آزاد کر دوں (کیونکہ آزادی میں صرف ایک کا دل خوش کرنا ہے اور کہلانے میں کئی کا) یہ روایت ابو الشیخ نے ثواب میں موقوفاً نقل کی ہے

(۲۴) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ بات کہ میں اپنے ایک بھائی کو اللہ واسطے صرف ایک لقمہ کہلا دوں اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی غریب مسکین کو ایک چونی خیرات دیدوں علی ہذا القیاس اپنے بھائی کو للہ ایک چونی دے دینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ کسی مسکین کو سو روپے دوں۔ یہ حدیث ابو الشیخ نے روایت کی ہے اور شاید یہ بھی پہلی کی طرح موقوف ہے۔ ۱۰۴

(۲۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ دو آدمی کہیں جنگل میں سفر کر رہے تھے انہیں سے ایک عابد (زاہد) تھا دوسرا رند گنہگار تھا۔ عابد کو اس قدر کی پیاس لگی کہ مارے شدت پیاس کے) زمین پر گر پڑا اور وہ رند اسے دیکھے گیا کہ یہ بیٹھا ہوا ہے (اور اس رند کے پاس پانی بھی تھا) پھر کہنے لگا کہ واللہ اگر یہ نیک بندہ میرے پاس پانی ہوتے ہوئے پیاسا مر گیا تو میرے لیے خدا کے ہاں کبھی کوئی صورت بہتری (اور نجات) کی

نہیں ہوگی اور اگر میں نے اپنا پانی اسکو پلا دیا تو میں (پیاسا) مرجاؤں گا۔ پھر اس نے اللہ پر توکل کرکے کچھ پانی تو اس پر چھڑکا (تاکہ ہوش آجائے) اور (ہوش آنے کے بعد) بچا ہوا اس کو پلا دیا۔ اس نے (ہشیار ہوکر) اٹھ کے اپنا سفر طے کرلیا (پھر دونوں کا انتقال ہوگیا) اور حساب کے لیے اس رند کو اٹھایا گیا اور جب ہی اسکو دوزخ میں لیجانے کا حکم ہوگیا ابھی فرشتے اس کو لے ہی جا رہے تھے کہ اس نے اُس عابد کو دیکھا اور اس سے کہا کہ اے فلانے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں وہی تو ہوں کہ میں نے اس جنگل والے دن تجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا تھا (کہ اپنے لیے پانی نہیں رکھا سب تجھے ہی پلا دیا) عابد نے کہا ہاں کیوں نہیں میں تجھے پہچانتا ہوں پھر یہ عابد فرشتوں سے کہنے لگا کہ ذرا ٹھیرو وہ ٹھیر گئے۔ عابد نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ الٰہی اس کا احسان میرے ذمہ ہونا تجھے خوب یاد ہے اور یہ بھی کہ اس نے اپنی جان سے زیادہ مجھے کس طرح عزیز سمجھا تھا اے اللہ اسکو تو تم مجھے ہی ہبہ کردو (کہ میں جو چاہوں اسکو کروں) حکم ہوا کہ بس تو یہ تیرا ہی ہے چنانچہ وہ اس رند کا ہاتھ ۱۰۵
پکڑ کے لے گیا اور جنت میں پہنچا دیا۔ (مولف کتاب فرماتے ہیں) میں نے ابوظلال سے پوچھا کہ کیا حدیث تم سے حضرت انس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے اور ابوظلال کا نام ھلال بن سوید یا ابن ابی سوید ہے۔ بخاری اور ابن حبان نے فقط انکو ثقہ بھی کہا ہے۔

(۳۶) ثابت بنانی سے مروی ہے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انس آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ جنتیوں میں سے ایک آدمی قیامت کے دن دوزخیوں کو جھانک کر دیکھے گا تو ان دوزخیوں میں سے ایک آدمی اسکو آواز دیگا اور کہیگا کہ اے فلانے کیا مجھے پہچانتا ہے وہ کہیگا نہیں واللہ میں تجھے بالکل نہیں پہچانتا۔ کہ تو کون ہے دوزخی کہیگا میں وہی ہوں کہ دنیا میں تو میرے پاس کو چلا جا رہا تھا تو نے مجھ سے پینے کو پانی مانگا تھا میں نے تجھے جب ہی پانی پلا دیا۔ جنتی کہے گا اب میں نے

تجھے پہچان لیا وہ کہے گا کہ اب تو میری خدا کے سامنے سفارش کر دے چنانچہ یہ جناب الٰہی
میں التجا کرے گا اور (اپنا یہ سب حال) کہے گا کہ الٰہی میں نے دوزخ کو ذرا جھانکا تھا
تو دوزخیوں میں سے مجھے ایک نے آواز دی اور یہ کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے میں نے
کہا نہیں واللہ میں بالکل نہیں پہچانتا کہ تو کون ہے کون تھیں اس نے کہا میں وہی
تو ہوں کہ دنیا میں تو میرے پاس سے گذرا تھا تو نے مجھ سے پینے کے لیے پانی مانگا میں نے
جب ہی تجھے پانی پلا دیا (اس صلہ کے بدلہ میں) اب تو اپنے خدا کے سامنے میری سعی
سفارش کر دے سو اے میرے رب میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے
(اور اسکو دوزخ سے نجات دو) چنانچہ خدائے تعالیٰ اسکی سفارش قبول فرما کر حکم دے
دیں گے اور اسکو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے (کچھ فرق سے)
روایت کی ہے ان کے لفظ یہ ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کی متعدد صفیں ہو
جائیں گی۔ پھر جنتیوں کا ان صفوں کے پاس کو گذر ہوگا ایک دوزخی جنتی کے
پاس کو جاتا ہوا اس سے کہے گا کہ اے فلانے کیا تجھے وہ دن یاد نہیں کہ تو نے ۱۰۶
(مجھ سے) پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلا دیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ بس اس
سلوک کے باعث وہ اسکی سفارش کر دے گا پھر ایک جنتی کا ایک دوزخی کے پاس
کو گذر ہوگا اور دوزخی جنتی سے کہے گا کہ کیا وہ دن تمہیں یاد نہیں ہے کہ میں نے
تمہیں وضو کو پانی دیا تھا چنانچہ اس پر یہ جنتی اسکی سفارش کرے گا پھر اور جنتی
کا گذر ہوگا اس سے بھی ایک دوزخی کہے گا کہ کیا تمہیں فلاں دن یاد نہیں کہ
مجھے تم نے اپنے ایک کام کے لیے بھیجا تھا میں تمہارے کہنے سے گیا تھا پھر یہ
جنتی بھی اسکی سفارش کرے گا۔ اصبہانی نے یہ حدیث ابن ماجہ کی طرح روایت کی ہے

(۴۷) کدیر ضبی سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ جو مجھے جنت
میں پہنچا دے اور دوزخ سے بچا دے حضور نے فرمایا کیا تجھے جنت و دوزخ ہی کے
فکر نے یہاں بھیجا ہے کہنے لگا ہاں حضور نے فرمایا کہ (اچھا) جب ہی بولو انصاف

کی بات کہے اور اپنی ضرورت سے زائد بانٹتے رہو کہنے لگا حضور قسم ہے اللہ کی یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا نہ تو میں ہر وقت انصاف کی بات کہہ سکوں گا اور نہ حضرت میں اپنی ضرورت سے زائد کو بانٹ سکوں گا (اسلئے مجھ پر تو کچھ آسانی ہونی چاہیئے) آپ نے فرمایا کہ (اچھا غریبوں کو) کھانا کھلایا کرو اور سلام علیک کہنے کی کثرت کیا کرو کہنے لگا کہ حضرت جی یہ بات بھی مشکل ہی ہے آپ نے پوچھا کہ تیرے ہاں اونٹ بھی ہیں۔کہا ہیں فرمایا تو بس اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ لیلو اور ایک مشک اور جن غریب آدمیوں کو بلا ایک دن بیچ دیے روزانہ پانی پینا نصیب نہیں ہوتا ان کو پانی پلایا کرو کیا عجب ہے کہ نہ اتنے تمہارا اونٹ مرے اور نہ مشک پھٹے کہ اس سے پہلے ہی پہلے تمہیں جنت ملجائے۔راوی کہتے ہیں (یہ سنکر) وہ دیہاتی اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا چلا گیا اسکے بعد (رسول اللہ کی پیشین گوئی کے موافق) نہ ابھی اسکی مشک پھٹی تھی اور نہ اونٹ مرنے پایا تھا کہ وہ شہید ہو گیا۔

یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی طبرانی کے راوی کدیر (راوی) تک صحیح کے راوی ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی (کتاب) صحیح میں اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔ ۱۰۷
اور یہ کہا ہے کہ اس حدیث کا کدیر سے ابو اسحٰق کا سننا میرے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔حافظ صاحب (مولف کتاب) فرماتے ہیں کہ ابو اسحٰق کا کدیر سے سننا ثابت ہے لیکن یہ حدیث مرسل ہے ابن خزیمہ کو وہم ہو گیا ہے جو انہوں نے کدیر کو صحابی قرار دیا ہے اور اپنی کتاب میں انکی روایت بھی لائے ہیں کدیر (صحابی نہیں ہیں) تابعی شیعہ مذہب ہیں بخاری اور امام نسائی نے انپر بہت لے دے کی ہے ابو حاتم وغیرہ نے انکو راوی قرار دیا ہے اور ایک جماعت (علماء) نے انکو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر یہ ان لوگوں کا وہم اور غلط ہے واللہ اعلم۔

(۴۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور یہ پوچھا کہ (حضور) ایسا عمل کونسا ہے جسکو کرنے سے میں جنتی ہو جاؤں آپ نے فرمایا کیا تم ایسے شہر میں رہتے ہو کہ جہاں دوسری جگہ سے پانی لایا جاتا ہے کہنے لگا ہاں فرمایا تو بس تم ایک نئی مشک خرید لو اور اس سے (پرانی ہونے اور) پھٹنے تک پانی پلاؤ بس یہ مشک پھٹنے نہیں پائے گی کہ تم جنت میں پہنچ جاؤ گے یہ حدیث

طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے اسکی سند کے راوی سوائے ایک یحیٰی حمانی کے سب ثقہ (اور معتبر) ہیں۔

(۲۹) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ حضور میں اپنے حوض کے لیے پانی کھینچتا ہوں اور اپنے ہی اونٹوں کو پلانے کے لیے جب اسے بھر لیتا ہوں تو کسیوں کا اونٹ آجاتا ہے میں اسے بھی پینے دیتا ہوں تو کیا اس میں مجھے کچھ ثواب ہوگا حضور نے فرمایا کہ ثواب تو ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ہے (خواہ آدمی یا حیوان ہو) یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اور اس کے راوی ثقہ (معتبر) مشہور ہیں۔

(۳۰) محمود بن ربیع سے مروی ہے کہ سراقہ بن جعشم نے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ میرے (اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے) حوض پر کسی کا کھویا ہوا اونٹ آجاتا ہے تو میں اگر اسے پانی پلادوں تو کیا مجھے اس میں کچھ ثواب ہوگا۔ فرمایا پلادیا کرو ہر جاندار کی خدمت کرنے میں اجر ہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی۔ ۱۰۸

(۳۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک آدمی چلا جا رہا تھا راستہ میں گرمی (اور پیاس) اسے بہت معلوم ہوئی تو اسے ایک باؤلی مل گئی اس میں اتر کر اس نے پانی پیا اور باہر آکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے گیلی مٹی کھا رہا ہے یہ آدمی (اپنے دل میں) کہنے لگا کہ پیاس کے مارے اس کتے کی بھی وہی حالت ہو رہی ہے جو میری ہو گئی تھی چنانچہ یہ پھر باؤلی میں اترا اور (برتن پاس نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے موزے میں پانی بھر کر لایا اور اس کتے کو پلادیا اور اللہ کا شکر ادا کیا (کہ اس نے ایک کار خیر کرا دیا ہے) پھر اس کا انتقال ہو گیا تو اسی سے اسکی مغفرت ہو گئی اس پر صحابہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا ان چوپاؤں کی خدمت کرنے میں بھی ہمیں ثواب ملتا ہے فرمایا کہ ہر جاندار کی خدمت کرنے میں ثواب ہے۔ یہ حدیث امام مالک بخاری مسلم ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے مگر ابن حبان نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نے اللہ کا

شکر کیا تو اللہ نے اسے جنت میں پہنچا دیا۔

(۳۲) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سات چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب آدمی کو اس کے مرنے کے بعد قبر میں بھی ہوتا رہتا ہے ایک تو علم دین کو کسی کو پڑھا دیا ہو یا کوئی نہر کھدوا دی ہو یا کنواں کھدوا دیا یا بنوا دیا ہو یا کوئی پھلدار درخت لگا دیا ہو۔ یا مسجد بنوا دی ہو یا قرآن شریف ورثہ ترکہ میں چھوڑ گیا ہو یا ایسی نیک اولاد چھوڑ گیا ہو جو اس کے لیے (اس کے مرنے کے بعد) استغفار کرے یہ حدیث بزار نے اور حلیہ میں نعیم نے روایت کی ہے اور قتادہ کی سند سے اس کو غریب بھی کہا ہے کیونکہ عزرمی سے صرف ابونعیم نے روایت کی ہے (حافظ صاحب مؤلف کتاب فرماتے ہیں) پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہی حدیث ابوہریرہ کی حسن سند کے ساتھ ابن ماجہ نے بھی ذکر کی ہے لیکن انہوں نے پھلدار درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کا ذکر نہیں کیا ان دونوں کی جگہ صدقہ اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے یہی حدیث ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کی
ہے اس میں قرآن شریف کا ذکر نہیں نہر جاری کرنے کا ذکر ہے۔ ۱۰۹

(۳۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ ثواب زیادہ ہونے کے لحاظ سے پانی پلانے کی صورت کرنے سے بڑھکر کوئی صدقہ نہیں ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے روایت کی ہے۔

(۳۴) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور (اپنے کو ثواب ملنے کے لئے) وصیت کچھ کی نہیں تو کیا انکو نفع پہنچیگا اگر میں انکی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں حضور نے فرمایا بیشک اور پانی کی کوئی صورت کر دینی اپنے ذمہ لازم کر لو یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے۔

(۳۵) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے آپ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ سب سے افضل کونسا صدقہ ہے (تاکہ میں ان کے لیے وہی کر دوں) حضور نے فرمایا پانی (کی سبیل وغیرہ) کی

صورت کردینی افضل ہے) چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور یہ کہدیا کہ اس کا ثواب سعد کی والدہ کو ملتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے یہ مذکور الفاظ بھی ابوداؤد ہی کے ہیں ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے مگر اسکی صحت میں تردد ظاہر کیا ہے۔ ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں نقل کی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں (سعد کہتے ہیں) میں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صدقہ کونسا افضل ہے فرمایا پانی پلانا۔ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ سب محدثین کے نزدیک منقطع الاسناد ہے اس لیے کہ سب راویوں نے سعید بن المسیب کے واسطے سے حضرت سعد بن عبادہ سے نقل کی ہے اور سعید کی سعد سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۵ھ اور بقول بعض ۱۱ھ میں ہوگئی تھی اور سعید بن المسیب کی پیدائش ۱۵ھ کی ہے (تو ملاقات کا کیا امکان ہے) یہی حدیث ابو داؤد نے اور نسائی وغیرہ نے حسن (بصری) کے واسطے سے حضرت سعد سے روایت کی ہے لیکن حسن (بصری) کی سعد سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ حسن (بصری) کی پیدائش ۲۱ھ کی ہے۔ ۱۱۰

(۳۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر کسی نے کوئی کنواں کھدوایا تو جو جاندار بھی اس کا پانی پیئے گا خواہ جن ہو یا آدمی پرند ہو یا کچھ اور قیامت کے دن اللہ میاں اسکو (اس پانی کا) ضرور اجر دیں گے یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔

(۳۷) علی بن حسن بن شقیق سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن المبارک سے سنا ہے میرے سامنے ان سے ایک آدمی نے یہ ذکر کیا تھا کہ اے ابو عبد الرحمن (یہ ابن المبارک کی کنیت ہے) میرے گھٹنے میں سات برس سے ایک پھوڑا ہو رہا ہے اور میں طرح طرح کے علاج بھی کرچکا ہوں دنیا بھر کے طبیبوں سے (اسکی دوا) پوچھ چکا ہوں لیکن آرام مجھے کہیں سے نہیں ہوتا انہوں نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور کنواں بننے کا کہیں موقع تلاش کرو کہ جہاں لوگوں کو پانی کی بہت زیادہ ضرورت ہو وہاں کنواں بنوادو مجھے امید ہے کہ وہاں (کنویں کا) چشمہ جاری ہونے سے یہ تمہارے بدن سے خون (کا

[چشمہ جیسا] بند ہو جائیگا اس آدمی نے ایسا ہی کیا تو اسے فوراً آرام ہو گیا یہ روایت بیہقی
نے نقل کر کے کہا ہے کہ اسی کے قریب قریب ہمارے استاد حاکم ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ کی
حکایت بھی ہے کہ ان کے چہرہ میں زخم ہو گیا تھا انہوں نے بہی قسم قسم کے علاج کیے کہیں
آرام نہیں ہوا اور سال بہر کے قریب اس تکلیف میں رہے پہر استاد امام عثمان صابونی
سے یہ درخواست کی کہ جناب میرے لیے جمعہ کے دن خاص اپنے حلقہ میں دعا فرما دیں
چنانچہ انہوں نے دعا کی اور بہت سے آدمیوں نے دعا پر آمین کہی جب دوسرا جمعہ ہوا تو ایک
عورت نے مجلس ہی کے اندر ایک رقعہ پھینکا جس کا مضمون یہ تہا۔

کہ میں نے (یہاں سے) اپنے گہر جا کر حاکم ابو عبد اللہ کے لیے آج رات کو بہت
ہی کوشش (اور عجز و انکساری) کے ساتھ دعا کی تہی پہر دعا کرنے کے بعد
میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ گویا مجھ سے آپ یہ فرما رہے ہیں کہ تم (نے جس کے لیے دعا کی ہے یعنی)
511 ابو عبد اللہ سے یہ کہدو کہ وہ مسلمانوں کو پانی فراغت یابی ملنے کی صورت
کر دیں (اللہ چاہے آرام ہو جائے گا)

(راوی) کہتے ہیں پہر وہ رقعہ میں حاکم کے پاس لے گیا اور انہوں نے اپنے ہی مکان کے
سامنے ایک سبیل تیار ہونیکا حکم دے دیا اور جس وقت لوگ مزدور بنا چکے فوراً پانی لا کر
اس میں برف ڈلوا دی اور لوگوں نے پینا شروع کر دیا۔ ابہی ایک ہفتہ بہی نہیں گذرا
تہا کہ آرام ہونا شروع ہو گیا اور جب ہی وہ سب زخم جاتے رہے چہرہ پر پہلے سے زیادہ
اب رونق آگئی اور اس کے بعد کئی سال زندہ رہے۔

فصل

(۳۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ (دنیا میں) تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ میاں نے (بوجہ اپنے غصہ ہونے کے) بات تک نہیں کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے نہ انکو
(گناہوں سے) پاک صاف کریں گے اور انکو نہایت ہی شدید عذاب ہو گا (وہ تین

آدمی یہ ہیں) ایک تو وہ کہ کسی جنگل میں اس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد پانی تھا وہ اسنے ایک مسافر کو (باوجود ضرورت ہونے کے) نہیں دیا ایک روایت میں (اسی موقع پر) اتنا زیادہ ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ میاں اس سے یوں فرمائیں گے کہ آج میں بھی تجھ سے اپنا فضل و کرم اس طرح روکوں گا کہ جس طرح تو نے اپنی ضرورت سے (زائد) ایسی چیز کو روکا تھا کہ جو تیرے ہاتھوں کی بنائی ہوئی بھی نہیں تھی۔ یہ حدیث بخاری مسلم ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور یہ حدیث پوری انشاء اللہ آگے آئے گی۔

(۳۹) ایک عورت بہیسہ نامی سے مروی ہے اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہنے فرماتی ہیں میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور کے ننگے بدن کا انہوں نے بوسہ لیا آپ سے معانقہ کیا پھر یہ پوچھا کہ یا نبی اللہ بھلا ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز ہی نہیں ہے۔ (یعنی دینا ہی ضروری ہے) فرمایا پانی (جو اپنی ضرورت سے آدمی کے پاس بچا ہوا ہو۔ والد نے دوبارہ بھی سوال کیا کہ یا نبی اللہ بھلا ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں ہے فرمایا نمک انہوں نے پھر کہا یا نبی اللہ ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں ہے (اس پر حضور نے ایک جامع جواب یہ دیا) فرمایا کہ میاں تم جو بھی اچھا کام کروگے تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا (ایک ایک گننے سے کیا نتیجہ) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ ۱۱۲

(۴۰) حضور کے صحابہ مہاجرین میں سے ایک شخص ہیں ان سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین غزووں میں گیا ہوں میں نے حضور سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزوں میں سب مسلمان شریک ہیں (ایک کو دوسرے سے روکنا جائز نہیں ہے) گھاس (جو خودرو ہو اور بلا کسی کی حفاظت کئے ہو) اور پانی (جو اپنی ضرورت سے زائد ہو) اور آگ۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۱) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں فرمایا۔ پانی۔ نمک۔ آگ فرماتی ہیں

جس پر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ پانی جو ہے اسکو تو ہم بھی جانتے ہیں (کہ
اس پر ہر جاندار کی زندگی موقوف ہے اسلئے دینا ضروری ہے لیکن نمک یا آگ میں
ایسی کونسی خوبی ہے) فرمایا اے صدیقہ جس نے کسی کو آگ دے دی تو جسقدر کھانا اس
آگ سے تیار ہوگا وہ سب ہی گویا اس نے صدقہ کیا ہے۔ اور علی ہذا القیاس
جس نے نمک دیدیا تو جسقدر کھانا اس نمک سے سنورے گا وہ سب اسی نمک دینے والے نے صدقہ کیا
ہے اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلادیا وہ بھی ایسی جگہ جہاں پانی (بآسانی
بے قیمت) ملتا ہو تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلادی
جہاں پانی ملتا ہی نہیں تو گویا اس نے اس مسلمان کو زندہ ہی کر دیا۔ یہ حدیث ابن ماجہ
نے نقل کی ہے۔

(۳۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تین چیزوں میں سب مسلمانوں کا ساجھا ہے۔ پانی۔ گھاس
آگ اور ہر ایک کی قیمت لینی بھی حرام ہے ابو سعید (راوی اس حدیث کی شرح میں) ۱۱۳
فرماتے ہیں کہ پانی سے چلتا پانی مراد ہے۔ یہ حدیث بھی ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

احسان کا شکریہ ادا کرنے اور اس کے کرنے والے کا بدلہ آتارنے اور اس کے حق میں دعا کرنیکی ترغیب

(۳۵) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہو فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ جو تم سے اللہ واسطے پناہ مانگے اسے پناہ دیدیا کرو اور جو اللہ واسطے کوئی چیز مانگے
اسے وہ چیز دیدیا کرو اور جو اللہ واسطے اپنی جان بچانی چاہے اسے بچا دیا کرو اور جو تمہارے
ساتھ کسی قسم کا احسان کرے اسکا بدلہ آتار دیا کرو اگر تمہارے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو دعا ہی کر دو
کرو اور دعا ایسے خلوص سے ہو کہ تمہیں خود یہ یقین ہوجائے کہ ہم بدلہ آتار چکے ہیں یہ حدیث
ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے یہ لفظ مذکور نسائی کے ہیں ابن حبان نے بھی اپنی
صحیح میں روایت کی ہے اور حاکم نے روایت کر کے یہ بھی کہا ہے کہ بخاری مسلم کی شرط پر

صحیح ہے نیز طبرانی نے اوسط میں مختصر روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ اتار دیا کرو اگر تم بدلہ نہ اتار سکو تو اس کے لیے دعا ایسی کر دیا کرو کہ تمہیں خود یقین ہو جائے کہ تم اتار چکے ہو کیونکہ (بدلہ اتارنا شکر گزاری ہے) اللہ بھی شاکر ہیں شکر گزاروں سے محبت رکھتے ہیں۔

(۴۴) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جس شخص پر کسی نے کچھ بخشش کی اور پھر یہ بھی ذی وسعت ہو گیا تو اسکو بدلہ اسکا اتار دینا چاہئے اور اگر وسعت نہیں ہے تو اسکی تعریف کرے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کر دیا اور جس نے یہ بھی نہ کی اس نے کفران نعمت کیا اور جو (خدا سے) اتنا ملا ہوا ظاہر کرے کہ جتنا (خدا نے) اسکو دیا نہیں تو وہ سر سے پیر تک جھوٹ میں لپٹے ہوئے کے جیسا ہے یہ حدیث ترمذی نے ابو الزبیر سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۵) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کسی کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا اور احسان کرنے والے سے اس نے یہ کہدیا جزاک اللہ خیرا تو بس اس نے انتہا درجہ کی تعریف کر دی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس کسی کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا یا کوئی فائدہ پہنچایا گیا اور پہنچانے والے سے
۱۱۴ اس نے یہ کہدیا جزاک اللہ خیرا تو اعلیٰ درجہ کی تعریف ہو گئی یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے حافظ (صاحب مولف کتاب) فرماتے ہیں کہ ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے اور طبرانی نے صغیر میں مختصر روایت کی ہے کہ جب کسی نے جزاک اللہ خیرا کہدیا تو بس اعلیٰ درجہ کی تعریف ہو گئی۔

(۴۶) اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو سب سے زیادہ اللہ کا شکر گذار ہوگا وہ سب سے ہی زیادہ لوگوں کا بھی شکر گزار ہوگا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو لوگوں کو شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اسکے راوی سب ثقہ و معتبر ہیں اور طبرانی نے بھی اسامہ بن زید کی سند سے پہلی ہی طرح نقل کی ہے۔

(۴۷) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا اسکو بدلہ اتار دینا چاہئے اور جو بدلہ نہ اتار سکے اسکو اس احسان کرنے والے کے سامنے اسکے احسان کا ذکر کرنا چاہئے کیونکہ جس نے ذکر بھی کر دیا اس نے اسکا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے ایسی چیز سے شکم سیری ظاہر کی جو اسے نصیب نہیں تو وہ سر سے پیر تک جھوٹ میں لپٹے ہوئے جیسا ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور اسکے راوی بھی سوائے ایک صالح بن ابی الاخضر کے اور سب ثقہ ہیں۔

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

کتاب الصدقات

یعنی حصہ سوم

از تادیب و تہذیب سنہ ۱۳۲۸ھ

ترجمہ

ترغیب و ترہیب سنہ ۲۹ء

حسب فرمائش محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

قیمت فی جلد ۱۲ر

فہرست مضامین التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب وترہیب حصہ سوم کتاب الصدقات

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	زکوۃ ادا کرنے کی ترغیب اور اوسکی فرضیت کی تاکید۔	۱
۲	زکوۃ نہ ادا کرنے پر ترہیب اور زیوروں کی زکوۃ کا بیان۔	۱۱
۳	پرہیزگاری کے ساتھ خدمت صدقات اسلام بجا لانے کی ترغیب۔	۲۷
۴	بغیر خوشی کے جو چیز دی جائے اوس کے لینے سے ترہیب۔	۵۴
۵	جس شخص کے پاس کوئی چیز بلا طمع اور بلا سوال آئے خصوصاً حاجت کے وقت اسکے قبول کرنے کی ترغیب اور واپس کرنے سے ترہیب۔	۵۶
۶	لوجہ اللہ بجز جنت کے مانگنے اور لوجہ اللہ مانگنے والے کو منع کرنے سے ترہیب۔	۵۸
۷	صدقہ کی ترغیب اور تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کے بیان میں۔	۵۹
۸	خفیہ صدقہ کرنے کی ترغیب۔	۷۳
۹	رشتہ داروں اور زوج پر صدقہ کرنے اور ان کو غیروں پر مقدم رکھنے کی ترغیب۔	۷۵
۱۰	فالتو چیز کو اقربا کو دینے سے باوجود مانگنے کے بخل کرنے نیز اقربا کے محتاج ہوتے ہوئے غیروں پر تقسیم کرنے سے ترہیب۔	۷۶
۱۱	قرض دینے کی ترغیب اور اسکی فضیلت۔	۷۸
۱۲	تنگدست پر آسانی کرنے مہلت دینے اور معاف کرنے کی ترغیب۔	۷۹
۱۳	نیکی کے رستوں میں سخاوت کرنے کی ترغیب اور بخل کے طور پر جوڑنے جمع کرنیکی ترہیب	۸۴
۱۴	عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے بعد اجازت صدقہ کرنے کی ترغیب اور بلا اجازت صدقہ کرنے سے ترہیب۔	۹۵
۱۵	کھانا کھلانا پانی پلانے کی ترغیب اور ایسا نہ کرنے سے ترہیب۔	۹۶
۱۶	احسان کا شکریہ ادا کرنے اور احسان کرنے والے کا بدلہ اتارنے اور اسکے حق میں دعا کرنے کی ترغیب۔	۱۱۳

تمام شد

(۴۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور صحیح بھی کہا ہے۔

(۴۹) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس پر کسی نے کوئی احسان کیا اسکو احسان کرنے والے کے سامنے ذکر کر دینا چاہئے کیونکہ جس نے ذکر کیا وہ شکر گزار ہوا اور جس نے چھپایا اس نے کفران نعمت کیا۔ یہ حدیث طبرانی نے روایت کی ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کی ہے۔

(۵۰) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس نے تھوڑے (احسان) کا شکر ادا نہ کیا وہ بہت کا بھی نہیں کریگا اور جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں اور احسان کا (اظہار اور) بیان کرنا بھی شکر گزاری ہے اور نہ بیان کرنا ناشکری ہے اور اجتماع (اور اتفاق) رہنا رحمت ہے اور آپس کی تفریق عذاب ہے۔ یہ حدیث عبداللہ بن احمد نے اپنی (کتاب) زوائد میں قوی سند سے نقل کی ہے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۵۱) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مہاجرین نے آنحضرت سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ (آخرت کا) اجر تو سارا کا سارا انصار ہی حاصل کئے لے رہے ہیں کیونکہ زیادہ میں سے زیادہ اور تھوڑے میں سے تھوڑا خرچ کرنے والی قوم ہم نے بھی ان سے بڑھکر کوئی نہیں دیکھی اس کے علاوہ یہ کہ محنت مزدوری کرنے سے بھی انہوں نے ہمیں بچا رکھا ہے (کیونکہ ہمارے ساتھ یہ لوگ برابر احسان سلوک کرتے رہتے ہیں اسلئے ہمیں کام کاج کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی) حضور نے فرمایا کیا ان کے احسان پر تم انکی تعریف نہیں کرتے اور کیا تم انکو دعائیں نہیں دیتے انہوں نے عرض کیا ہاں ہاں کیوں نہیں (یہ تو ہم کرتے ہیں) فرمایا تو بس یہ ان کے احسان کا ادلہ بدلہ ہو جاتا ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور یہ (مذکورہ) لفظ نسائی کے ہیں۔ تمت

ہزاراں ہزار حمد پروردگار کو ہے کہ اسکی حسن توفیق سے کتاب الصدقات ختم ہوئی۔ فقط (مدیر)

کتاب ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تا وقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہو کوئی کام کرنا
چاہتا ہی ممکن نہیں ہوسکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر و ناگواری سے ایسے ہی زمانہ کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں جو
مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہوگیا ہے اب تو مسلمانوں کو بہر امر دینی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت معلوم ہوتا ہے عمل مشکل
اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جس میں احکام شرعیہ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت کا اظہار کرکے راہ مستقیم پر قائم کیا جائے
اسی بارہ میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب آئی اور اس کا ترجمہ شروع کرادیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع
کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین فقہیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی
اور رسالہ کے ذریعہ بیچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کرالیتا ہے اسی طرح کی کتابیں الہادی سے علحدہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین
ہوچکی ہیں مثلاً تسہیل المواعظ، المصالح العقلیہ، معیار الروایات، التشرف حصہ اول وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل فہرست جو
تیار ہوچکی ہیں جو کچھ روز سے شائع ہو رہی ہیں، اسکے اسوقت تک چھ حصے تیار ہیں۔

حصہ اول میں ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیشقدمی کرنیکے اور ترک سنت اور بدعات اور کار بد میں پیشقدمی ہونے
کتاب العلم جس میں علماء و طلباء کے فضائل و اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے، اور علم کی ناقدری اور دنیا کیواسطے
پڑھانے سے اجتناب، کتاب الطہارت جس میں آداب قضائے حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کیے ہیں
ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت دس آنے (۱۰/)

حصہ دوم، کتاب الصلوۃ، جس میں اذان کے اور اسکے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت
موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنیکی ترغیب، نماز پنجگانہ کے اہتمام، فضائل رکوع و سجود کے
اول وقت ادا کرنیکی فضیلت آداب جماعت اذکار بعد نماز آداب امامت و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب النوافل جس میں سنت
موکدہ اور تہجد اور چاشت صلوۃ توبہ و استخارہ، صلوۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت عہ

حصہ دوم کا جز ثانی یعنی **کتاب الجمعہ** جس میں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن نمازیں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کر
اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنیکی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید
اور سورہ کہف اور اس رات دن کے اذکار، ضخامت ۳۰ صفحے قیمت ۲/

کتاب الصدقات جسمیں زکوۃ ادا کرنیکی ترغیب اور فرضیت کی تاکید اور زکوۃ نہ ادا کرنے پر ترہیب اور زیور کی
کا بیان پرہیزگاری کے ساتھ خدمت صدقات بجا لانے کی ترغیب اور اس امر کی ترغیب کہ اگر کسیکو نوبت فاقہ کی پہنچے تو
مدد طلب کرے بغیر خوشی کے جو چیز دیجائے اسکے لینے سے ترہیب صدقہ کی ترغیب تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کا بیان
صدقہ کرنیکی ترغیب رشتہ داروں پر صدقہ کرنے اور انکو غیروں پر مقدم رکھنے کی ترغیب فالتو چیز کو اقربا کو باوجود مانگنے کے نہ
اور اقرباء کے حاجتمند ہوتے ہوئے غیر کو دینے کی ترہیب قرض دینے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان قیمت ۱۲/

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد سوم کا گیارہواں وعظ

مسمیٰ بہ

عورتوں کی اصلاح

منتخب از وعظ ہفتم دعوات عبدیت حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ ماثورہ اما بعد فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اھل النار فقلن وبم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر ما رأیت من ناقصات عقل ودین اذھب للب الرجل الحازم من احدٰکن قلن وما نقصان دیننا وعقلنا یا رسول اللہ قال الیس شھادۃ المرأۃ مثل نصف شھادۃ الرجل قلن بلیٰ قال فذٰلک من نقصان عقلھا قال الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم قلن بلیٰ قال فذٰلک من نقصان دینھا متفق علیہ۔

(ترجمہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اس لیے کہ میں دکھلایا گیا ہوں کہ تم دوزخیوں میں سے سب سے زیادہ ہو عورتوں نے عرض کیا کہ حضور اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ تم لعنت وملامت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو باوجودیکہ

تم عقل اور دین میں ناقص ہو مگر میں نے تم سے زیادہ ہوشیار مرد کو بے عقل بنا دینے والا
کوئی نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دین اور عقل کے نقصان
کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدھی نہیں ہوتی۔
عورتوں نے عرض کیا بیشک ہے فرمایا کہ یہ نقصان عقل ہے پھر فرمایا کیا یہ بات
نہیں ہے کہ جب اسکو حیض آتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے
عرض کیا بیشک فرمایا بس یہ نقصان دین ہے۔

اس حدیث کے متعلق یہ مضامین ہیں:۔

(۱) میں نے اسوقت اس حدیث کو جس میں عورتوں سے خطاب کیا گیا ہے اختیار
کیا حالانکہ یہاں مرد بھی کثرت سے موجود ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کو ایسا موقع بہت
کم ملتا ہے اس لئے وہ بالکل بے خبر ہیں اور طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں اور وہ خرابیاں
عورتوں سے گذر کر مردوں اور بچوں تک پہونچتی ہیں اس لیے ان کی اصلاح سے گھر بھر
کی درستی ہے اس اعتبار سے یہ مضمون مردوں کے لیے بھی مفید ہوا۔ اور اس کا نفع عام ۲
ہوا اور اسمیں بعض مضامین ایسے بھی ہوں گے جو بلا واسطہ مرد و عورت دونوں کے متعلق
ہوں گے البتہ زیادہ مقصود عورتوں ہی کو سنانا ہے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عورتوں کے پانچ عیب بیان فرمائے ہیں انمیں دو عیب تو وہ ہیں جن میں
اپنے اختیار کو دخل نہیں ہے اور تین عیب اختیاری ہیں وہ دو عیب جن میں اختیار کو
دخل نہیں یہ ہیں عقل کی کمی اور دین کی کمی۔ اور تین اختیاری یہ ہیں۔ کثرت سے لعنت ملامت
کرنا۔ خاوند کی ناشکری کرنا۔ ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا۔ اختیاری عیب تو اس لیے
بیان فرمائے ہیں کہ اُن سے واقف ہو کر علاج کی فکر کریں اور جو عیب اختیاری نہیں اور
علاج سے نہیں جا سکتے انکو اس لئے بیان فرمایا کہ اپنے اندر ان عیبوں کو دیکھ کر غرور جاتا
رہے اس لیے کہ عورتوں میں غرور کا بہت مرض ہوتا ہے ذرا سا کمال ہوتا ہے اس کو
بہت کچھ سمجھتی ہیں اور غرور ہمیشہ جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بڑا عالم اپنے کو بھی

؎ شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر رکھی گئی ہے ۱۲۔

سمجھتا ہے کہ میں کچھہ کمال نہیں رکھتا اور میں کچھہ چیز نہیں کیونکہ جو سچ مچ بڑا ہوگا اسکی نظر کمال کی آخری حد پر ہوگی اور اپنے کو اس سے خالی دیکھے گا اس لئے وہ اپنے کو کبھی بڑا نہیں سمجھہ سکتا دیکھو جس شخص کی نظر رستم کی قوت اور حاتم کی سخاوت پر ہوگی وہ کیا اپنے کو قوی اور سخی سمجھے گا ہرگز نہیں جس کی نگاہ حضور کے علم پر ہوگی وہ کیا اپنے کو عالم سمجھے گا ہرگز نہیں۔ آجکل یہ خبط ہوگیا ہے کہ تھوڑا سا کمال ہوجاتا ہے اور اپنے کو کچھہ سمجھنے لگتے ہیں اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔ اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت کی پابند ہوجاتی ہے تو اپنے کو رابعہ بصری سمجھنے لگتی ہے۔ اور ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے اور وجہ اسکی یہی ہے کہ انکی کسی نے اصلاح نہیں کی کتابیں پڑھ پڑھ کر دیندار ہوجاتی ہیں بس انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی نسخوں کی کتابوں کو دیکھہ کر دوائیں کھانے لگے اور کھانے لگے اس سے نفع کے بدلے میں اور الٹے نقصان کا اندیشہ ہے جب تک حکیم کی رائے سے دوا نہ کھائے کچھہ نفع نہ ہوگا اسی طرح چونکہ عورتوں کے اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی اور کسی اصلاح کرنے والے سے اصلاح نہیں چاہتیں بس جو کچھہ اپنی سمجھہ میں آتا ہے کرلیتی ہیں اس لیے اپنے کو کامل سمجھنے لگی ہیں ایک لڑکی کا قصہ ہے کہ اس کا ایک شخص سے نکاح ہوا وہ لڑکی نماز روزہ کی پابند تھی اور شوہر اسقدر پابند نہ تھا آوارہ سا تھا تو وہ لڑکی کہتی ہے کہ افسوس میں ایسی پرہیز گار اور ایسے شخص کے جال میں پھنس گئی میری قسمت ڈوب گئی حالانکہ بیوقوف یہ نہیں سمجھی کہ اگر ہم نے نماز پڑھی روزہ رکھا تلاوت کی تو خود اپنا کام کیا دوسرے پر کیا احسان کیا کوئی دوا پی کر بھی فخر کیا کرتا ہے کہ میں بڑا بزرگ ہوں کہ دوا پیا کرتا ہوں اسی طرح یہ سب عبادتیں جو ہم کرتے ہیں ان میں اپنا ہی نفع ہے اور ان سے اپنا ہی فائدہ کررہے ہیں اور ان عبادتوں کو جو یوں کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے حقوق ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالے کو اس سے نفع پہونچتا ہے یا اس کا حق ان عبادتوں سے اتر جاتا ہے بھلا اس کے حقوق ہماری عبادتوں سے کیسے اتر سکتے ہیں کیونکہ ذرا یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ اسکی ہمپر کسقدر نعمتیں ہیں اگر نعمتوں کو دیکھا جاوے تو اس کے سامنے یہ ہماری نماز روزہ

۳

عہ ایک جگہ گنہ گار بیوی کا نام ہے ۱۲

حقیقت میں کچھ بھی نہیں اور جہاں ہزاروں نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں کی عبادت
کے ذخیرے کے ذخیرے ڈھیر کے ڈھیر موجود ہوں اُن کے سامنے ہمارے روزہ نماز
کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے جواہرات کے سامنے مٹی کے کھلونے تو حقیقت میں
احسان تو حق تعالیٰ کا ہے کہ ہماری ایسی عبادتوں کو قبول فرماتے ہیں اُسکی ایسی مثال
ہے کہ کسی بزرگ کو خدمت کی حاجت نہ ہو اور کوئی شخص بیڈھنگے پن سے اُنکی خدمت
کرے جو اُن کی مرضی کے موافق نہ ہو بلکہ آرام کے بدلے اور اُس سے تکلیف پہنچے
مگر خوش اخلاقی سے خاموش ہو جاویں تو وہ خدمت کرنے والا تو اپنی جہالت سے
یہ سمجھے گا کہ میں نے بڑا کام کیا حالانکہ بڑا کام تو ان بزرگ نے کیا جن کی اس نے
خدمت کی کہ اس ناگوار خدمت کو قبول فرمایا دیکھئے یہ قاعدہ عقل اور شریعت سے
ثابت ہے کہ جو چیز اچھی اور بُری چیزوں سے ملکر بنے وہ ہمیشہ بُری ہوتی ہے اور
پاک اور ناپاک ملکر ناپاک ہوتا ہے پس جب کہ ہماری نماز میں وسوسے اور بے رغبتی
۴ اور سنت کے خلاف باتیں شامل ہیں عاجزی کا پتہ نہیں تو وہ نماز جس میں یہ خرابیاں
شامل ہیں کامل کیسے ہوئی۔ بہرحال ہماری ناقص عبادت کو بھی عبادت قرار دینا
صرف انکا فضل ہے ورنہ ناقص عبادت ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو عبادت قرار
دیا جائے اور اسپر ثواب عنایت کیا جائے پھر ایسی عبادت پر خوش ہونا اور فخر کرنا
جہالت ہے۔ اور جہالت ہی کی وجہ سے فخر اور غرور ہوتا ہے اور جسقدر عقل کم ہوتی ہے
یہ مرض غرور کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے
حاصل یہ ہے کہ غیر اختیاری عیبوں پر نظر اور توجہ ہونے سے یہ مرض کم ہوتا ہے اور
اول معلوم ہو چکا ہے کہ غیر اختیاری عیب جن کے دور کرنے پر قدرت نہیں یہاں تک
دو بتلائے گئے ہیں ایک عقل کی کمی۔ دوسرے دین کی کمی عقل کی کمی کو تو حضور نے
اس علامت سے بیان فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے
اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں نقصان ہے دین کی کمی کو اس دلیل سے بیان
فرمایا کہ عورتوں کو نماز پڑھنے کے موقع کم ملتے ہیں زمانہ حیض میں نماز نہیں پڑھ

عورتوں میں جہالت کی وجہ سے غرور زیادہ ہے ۱۲

سکتیں اور نمازوں کی کمی دین کی کمی ہے اور نمازوں کی کمی کا سبب حیض کا آنا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ پیدائشی ہے اپنے اختیار سے نہیں ہے اس لئے یہ عیب غیر اختیاری ہوا۔ جیسے پہلا بھی غیر اختیاری تہا۔ اور تین عیب اختیاری بتلائے گئے ہیں کہ اُن کا دور کرنا اختیار میں ہے وہ یہ ہیں خاوند کی ناشکری۔ ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا کثرت سے لعنت ملامت کرنا۔ اول کے دو عیب جو غیر اختیاری ہیں انکا فکر تو بیفائدہ ہے کہ وہ علاج سے دور ہونے والے نہیں۔ بلکہ اسکی تو آرزو کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ نے مردوں کی فضیلتیں سنکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم بھی مرد ہوتے تو مردوں کی سی فضیلت ہم کو بھی ملتی۔ اسپر یہ آیت اتری وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنے اس چیز کی آرزو مت کرو جس کے ساتھ بعض کو بعض پر پیدائشی فضیلت دی ہے آگے فرماتے ہیں کہ مردوں کے لیے حصہ ہے اُن کاموں سے جو انہوں نے کیئے

۵ اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اُن کاموں میں جو وہ کریں مطلب یہ ہے کہ ایسی آرزو کو چھوڑو اور نیک کاموں میں کوشش کرو جو اختیار اور قبضہ کے ہیں اب اسپر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر ہم نیک کاموں میں کوشش بھی کریں تب بھی ناقص ہی رہینگے نقصان ہمارا کہاں دور ہوگا تو اُس کا جواب فرماتے ہیں وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ یعنے اللہ سے اُس کے فضل کا سوال کرو مطلب یہ ہے کہ نیک کام کر کے اگر خدا کا فضل ہوا تو تم مردوں سے بڑھ سکتی ہو۔ غرض کہ جو عیب غیر اختیاری ہیں اُن کا فکر تو بالکل فضول ہے اور جو عیب اختیاری ہیں اُن کی اصلاح اور درستی ضروری ہے اور وہ کل تین ہیں کثرت سے لعنت ملامت کرنا اور خاوند کی ناشکری۔ ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا۔ کثرت سے لعنت ملامت کرنے کا عیب عورتوں میں ایسا دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک اُن کا یہی مشغلہ ہے جس سے دشمنی ہے اُسکی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اسکو کوستی ہیں یہاں تک کہ اپنی اولاد کو کوستی ہیں اپنی جان کو بھی کوستی ہیں اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت ملامت کرنے کے

قابل ہویا نہو کوستی ہیں۔

یا در کھو بعض وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے کہ اسمیں اللہ سے جو کچھ مانگا جاتا ہے قبول ہوجاتا ہے اور وہ کوسنا لگ جاتا ہے پھر پچھتانا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک شخص ہے اس کا بدن رہ گیا ہے اور اسمیں کھنچاوٹ ہوتی ہے۔ چارپائی سے ہل نہیں سکتا۔ اور سخت تکلیف میں ہے اسکی ماں نے کسی شرارت پر یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چارپائی کو لگ جاوے خدا کی قدرت وہ ایسا ہی ہوگیا اور اسکی مصیبت والدہ ہی کو اٹھانی پڑی

خاوند کی ناشکری کا یہ حال ہے کہ جسقدر ان کو دیا جائے سب تھوڑا ہے مجکو مولوی عبدالرب صاحب کا ایک لطیفہ یاد آیا وہ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کے پاس چاہے کتنا ہی کپڑا ہو مگر جب پوچھیں ہی کہیں گی کہ کیا ہیں چار چیتھڑے اور کتنے ہی جوڑے جوتے کے ہوں مگر پوچھنے پر یہی کہیں گی کہ کیا ہیں دو لیتڑے اور برتن کیسے ہی عمدہ اور کثرت سے ہوں مگر یوں ہی کہیں گی کہ کیا ہیں چار ٹھیکرے۔

ایک عورت خود کہتی تھی کہ ہمارا حال دوزخ کا سا ہے کہ قیامت میں جب اسکو کہا جاوے گا کہ کیا تو بھر گئی تو وہ جواب میں یہ کہے گی کچھ اور بھی ہے ایک مرض انمیں اور بھی ہے وہ بھی ناشکری کی ایک قسم ہے وہ یہ کہ کوئی چیز خواہ کار آمد ہو یا نکمی ہو انکو پسند آنی چاہیئے پھر بے سوچے سمجھے اسکو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھر میں ہوئی چیز کام آہی جاتی ہے اور یہ ناشکری کی قسم اسوجہ سے ہے کہ یہ شوہر کے مال کو ضائع کرتا ہے اور خود اپنے مال کو ضائع کرنا بھی ناشکری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے خدا کا ناشکرا ہے اس سے معلوم ہوا کہ فضول خرچی خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اور جب مال ہی دوسرے کا ہو تو خدا تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ خاوند کی بھی ناشکری ہوا اور اگر فضول خرچی نہ ہو تب بھی مسلمان کا دل تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہیئے اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو کھلی فضول خرچی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نے منع فرمایا مال کے ضائع کرنے سے آجکل گھروں میں اور خاصکر بڑے گھروں میں بڑی فضول خرچی ہوتی ہے برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت

بد دعا لگ جانے کی حکایت

خاوند کی ناشکری کا بیان اور مولوی عبدالرب صاحب کا لطیفہ

عورتوں کی فضول خرچی کی مثال

آجکل بڑے گھروں میں بڑی فضول خرچی

بہت زیادہ اور مضبوط خاک بھی نہیں کہ ذرا ٹھیس لگ جاوے تو چار ٹکڑے ہو جائیں پھر وہ حاجت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشہ اور چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر بھی اُن کے استعمال کی نوبت نہیں آتی اسی طرح کپڑوں میں بھی بہت فضول خرچی ہے دس روپیہ گز کا اور پندرہ روپیہ گز کا کپڑا بہت باریک جو کہ ناجائز بھی ہے اور کسی کام کا بھی نہیں ہے پہنتی ہیں اگر کہیں سے ذرا تاگا نکل گیا تو پھر کسی کام کا نہیں اور موٹا کپڑا اگر پرانا ہو جاتا ہے تو کسی غریب ہی کے کام آجاتا ہے یہ تمام مصیبت اسکی ہے کہ عورتیں اسکی کوشش کرتی ہیں کہ ہمارا جوڑا ایسا ہو کہ کسی کے پاس ویسا نہ ہو اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتیں برتنوں اور کپڑوں اور مکان چیزوں میں دکھلاوہ اور شیخی اور بڑے بننے کی شان کوٹ کوٹ کر بھری ہے یہ حال تو روزمرہ کے برتاؤ کا ہے اور اگر کہیں بیاہ شادی پیش آجائے تو کیا ٹھکانا ہے تمام رسمیں پوری کیجاویں گی جن میں سراسر دکھاوہ ہی دکھاوہ ہے۔ بعض عورتیں اپنی تعریف کرتی ہیں کہ ہم نے رسمیں سب چھوڑ دیں ۷
مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ رسمیں دو قسم کی ہیں ایک تو شرک و بدعت کی رسمیں جیسے چھٹائی پر بہو کو بٹھلانا اُس کی گود میں بچہ دینا کہ اس سے شگون لیتے ہیں کہ اولاد ہو تو واقعی ایسے ٹونے ٹوٹکے تو اکثر جگہ چھوٹ گئے دوسرے شہرت اور نام کی رسمیں سو یہ نہیں چھوٹیں بلکہ مالداری کیوجہ سے بہ نسبت پہلے کے کچھ بڑھ گئی ہیں پہلے زمانہ میں اتنا دکھاوہ اور شیخی نہ تھی کیونکہ کچھ تو سامان کم تھا کچھ طبیعتوں میں سادگی تھی اب تو کھانے میں الگ تکلف ہو گیا وہ پہلی سی سادگی ہی نہیں رہی بلکہ پلاؤ بھی ہو کباب بھی ہوں فیرنی متنجن۔ بریانی سب ہوں اور کپڑوں کے تکلفات کا ابھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ ایک دلہن ایک جگہ ڈیڑھ ہزار کا صرف کپڑا ہی کپڑا جہیز میں لائی شاید یہ کپڑا اوس کے مرنے تک بھی ختم نہ ہوا ہو اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ دلہن مرگئی ہے اور یہ سب سامان ہزاروں روپیہ کا ضائع ہوا پھر ایک فضول خرچی یہ ہے کہ دلہن کے کپڑوں کے علاوہ تمام کنبے کے جوڑے بنائے جاتے ہیں اور بعض دفعہ اُنکو پسند بھی نہیں آتے

اوران میں عیب نکالے جاتے ہیں تو کس قدر بے لطفی ہوتی ہے اور اسپر یہ دعوی ہے کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جہیز کو دکھلاتے تک نہیں دیکھو ہم نے رسمیں چھوڑ دیں سو جناب اس میں کیا کمال کیا اپنی بستی میں تو برسوں پہلے سامان جمع کرکرکے ایک ایک کو دکھلا چکی ہو جو مہمان آتی ہے اسکو بھی اور جو رشتہ دار آتی ہے اسکو بھی ایک ایک چیز دکھلائی جاتی ہے اور خود سامان آنے میں جو شہرت ہوتی ہے وہ الگ کہ آج دہلی سے کپڑا آرہا ہے اور مراد آباد گئے تھے وہاں سے برتن لائے ہیں اور رسم کے بعد وہ دولہا کے گھر جاکر کھلتا ہے اور عام طور پر دکھایا جاتا ہے اور اسیواسطے لڑکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے تو یہ اپنے ارادہ سے شہرت نہیں ہے تو اور کیا ہے ہاں اگر لڑکی کے ساتھ نہیجا جاتا تو عقل کے بھی موافق تھا کیونکہ یہ سب سامان لڑکی ہی کو دیا جاتا ہے اور اسوقت وہ قبضہ نہیں کرتی ہے اور نہ اسکو خبر ہوتی ہے اسکو دینا تو یہ ہے کہ ابھی اپنے گھر رکھو جب لڑکی تمہارے گھر آوے اسوقت
8 وہ تمام سامان اوس کے سامنے رکھو اور کہو کہ یہ سب چیز تمہاری ہے تمہارا جب جی چاہے لیجانا بلکہ مصلحت یہ ہے کہ اب نہ لیجائے کیونکہ اسوقت تو کوئی ضرورت نہیں ہے جب ضرورت ہوگی اسوقت لیجاوے یہ عقل کے بھی موافق ہے اور اس میں دکھلاوا بھی نہیں اگر ایسا کرتے اسوقت یہ دعوی صحیح ہوتا کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں ہیں مگر چونکہ اسمیں کوئی شہرت دکھاوہ نہیں ہے اس لیے ایسا کوئی بھی نہیں کرتا تیسرا عیب ہے بڑے ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسی اتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقلمند بے عقل ہو جاتے ہیں انکی باتوں اور لہجہ میں بیدھنگی ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خواہ مخواہ مرد پر اس سے اثر پڑتا ہے اور اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ مکر اور چالاکی دوسری چیز ہے شیطان میں مکر اور چالاکی تھی عقل نہ تھی اسیواسطے دہوکا کھایا جبکہ حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سجدہ نہ کیا اور یہ کہہ گذرا کہ آپ نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے

(باقی آئندہ)

عن عبد الله بن هبيرة
قال كتب ابو الدرداء وذكره
بزيادة وارض الجهاد
وقال في المقاصد ايضا
بعد الجرح على ادفنوا
موتاكم وسط قوم
صالحين فان الميت
يتاذى بجار السوء
كما يتاذى الحي بجار
السوء ولكن لم يزل
عمل السلف والخلف
على هذا وما يروى
كون الارض المقدسة
لا تقدس احدا
انما المقدس عمله
قد لا ينافيه **ف**
وجه عدم المنافاة
ظاهر فان اصل
التقدس انما هو بالعمل
ولا ينفي فضل ارض و
بركتها والاعتناء به الخ

کہ وہ عبداللہ بن ہبیرہ سے نقل کرتے ہیں
اونہوں نے کہا کہ ابو الدرداء نے لکھا الخ
(تو انقطاع نہ رہا) اور اس حدیث کو ذکر کیا
اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ ارض جہاد کی طرف
آؤ اور مقاصد میں اول اس حدیث پر جرح
کیا ہے کہ اپنے مُردوں کو قوم صالحین کے
درمیان دفن کیا کرو کیونکہ میت کو بُرے
پڑوس سے ایسی ہی اذیت ہوتی ہے
جیسے زندہ کو بُرے پڑوسی سے اذیت
ہوتی ہے پھر بعد جرح کرنے کے کہا ہے
۶۵ کہ (گو یہ حدیث مجروح ہے) لیکن عمل سلف
وخلف کا ہمیشہ سے اسی پر رہا ہے
(جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے اصل
نہیں ہے) باقی اس مضمون میں جو مروی
ہے کہ ارض مقدسہ کسیکو مقدس نہیں
بناتی آدمی کو صرف اس کا عمل مقدس
بناتا ہے وہ اس (عمل) کے منافی نہیں
ف وجہ منافی نہونیکی ظاہر ہے
کیونکہ اصل تقدس تو عمل ہی سے ہے مگر اس سے
کسی زمین کی فضیلت وبرکت کی نفی
نہیں ہوتی۔ اور اہل طریق کا یہی معمول ہے

من محمولات
اهل الطريق

حديث الارواح جنود
مجندة فما تعارف
منها ائتلف وما تناكر
منها اختلف مسلم في
الادب من صحيحه من
حديث عبد العزيز
ابن محمد الدراوردي
عن سهيل عن ابيه ومن
حديث جعفر بن برقان ۶۶
عن يزيد بن الاصم
كلاهما عن ابي هريرة به
مرفوعا **ف** هو اصل
لدخل المناسبة في النفع
الباطني فان مداره على الالفة
بالمشاهدة ومدار الالفة
على المناسبة التي عبر عنها بالتعارف

حديث استعينوا
بطعام السحر على صيام النهار
والقيلولة على قيام الليل

کہ اس کا اقتنا کرتے ہیں (یعنی صلحاء کے
پاس دفن کرنے کا)

حدیث روحیں مجتمع لشکر ہیں انمیں کے
جنمیں تعارف ہوگیا اونمیں الفت ہوجاتی
ہے اور جنمیں تعارف نہیں ہوا ان میں
اختلاف ہوتا ہے مسلم نے اپنی صحیح کی
کتاب الادب میں عبد العزیز بن محمد
دراوردی کی حدیث سے روایت کیا ہے
اونہوں نے سہیل سے اونہوں نے اپنے
باپ سے اور نیز جعفر بن برقان کی حدیث
سے اونہوں نے یزید بن اصم سے اور
اُن دونوں نے ابوہریرہ سے الفاظ
مذکورہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
ف یہ حدیث اصل ہو اس مسئلہ
کی کہ نفع باطنی میں مناسبت کو دخل
ہے کیونکہ نفع باطنی کا مدار مشاہدہ سے
الفت پر ہے اور الفت کا مدار مناسبت
پر ہے جسکو تعارف سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث سحر کے کھانے سے دن کے
روزہ پر اور قیلولہ سے شب بیداری
پر مدد حاصل کرو روایت کیا اسکو

ابن ماجه في سننه والحاكم في صحيحه
من حديث ابي عامر العقدي
ثنا زمعة بن صالح عن سلمة
بن وهرام عن عكرمة عن ابن
عباس رفعه بهذا **ف**
اصل لما اعتاده اهل
الطريق من القيلولة

حديث استعينوا على
انجاح الحوائج بالكتمان فان كل
ذي نعمة محسود الطبراني في
معاجيمه الثلاثة وعنه وعن غيره
ابو نعيم في الحلية من حديث سعيد
بن سلام العطار عن ثور بن يزيد
عن خالد بن معدان عن معاذ
بن جبل رفعه بهذا وكذا اخرجه
ابن ابي الدنيا والبيهقي
في الشعب والعسكري في
الامثال والخلعي في فوائده
والقضاعي في مسنده
وسعيد كذبه احمد
وغيره

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی
صحیح میں ابی عامر عقدی کی حدیث سے وہ
کہتے ہیں کہ حدیث کی ہم سے زمعہ بن صالح
نے سلمہ بن وہرام سے اونہوں نے عکرمہ
سے اونہوں نے ابن عباسؓ سے اونہوں نے
ان الفاظ سے مرفوع کیا **ف** یہ اصل ہے
اہل طریق کی عادت قیلولہ کی۔

حدیث۔ اپنی حاجات کی کامیابی
پر کتمان سے مدد حاصل کرو اسلئے کہ ہر صاحب
نعمت محسود ہوتا ہے روایت کیا اسکو
طبرانی نے اپنے تینوں معجم میں اور ابو نعیم ۹۷
نے طبرانی سے اور غیر طبرانی سے بھی
حلیہ میں سعید بن سلام عطار کی حدیث سے
وہ روایت کرتے ہیں ثور بن یزید سے
وہ خالد بن معدان سے وہ معاذ بن
جبل سے اونہوں نے لفظ مذکور کے ساتھ
مرفوع کیا اور اسیطرح اسکو ابن الدنیا نے
اور شعب میں بیہقی نے اور امثال میں
عسکری نے اور اپنے فوائد میں خلعی نے
اور مسند میں قضاعی نے روایت کیا
ہے اور سعید (مذکور) کو احمد وغیرہ نے

وقال فیہ العجلی لاباس به ثم ساق طرقا اخری غیر طریق سعید ثم قال والاحادیث الواردۃ من التحدث بالنعم محمولۃ علی ما بعد وقوعها فلا یکون معارضۃ لهذہ نعم ان ترتب علی تحدثها حسد فالکتمان اولی ف من عادۃ اهل الطریق کتمان الحاجۃ والفقر والبلاء واظهار النعم والمنن من اللہ تعالی او من العبد وحدیث الامر بالکتمان یشمل هذا الکتمان ولا یابی الشمول تعلیله بالمحسودیۃ فانها من ۶۸

کاذب کہاہے اور عجلی نے اس کے بارہ میں کہاہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں پھر (عجلی نے) اور طریق بیان کئے ہیں علاوہ طریق سعید کے پھر انہوں نے کہا کہ جو حدیثیں اظہار نعمت میں وارد ہوئی ہیں وہ مابعد وقوع نعمت پر محمول ہیں سو وہ اس حدیث کے معارض نہیں البتہ اگر (بعد وقوع نعمت کے بھی) اس کے اظہار پر حسد مرتب ہونے لگے) تو پھر (بعد وقوع کے بھی) کتمان ہی اولیٰ ہے ف اہل طریق کی عادت ہے حاجت اور فقر اور مصیبت کا پوشیدہ رکھنا بھی اور نعم اور منن کا ظاہر کرنا بھی خواہ وہ من اللہ ہوں یا من العبد ہوں (تو دونوں حدیثوں پر ان کا عمل ہے) اور امر بالکتمان کی حدیث اس کتمان (مذکور) کو بھی شامل ہے (گو اس کتمان کی علت خوف حسد نہیں) اور اس شمول سے اس کا معلل بالمحسودیۃ ہونا (جیسا حدیث میں مذکور ہے) آبی نہیں کیونکہ وہ (محسودیۃ) منجملہ حکمتوں کے

...للہ کہ میرے قلب میں گذرا کہ یہی حالت ہے ہماری عبادتوں کی کہ ہم تو خوش ہوتے ہیں۔
...حق تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں مگر واقع میں وہ سزا کے لائق ہیں اور نہ پیار دینے کے
...بل ہیں مگر وہ اپنے فضل سے ہمکو ضعیف سمجھکر قبول فرما لیتے ہیں۔

(۱۲۳) فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عقلی پر کفار بھی
...فق ہیں بلکہ بعض واقعات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آپ کے کمال عقل کے جسقدر
...معتقد ہیں اوس سے زیادہ یہ کفار معتقد ہیں اس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کب سے
...سقدر اسلام کو اور سلطنت کو ترقی ہوئی مسلمان تو اوسکو تائید حق کا ثمرہ سمجھتے ہیں۔ اور
...کفار چونکہ آپکی نبوت کے قائل نہیں اس لئے اوسکو ثمرہ آپ کے کمال عقل کا سمجھتے ہیں تو
...کام خدا کے کرنے کا ہے وہ لوگ آپکا سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس بعض نام کے مسلمان آپکو
...و نعوذ باللہ عقل میں بھی کامل نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ حضور کی ہر بات میں مخالفت
...کرتے ہیں (جامع بالخصوص تمدن اور معاشرت میں تو یہ لوگ اسقدر مخالفت کرتے ہیں کہ
...ی تو یہ اہل یورپ کی غلامی کرتے کرتے ان کے دماغ سڑ گئے حالانکہ اون کا تمدن اکثر ۴۱
...ہمارے جناب کے تمدن سے ماخوذ ہے افسوس اُن لوگوں پر کہ ان کے نزدیک آقا کے
...اصول تمدن آجکل کے ضروریات زمانہ کے لیے ناکافی ہیں)

(۱۲۴) فرمایا کہ ایک مرتبہ کفار نے حضرت صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آپنے اپنے یار کا
...دعویٰ بھی سنا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے معراج ہوئی ہے آپنے فوراً جواب دیا بیشک
...اگر وہ کہتے ہیں تو سچ ہے ضرور ہوئی ہے۔ کفار نے کہا کہ تم نے تو اتنی جلدی تصدیق کردی
...آپنے فرمایا تمکو معلوم نہیں ہے میں تو اس سے پہلے اس سے بھی زیادہ بڑے واقعہ کی
...تصدیق کر چکا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خود آسمان والے
...آیا کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ تو ادنیٰ درجہ ہے کہ ان کو آسمان پر لے گئے سبحان اللہ
...صحابہ کو تو اللہ تعالیٰ نے کیسے فہم عطا فرمائے ہیں۔

(۱۲۵) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ صاحب خدا کے واسطے کہیں آپ بھی
...ہندوستان سے نہ چلے جانا۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ جناب میری ایسی ہمت کہاں ہے

دجامع ہمیں اپنی تواضع اور محبت اللہ شریف کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس تعلیم موافق عمل کرنے کی توفیق دے)

(۱۲۶) فرمایا ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے۔ بیچارے بہت نیک آدمی لکھا ہے کہ میں اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہوں مگر فلانے مولانا صاحب منع کرتے ہیں اور جن امر میں بچنا چاہتا ہوں بوجہ فتنے کے وہ مولانا کہتے ہیں کہ نہیں تمہیں یہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کی دلداری کرنا ضروری ہے۔ اب میں جناب سے مشورہ لیتا ہوں آیا میں اپنی اصلاح اور عاقبت کی فکر کروں۔ یا لوگوں کی دلداری کروں۔ فرمایا۔ میں نے لکھدیا ہے کہ اپنی اصلاح مقدم ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آجکل آپ دیکھیں گے کہ لوگ کثرت سے اس بلا میں مبتلا ہیں کہ کسی طرح سے اپنا گروہ بڑھے۔ بس جی آجکل تو یا یہی رہ گئی ہے اور فرمایا کہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ اے عزیز تو کیا امید کر سکتا ہے اپنی اصلاح کی جبکہ تیرا معالج ہی بیمار ہے

(۱۲۷) فرمایا ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے بہت روزوں سے جناب کو خط نہیں بھیجا ہے میں معافی چاہتا ہوں۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ اسمیں میرا کون نقصان ۶۲
ہوا ہے جو آپ معافی چاہتے ہیں۔

(۱۲۸) فرمایا ایک صاحب نے بہت لمبا خط لکھا ہے کہ میں جس کام میں لگ جاتا ہوں وہیں ایسا انہماک ہوتا ہے کہ دوسرے کاموں کی مطلق خبر نہیں رہتی۔ دوسرے کام بالکل ملیامیٹ ہو جاتے ہیں۔ اگر گھر کے کام کوشش کر کے کرتا بھی ہوں تو بدقت ہوتے ہیں میں نے جواب لکھا ہے کہ جب بدقت کرنے پر قادر ہو پھر کیوں نہیں کرتے اور اوس قدرت سے کام نہ لینے کی کیا وجہ اور فرمایا یہ ساری نفس کی شرارتیں ہیں۔ دین کے کام میں بھی لوگ راحت ڈھونڈھتے ہیں۔ راحت ہوتی ہے مگر کام کے بعد ہوتی ہے۔ لوگ پہلے راحت طلب کرتے ہیں۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مریض یوں کہے کہ میں تندرست نہیں ہوتا اور دوا پینے سے بہت دل گھبراتا ہے۔ اگر پیتا ہوں تو بدقت پیتا ہوں تو صحت بدون ازالہ مرض کے نہ ہوگی اور ازالہ مرض بدون دوا کے نہ ہوگا۔ مگر خدا جانے دینی امور میں لوگوں کی عقل کہاں مسخ ہوگئی ہے اور فرمایا اون صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسی ترکیب بتلایئے

جس سے خدا کی محبت جاگزیں ہو جاوے اور دنیا کی محبت مغلوب ہو جاوے میں نے اس کا جواب لکھا ہے کہ اس کا درجہ اختیاری مطلوب ہے یا غیر اختیاری اور یہ بھی فرمایا کہ اون کو جس حالت کی طلب ہے۔ یہ بہت مدت کے بعد کام کرنے سے ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اول حالات پیش آجاویں۔ حالانکہ ثمرات ہیں اعمال کے اور وہ بھی غیر ضروری ورنہ ثمرات کا ظہور تو آخرت میں ہوگا یہاں تو اکثر ایک ذوق اور کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے دل خوش ہونے لگتا ہے۔

سبقت
(۱۲۹) فرمایا کہ ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے اونہوں نے ٹانڈہ ملانیکی درخواست کی ہے احقر نے عرض کیا کہ میرے پاس بھی اون کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ اگر کوئی بے ادبی ہوگئی ہو اور اوس کی وجہ سے مولنا ناراض ہو جاویں تو راضی کر دینا۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ یہاں تو ادب اور بے ادبی کا سلسلہ ہی نہیں۔ ہاں یہاں تو وہ بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ میں سارا خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں جس میں بے ادبی کرنے والے کا
۷۳ ضرر ہوتا ہے۔ اور جس میں اوس کا ضرر نہیں ہوتا۔ میں اس کی کبھی پرواہ بھی نہیں کرتا ایک شخص نے عرض کیا کہ جب کسی شخص سے محبت ہو تو محب کو اوس کے قرب سے ڈرنا اسمیں تعجب معلوم ہوتا ہے۔ جب کسی شخص سے محبت ہوتی ہے تو پھر اوس سے ڈر کیسا وہ تو اگر جان بھی لے لے تو غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ فرمایا جی ہاں اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ روٹی کہانیکو تو دل چاہتا ہے مگر ہیضہ سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوا کہ جی ہی نہیں چاہتا اور کہا کہ ہیضہ بھی ہو جاتا تو وہ اوس ہیضہ کو بھی مبارک سمجھتا اسپر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی گاؤں سے کچھ لوگ بھاگے جا رہے تھے ایک فاقہ زدہ بھی سامنے آگیا اوس نے کہا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔ اونہوں نے کہا کہ ہم گاؤں کو چھوڑے ہوئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ گاؤں میں ہیضہ کی بیماری ہوئی ہے اوس نے کہا کہ ہیضہ کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہیضہ بہت کہانے سے ہو جاتا ہے اوس نے کہا کہ ایسا مبارک مرض ہمیں کبھی نہیں ہوا۔ تو حضرت طالب کی تو یہ حالت ہوتی ہے۔

(۱۳۰) ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت جیسے طالب علموں کو طلب علم میں اجر ملتا ہے مسائل دریافت کرنے میں بھی اجر ملتا ہے یا نہیں فرمایا کہ جی ملتا ہے یہ بھی تو طلب علم ہی ہے۔ علم صرف عربی حاصل کرنے کا نام تھوڑا ہی ہے جس بات میں طلب دین ہو وہی طلب علم ہے۔

(۱۳۱) فرمایا۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ آپنے بہت دنوں سے خط نہیں بھیجا میں نے جواب لکھا ہے کیا میں نے ابتداءً نہیں بھیجا یا آپ کے خط کا جواب نہیں دیا۔ (جامع) اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حاکم حکیم خود لوگوں سے دریافت کرتے پھریں کہ تم علیل تو نہیں ہو یا تمہارا مقدمہ تو نہیں ہے۔

(۱۳۲) فرمایا کہ احوال صحیح جب ہوتے ہیں جب عمل دین کے موافق ہوتا ہے۔ اصلی پہچان یہی ہے (جامع) سب حال قال سنت کے موافق ہو یہی مقصود ہے نیا حال نیا قال نیا عمل سب مردود ہیں سنت پر عمل کرکے ان سب کو مٹا دینا چاہیئے۔

(۱۳۳) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے وہ بے چارے بیمار ہیں لکھا ہے کہ ۴۴
بیماری کی وجہ سے وظائف و اوراد بالکل نہیں ہوتے بہت قلق ہے۔ فرمایا میں نے جواب لکھا ہے کہ بعض مرتبہ امراض سے وہ نفع ہوتا ہے جو اوراد سے نہیں ہوتا۔ اور حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس طریقہ کا اصول یہ ہے۔ کہ پریشان کی تسلی کیجاوے اور جو شخص بے فکر ہو اس میں فکر پیدا کیجاوے۔ آجکل چونکہ لوگ فن سے واقف نہیں ہیں اس لیئے ان باتوں کی قدر نہیں کرتے اور مجھے تو پریشان کی حالت پر اسقدر رحم آتا ہے کہ خود پریشان ہوجاتا ہوں اور جیسے اپنی پریشانی بُری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دوسروں کی پریشانی بُری معلوم ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو کبھی پریشانی نہیں ہوئی ہو وہ دوسروں کی پریشانی کی کیا قدر کریں گے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست ۔۔۔ حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

یہ لوگ اگر خود پریشان ہوتے اور خود اون کے مشورہ پر اونہیں کو عمل کرنا پڑتا جب معلوم ہوتا۔ چونکہ کبھی پریشانی دیکھی نہیں ہے اس لئے جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

(ج) سوال جب اہل اسلام کے کلمہ میں خدا کے نام کے ساتھ رسول کا نام بھی موجود ہے۔ اور
بنی بلا دونوں کے ماننے تمہیں مسلمان نہیں شمار کیا جاتا تو اسکو کلمہ توحید کہنا کیا معنے جبکہ خدا
کے ساتھ دوسرے کا ماننا بھی ضروری ہے۔ پھر دوسروں کو مشرک اور اپنے آپ کو موحد کیسے
کہا جاتا ہے۔

جواب۔ ماننے کی تشریح کیجئے۔ اگر مطلقاً خدائے تعالیٰ کے نام کے متصل دوسرا لفظ آجانا مانع
میں داخل ہے تو محمد رسول اللہ پر کیوں اعتراض کیا لا الہ الا اللہ ہی پر یہ اعتراض کیوں نکر دیا
اور اس جملہ میں اللہ کے نام کے ساتھ دوسرے الفاظ (لا) اور (الہ) اور (الا) ہیں تو یہ کلمہ توحید
کہا۔ کیوں ان الفاظ کا ماننا بھی لازم آگیا۔ اور یہ خدا کے ساتھ دوسرے کو ماننا ہے۔

اگر یہ۔ الفاظ مقصود نہیں ہوتے الفاظ کے جڑنے سے ایک معنی پیدا ہوتے ہیں اوس
معنے کو دیکھنا چاہیئے اگر اوس میں کوئی خرابی نہیں تو اعتراض نہیں ہوسکتا اور اگر اوس میں
کوئی خرابی ہے تو بیشک اعتراض ہوگا لا الہ الا اللہ میں الفاظ کے جڑنے سے یہ
معنے پیدا ہوئے کہ پوجن کے قابل سوائے خدا کے کوئی نہیں یہی ترجمہ ہے توحید کا تو اس
جملہ پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

ہم) جب اعتبار معانی کا ہے تو محمد رسول اللہ کے معنے پر کیا اعتراض ہے کیونکہ اس کا
ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کے معنی ہیں پیغام پونہچانے
والا۔ پیغام والے کا نہ برابر درجہ کا ہوتا ہے نہ اوس کا شریک ہوتا ہے نہ اوسکو اوس کے
کام میں کچھ دخل ہوتا ہے پھر اس سے نعوذ باللہ شرک کیسے لازم آیا۔ بلکہ درحقیقت یہ کلمہ مختصر
مختصر ہے اصل کلمہ یہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں دل سے
اقرار کرتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ بالکل اکیلا ہے کوئی شریک اس کا
نہیں۔ اور دل سے اقرار کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے بندے ہیں اور اوس کے
رسول ہیں جسنواول میں نفی شرک کے لیے حصر جو الا اللہ کلمہ استثنا سے حاصل ہوا وہی
کافی تہا مگر تاکید آ وحدہ لایا گیا اور اوسپر بھی بس نہیں کیا گیا لا شریک لہ کے ساتھ ۱۷۷

(ج) دوسری تاکید کی گئی۔ اور جزو دوم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو لفظ عبدہ ورسولہ لائے گئے۔ لفظ رسول ہی اسپر دلالت کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے کسی کام میں شریک نہیں کیونکہ پیغام پہنچانے والا پیغام بھیجنے والے کا شریک یا برابر نہیں ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ اوپر بھی کہا گیا لیکن لفظ رسول ہی پر بس نہیں کیا گیا عبدہ کا لفظ بھی بڑھا گیا تاکہ اور تصریح اور تاکید ہوجائے اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الٰہی کے ساتھ کسی قسم کی مساوات نہیں ہے بلکہ وہی تعلق ہے جو تمام مخلوق کو ذات الٰہی کے ساتھ ہے یعنی بندہ ہونے کا۔ اور لطف یہ ہے کہ عبدہ کو مقدم رکھا گیا ہے رسولہ سے تاکہ بعض اس معنی کے ایہام سے کہ شاید رسول ذاتی عزت اور کچھ اپنی ذات سے مناسبت رکھنے کی وجہ سے بنایا ہو جیسے کہ بادشاہ لوگ کبھی کوئی پیغام اپنے بھائی یا بیٹے کی معرفت بھیجا کرتے ہیں لفظ عبدہ سے اس کا بالکل ازالہ ہوگیا کیونکہ ثابت ہوگیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی علاقہ ذات الٰہی کے ساتھ سوائے عبدیت کے نہیں اللہ غنی مطلق ہوتا ہے اور عبد محتاج مطلق اور یہ معنی لفظ عبدہ سے اوس صورت میں بھی ادا ہوجاتے کہ لفظ رسولہ سے موخر ہوتا چہ جائیکہ اوسکو لفظ رسولہ سے مقدم ہی رکھا گیا کہ اب کسی قسم کے ایہام کی بھی گنجایش نہیں کیا میں نہیں سمجھ سکتا کہ توحید کے اثبات اور شرک کی نفی کی اتنی تاکیدات اور رفع ایہامات کے بعد بھی یہ کہنا کہ کلمہ اسلام میں (نعوذ باللہ) شرک موجود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے ساتھ ماننا لازم آتا ہے۔ یہ کیا معنی رکھتا ہے مطلق لفظ اللہ کے ساتھ اتصال سے تو کچھ نہیں ہوتا جیسا کہ آپ بھی مان چکے اور کہہ چکے کہ اعتبار معنے کا ہے نہ کہ الفاظ کے اتصال کا جبکہ کلمہ کے جزو دوم کے معنے یہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے ہیں تو اسمیں تو شرک کی نفی ہوئی شرک لازم کیسے آیا۔ یا کسی لغت میں نفی کے معنے اثبات آتے ہیں ۱۴۸

اصل کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ کا تو ایک ایک لفظ توحید کو پکار رہا ہے۔ اوس کا اختصار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ لفظ رسول اللہ اسمیں بھی دفع شرک کے لیے کافی ہے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔

آریہ۔ ہم کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جاوے کہ محمد رسول اللہ سے باعتبار

ح) مدلول محمد خدا کی برابری لازم نہیں آتی لیکن اِس جملہ کو کلمہ اسلام کا جزو قرار دینا کچھ معنے
کہتا ہے جبکہ آپ کا مسلم مسئلہ ہے۔ صرف لا الہ الا اللہ مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں
لکہ محمد رسول اللہ کہنا اور ماننا بھی ضروری ہے (اور بلا اس کے صرف لا الہ الا اللہ کہنے والا
ور یہودی اور نصرانی اور مجوسی اور بت پرست سب برابر ہیں تو اس کا حاصل یہی تو ہوا
کہ صرف خدا کا ماننا کافی نہیں محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ماننا بھی ضروری ہے۔ پھر
ماننے میں مساوات ہوگئی یا نہیں اور مساوات ہی کا نام شرک ہے۔

ہم — پھر وہی مغالطہ دیتے ہو کہ ماننے کے لفظ کو مبہم رکھتے ہو اسکے آگے قید عبدہ
و رسولہ کی کیوں اڑا دیتے ہو مع اوس قید کے کہو تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ذات خداوندی کے
ماننے کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا بھی ضروری ہے کیونکہ اِس قید کے بعد
معنے کلمہ کے یہ ہوئے کہ خدا کی ذات معبود واحد ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں
ہیں بلکہ اوس کے بندے اور پیغامبر ہیں۔ اسکو ہم بصدائے کوس کہتے ہیں کہ جبتک
۱۷۹ کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ مانے گا وہ مسلمان نہیں۔ پس اگر کوئی آپ کو بندہ
مانے بلکہ ذات خداوندی کی کسی صفت میں بھی مشارک و مماثل مدخل مانے حتے کہ اگر یہ ہی مانے
کہ آپ ایک ذرہ کے ہلانے پر بھی بالذات بلا اذن خدائے تعالے کے قادر ہیں تو وہ ایسا ہی
مشرک ہے جیسے پتھر کو یا گنگا و جمنا کو پوجنے والا۔

آریہ۔ اگر یہ بات ہے کہ کلمہ اسلام میں محمد رسول اللہ اسواسطے ملایا گیا ہے کہ محمد صاحب
(صلی اللہ علیہ وسلم) سے خدا ہونے کی نفی کیجاوے تو اس نفی میں محمد صاحب (صلی اللہ
علیہ وسلم) ہی کی کیا خصوصیت ہے تمام مخلوق سے خدائی منفی ہے تو کلمہ اسلام یوں ہوتا
لا الہ الا اللہ المخلوق کلہم عباد اللہ تاکہ یہ ایہام نہوتا کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا
ماننا ایسا ہی ضروری ہے جیسے خدا کو۔

ہم — اگر کلمہ اسلام اس طرح ہوتا جیسے آپنے کہا یا اب اس طرح کر دیا جاوے
تب تو آپکو کوئی اعتراض نہ رہے گا۔

آریہ۔ نہیں۔

(ح) ہم ۔ فرمن المطر وقر تحت المیزاب (یہ ایک مثل ہے معنے یہ ہیں کہ بھاگا بارش سے اور ٹھیر گیا پرنالے کے نیچے) اب آپ اس کا کیا جواب دیں گے کہ محمد رسول اللہ جزو کلمہ ہوتے ہیں تو آپ کے نزدیک یہ ایہام ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا بھی خداے تعالیٰ کے ماننے کے ساتھ ضروری ہے۔ المخلوق کلہم عباد اللہ لگانے کی صورت میں یہ ایہام کیوں نہ ہوگا کہ خداے تعالیٰ کے ساتھ کل مخلوق کا اور ہر ہر فرد کائنات کا ماننا ضروری ہے۔ اگر اوس صورت میں نعوذ باللہ ایک شرک کا ایہام تھا تو اس صورت میں ہزاروں لاکھوں شرکوں کا ایہام ہو سکتا ہے۔

آریہ ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ دونوں جملوں کی ضرورت نہیں۔ دین نام خدا کو ماننے کا ہے اس کے لیے لا الہ الا اللہ کافی ہے۔ باقی رد وانکار ہیں۔

ہم ۔ وہ قول تو آپ کا غلط ہو گیا کہ المخلوق کلہم عباد اللہ کہنے کی صورت میں کوئی اعتراض نہیں۔ ایک اعتراض کی جگہ ہزاروں اعتراض لازم آگئے۔ اور یہ کہنا بھی
۱۸۰ غلط ہے کہ تم دین صرف خدا کے ماننے کو سمجھتے ہو اول تو تم خدا کے ساتھ اور دو چیزوں کو شریک کرتے ہو یعنی روح اور مادہ کو کہ اون کے واسطے بھی صفت قدم ثابت کرتے ہو۔ اور قطع نظر اس سے اگر یہ کہنا تمہارا صحیح ہے کہ دین صرف خدا کے ماننے کا نام ہے تو دیگر اقوام کو شدہ کیوں کرتے ہو خدا کو تو سب ہی مانتے ہیں پھر تم میں اور اون میں کیا فرق تھا جسکو دور کر کے اپنے میں ملاتے ہو۔

آریہ ۔ ہم میں اور اون میں یہ فرق تھا کہ گو وہ خدا کو مانتے تھے لیکن بعض غلطیوں میں مبتلا تھے ہم اون کے سامنے ایک مکمل قانون رکھتے ہیں جس میں نیکی کرنے کی تعلیم ہے۔ یہ تعلیم اون کو اس کے بغیر حاصل نہتی تھی اب اوس کے بغیر حاصل ہو سکتی ہے اوس قانون کا نام وید ہے۔

ہم ۔ یہ تعلیم اس طرح بھی تو ہو سکتی ہے کہ جب وہ خدا کو مانتے ہیں تو بقول آپ کے دین تو اون کا مکمل ہے نیکی کی تعلیم باقی ہے نیکی کی تعلیم اون کو وید سے دیدو۔ اور نیکی کرنے کے طریقہ بتا دو تبدیل مذہب کی کیا ضرورت ہے

احادیث تصوف کی کسوٹی

یعنی

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

آجکل خصوصیت سے تصوف کے بارے میں جو افراط و تفریط ہو رہی ہے اسکی اصلاح میں امام العلماء رئیس الاتقیاء محی السنۃ طبیب الملۃ سراج الملۃ حکیم الامۃ مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مد فیوضہم نے ہمیشہ خاص توجہ مبذول رکھی ہے اصول و احکام تصوف ثابت فرما کر منکرین کو ان کی تعمیل پر آمادہ کیا کم ہمتوں کیواسطے آسان سے آسان طریق تجویز کرکے تسہیل فرمادی ناقصوں کو تکمیل کیطرف توجہ دلائی۔ غلو کرنے والوں کو تعدیل کا امر فرمایا۔ غرض ہر شخص پر مواعظ و مضامین ملفوظات وغیرہ ہر طریقہ کے ساتھ حجت تمام کر دی جیسا کہ حضرت مولانا موصوف دام ظلہم العالی کی تصانیف سے مستفید ہونے والے حضرات پر خوب روشن ہے خاصکر جن لوگوں نے التکشف اور تربیۃ السالک کلید مثنوی اور مواعظ کو دیکھا ہوگا اون کے سامنے کسی کتاب کی خوبی بیان کرنے کے لئے اس سے زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ مولٰنا موصوف کی تصنیف ہونا ثابت کر دیا جائے۔

اسوقت یہ ایک نئی تالیف چھپی ہے اسلئے شائقین کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے علامہ موصوف نے اس کتاب میں تصوف سے تعلق رکھنے والی حدیثوں کی تحقیق فرمائی ہے جس سے حدیثوں کا صحیح ہونا معلوم ہوکر منکرین تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے اور جو روایت در اصل حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اسکو حدیث مشہور کر دیا ہے اسکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرما دیا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہے اصل کتاب عربی میں ہے۔ دوسرے کالم میں خود حضرت مولف سلمہ ہی کا ترجمہ ہے اس صورت سے ہر طبقہ کے لیے نفع عام اور تام ہوگیا ہے + اس نایاب ذخیرہ کو شائقین تصوف جلد از جلد منگا کر حرز جان بنائیں اور منکرین تصوف بھی ضرور اسکو ملاحظہ کرکے اپنی علمی و عملی غلطی کو زائل کریں ضخامت ۱۴۷ صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

التکشف عن مہمات التصوف

یعنے

حضرت والا مدظلہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قولی وعملی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہدیا اسیطرح اس کے مسائل مثل وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں پس اس فرقہ کو تو یہ ضرر ہوا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے ہیں کہ وہ تصوف کا اصل ہی سے انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کرلیا اور تصوف کو خلاف شریعت سمجھکر اس کے نام سے کوسوں بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اس کے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوۃ پیدا ہوگئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں یعنی جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اس کے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بریں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب التکشف تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اس کے مسائل کی تحقیق جس میں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہوگئی جو لوگ اس راہ کو قطع کررہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالے تمام اشکال حل ہونیکے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آویں گے جو نہایت کارآمد ہیں قیمت پانچ روپے محصول ڈاک آٹھ آنے۔

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کے لیے بیمثل سہارا ہی ہمت افزا ہے اہل سلوک کے دافع شبہات و شکوک کی مشکل کشا اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے منکرین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کے لیے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیفیت وجدانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں شریعت کو طریقت سے جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالی ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہوجائیگا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے قیمت تین روپے چار آنہ

رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالى وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفه دال است بر نافعیت تعلیم تدریجی بجائے

عامه ناس حاضر باشد یا بادی * نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیه یعنی دینیه مشتمل است

بر مقاصد مبادی * پس اتباعا للنص المزبور صحیفه شهریه که متدرج بهت درج شهور

مسمی به

الهادی

جلد ۵ | بابت ماه ربیع الاول سنه ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۱

که جامع است انواع علوم دینیه را برائے هر طالب هادی و مذکر است در هر مجلس و نادی

و مسکن است برائے هر جائع و صادی * بصورت ترجمه رساله الانوار المحمدی و تسهیل المواعظ

و حل انتخابات کلید مثنوی و تشرف و حیوة المسلمین و ملفوظات و سیرة الصدیق که اکثر آن مستفاد است

از درگاه ارشادی یعنی خانقاه اشرفی امدادی * باداره محمد عثمان عامی * در هر ماه اسلامی

در محبوب المطابع دهلی مطبوع گردید

از کتبخانه اشرفیه دریبه کلاں دهلی بر بند آنه بر صدق رسیگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ ہجری

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	الانوار المحمدیہ	حدیث	مولانا مولوی حافظ ظفر احمد صاحب سلمہ	۱–۳
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۴–۱۴
۳	کلید مثنوی دفتر سوم	تصوف	" " "	۱۵–۲۹
۴	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف حصہ دوم	حدیث	" " "	۲۴–۳۰
۵	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	" " "	۳۱–۳۴
۶	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب سلمہ	۳۵–۴۲
۷	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب	۴۳–۴۸

مقاصد وضوابط "رسالہ الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت ع۲ مع محصول ڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔پی۔ کی صورت میں ہر خریدار سے فیس منی آرڈر اضافہ کر کے عہ کا وی پی روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر کی قیمت مع محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول ہی سے شروع ہوتا ہے

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر انکی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے بجائے ع۲ کے معہ محصول (ع۳) علاوہ محصول مقرر ہے۔

الراقم
محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں۔ دہلی

(الہادی) دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا خزینہ ہے جو ہر طبقہ کو
نہایت مفید ہے۔ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ سے جاری ہے۔ جسکی سالانہ قیمت (ع۲) ہے۔ نمونہ ۲ ہر میں ملتا ہے (مدیر)

فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ہر سجدہ کے بدلہ میں جو رمضان میں کیا جائے ایک درخت اسکو ملے گا جس کے سایہ میں سوار آدمی پانچسو برس تک چلتا رہیگا اسکو بیہقی نے روایت کیا اور کہا کہ احادیث مشہورہ سے ہم کو ایسی باتیں پہونچی ہیں جو اس مضمون پر یا اس کے بعض معانی پر دلالت کرتی ہیں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

(۱۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کے اخیر دن میں ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو ایک بڑا مبارک مہینہ تمھارے سر پر آگیا ہے اس مہینہ میں ایک خاص رات (کی عبادت) ہزار راتوں (کی عبادت) سے افضل ہے اللہ تعالی نے اس مہینہ کے (اندر) روزہ (رکھنا) فرض کیا ہے اور اسکی راتوں میں قیام کرنا (مراد تراویح ہے) ثواب کا کام ٹھہرایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لئے کرے وہ اس شخص کے برابر ہے جو رمضان کے سوا (دوسرے مہینوں) میں فرض ادا کرے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے وہ اس کے برابر ہے جو رمضان کے سوا (دوسرے ۳۳
مہینوں) میں ستر فرض ادا کرے۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ ہمدردی کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کے رزق میں ترقی دی جاتی ہے جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرا دے تو یہ اوس کے گناہوں کی مغفرت (کا سبب) ہے۔ اور اسکی گردن کو جہنم سے آزاد کراتا ہے اور افطار کرانیوالے کو بھی روزہ دار کی برابر ثواب ملیگا مگر اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ کیجائے گی (بلکہ روزہ دار کو بھی پورا ثواب ملے گا اور اسکو بھی) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں پاتا کہ روزہ دار کو افطار کرادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثواب تو اللہ تعالی اس شخص کو بھی عطا فرماتے ہیں جو ایک چھوارہ یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے کسی کا روزہ افطار کرادے (پیٹ بھر دینے پر یہ ثواب موقوف نہیں اور ظاہر ہے کہ اتنی وسعت تو ہر شخص کو ہے کہ روزہ دار کو ایک گھونٹ پانی پلادے) اس مہینہ کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے جو شخص اپنے غلام (و خادم)

اِس مہینہ میں کام ہلکا کردے اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخشدیں گے اور جہنم سے آزاد کردیں گے پس تم رمضان میں چار کام زیادہ کیا کرو۔ دو کاموں سے تو تم اپنے پروردگار کو راضی کرو گے اور دو کاموں سے خود تمکو چارہ نہیں (اب سنو) کہ جن دو کاموں سے تم اپنے پروردگار کو خوش کرو گے (وہ تو یہ ہیں) لا الٰہ الا اللہ کی (دل سے) گواہی دینا (اور زبان سے اس کی کثرت کرنا) اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہنا اور جن دو باتوں سے خود تمکو چارہ نہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اُسکو میری حوض سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک اسکو پیاس نہ لگے گی اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بیہقی نے ابن خزیمہ ہی کے طریق سے اسکو روایت کیا ہے اور ابو الشیخ ابن حبان نے اسکو کتاب الثواب میں اختصار کے ساتھ انہی دونوں کے واسطہ سے نقل فرمایا ہے۔ ابو الشیخ کی ایک روایت میں (یہ بھی) ہے کہ جو شخص رمضان میں روزہ دار کو حلال کمائی سے افطار کرائے اُسپر رمضان کی سب راتوں میں فرشتے رحمتیں بھیجتے رہیں گے ۴۴
اور شب قدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کریں گے اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اُس کے دل میں (اُسیوقت) رقت پیدا ہوجاتی اور آنسو بکثرت بہنے لگتے ہیں۔ صحابی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو فرمایئے کہ جسکو افطار کرانے کی وسعت نہو حضور نے فرمایا کہ وہ ایک مٹھی بھر کھانا دیدے میں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہو فرمایا وہ ایک گھونٹ دودھ ہی کا پلادے میں نے عرض کیا اگر کسی کے پاس یہ بھی نہو فرمایا وہ ایک گھونٹ پانی ہی پلادے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سب سندوں میں علی بن زید بن جدعان ہے (جس کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے مگر اُس کی حدیث حسن سے کم نہیں) اور اسکو ابن خزیمہ او بیہقی نے اختصار کی ساتھ علی بن زید سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند میں کثیر بن زید ہے۔

ف خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ رمضان میں طاعات نافلہ کا ثواب فرائض کے برابر ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے اور رمضان کو صبر کا مہینہ اسلئے

یا کہ صبر کے معنے مجاہدہ کے ہیں اور رمضان میں بڑا مجاہدہ ہے اول تو روزہ میں انسان اپنے
نفس کی شہوانی خواہش کو روکتا ہے۔ پھر کہانے پینے کی خواہش کو روکتا ہے پھر رات کو تراویح
میں نیند کی خواہش کو دفع کر کے معمول سے زیادہ جاگتا ہے۔ اور بااوسکو ہمدردی کا مہینہ
اسلئے فرمایا کہ رمضان میں ہر مسلمان روزہ دار کو معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت جو حال میرا ہے وہی حال
سب کا ہے اِس سے طبعی طور پر روزہ رکہنے والوں کو ایک دوسرے سے ہمدردی ہوتی ہے اور جی چاہتا
ہے کہ اپنے گہر میں کوئی اچھی چیز پکی ہو تو احباب واقربا کو اور مسجد کے نمازیوں کو بہی بہیجیں۔ اور
رمضان میں مؤمن کے رزق میں ترقی ہونا بہی مشاہدہ ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں یا تو آمدنی
بڑہا دیتے ہیں یا اوسمیں ایسی برکت دیتے ہیں کہ بیفکری سے اُس میں گذر ہوجاتا ہے اِس کے
خلاف شاذونادر ہے۔ اِس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ رمضان میں اپنے خادموں اور
نوکروں پر سے کام ہلکا کر دینا چاہیئے کہ اِس کا بہت ثواب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
رمضان میں ذکر لا الہ الا اللہ کی اور استغفار کی کثرت اور جنت کی دعا اور جہنم سے پناہ مانگنا
چاہیئے مسلمان اس سے آجکل غافل ہیں اور رمضان میں ذکر ودعا میں کوتاہی کرتے ہیں۔ ۴۵
خصوصًا افطار کے وقت تو بہت کم لوگ دعا کرتے ہیں حالانکہ اُسوقت دعا قبول ہوتی ہے
جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ اور حدیث میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ رمضان کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی
حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے غالبًا ناظرین کو اِن تینوں میں فرق معلوم
نہ ہوا ہوگا سو اسکو ایک مثال میں سمجہنا چاہیئے رحمت تو یہ ہے کہ مجرم کے حال پر توجہ ہوجائے
اور اسکی ساتہ بجائے سختی کے نرمی کا برتاؤ شروع کیا جائے جیسا کہ جب حاکم کسی مجرم کو رہا کرنا
چاہتا ہے تو ابتدائی مقدمہ ہی سے اُس کا برتاؤ مجرم کے ساتہ ایسا ہوتا ہے جس سے مجرم کو
امید بندہ جاتی ہے کہ انشاءاللہ میں بری ہوجاؤں گا کیونکہ حاکم کی نظر میری حالت پر اچہی ہے
یہ تو رحمت ہے پہر درمیان مقدمہ میں حاکم کبہی زبان سے بہی کہدیتا ہے کہ اِس دفعہ تو ہم تمکو بری
کردیں گے آیندہ کو جرایم سے احتیاط رکھنا یہ مغفرت کا درجہ ہے اِس کے بعد حاکم مقدمہ کو
ختم کر کے حکم سُنا دیتا ہے کہ ہم نے اپنے اجلاس سے فلاں شخص کو بالکل بری کیا یہ وہ درجہ ہے
جسکو جہنم سے آزادی کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲۔ مترجم

(۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سر پر یہ مہینہ آگیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کہا کر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں پر اس سے بہتر کوئی مہینہ نہیں گذرتا اور منافقین (وکفار) پر اس سے بدتر کوئی مہینہ نہیں گذرتا (کیونکہ متبرک زمانہ میں جس طرح نیک کاموں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اسیطرح گناہوں کی سزا بھی بڑھ جاتی ہے دیکھو زنا کرنا ہر جگہ برا ہے مگر مسجد میں زنا کرنا بڑا سنگین جرم ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کہا کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن کا ثواب اور انعام رمضان کے آنیسے پہلے ہی لکھدیتے ہیں اسی طرح فاجر کی بدبختی اور گناہ بھی رمضان سے پہلے لکھدیتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مومن تو رمضان میں عبادت کے لیے (فارغ ہونے کے واسطے) اس مہینہ کی غذا اور نفقہ پہلے سے تیار کرتا ہے اور منافق (وبدکار) اس مہینہ میں اس کام کے لیے آمادہ ہوجاتا ہے کہ مسلمانوں کی اوقات غفلت کی تلاش میں اور انکی عورتوں کے درپے رہے پس مسلمان تو رمضان کی غنیمت سے مالامال ہوجاتا ہے اور بدکار کی حدیث میں یہ لفظ ہے کہ رمضان مسلمانوں کی غنیمت ہے جسکو کافر وفاجر لوٹنا چاہتا ہے اسکو ۳۶
ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور دوسروں نے بھی روایت کیا ہے۔

ف مسلمانوں کو پردہ کا اہتمام لازم ہے خصوصاً اُن قرابت داروں سے جنسے شرعاً پردہ ضروری ہے مگر عموماً عادت ورواج یہ ہے کہ اُن سے پردہ نہیں کیا جاتا جیسے دیور، جیٹھ، خالزاد، ماموں زاد، چچازاد بھائی وغیرہ کیونکہ رمضان میں جب روزہ دار مسلمان عبادت وتلاوت قرآن وتراویح وغیرہ کے لیے مسجد میں جاتے ہیں اُسوقت ان قرابت داروں کو گھر میں عورتوں کے ساتھ تنہائی کا اچھا موقع ملتا ہے اور جوان مرد وعورت کا تنہائی میں رہنا خطرہ سے خالی نہیں۔ چنانچہ ان قرابتداروں میں اگر کوئی آزاد وبیباک اور بدکار ہوا تو اسکی وجہ سے رمضان میں خطرناک واقعات کا ظہور ہوجانا بعید نہیں جسکو شک ہو وہ تجربہ کرکے دیکھ لے اور گو بے پردگی کے یہ نتائج دوسرے مہینوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں مگر رمضان میں بدکاروں کو اس کا موقع زیادہ ملتا ہے کیونکہ اس مہینہ میں روزہ دار مسلمان اپنے گھروں سے بہت دیر تک غائب رہتے ہیں ٭

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب رمضان آتا ہے جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے اور شیاطین جکڑ بند کر دیئے جاتے ہیں اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اور بیہقی نے (السنن میں) سب نے ابوبکر بن عیاش سے اعمش سے ابوصالح سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش خبیث جنات جکڑ بند[۱] کردیئے جاتے ہیں" وقال ابن خزیمۃ الشیاطین مردۃ الجن بغیر واؤ" اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر اس کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں۔ پھر اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک پکارنیوالا خدا تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے کہ اے (نیکی اور) بھلائی کے طالب آگے بڑھ اور اے بدی کے طالب بس کر (یعنی بدی کو چھوڑ دے) اور اللہ تعالیٰ بہت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور یہ (قصہ) ۴۷
ہر رات ہوتا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسکو نسائی اور حاکم نے بھی قریب انہی الفاظ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے

(۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر (رحمت) فرماتے ہیں اور جس بندہ پر اللہ تعالیٰ نظر (رحمت) فرمادیں اسکو کبھی عذاب نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ ہر دن (رمضان میں) دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ پھر جب انتیسویں رات آتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ پورے مہینے کے آزاد شدہ آدمیوں کے شمار کے برابر آزاد کرتے ہیں۔ اور جب عید الفطر کی رات آتی ہے فرشتوں میں شور برپا ہوجاتا ہے اور ملک جبار اپنے نور کے ساتھ تجلی فرماتے ہیں اور اس کی صفت کوئی بھی بیان نہیں کرسکتا۔ پھر جب مسلمان صبح کو عیدیں (جمع) ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بذریعہ وحی کے

[۱] صفدت بضم الصاد وتشدید الفاء ای شدت بالاغلال ۱۲ منہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مزدور اپنا کام پورا کرچکے اُس کا صلہ کیا ہے ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اُس کا صلہ یہ ہے کہ اُسکو پوری مزدوری دی جائے اسپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمکو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اِن سب کو بخشدیا ہے اسکو اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

(۱۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ تمہارے سر پر آپہونچا یہ مبارک مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے تمپر اس کا روزہ فرض کیا ہے اسمیں آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کے گلے میں طوق ڈالدیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مہینہ میں ایک خاص رات رکھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اسکی برکت سے محروم رہا وہ پورا محروم ہے اسکو نسائی اور بیہقی دونوں نے بروایت ابو قلابہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ابو قلابہ کو حضرت ابوہریرہ سے سماع حاصل نہیں۔

ف حافظ منذری فرماتے ہیں کہ علامہ حلیمی کا قول ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ۳۸
شیاطین کے قید کیئے جانے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ صرف زمانۂ نزول قرآن میں قید کیے جاتے ہوں اور مراد وہ شیاطین ہوں جو آسمانی باتیں چھپکر سنتے ہیں دیکھو حدیث میں مردۃ الشیاطین کا لفظ وارد ہے (جس سے معلوم ہوا کہ خاص خاص شیاطین قید کیے جاتے ہیں سب قید نہیں ہوتے) اور گو آسمان کی حفاظت شہاب ثاقب سے ہوچکی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وحفظا من کل شیطان مارد۔ مگر چونکہ ماہ رمضان میں پورا قرآن آسمان دنیا پر نازل ہوا ہے اِس لئے رمضان کے مہینہ میں مبالغہ حفاظت کے لیے یہ بات زیادہ کی جاتی ہے کہ اِن شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے واللہ اعلم اور یہی احتمال ہے کہ شیاطین زمانۂ نزول قرآن میں ہی قید کیئے جاتے ہوں اور اس کے بعد بھی (اوس صورت میں صرف وہی شیاطین مراد نہوں گے جو آسمانی باتیں سننے والے ہیں) اور مطلب حدیث کا یہ ہوگا کہ شیاطین رمضان کے مہینہ میں لوگوں کو مبتلائے فساد کرنے پر ویسا قابو نہیں پاتے جیسا دوسرے وقت میں قابو پاتے ہیں کیونکہ اس ماہ میں

مسلمان روزہ رکھنے میں مشغول ہوتے ہیں جس سے نفس کی خواہشوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے
نیز تلاوت قرآن اور مختلف عبادتوں میں مشغول ہوتے ہیں (جن کی وجہ سے گناہوں کے
لیے فرصت ہی نہیں ملتی اور خود یہ عبادات ہی گناہوں سے روکتی ہیں)

(۱۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے رمضان کے آنے پر فرمایا کہ تمہارے سامنے رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو
برکت کا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ تم کو (برکات وعنایات سے) ڈھانپ لیتے اور
اور رحمت نازل فرماتے اور گناہوں کو معاف فرماتے اور اس مہینہ میں دعا قبول فرماتے نیز
نیز اللہ تعالیٰ اس ماہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتے اور ملائکہ کے سامنے تمہاری وجہ سے
مباہات فرماتے ہیں (یعنی تمہارے اعمال کو ملائکہ کے سامنے پیش فرما کر اپنی اس بات کو
اونچا ہوتا ظاہر فرماتے ہیں جو خلقت انسان سے پہلے ارشاد فرمائی تھی کہ انسان کے پیدا
کرنے میں جو حکمتیں ہیں ان کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے) پس تم اپنی طرف سے
اللہ تعالیٰ کو نیک کام کر کے دکھلاؤ کیونکہ بدبخت وہ ہے جو رمضان میں اللہ تعالیٰ کی ۳۹
رحمت سے محروم رہا۔ اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ
ہیں مگر ایک راوی محمد بن قیس کے متعلق مجھے کوئی جرح یا تعدیل یاد نہیں پڑتی۔

(۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان کے آنے پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ تمہارے سامنے آگیا اسمیں ایک ایسی
رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس سے محروم رہ گیا وہ ہر بھلائی سے
محروم رہ گیا اور اسکی برکت سے بجز محروم (القسمت) کے کوئی بھی محروم نہیں رہتا
اسکو ابن ماجہ نے ان شاء اللہ اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔ اور طبرانی نے حضرت
انس رضہ سے اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

ف علامہ طیبی کے قول کا یہ مطلب حضرت حکیم الامۃ دام مجدہم نے بیان فرمایا ہے اور یہی دل کو لگتا ہے مگر ترغیب
ترہیب اور فتح الباری وعمدۃ القاری کی عبارات میں جن میں علامہ طیبی کا قول مذکور ہے ضرور کاتب سے کچھ سہو کیا ہے
کیونکہ بظاہر وہ عبارات اس مطلب پر منطبق نہیں ہیں ۱۲ مترجم

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے اِس میں جنت کے دروازے کھولدیے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے اور شیاطین گرفتار کرا لیئے جاتے ہیں۔ پھٹکار اُس شخص پر جس نے رمضان کا مہینہ پالیا پھر بھی اُس کی مغفرت نہ ہوئی جب رمضان میں اُسکی مغفرت نہ ہوئی تو پھر کب ہوگی۔

(۱۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ماہ رمضان کے لیے جنت کو خوشبو کی دھونی دی جاتی اور سال بھر تک بنایا سنوارا جاتا ہے۔ پھر جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے پیچھے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے جس کے جھونکوں سے درختان بہشت کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں۔ جس سے ایسی (خوشنما) آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اس کے بعد حورعین (اپنے گھروں سے) باہر نکلکر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑی ہوکر یوں ندا کرتی ہیں کیا کوئی اللہ تعالے
۴۰ کی جناب میں (ہمارے متعلق) پیغام دینے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسکو ہم سے ملادے پھر حورعین رضوان (داروغہ) جنت سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ لبیک کہہ کر جواب دیتا ہے کہ یہ ماہ رمضان کی پہلی رات ہے اس لیے جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں کیواسطے کھولدیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل رضوان سے فرماتے ہیں کہ اے رضوان جنتوں کے دروازے کھولدے اور اے مالک جہنم کے دروازے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر بند کردے اور اے جبریل تم زمین پہ جاؤ اور سرکش شیاطین کو جکڑ بند کرلو اور اُن کے گلے میں طوق ڈالدو پھر اُن کو سمندروں میں ڈالدو تاکہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کردیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم دیتے ہیں کہ تین دفعہ اِس طرح ندا کرے۔ کیا کوئی سوال کرنیوالا ہے جس کے سوال کو میں پورا کردوں کیا کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ میں اُسکی توبہ قبول کردوں کیا کوئی مغفرت چاہنیوالا ہے کہ میں اسکو گناہ بخشدوں

(باقی آئندہ)

نے یہ نہ سوچا کہ جب حق تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا ہے تو ضرور اس میں کوئی مصلحت ہوگی اور مصلحت تو بہت ہی ظاہر تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنے میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی کو اپنا نائب کرتا ہے اور تخت پر بٹھاتا ہے تو اس کو نذریں گذاری جاتی ہیں۔ جو معاملہ بادشاہ کے ساتھ کیا جاتا تھا وہ اب اس کے نائب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسی لیے یہاں بھی یہ حکم ہوا کہ ہم کو جس طرح سجدہ کرتے تھے اسی طرح آدم کو کرو اس لیے کہ وہ ہمارا خلیفہ ہے ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا وہ تعظیم کا سجدہ تھا اور حق تعالیٰ کو سجدہ کرنا عبادت کا سجدہ ہے تو اتنی موٹی بات میں اس نے غلطی کی اس سے معلوم ہو گیا کہ اس میں عقل نہ تھی ہاں چالاکی۔ اور مکر میں بے شک بے مثل ہے اس پر ایک میاں جی کی حکایت یاد آئی کہ ان کے پاس کہیں سے بتاشے آئے انہوں نے ایک مٹی کے بدھنے میں آٹا لگا کر بند کر کے رکھ دیے تاکہ کوئی لڑکا نہ کھا جاوے لڑکوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ بدھنے کا منہ بھی نہ کھلے تاکہ راز ظاہر نہ ہو اور بتاشے بھی وصول ہو جائیں سوچتے سوچتے ایک تدبیر نکالی کہ پانی لا کر ٹونٹی کی راہ سے اس میں بھرا اور شربت گھول کر پی گئے تو یہاں نہ کہا جاوے گا کہ یہ لڑکے بڑے عاقل تھے بلکہ یوں کہا جاوے گا کہ بڑے شریر اور چالاک و مکار تھے کیونکہ عقل تو اس بات کو چاہتی ہے کہ اپنے استاد کی خدمت اور تابعداری کیجاوے نہ اوس کو نقصان پہونچایا جاوے عقل کے اصلی معنی ہیں بند کرنے کے پس عقل وہی ہے جو برائیوں سے بند رکھے ورنہ بندر بہت عجیب عجیب کام کرتے ہیں مگر اس سے بندر کو عقلمند نہ کہا جاوے گا بلکہ مکار اور نقال کہیں گے غرض عقل اور چیز ہے اور چالاکی اور مکر اور چیز ہے عقل ضروری چیز ہے اور اس کا نہ ہونا برا اور چالاکی بری چیز ہے۔ اور اس کا نہ ہونا اچھا چنانچہ شریعت میں یہ بات پسند نہیں ہے کہ دوسروں کو نقصان پہونچائے کیونکہ یہ مکر ہے اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو نقصان سے نہ بچائے کہ یہ کم عقلی ہے حدیث میں ہے کہ مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کو کسی جگہ نقصان پہونچے تو اس کی شان یہ نہیں ہے کہ پھر وہاں جائے یا کسی سے نقصان پہونچا تو یہ مناسب نہیں کہ

پھر اُس سے معاملہ کرے اِس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے اتنی ہوشیاری کمال کی بات ہے کہ اپنے کو نقصان سے بچائے اسیواسطے دین کو نفع ہمیشہ عقلمندوں ہی سے ہوا ہے جتنے نبی اور جتنے پیشوا دین کے ہوئے ہیں سب بڑے عقلمند تھے کسی نبی کی ایسی حکایت نہ سنی ہوگی کہ وہ بھولے ہوں دنیا کی اون کو کچھ خبر نہ ہو ہاں چالاک و مکار نہ تھے عقلمند اور ہوشیار تھے اور عقل ہی تو وہ چیز ہے جسکی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے غرضکہ

دین کے جتنے پیشوا ہوئے ہیں سب عقلمند تھے

عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں اِس چالاکی اور مکر کیوجہ سے ہوشیار کو بے عقل بنادیتی ہیں چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتی ہیں۔ کہ جس سے خاوند کا دل اپنی طرف ہو جاوے اور سب سے چھوٹ جاوے بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے اول کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ خاوند ماں باپ سے چھوٹ جاوے یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ جس ماں نے مشقتیں اٹھا کر اُس کے خاوند کو پالا اپنا خون جگر پلایا خود تکلیف میں رہی اسکو آرام سے رکھا اُس کے تمام ناز نخرے اُٹھائے اور جس باپ نے دھوپوں کی تکلیف اُٹھائی اور اولاد کے لیے گھر چھوڑا محنت کرکے انکو پالا آج اُنکی خدمتوں کا یہ انعام دیا جاتا ہے کہ ان سے چھڑایا جاتا ہے ۱۰
لاحول ولاقوۃ پھر اگر یہ منتر ان کا چل گیا تو اس پر بھی بس نہیں کرتیں کہتی ہیں کہ تم تو الگ ہو گئے مگر تمہاری کمائی تو اُن کے پاس جا رہی ہے کبھی ماں کو جوتا لادیا کبھی لحاف بنوادیا کبھی نقد کچھ دے دیا غرضکہ کوشش کرکے دینا دلانا بھی چھڑاتی ہیں۔ پھر اسپر بھی صبر نہیں آتا اس کے بھائی بہن کو چھڑاتی ہیں اور اگر پہلی بی بی سے اولاد ہو ان سے بھی چھڑاتی ہیں۔ غرض رات دن اِسی فکر میں گذرتا ہے اور یہی رات دن کوشش ہوتی ہے کہ سوائے میرے اور میری اولاد کے کوئی نہ ہو اور انہیں کی بدولت بہت سے گھروں میں بلکہ بہت خاندانوں میں نااتفاقی ہو جاتی ہے اور مردوں میں یہ بے احتیاطی ہے کہ ان کی باتیں سنتے ہیں اور اسپر عمل کرتے ہیں اور اِس ناشکری اور ہوشیار مرد کو بے عقل بنادینے کی دو وجہ ہیں اول تو یہ کہ انکو خاوند کی برابری کا گمان ہوتا ہے کہ ہم اِس سے کیا کچھ کم ہیں چنانچہ یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ بچپا کچھی میں بھی شوہر پر ہم غالب رہیں جو بات خاوند کہتا ہے اُس کا جواب اِن کے پاس تیار رہتا ہے کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ ناگوار ہو یا گوارا ہو

عورتوں کی چالاکی کا بیان

مردوں کی بے احتیاطی

خاوند کی ناشکری اور ہوشیار مرد کو بے عقل بنادینے کی دو وجہیں

خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو اور ناشکری اکثر اسی برابری کے دعوے سے پیدا ہوتی ہے۔

اب میں ان حضرات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو اس کوشش میں ہیں کہ میاں بی بی کا درجہ برابر ہو جاوے ان سے یہ التماس ہے کہ آپ حضرات جو اس کوشش میں ہیں کہ مرد عورت میں برابری ہو جاوے تو کیسے ہو سکتا ہے علاوہ اور جوابوں کے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ ہی کی بیگم صاحبہ آپ سے برابری کا دعویٰ کریں اور مقابلہ میں آکر جواب و سوال کریں تو سچ کہنا کہ کیا آپ ناخوش نہوں گے ضرور ہوں گے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میرے اہل و عیال میرے تابع ہو کر رہیں اور خاص کر جنٹلمین حضرات کہ یہ برابری تو کیا رکھتے معمولی حقوق بھی بیبیوں کے ضائع کرتے ہیں۔

بیبیو تم مردوں کی برابر کیسے ہو سکتی ہو تم ہر طرح اور ہر بات میں مردوں سے پیچھے رکھی گئی ہو دیکھو تم نماز میں امام نہیں بن سکتیں میراث اور گواہی وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو تم آگے کیوں بڑھنا چاہتی ہو امام صاحب کا قول ہے کہ اگر صف میں
11 مرد کی برابر عورت کھڑی ہو جاوے تو نماز ٹوٹ جاوے گی۔ جب عبادت میں برابری نہیں ہے جس میں زیادہ ہمت زیادہ عقل کی بھی ضرورت نہیں تو معاملوں میں کیسے برابر ہو سکتی ہو کہ انمیں تو بہت سی ان باتوں کی ضرورت ہے جو خاص مردوں ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اور تم تو برابری کا دعویٰ کرنا چاہتی ہو حالانکہ تمہارا مرتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی غیر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور یہ نہیں فرمایا کہ لونڈی کو حکم دیتا کہ اپنے آقا کو سجدہ کرے۔ معلوم ہوا کہ تمہارا مرتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اور خاوند کا مرتبہ مالک سے بھی زیادہ ہے مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ خاوند سے دبنا اپنے نفس کے خلاف ہونے کی وجہ سے عار سمجھتی ہو تم ان باتوں کو دین ہی نہیں سمجھتیں بڑا شوق دین کا ہوگا تو وظیفے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کی بہت سی تسبیح پڑھ ڈالیں گی میں کہتا ہوں کہ وظیفوں کا مرتبہ تو ان سب سے پیچھے ہے۔ بڑی فضیلت اسی عمل میں ہے جس میں نفس کا خلاف ہو مگر دین کی تمام باتوں میں سے صرف ان وظیفوں کو

اکثر نے پسند کیا ہے اس کے اندر نفس کا ایک گہرا کر ہے وہ یہ ہے کہ عام لوگوں میں اسکی وجہ سے عزت
بہت ہوتی ہے عام لوگ اسکو بزرگ سمجھنے لگتے ہیں اس سے اسمیں نفس خوش ہوتا ہے اور خاوند
کی تعظیم اور تابعداری نفس کے خلاف ہے اس لیے اس سے بے توجہی ہے غرضکہ ایک وجہ خرابی
کی تو برابری کا گمان ہے اور دوسری وجہ حسد ہے یہ مرض بھی عورتوں میں بہت ہے ذرا ذرا سی
چیز پر ان کو حسد ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ اسی پر حسد ہوتا ہے کہ اپنے ماں باپ کو یہ
چیز کیوں دیتا ہے اگر ماں باپ نہ ہوتے تو یہ چیز ہمارے ہی پاس رہتی لیکن اے عورتیں میں
تمہاری ابتدا کی تعریف کرتا ہوں کہ تمہارا ایمان تقدیر پر بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہے مردوں کو سیکڑوں
وسوسے شبہے پیش آتے ہیں عالموں سے الجھتے ہیں لیکن تم کو اس میں شک و شبہ بھی نہیں ہوتا
مگر معلوم نہیں کہ یہ تمہارا تقدیر پر ایمان لانا اس موقع پر کہاں گیا خوب سمجھ لو کہ جسقدر تقدیر
میں ہے وہ تمکو ملکر رہے گا پھر حسد اور جلن کا ہے کے لیے کرتی ہو اور یہی حسد ہے جسکی وجہ
سے سوت سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے لیکن کوئی عورت اس کا اقرار ہرگز نہ کرے گی
کہ مجکو حسد ہے مگر انکی حالت سے خود یہ بات ظاہر ہے طرح طرح سے یہ دل کی جلن نکالتی ہیں کبھی کہتی ۱۲
ہیں کہ فلانی میں یہ عیب ہے فلانی باہر کی ہے یا شرافت میں میرے برابر نہیں ہو سکتی ہمارے
قصبات میں خاصکر شرافت کے دعویٰ کا ایسا مرض ہے کہ باہر کی عورت یا مرد کیسا ہی شریف
ہو مگر اپنی شرافت کے گھمنڈ میں کسیکو منہ نہیں لگاتے اور مجکو تو اسی میں شبہ ہے کہ ہم لوگ
جو شریف کہلاتے ہیں آیا واقع میں ایسے ہی ہیں یا نہیں کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ جسقدر شیخ
ہیں کوئی تو اپنے کو صدیقی کہتا ہے کوئی فاروقی کوئی علوی کوئی عثمانی کوئی انصاری۔ کیا ان
چار پانچ صحابہ کے سوائے اور کسی صحابی کی آگے نسل نہیں چلی کوئی اپنے کو یہ نہیں کہتا کہ حضرت
بلال رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوں یا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوں سب ان چار
پانچ حضرات ہی کی اولاد میں اپنے کو بتلاتے ہیں اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ سب یاروں کا
تراشا ہوا مضمون ہے کہ مشہور اور بڑے بڑے صحابہ کو لیکر ان کی طرف اپنی نسبت کرنے لگے۔
جن کے پاس نسب نامہ موجود نہیں ظاہر ہے کہ ان کا بیان تو زبانی ہی قصہ ہے اور جن کے
پاس نسب نامے موجود ہے ان میں بھی اوپر سے شبہ ہے کوئی یقینی بات نہیں ہے۔ چنانچہ

ہم لوگ تھانہ بھون کے فاروقی مشہور ہیں مگر تاریخ سے اسمیں شبہ پڑتا ہے اس لیے کہ ابراہیم بن ادہم ہمارے نسب کے سلسلہ میں موجود ہیں اور انہیں اختلاف ہے کوئی انکو فاروقی لکھتا ہے کوئی عجلی کوئی تمیمی کوئی سید زیدی لکھتا ہے پھر ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم کہیں کہ فلانی کم قوم کے ہے خوب یاد رکھو قیامت کے دن صرف یہ پوچھا جائے گا کہ تونے کیا کیا کمایا یہ نہ پوچھا جائیگا کہ کس کے نسب میں تھے اور جس قدر قومیں ہیں سب کے نسب کی انتہا یقینی طور پر حضرت آدم علیہ السلام پر ہے مگر معلوم نہیں انکی طرف اپنے کو نسبت کیوں نہیں کرتے اگر جواب میں کہا جاوے کہ وہ دور ہیں اور نسب میں قریب کا اعتبار ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر قریب کا اعتبار ہے تو میں ایک چیز نہایت قریب بتاتا ہوں اسکی طرف نسبت کرو وہ کیا ہے ایک ناپاک پانی ہے جس سے ہم پیدا ہوئے ہیں چنانچہ ایک بزرگ کے سامنے ایک شخص نہایت شیخی اور غرور سے اکڑتا ہوا نکلا ان بزرگ نے اسکو نصیحت کی کہ بھائی اتراؤ مت اس نے کہا کہ تم مجھکو نہیں جانتے میں کون ہوں فرمایا ہاں جانتا ہوں اول کی حالت تو آپ کی یہ ہے کہ ناپاک نطفہ تھے آخری حالت یہ ہے سڑیل مردار ہوگے اور درمیانی حالت یہ ہے کہ پیٹ میں ناپاکی بھرے پھرتے ہو۔ اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ نسب کی شرافت کوئی چیز نہیں آخرت میں تو واقعی نسب کوئی چیز نہیں ہے۔ نیکیاں ہی کام آنیوالی ہیں۔ لیکن دنیا میں وہ بیکار بھی نہیں ہے شریعت نے خود اس کا اعتبار کیا ہے اگر نسب کوئی چیز نہ ہوتی تو جو لوگ اپنے برابر کے نہیں انہیں نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور یہ قاعدہ معتبر نہ ہوتا کہ خلیفہ صرف قریش ہی کے خاندان سے ہوں گے۔ ان حکموں سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع نے بھی شریفوں غیر شریفوں میں ضرور فرق رکھا ہے اور یہ فرق دنیا کا انتظام رکھنے کے لیے ہے اگر سب کے سب دنیا میں یکساں ہوتے تو ہرگز انتظام نہ ہوسکتا نہ کوئی کام چل سکتا۔ اگر کوئی گھر بنانے کے لیے کسی کو کہتا تو وہ کہتا کہ تم ہی ہمارا گھر بنادو۔ اگر کسی سے خط بنانے کو کہتے وہ کہتا کہ تم ہی میرا خط بنادو۔ دھوبی کپڑے نہ دھوتا۔ غرض سخت مصیبت

ف یہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ تھانہ بھون کے فاروقی حضرت ابراہیم بن ادہم کی اولاد میں نہیں بلکہ ان کے نسب میں ایک اور ابراہیم ہیں جنکو ابراہیم بن ادہم غلطی سے سمجھ لیا گیا ۱۲

ہوتی اگر بڑھئی کی ضرورت ہوتی تو وہ نہ ملتا اگر نوکر کی ضرورت ہوتی تو نوکر نہ ملتا یہ چھوٹے بڑے کا ہی فرق ہے جس سے لوگوں کے کام چل رہے ہیں چنانچہ یہ قانون کہ خلیفہ صرف قریش ہی کے خاندان سے ہوں گے اسی انتظام کی مصلحت سے ہے۔ قدرتی طور سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو فضیلت دی ہے تو جب سردار اور خلیفہ ان میں سے ہوں گے تو اوروں کو ان کی تابعداری سے عار نہ ہوگا اور ان کو دوسروں کی تابعداری سے عار ہوتا اور لڑائی جھگڑے کی صورت پیدا ہوتی دوسرے یہ مصلحت بھی ہے کہ قاعدہ کی بات ہے کہ آدمی اپنی خاندانی چیز کی بہت حفاظت کرتا ہے تو اگر قریش کے خاندان سے خلیفہ ہوگا تو دین کی حفاظت دو وجہ سے کرے گا۔ ایک اس وجہ سے کہ دین اپنے گھر کا ہے کیونکہ نبی علیہ السلام بھی انہیں کے خاندان سے تھے دوسرے مذہبی تعلق سے پس معلوم ہوا ہے کہ نسب کا اعتبار اسی مصلحت سے ہے کہ دنیا کا انتظام بنا رہے اس لئے وہ بیکار نہیں مگر نسب پر غرور کرنا اور شیخی کرنا ہر حالت میں حرام ہے اور آجکل کے شریفوں میں تو نسب پر غرور ہی ہے مگر غیر شریفوں میں دوسرے طور پر غرور پایا جاتا ہے کہ اپنے کو شریفوں کی برابر سمجھتے ہیں اور اپنے میں اور انہیں کچھ فرق نہیں جانتے یہ بھی زیادتی ہے جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھدیا ہے اسکو کون مٹا سکتا ہے غرض شیخی اور غرور بھی برا ہے جیسا کہ شرافت کے دعویٰ کرنیوالوں خاصکر عورتوں میں ہے اور مرتبے کا فرق نہ رکھنا بھی ٹھیک نہیں جیسا دوسری قوموں نے اختیار کیا ہے۔ میں اسکو بیان کرتا ہوں کہ ہماری عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں انکو اپنی اصلاح کرنا نہایت ضروری ہے اور یاد رکھو کہ بغیر اخلاق درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کارآمد نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو بہت ستاتی ہے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا کہ وہ زیادہ عبادت نہیں کرتی مگر پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرتی ہے فرمایا وہ جنتی ہے۔ مگر ہماری عورتوں کی بزرگی آجکل تسبیح اور وظیفے پڑھنے میں رہ گئی اخلاق کی طرف بالکل توجہ نہیں حالانکہ اگر دین کا ایک حصہ بھی کم ہو گیا تو دین ناتمام ہوگا مگر آجکل لوگوں نے جیسے اور چیزوں کا ست نکالا ہے اسیطرح

نسب کا اعتبار دنیا کی انتظامی مصلحت کیلئے ہے ورنہ اس پر فخر کرنا حرام ہے۔

۱۳۔ غیر شریفوں کا دوسری طرح غرور کہ اپنے کو شریفوں کے برابر سمجھیں

بغیر اخلاق درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کارآمد نہیں

ین کا بھی ست نکال لیا ہے بعض نے تو نماز روزہ ہی کو دین سمجھ لیا ہے معاملات اور اخلاق وغیرہ کو
چھوڑ دیا۔ اور بعضوں نے صرف اخلاق کو لے لیا عبادتوں اور عقیدوں کو چھوڑ دیا۔ اور اخلاق
بھی انکا دعوے ہی دعوے ہے واقع میں اخلاق بھی ان کے درست نہیں ہیں۔ لیکن اگر
ہوتے بھی تو بیکار تھے کچھ لوگ وہ ہیں کہ ان کے عقیدے اور اعمال اور معاملے اچھے ہیں
اور سمجھتے ہیں کہ ہم خوش عقیدہ ہیں اور اس پر اتراتے ہیں اور دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں تو ان میں اخلاق کی کمی
ہے اسیطرح ہماری عورتوں نے عقیدوں اور وظیفوں اور نماز کو لے لیا مگر اخلاق کو چھوڑ دیا صبح سے شام
تک غیبت حسد لعنت ملامت میں مبتلا رہتی ہیں اور پھر یہ سمجھتی ہیں کہ ہم بڑی بزرگ ہیں تو بزرگی
صرف یہ نہیں ہے اسیطرح مردوں کو بھی کہا جاتا ہے کہ اخلاق کی انہیں بھی کمی ہے تو اپنی اصلاح کریں بلکہ
اخلاق بعض اعتبار سے نیک کاموں سے بھی زیادہ ضروری ہیں۔ اس لئے کہ اگر نیک کاموں میں
کمی ہوگی تو اس کا نقصان اپنی ذات تک ہی رہیگا اور اخلاق اگر خراب ہیں تو اس کا نقصان دوسروں تک
پہونچیگا جو کہ بندوں کے حقوق میں داخل ہے۔ افسوس نماز کے چھوڑنیکو اور دوسرے گناہوں
کو تو گناہ سمجھا جاتا ہے اور غیبت اور حسد اور زیور کی طمع اور اپنی سوتن سے لڑنے اور ان کے مثل اور ۱۵
عادتوں کو گناہ نہیں سمجھتیں خلاصہ سارے وعظ کا یہ ہوا کہ اس حدیث میں تین عیب بیان فرمائے گئے
ہیں اور یہ تین عیب ایسے ہیں کہ باقی تمام عیبوں کا تعلق انہی تین سے ہے بعض عیبوں کا تو ان سے
یہ تعلق ہے کہ وہ ان سے پیدا ہوتے ہیں جیسے غیبت اور چغلخوری کہ یہ بھی لعنت ملامت کرنے
سے پیدا ہوتی ہے اور نااتفاقی لڑائی جھگڑے وغیرہ ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینے سے پیدا
ہوتے ہیں اور بعض عیبوں کا ان سے یہ تعلق ہے کہ خود یہ ان سے پیدا ہوتے ہیں جیسے خاوند
کی ناشکری حرص اور طمع سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح غور کرنے سے سب کا تعلق معلوم ہو سکتا
ہے پس ان تینوں کی اصلاح ضروری ہوئی اب اصلاح کے طریقہ کو غور سے سننا اور سمجھنا چاہیے
اور اسی پر وعظ ختم ہو جاوے گا۔ اس اصلاح کے طریقہ میں دو چیزیں ہیں ایک علم حاصل کرنا دوسرے
کام کرنا اور علم یہی نہیں کہ قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لیا تفسیر سورۂ یوسف پڑھ لی یا نور نامہ
وفات نامہ پڑھ لیا بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمہارے عیبوں کا بیان ہو[1] یہ تو علم ہوا اور کام

[1] جیسے تعلیم الدین اور تبلیغ دین اور بہشتی زیور حصہ ہفتم ۱۲

ایک تو یہ ہے کہ اول زبان کو روک لو تمہاری زبان بہت چلتی ہے تمکو کوئی بُرا کہے یا بھلا ہرگز مت
بولو اس سے خاوند کی ناشکری اور ہوشیار مرد کو بے عقل بنا دینا اور کثرت سے لعنت ملامت کرنا
اور غیبت وغیرہ سارے عیب جاتے رہیں گے اور جب زبان روک لی جاویگی تو یہ عیب جن
چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی دل سے جاتی رہیں گی۔ کیونکہ ان سے زبان کے ہی ذریعہ
سے کام لیا جاتا ہے۔ جب زبان کی قوت سے کام ہی نہ لیا جائیگا تو وہ آپ ہی کمزور ہو جاویں
گے دوسرا کام یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے اور یہ دنیا
چھوٹنے والی ہے اور موت اور اس کے بعد کی ایک ایک حالت کو روزانہ سوچا کرو جیسے
قبر او منکر نکیر کا سوال جواب اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب وکتاب اور پلصراط کا چلنا
اس سے دنیا کے مال اور مرتبہ کی محبت بھی جاتی رہے گی اور تکبر اور حرص بھی اور جو مرض حرص سے
پیدا ہوتے ہیں جیسے غیبت اور حسد وغیرہ وہ بھی جاتے رہیں گے۔ غرض اصل علاج کا دو چیز
ہوئیں ایک تو علم حاصل کرنا دوسرے کام کرنا۔ سو علم تو یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعد ایسی کتابیں
پڑھ لو جن میں مسئلوں کے ساتھ دل کی بیماریوں کا بھی بیان ہو جیسے حسد غرور وغیرہ ۱۶
کی برائی۔ کم از کم بہشتی زیور ہی کے دس حصے پڑھ لو اور کام دو ہیں ایک زبان کا روکنا دوسرے
موت اور اس کے بعد کی حالتوں کا سوچنا لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود
پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی مولوی سے پڑھو تو جب کہ گھر میں
مولوی ہو ورنہ گھر کے مردوں سے عاجزی کرو کہ وہ کسی مولوی سے پڑھکر تمکو پڑھا دیا کریں
مگر پڑھکر بند کر کے مت رکھ دینا ایک وقت مقرر کر کے ہمیشہ اسکو خود بھی پڑھتی رہنا
اوروں کو بھی سناتی رہنا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقے سے انشاء اللہ بہت جلد
اصلاح ہو جاوے گی اور یہاں اس سے زیادہ بیان کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں
کہ یہاں کی عورتیں خود سمجھدار ہیں اور جڑ ان تمام خرابیوں کی ایک ہی بات ہے وہ تمام خرابیوں کی جڑ بے فکری ہے
اگر جاتی رہے تو سب باتوں کی اصلاح ہو جاوے وہ یہ کہ آجکل بے فکری ہوگئی ہے اگر ہر بات میں دین کا
خیال رکھا جاوے کہ یہ کام ہم جو کرتے ہیں دین کے موافق ہے یا نہیں تو انشاء اللہ چند روز میں اصلاح
ہو جاویگی اب دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرماوے آمین۔

سلسلۂ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا گیارہواں وعظ ختم ہوا۔ اب بارہواں ربیع الثانی کے پرچہ میں ہوگا۔ (مدیر)

...ر توفیق حسنات کی عطا فرمائے آمین یہ تو اس کا حاصل ہے اب الفاظ سے بھی سمجھ لو فرماتے ہیں کہ

...ن جہان خود الست اندر ظن ما ست گر رود در خواب دستی باک نیست

یعنی یہ جہان ایک خواب ہے تم (ہماری اس بات میں) شبہ میں مت پڑے ہو تو اگر کسی کا
...اب میں ہاتھ جاتا رہے تو کوئی بھی خوف نہیں ہے۔

...ر بخواب اندر سرت ببرید گاز ہم سرت بجاست ہم عمرت دراز

یعنی اگر خواب میں معترض نے تمہارا سر کاٹ دیا تو تمہارا سر بھی جگہ پر ہے
...ور عمر بھی دراز ہے۔

...ر ببینی خواب در خود را دو نیم تندرستی چون بخیزی بے سقیم

197 یعنی اگر تو خواب میں اپنے کو دو ٹکڑے دیکھے تو تو جب اٹھے گا تندرست ہے او...
...ے سقیم ہے۔

...اصل اندر خواب نقصان بدن نیست باکے از دو صد پارہ شدن

یعنی حاصل یہ ہے کہ خواب میں جسم کے نقصان کا اور دو سو ٹکڑے ہو جانے کا
...ی خوف نہیں ہے۔

...ین جہان را کہ بصورت قائم است گفت پیغمبر کہ حلم نائم است

یعنی یہ جہان جو کہ صورت میں قایم ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
...سونے والے کا خواب ہے۔
حدیث میں ہے الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا۔ کہ لوگ سو رہے ہیں جب
...مریں گے جاگیں گے۔ آگے فرماتے ہیں کہ

از رہ تقلید تو کردی قبول سالکان این دیدہ پیدا رسول

یعنے تونے تو اس حدیث کو تقلیداً قبول کرلیا ہے اور سالکین نے دیکھا ہے اور
اونپر بلا واسطہ (تقلید کے) ظاہر ہے یعنی تم تو اس حدیث سے اِس زندگی کو جو خواب
سمجھے ہو صرف تقلیداً ہی سمجھے ہو اور اون حضرات نے جب اسکو سنا فوراً اون کو وہ
مشاہدہ اپنا معلوم ہوا اور وہ اسکو مشاہدۃً و بداہۃً ایسا سمجھے ہوئے ہیں گو وہ خود دیکھے
ہوئے تھے باقی اِس حدیث سے اونکو تعین میں زیادتی ہوگئی۔

روز در خوابے مگو کاین خواب نیست سایہ فرع است اصل جز مہتاب نیست

یعنے تو دن کو بھی خواب میں ہے یہ مت کہہ کہ خواب نہیں ہے اسلئے کہ سایہ تو فرع ہی
اور اصل بجز مہتاب کے اور کچھ نہیں ہے یعنی چونکہ یہ حیاتِ دنیوی مثل خواب کے ہے
توتم اگرچہ بظاہر دن میں بیدار ہو مگر اصل میں دن کو بھی سو ہی رہے ہو آگے اوس ۱۹۸
سوال کا جواب ہے فرماتے ہیں کہ

خواب بیداریت آن دان اے عضد کہ ببیند خفتہ کو در خواب شد

یعنے اے بھائی اِس بیداری کے خواب کو ایسا جانو کہ جیسے کوئی سونیوالا دیکھے
کہ وہ سو گیا ہے۔

او گمان بردہ کہ این دم خفتہ ام بیخبر زان کوست در خواب دوم

یعنے وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اسوقت سویا ہے اور اس سے بے خبر ہے کہ وہ خواب دوم
میں ہے مطلب یہ ہے کہ اِس ظاہری بیداری میں جو تم سو کر خواب دیکھتے ہو اوسکی ایسی
مثال ہے کہ جیسے تم خواب دیکھتے ہو کہ مثلاً تم ایک مکان میں گئے اور وہاں جا کر سو رہے
اور اوس سونے میں خواب دیکھا تو تمہارا اس خواب میں یہ خیال ہے کہ ہم اب سوئے ہیں

حالانکہ گھنٹوں پہلے سے سو رہے ہو تو اسی طرح تم جو رات کو سوتے ہو اور خواب دیکھتے ہو تو تم سمجھتے ہو کہ تم اب سوئے ہو حالانکہ جب سے دنیا میں آئے ہو جب ہی سے سو رہے ہو اور اس خواب ہستی میں یہ خواب دوسرا دیکھ رہے ہو سبحان اللہ خوب ہی مثال ہے۔ دیکھلو کیسا واضح ہوگیا ہے کہ کوئی گنجلک ہی باقی نہ رہا۔ پس سمجھنے والے یہ اور سمجھنے والے ہمارے حضرت سلمہم پھر اگر مثنوی میں ایسے مضامین نہوں تو اور کیا ہو۔ آگے پھر اون حرون کے قصہ کی طرف رجوع ہے اور اون کے قول کو روایت بالمعنی کے طور پر ایک مثال میں بیان فرماتے ہیں کہ۔

کوزہ گر گر کوزۂ را بشکند   چون بخواہد باز خود قائم کند

یعنے کوزہ گر اگر کسی کوزہ کو توڑ دے تو پھر جب چاہے اوسکو قایم کر لے تو اسی طرح اگر حق تعالیٰ اس جسم ظاہری کو فنا بھی فرمادیں تو کیا ہے دوسرا جسم روح کے لیے

۱۹۹ عطا فرمادیں گے آگے ایک دوسری مثال ہے کہ

کور را ہر گام باشد ترس چاہ   با ہزاران ترس می آید براہ

یعنے اندھے کو ہر قدم پر کنوئیں کا خوف ہوتا ہے اور ہزاروں خوف سے رستہ پر آتا ہے۔

مرد بینا دید عرض راہ را   پس بداند او مغاک و چاہ را

یعنے بینا آدمی رستہ کے عرض کو دیکھ لیتا ہے تو وہ کنوئیں کو اور گڑھوں کو جانتا ہے۔

پاؤ زانو ش نلرزد ہر دمے   رو ترش کے دارد او زہر غمے

یعنے اوس کا پاؤں اور زانو ہر دم کانپتا نہیں ہے اور وہ ہر غم سے رو ترش

نہیں رکہتا۔ مطلب یہ کہ جو اندھا ہے چونکہ اوسکو راستہ کی خبر نہیں ہے لہذا ہر ہر قدم اوس کو گر جانے کا خوف ہوتا ہے اور جو اندھا نہیں ہے وہ سیدھا راہ راست پر چلا جاتا ہے اور اوسکو مطلق خوف نہیں ہوتا۔ تو اسی طرح جو شخص کہ اِس راہ سے اندھا ہے اوسکو تو اِس جسم اور اِس حیات کے جاتے رہنے سے خوف ہوتا ہے اور جو اس راہ کو دیکہے ہوئے ہے وہ بیفکری سے چلا جاتا ہے اگر اوس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی اوسکو پرواہ نہیں ہوتی آپ چونکہ اون ساحروں کو حقیقت منکشف ہوگئی تہی لہذا بالکل بیفکر تہے اور اون کے قلب میں مطلق ہراس نہ تہا۔ اور وہ جانتے تہے کہ اگر یہ جسم نہ رہے تو کیا ہے ہمکو اور ملجاوے گا آگے پہر اونہیں کا قول نقل فرماتے ہیں کہ وہ بولے کہ

خیز فرعونا کہ ما آن نیستیم ۔۔۔ کہ بہر بانگے زغولے بیستیم

یعنے اے فرعون اٹہہ ہم وہ نہیں ہیں کہ شیاطین کی ہر آواز پر کہڑے ہوجاویں۔

۱۰۰ خرقہ ما را بدر دوزندہ ہست ۔۔۔ ورنہ خود ما را برہنہ تن بہ است

یعنے تو ہمارے خرقہ کو پہاڑ دے سینے والا موجود ہے ورنہ خود ہمارے لیے ننگا بدنا ہی بہتر رہے

بے لباس آن خوب را اندر کنار ۔۔۔ خوش بگیریم اے عدو نابکار

یعنے بے لباس کے اوس حسین کو کنار میں ہم خوب لیں گے اے نابکار دشمن

خوشتر از تجرید از تن و زمزاج ۔۔۔ نیست اے فرعون بے الہام کیج

یعنے ارے فرعون بیوقوف بے الہام بدن اور مزاج سے مجرد ہو جانے سے بہتر تو کوئی چیز ہی نہیں ہے خرقہ سے مراد جسم ظاہری۔ خوب سے مراد حق تعالی۔ عدو نابکار سے مراد فرعون ہے مطلب اوپر کے چاروں شعروں کا یہ ہے کہ ارے فرعون تو ہمارے

اس جسم ظاہری کو جو روح کے لئے مثل خرقہ کے ہے پھاڑ دے اور ہلاک کردے ہمیں اسکی خاک پرواہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ اسکا سینے والا موجود ہے وہ اسکو فوراً سی دیگا اور پھر ایسا ہی جسم عطا فرماوے گا اور اگر نہ بھی عطا فرماوے تو کیا ہے ہماری روح بے ہنر ہی اچھی ہے اسلئے کہ یہ جسم تو ایک قسم کا حجاب ہے تو جسقدر حجاب کم ہوں اچھا ہی ہے اگرچہ روح خواہ کتنی ہی مجرد کیوں نہو جاوے مگر وصل متعارف ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر بھی بہ نسبت اس جسم کے وجود کے تجرد کے وقت زیادہ وصل ہوگا۔ تو اگر یہ جسم نہ رہے گا تو ہمارا مقصود یعنی وصال حق اور اچھی طرح حاصل ہوگا۔ پھر ہمکو اس جسم کے ضائع ہوجانے اور جاتے رہنے سے کیا غم ہو۔ ہمیں اسکی پوری حقیقت معلوم ہوگئی ہے یہ بھی اون کے اقوال کی روایت بالمعنی ہے آگے ایک خچر اور اونٹ کی حکایت لاتے ہیں کہ خچر نے اونٹ سے پوچھا کہ میرے تو چلنے میں بہت ٹھوکر لگتی ہے اور تیرے نہیں لگتی اسکی کیا وجہ ہے تو اسنے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں رستہ کو دور تک دیکھ لیتا ہوں اس لیے دیکھ بھال کر چلتا ہوں
۱۰۱ اور تجھے دور تک دکھائی نہیں دیتا اسلئے گر جاتا ہے۔ تو مولانا اسپر لاتے ہیں کہ دیکھو کہ جو راہ کی حقیقت سے واقف ہے وہ کبھی خطا نہیں کھاتا بلکہ بالکل بے فکری سے چلا جاتا ہے اور جو اسکی حقیقت سے واقف نہیں ہے وہ ٹھوکریں کھاتا ہے تو چونکہ یہ ساحران فرعون حقیقت اس دنیا کی دیکھ چکے تھے اس لیے بالکل بے فکر تھے اور خوب مضبوط تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر یہ قتل کردے گا تو کیا ہے ہم کو حق تعالے کی طرف جذب ہوجائے گا جیسا کہ اون کے قول انا الی ربنا لمنقلبون سے معلوم ہوتا ہے

اب حکایت سنو فرماتے ہیں کہ

شرح حبیبی

گفت اشتر با شتر کاے خوش رفیق ۔۔۔ در فراز و شیب و در راہ عمیق

تو نیائی در سر و خوش میروی	من همی آیم بسر در چون غوی
من همی افتم برو در هر دمی	خواه در خشکی و خواه اندر نمی
این سبب را باز گو با من که چیست	تا بدانم من که چون باید زیست
گفت از چشم تو چشم من یقین	بیگمان روشن ترست و دوربین
بعد ازان هم از بلندی ناظرم	زین سبب در رو نیفتم حاضرم
۱۰۲ خوش برآیم بر سر کوه بلند	آخر عقبه ببینم هوشمند
پس همه پستی و بالای راه	دیده ام را وا نماید هم اله
هر قدم من از سر بینش نهم	از عثار و اوفتادن وا رهم
تو ببینی پیش خود یک دو سه گام	دانه بینی و نه بینی رنج دام
یستوی الاعمی لدیکم و البصیر	فی المقام و النزول و المسیر

ایک خچر نے اونٹ سے کہا کہ دوست یہ کیا بات ہے کہ اونچے نیچے اور گھرے رستہ میں تو تو سر کے بل نہیں گرتا اور میں گر جاتا ہوں۔ میں خشکی میں بھی اور تری میں بھی بسا اوقات گر جاتا ہوں اس کا سبب مجھے اب تک نہیں معلوم ہوا تو مجھے بتلا کہ کیا

بات ہے تاکہ مجھے معلوم ہو جاوے کہ بلا گرے پڑے کیونکر زندگی بسر کرنا چاہیے۔ اونٹ نے
کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ میری آنکھ بہ نسبت تمہاری آنکھ کے یقیناً اور بلاشبہ زیادہ روشن ہے
اور دور بین ہے اس کے علاوہ یہ بات ہے کہ میرا سر تمہارے سر کی نسبت اونچا ہے اس لئے
میں اونچے سے دیکھتا ہوں اور جو اونچے سے دیکھتا ہے اوسکو دور تک کی چیزیں نظر آتی ہیں
پس میں گرانے والی چیزوں کے سامنے موجود ہوتا ہوں اور ان سے غائب نہیں ہوتا یعنی وہ میری
نظر میں ہوتی ہیں لہذا میں گرتا بھی نہیں۔ میں پہاڑ پر مزے سے چڑھ جاتا ہوں اور آخری گھاٹی
کو نہایت ہوشیاری سے دیکھتا ہوتا ہوں اس لئے نہیں گرتا خلاصہ یہ ہے کہ رستہ کی
ہمواری اور ناہمواری حق سبحانہ میرے پیش نظر رکھتے ہیں اور میں ہر قدم دیکھ کر رکھتا ہوں لہذا
ٹھوکر اور گرنے پڑنے سے بچا رہتا ہوں۔ برخلاف میرے تمہاری یہ حالت ہے کہ تم بہت ہی
کوتاہ بین ہو۔ اور ایک دو تین قدم سے زیادہ تمہاری نظر نہیں پہونچتی۔ اس لئے تم رستہ
تو دیکھ لیتے ہو مگر اوس کے خطرات تک تمہاری نظر نہیں پہونچتی اس لیے تمہاری مثال ایسی ہوتی
ہے جیسے وہ جانور جو دانہ تو دیکھ لے اور مضرت دام اوسکو محسوس نہو۔ جب تمہاری یہ حالت ہے ۱۰۳
تو بھلا میں اور تم کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک اندھے اور دیکھنے والے۔ اٹھنے
اور اترنے اور چلنے وغیرہ احوال سفر میں برابر ہو سکتے ہیں جبکہ ایسا نہیں تو تم میری مساوات کی
ہوس خام کیوں رکھتے ہو۔ اب سمجھو کہ جو حالت اونٹ اور خچر کی ہے وہی اہل اللہ اور غیر اہل اللہ
کی ہے اہل اللہ چونکہ اشیاء کو علی ماہی علیہ دیکھتے ہیں اس لئے وہ حقیقی مضرتوں سے عام طور پر
محفوظ رہتے ہیں اور غیر اہل اللہ چونکہ ان سے واقف نہیں ہوتے اس لیے انہیں مبتلا ہو جاتے
ہیں مولانا اس مضمون کو استطراداً اور اتمام فائدہ کے لیے بیان کر کے پھر مضمون سابق کیطرف
عود کرتے ہیں اور اس استبعاد کو دفع کرنا چاہتے ہیں جو ساحروں کے منجذب بحق سبحانہ
ہونے یا تفرق جسم کے بعد اوس کے متصل کرنے پر ہو سکتا ہے اور اسی کے ضمن میں حشر اجساد
کے غیر مستبعد ہونے پر بھی تنبیہ فرما دیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ استبعاد حشر اجساد
کا دفع کرنا مد نظر ہو اور جس طرح کہ مضمون ما سبق استطرادی اور متعلق با بیات کو ررا الخ تھا یہی
استطرادی اور مرتبط بہ بیت خرقہ ما را بدر الخ ہو

شرح شبیری

ایک خچر کا اونٹ سے شکایت کرنا کہ میں تو منہ کے بل بہت گرتا ہوں اور تو نہیں گرتا۔ مگر شاذونادر تو آخر اسکی وجہ کیا ہی اور اونٹ کا جواب دینا

گفت اسْتر با شتر کاے خوش رفیق   در فراز و شیب و در راہ دقیق   ۱۰۴

یعنے ایک خچر نے اونٹ سے کہا کہ اے اچھے دوست نشیب و فراز میں اور پتلے رستہ میں

تو نیائی در سر و خوش میروی   من همی آیم بسر چون غوی

یعنے تو تو سر کے بل نہیں گرتا اور اچھی طرح چلا جاتا ہے اور میں گمراہوں کی طرح سر کے بل گرجاتا ہوں۔

من همی افتم برو در هر دمے   خواه در خشکی و خواه اندر نمے

یعنے میں تو ہردم منہ کے بل گرتا ہوں خواہ خشکی میں ہوں یا کہ تری میں ہوں۔

این سبب را باز گو با من کہ چیست   تا بدانم من کہ چون باید زیست

یعنی اس سبب کو مجھ سے کہہ کہ کس وجہ سے ہے تاکہ میں جان لوں کہ کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

احدی الحکم لا علۃ ینتفی الحکم
بانتفائہا

حدیث الاسلام یعلو
ولا یعلی الدار قطنی فی النکاح
من سننہ والرویانی فی
مسندہ ومن طریقہ ایضاً
فی المختارۃ کلاھما من جھۃ
شباب بن خیاط الصفری
ثنا حشرج بن عبد اللہ بن
حشرج حدثنی ابی عن
جدی عن عائذ بن عمرو
المزنی رفعہ بھذا ورواہ الطبرانی
فی الاوسط والبیہقی فی
الدلائل عن عمرو اسلم بن
سہل فی تاریخ واسط عن
معاذ کلاھما بہ مرفوعاً
وعلقہ البخاری فی صحیحہ
ف اعتقاد الحدیث کانہ
حال لازمۃ القوم فانہم
لا یبالون بمخالفۃ احد
بعد ثباتہم علی الحق وھو

ایک حکمت ہے علت نہیں (جسکے ساتھ معلول
نفیاً واثباتاً دائر ہو اور) جسکے انتفاء سے
حکم (معلول) منتفی ہو جاوے ۔

حدیث اسلام غالب رہتا ہے مغلوب
نہیں ہوتا روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنی سنن
کے کتاب النکاح میں اور رویانی نے اپنی مسند
میں اور رویانی کے طریق سے ضیاء نے مختارہ
میں اور ان دونوں نے شباب بن خیاط
صفری کی جہت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حشرج
بن عبد اللہ بن حشرج نے حدیث کی وہ کہتے
۶۹ ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث کی میرے
دادا سے اونہوں نے عائذ بن عمرو مزنی کو
اونہوں نے اس لفظ سے مرفوع کیا اور طبرانی
نے اسکو اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں
عمرو سے اور اسلم بن سہل نے تاریخ واسط
میں معاذ سے دونوں نے اس لفظ سے اسکو
مرفوع کیا ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں
اسکو تعلیقاً وارد کیا ہے **ف** اس حدیث
کا اعتقاد صوفیہ کے لیے مثل حال لازم کے
ہے کیونکہ وہ حضرات بعد ثبات علی الحق کے
کسی کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے اور ان میں

مشاهد منهم۔

حديث اشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل الترمذي في جامعه من حديث عاصم بن بهدلة عن مصعب ابن سعد عن ابيه قال قلت يا رسول الله اي الناس اشد بلاء قال الانبياء ثم الامثل فالامثل الحديث وكذا هو عند النسائي في الكبرى وعند ابن ماجة في الفتن من سننه ۷۰
والدارمي في الرقاق من مسنده واخرجه احمد ابن حنبل وابن منيع وابو يعلى وابن ابي عمر في مسانيدهم كلهم من حديث عاصم وقال الترمذي انه حسن صحيح وصححه ابن حبان والحاكم واخرجه ايضا من حديث العلاء ابن المسيب

اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

حدیث سب سے زیادہ ابتلا والے انبیا ہوتے ہیں پھر اون کے بعد جو افضل ہو پھر اون کے بعد جو افضل ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے اپنی جامع میں عاصم بن بہدلہ کی حدیث سے اونہوں نے مصعب بن سعد کی حدیث سے اونہوں نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب آدمیوں سے زیادہ ابتلا والے کون ہیں آپ نے فرمایا انبیا پھر اون کے بعد جو افضل ہے پھر اوس کے بعد جو افضل ہو الحدیث اسی طرح سے یہہ حدیث نسائی کے یہاں کبریٰ میں اور ابن ماجہ کے یہاں اون کی سنن کے کتاب الفتن میں اور مسند دارمی کے رقاق میں اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے اور ابن منیع نے اور ابن ابی عمر نے اپنی مسندوں میں ان سب نے عاصم کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور نیز حاکم نے اسکو علا ابن مسیب کی حدیث سے روایت

عن مصعب للطبرانی من
حدیث فاطمة رفعا اشد الناس
بلاء الانبیاء ثم الصالحون
الحدیث **ف** دل علی ان
الابتلاء لیس من علامات
الطرد کما زعمه بعض الجهلاء
بل هو من علاماتہ القبول فی
الاغلب ان لم یکن لازما
وهو عام للبلاء الجسمانی
کالمرض والفقر والبلاء
النفسانی من الغم والهم دنیویا
کان او اُخرویا وقل
من یخلو عنه من اهل الله
وان امکن الخلو لغلبة
الشوق او الرجاء مع
صحة البدن وسعة المال
الحدیث اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه
فی التسلو وقال فی اللآلی حدیث التسلو
الخیر عند حسان الوجوه وقال صاحب
المقاصد بعد رفع الحدیث والحکم بضعف
الاسانید ما نصه مع هذا لا یتجه الحکم

کیا ہے اور انہوں نے مصعب سے اور طبرانی
کے نزدیک فاطمہ کی حدیث سے جسکو مرفوع
کیا ہے یہ لفظ ہیں کہ سب سے زیادہ ابتلا رو آیے
انبیاء ہیں۔ پھر صالحین الحدیث **ف** حدیث
اس پر دال ہے کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونا بیت مطرودیت
کی علامات سے نہیں جیسا بعض جہلاء خیال کرتے
ہیں بلکہ اغلب حالات میں علامات قبول سے
ہے گو (قبول کے لیے) لازم نہیں اور یہ بلا عام
ہے (ہر بلا کو یعنی) بلاء جسمانی کو بھی جیسے مرض
اور فقر اور بلاء نفسانی کو بھی جیسے غم اور فکر خواہ
دنیوی ہو یا اخروی ہو اور اہل اللہ میں سے ۱۷
ایسے بہت کم ہیں جو کسی نہ کسی بلاء سے خالی
ہوں اگرچہ خالی ہونا ممکن ہے اس طرح سے
کہ کسی پر شوق غالب ہو یا رجا غالب ہو اور اسکو
کوئی غم اور فکر نہو) اور ساتھ ہی صحت بدنی
اور وسعت مالیہ بھی ہو اسلئے جسمانی بلا بھی نہو
حدیث خیر اور حاجت روائی کو خوبرو
لوگوں کے پاس تلاش کرو صاحب مقاصد حسنہ
نے اس حدیث کا مرفوع اور ضعیف الاسانید
ہونا ذکر کرکے کہا ہے کہ باوجود ضعف کے
اس متن پر موضوع ہونے کا حکم درست نہیں

علی المتن بالوضع کما اشار
الیہ شیخنا اخرا و صاحب
المقاصد اشعار السلف
فی ذلک ف قلت ولا یضر
الضعف فی امثال ھذا و
الحدیث ان حملتہ علی حسن
الخلق بفتح الخاء وسکون اللام
فھو علی الاصل او الاغلب
لما تقرر فی علم الفراسۃ ان
الحسن الظاھری دلالۃ علی
الحسن الباطنی وکذا القبح و ۷۴
یمکن التخلف لعارض او احیانا
ومن ثم لا یجوز الجزم باحکام
ھذا العلم علیہ حمل السعدی
فی مثنویہ بقولہ ؎
گنہ عفو کرد آل یعقوب را ÷ کہ معنی بود صورت خوب را
فنی الحدیث اصل لما تمسک بہ السعدی ولا نظن
بالصوفیۃ تمسکہم بالموضوعات وان حملتہ
بالخلق بضم الخاء واللام بمعنی طلاقۃ الوجہ
فھو حکم کلی وعلیہ حمل ابن عباس کما فی المقاصد
(باقی آیندہ)

ہوسکتا جیسا ہمارے شیخ نے بھی یہی فرمایا ہے پھر صاحب مقاصد نے اس باب میں سلف کے اشعار ذکر کئے ہیں ف میں کہتا ہوں کہ ایسے مضامین میں ضعف (دلیل کا) مضر نہیں اور اس حدیث کو اگر خوبصورتی پر محمول کرو تو یہ حکم باعتبار اصل یا غالب احوال کے ہے جیسا کہ علم فراست میں مقرر ہوچکا ہے کہ ظاہری حسن علامت ہے باطنی حسن کی اور اسی طرح ظاہری زشت روئی علامت ہے باطنی زشتی کی اور اس کے خلاف بھی کسی عارض سے یا احیاناً ہونا ممکن ہے اور اسی وجہ سے اس علم کے احکام کا جزم جائز نہیں اور شیخ سعدی نے اپنی بوستان کے اس شعر میں اسی پر محمول کیا ہے ؎ گنہ عفو کرد آل یعقوب را ÷ کہ معنی بود صورت خوب را ÷ سو اس حدیث میں اصل ہے سعدی کے تمسک کی پس صوفیہ پر تمسک بالموضوعات کا گمان نہ کیا جاوے اور اگر اس کو خوشخوئی پر یعنی شگفتہ روئی پر محمول کرو (یعنی ایسے شخص کے پاس حاجت لیجاؤ جو حاجت سنکر خندہ پیشانی سے پیش آوے) تو یہ حکم کلی ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے اسی پر محمول کیا ہے جیسا مقاصد میں نقل کیا ہے۔

(باقی آیندہ)

سول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پریشان پر ملامت نہیں کی حضرت حنظلہؓ جب رسول اللہ
لے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت پریشان خاطر حاضر ہوئے آپ نے دریافت فرمایا کہ
ا حال ہے تمہارا اے حنظلہؓ حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں یا رسول اللہ میں منافق ہوگیا آپنے
رمایا کیا بات ہے بیان کرو۔ آپنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو قلب کی حالت آپ کی
ضور میں ہوتی ہے وہ غائبانہ نہیں رہتی اور طرح طرح کے خیالات دلمیں آتے ہیں حضور نے
رمایا یا حنظلہؓ ساعۃ فساعۃ الی آخر الحدیث۔ دیکھئے وہ اپنے آپ کو حضور کے سامنے
نا فق کہہ رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا
ج لوگ مجھے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر سختی کیوں نہیں کرتے بالخصوص مصلحین
نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ ان لوگوں کو فن سے بالکل ہی مناسبت نہیں اسکی تو وہی
ثل ہوئی کہ مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار (جامع کہتا ہے کہ جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو
ر مارا تو کیا مارا)
دیکھئے فقہا صاف لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بھی کبائر کا مرتکب ہوجاوے ٦٥
ور ہوش و اختیار میں بھی ہو۔ مگر جبتک وہ اوسکو گناہ سمجھے گا کافر نہ ہوگا۔ اور نہ کسیکو
ا فر کہنے کی مجال ہے۔ اور نہ اوسکی بیوی اوس کے نکاح سے علیحدہ ہوگی۔ آفریں ہے لوگوں پر
ہ ایک شخص خواب میں یا بے اختیاری میں اگر کوئی بات دیکھے یا زبان سے کہے اوسپر
فر کا فتوے جاری کرتے ہیں اور ہمیشہ خود خواب میں احتلام میں مبتلا ہوتے ہیں
ور اپنے کو زانی نہیں سمجھتے۔ اور باوجود غسل و طہارت کے سب مسئلہ جاری کرتے ہیں
حضرت نے فرمایا کہ میرے استادؒ سے ایک طالب علم مولوی مظہر نامی نے بیان کیا
تھا وہ میرے ساتھ موجب میں شریک تھے انہوں نے مولٰنا سے رامپور کا ایک قصہ
یان کیا کہ وہاں ایک شخص پر ایک حال طاری ہوا وہ اپنے کو ملحد اور زندیق سمجھتے
تھے اور خود صاحب سلسلہ بھی تھے مگر بیچارے فن نہیں جانتے تھے اسلئے واردات کی
حقیقت سے مطلع نہیں ہوئے مولوی صاحب اوسوقت زندہ تھے یہ صاحب
ون کے پاس گئے مولوی صاحب مثنوی شریف پڑھا رہے تھے اون صاحب نے حال سے

دریافت کیا کہ تم کون ہو اون صاحب نے کہا کہ میں شیطان ہوں مولنا نے فرمایا کہ اگر شیطان ہو تو لاحول و لا قوۃ الا باللہ وہ سیدہے اوٹہے ہوئے قیام گاہ کو چلے گئے اور سمجہ گئے کہ واقعی میں ایسا ہی ہوں تو پہر اپنے وجود ناپاک سے دنیا کو پاک کر دنیا چاہیئے اپنی ایک مرید سے کہا کہ میں اپنا گلا کاٹوں گا اگر کچہ باقی رہ جائے تو پہر تم صاف کر دینا اوس بہلے آدمی نے بہی وعدہ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے حجرہ میں جاکر اپنی گردن کاٹ لی جب وہ مرچکے تو مرید نے کسی ترکیب کیواڑ کہولکر اندر دیکہا تو کام تمام ہو چکا تہا۔ کچہ حصہ کہال کا باقی تہا اوس نے اوسکو بہی صاف کر دیا اس حالت میں اوسکو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ نواب صاحب کے یہاں مقدمہ پیش ہوا اوس نے سارا واقعہ بیان کیا چونکہ اوسمیں مولنا صاحب کا بہی نام تہا اسلئے اونکو بہی بلایا اون سے دریافت کیا تو اونہوں نے کہا بے شک یہہ واقعہ سچا ہے وہ میرے پاس گئے تہے اور یہہ کہا تہا میرے نزدیک یہہ شخص یعنے مرید سچا معلوم ہوتا ہے اسپر نواب صاحبنے اونکو چہوڑ دیا اسپر مولنا محمد یعقوب صاحبنے فرمایا کہ اون کو یہہ جواب
۶۶ دینا چاہیئے تہا کہ کیا حرج ہے شیطان ہی تو اونہیں کا ہے تعلق ثواب بہی باقی رہا اس اونکی فوراً تسلی ہو جاتی اور اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ خود مجہے صدہا احوال ایسے پیش آئے ہیں مگر اسکو تو میں ہی جانتا ہوں یا وہ جانتا ہے جسپر گذرتی ہے لوگ کیا جانیں اور یہی فرمایا کہ خواب میں کبہی صورت مقصود ہوتی ہے اور کبہی معنے مقصود ہوتے ہیں امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایکدفعہ خواب دیکہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں قبر سے اوکہاڑ رہا ہوں حضرت ابن سیرینؒ سے اسکی تعبیر دریافت کی فرمایا کہ یہہ شخص وارث نبوت ہوگا۔ یہہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ظاہر کرے گا اس سے تفتیش دین مراد ہے۔ اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کی ہزاروں خوابیں ہیں۔

ایک شخص مولنا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پاس روتے ہوئے آئے حضرت نے فرمایا کیا بات ہے۔ اوس نے کہا میں نے ایسا خواب دیکہا ہے کہ مجہے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے حضرت نے فرمایا کہ بیان تو کرو اون صاحبنے کہا میں نے دیکہا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں حضرت نے فرمایا یہہ بہت اچہا خواب ہے

تمہارے لڑکا پیدا ہوگا - اور حافظ ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور اون صاحب کی تسلی ہوگئی
جامع کہتا ہے (اسپر کوئی صاحب اون کے ارتداد کا فتوے نہیں لگاتے نہ حضرت
نہ حضرت شاہ صاحب کو کسیکی مجال ہے کہ یوں کہیں کہ تنبیہ نہیں کی خیرے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے

(۱۳۴) فرمایا جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی ہے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رض آپ کے ہمراہ ہوئے ہیں جب مدینہ پہونچے تو بغرض زیارت انصار جوق جوق آنا شروع ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رض سے مصافحہ کرنا شروع کیا چونکہ آپ کی عمر زیادہ معلوم ہوتی تہی اس لیے وہ لوگ یہ سمجہے کہ حضور یہی ہیں حضرت صدیق رض برابر مصافحہ کرتے رہے اور انکار نہیں کیا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تہکے ہوئے تہو آپنے حضور کو تکلیف سے بچایا - جب حضور پر دہوپ آئی اور حضرت صدیق رض نے حضور پر اپنی چادر سے سایہ کیا تب لوگ سمجہے کہ حضور یہہ ہیں - حضرت یہہ ہے خدمت کا طریقہ یہ باتیں ہیں جن سے صحابہ کے علوم اور حضور کے ساتہہ خلوص معلوم ہوتا ہے آجکل ۶۷
لوگوں نے صرف جوتہ اوٹہا کر رکہدینے کا نام محبت رکہا ہے چاہے اوس سے تکلیف ہی پہونچے مگر اپنا دل راضی ہو جاوے

(۱۳۵) فرمایا کہ اگر کسی مرید میں کوئی بات خلاف شرع ہو اور شیخ اوسکی اصلاح نکرے تو میرے نزدیک وہ شیخ خائن ہے اور شیخ بنانے کے لایق نہیں جب سائلونکو شفا نہیں ہوتی تو کیوں اون کا راستہ کہوٹا کرے - ان لوگوں سے کوئی پوچہے تم کس مرض کی دوا ہو جب دوا ہی نہیں کرتے تو لوگونکو کیوں گمراہ کرتے ہو - وہ بے چارے تم کو امین جانکر تمہارے پاس آتے ہیں تم اون کے ساتہہ بددیانتی کرتے ہو - کیا لوگوں نے امانت صرف اسی کا نام رکہہ چہوڑا ہے کہ کسیکا روپیہ پاس رکہہ کر واپس کر دیا - حالانکہ طالبین اور ذاکرین اپنے کو ہمارے سپرد کر دیتے ہیں - اگر ہم اونکی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی کریں گے تو کیا ہم خائن نہوں گے - جب اون لوگوں نے اپنا دین و ایمان تمہارے سپرد کر دیا پہر کیوں ان کی اصلاح نہیں کرتے - اور یہہ بہی فرمایا جو شخص ایمان میں خیانت

کر رہا ہے وہ اور کونسی بات نہیں کر سکتا۔ اور اوس کا کیا اعتبار ہے جسکو ایمان کی پرواہ نہ ہو وہ مال میں کیا وفا کرے گا۔ چنانچہ آجکل کے پیروں نے بہت سوں کے ایمان خراب کر رکھے ہیں۔ عام لوگوں کی کیا شکایت بلکہ بہت پرانے پرانے پیر ہیں۔ جنکو سب جانتے ہیں کہ یہ پیر ہیں مگر خلاف شرع ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ (جامع کہتا ہے کہ ہمنے بھی ایک پیر کو سنا ہے کہ بخشی الاولیاء کہلاتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ شراب تک نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ ایک جگہ ایک بہت بڑے شخص ہیں مگر وہ دنیادار ہیں وہ بھی مے خوری کے مرض میں مبتلا ہیں اون کے یہاں جاکر مے نوشی ہوتی ہے اور صرف اِس غرض سے اون کے ہمراز بنے ہیں کہ لوگوں کو بہکا کر ان حضرات کا شکار کراتے ہیں۔

(۱۳۶) فرمایا دیوبند کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوا تھا کہ جب سے مدرسہ ہوا ہے ہم لوگوں پر غربت آگئی۔ حضرت مولنا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں کہ مدرسہ تمہاری غربت کا سبب ہے بلکہ بات یہ ہے کہ پہلے تم لوگ خدا کے احکام کو نہیں جانتے تھے تو جرم میں بھی تخفیف ہوتی تھی۔ اب چونکہ تم مدرسہ کی وجہ سے احکام خداوندی کو جان گئے ہو اور جان جان کر عمل نہیں کرتے اِس لیئے تم پر خدا کا غصہ ہے۔ اگر عمل کرو گے پھر خوشحال ہو جاؤ گے اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اِس سے تو علم کا نہ پڑھنا ہی اچھا ہے تو جاہل رہنا خود ایک جرم ہے۔ دیکھو اگر کسی شخص کو کھانا کھا کر ہیضہ ہو جائے تو اوس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کھانا کھانا ہی چھوڑ دو۔ ۹۸

(۱۳۷) فرمایا تھانہ بھون میں ایک خانصاحب حضرت حاجی صاحب کے پاس ہر روز دوپہر کے وقت آبیٹھتے حضرت حاجی صاحب بہت ہی خلیق تھے سخت تکلیف ہوتی تھی مگر سب گوارا کرتے تھے آنکھوں میں نیند بھری ہوئی ہے اور بیٹھے ہیں جب اسی طرح کئی دن ہوگئے تو حضرت حافظ ضامن صاحب نے فرمایا کہ خانصاحب کہ آپ تو رات کو جورو کی بغل میں لیٹ کر سوتے ہو اور اب تک اپنے کام کاج کرتے رہتے ہو اور جب سب کاموں سے فارغ ہو جاتے ہو تو بزرگوں کو پریشان کرنے آجاتے ہو

(باقی آیندہ)

ح) آریہ - کسی طریقہ کا اختیار کرنا موقوف ہوا کرتا ہے اوس کے صحیح سمجھنے پر تو صرف نیکی کی تعلیم کیسے کیجا سکتی ہے جب تک کہ اوس تعلیم کو صحیح نہ تسلیم کرا لیا جاوے ہم وید کے صحیح ہونے کو تسلیم کراتے ہیں اوس کے بعد نیکی کی تعلیم کرتے ہیں - اور اگر کوئی وید کو غلط سمجھتا رہے تو وہ نیکی کی تعلیم کو کیوں اختیار کریگا۔

ہم - کیا وہ بلا وید کو صحیح تسلیم کئے ہوئے شدھ ہی نہیں ہو سکتی۔

آریہ - ظاہر ہے۔

ہم - اس کا خلاصہ سوائے اس کے کیا ہوا کہ آریہ مذہب میں آنا موقوف ہے وید کے ماننے پر - بلفظ دیگر صرف خدا کو ماننے سے آریہ مذہب نہیں حاصل ہوتا دوسری کسی چیز کے ماننے کی بھی ضرورت ہے یہ وہی اعتراض ہے جو آپ نے ہمارے اوپر کیا تھا اب اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے ؎

پاؤں میں جن کے زلف گرہ گیر پھنس گئی لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آگیا۔

اگر یہ شرک ہے تو آپ کے مذہب میں بھی موجود ہے اور اگر یہ شرک نہیں ہے تو ہم پر کیا (81)
اعتراض - آپ کے یہاں خدا کے ساتھ وید کا ماننا ضروری ہے - ہمارے یہاں رسول کا ماننا ضروری ہے ۔ اگر اس پر کوئی اعتراض ہے تو آپ کے اوپر بھی ہے اور نہیں ہے تو ہمارے اوپر بھی نہیں ۔ فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

اس پر ایک مسلمان کا سوال - اس تقریر سے آریہ کا جواب تو ایسا ہو گیا کہ اب مجال دم زدن نہیں ہی لیکن دل میں یہ کھٹک باقی ہے کہ اون پر بھی الزام شرک عائد ہی مگر ہم بھی اس سے بری نہیں ہوئے - کیونکہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ جبکہ دوسری چیز کا (رسول کا یا رسالت کا) ماننا بھی ضروری ہے اور صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے اسلام صحیح نہیں ہوتا تو نعوذ باللہ خدا کی برابر رسول بھی ہوا اور یہی شرک ہے جسکی اسلام میں قطعاً نفی کیجاتی ہے

ہم - آپ نے غور نہیں کیا اس مغالطہ کا حل تو شروع تقریر ہی میں موجود تھا - میں نے کہا تھا کہ ماننے کے کیا معنے ہیں اگر ماننے کے معنے خدائے تعالیٰ کے نام کے متصل دوسرا لفظ آجانا ہیں تو لا الہ الا اللہ ہی میں اللہ کے ساتھ لفظ لا اور الٰہ اور (الا) موجود ہیں اس پر اعتراض

(کرنا چاہیئے تنہا نیز بسا اوقات بلکہ ہر وقت اللہ کے نام مبارک کے ساتھ دوسرے الفاظ ملا کر بولے جاتے ہیں دن بھر میں سیکڑوں دفعہ ایسا ہوتا ہے تو کلمہ میں نہیں بول چال میں اٹھتے بیٹھتے ہر وقت شرک لازم آتا ہے۔ پھر کون شخص مدعی توحید کا ہو سکتا ہے۔ یہ تو محض جہالت ہے۔ لامحالہ ماننا کے معنے کچھ اور کہنے پڑیں گے وہ یہ ہیں کہ نعوذ باللہ خدائے تعالےٰ کی برابر کسی کو ذات میں یا کسی صفت میں مانا جاوے یعنی اعتقاد کیا جاوے یہ بات آریہ مذہب میں ہے کہ روح اور مادہ کو قدم میں نعوذ باللہ خدائے تعالیٰ کے برابر مانتے ہیں۔ ہمارے کلمہ شہادت میں توجس تاکید اور توضیح اور تصریح کے ساتھ ذات پاک حق تعالیٰ کے لیئے وحدانیت کا اقرار کیا گیا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ سے ظاہر ہے اور وحدہ لا شریک لہ مزید براں ہے اور کلمۂ مذکورہ کے جزو دوم میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لیے عدم مساوات ذات باری تعالیٰ کے ساتھ صاف صاف ظاہر کی گئی ہے اس کے لئے لفظ رسولہ کافی تھا کیونکہ رسول اور مرسل (بھیجنے والا) برابر نہیں ہوا کرتے کیونکہ مرسل اپنے اختیار سے
بھیجنے والا ہوتا ہے۔ اور رسول اوس کا تابع اور غیر مختار ہوتا ہے بلفظ دیگر مرسل حاکم۔ اور ۱۸۲
رسول محکوم ہوتا ہے۔ پھر حاکم اور محکوم میں مساوات کیا معنے۔ مگر لفظ رسولہ پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اوس سے زیادہ صریح لفظ عبدہٗ اور بڑھایا گیا جس کے بعد کسی قسم کا ایہام بلکہ ایہام کا ایہام بھی مساوات کا نہیں رہتا کیونکہ عبد وہ ہے جو من کل الوجوہ مفتقر اور محتاج ہو اور الٰہ وہ ہے جو من کل الوجوہ مستغنی اور غیر محتاج ہو تو حاصل یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات خداوندی سے نسبت یہ ہے کہ ذات خداوندی من کل الوجوہ محتاج الیہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم من کل الوجوہ اوس کی طرف محتاج ہیں۔ من کل الوجوہ محتاج الیہ اور من کل الوجوہ محتاج میں مساوات کیا معنے اور مزید براں یہ ہے کہ لفظ رسولہ سے عبدہٗ کو مقدم رکھا گیا تاکہ نام مبارک کے ساتھ ہی ساتھ معلوم ہو جاوے کہ سب سے پہلا وصف جو اسلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کیا ہے وہ عبودیت ہے جو الوہیت کے بالکل متقابل اور متضاد ہے۔ اور دوسرے مرتبہ میں وصف رسالت ہے اور جب پہلے عبودیت مان لی گئی تو ثابت ہو گیا کہ اب جو بات بھی حضور کے لیے ثابت ہو گی وہ عبودیت کیساتھ

(یعنی بلا اختیار خود اور با اختیار و تصرف غیر یعنی با ختیار و تصرف ذات اقدس جل وعلا شانہ ہوگی
منجملہ ان اوصاف کے وصف رسالت بھی ہے کہ یہ بھی حضور میں کمال ذاتی نہیں بلکہ باعطاء
الٰہی ہے۔ تو ان کلمات سے اور ان کی ترتیب سے بابلغ الوجوہ ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہ مساوات ذاتی ہے حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ نہ مساوات صفاتی۔ تو
شرک کی جڑ بھی باقی نہیں رہی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا گنجائش کسی قسم کے ایہام
کی باقی ہے۔

وہ مسلمان ۔ اس تقریر سے تمام شبہات تو رفع ہو جاتے ہیں لیکن یہ بات دل میں
کھٹکتی ہے کہ اگر لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ نہ ہوتا تو کیا حرج تھا تاکہ کسی مخالف کو شبہ
بدلیل یا بلا دلیل کی گنجائش ہی نہ رہتی۔

جواب ۔ شبہات غیر ناشی عن دلیل کی تو کوئی حد نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی ضابطہ ہو سکتا
ہے۔ اسواسطے وہ قابل التفات نہیں۔ اور شبہ ناشی عن دلیل یہاں کوئی رہا نہیں۔ مخالف
183 کو ہم جواب الزامی سے ساکت کر سکتے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ جو اعتراض ہمارے اوپر
کیا جاتا ہے وہ ہی تمہارے اوپر بھی پڑتا ہے فماھو جوابکم فھو جوابنا۔ اور موافق
کے لیے کوئی ایسا شبہ جو قابل التفات ہے یعنے شبہ ناشی عن دلیل باقی نہیں۔ تاہم تسکین
قلب کے لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ کہنا کہ دین صرف خدا کے ماننے کا نام ہے اور اسیکو توحید
کہتے ہیں۔ یہ جملہ بہت سی شرح کا محتاج ہے خدا کا ماننا فقط یہی نہیں ہے کہ خدا کی ذات
موجود ہے بلکہ ذات کو مع صفات کے ماننا ضروری ہے وہ صفات یہ ہیں۔ مثلاً کہ وہ
خالق کل ہے اور مالک اور فاعل مختار اور علیم اور قادر مطلق اور جامع تمام صفات کمال
اور قدیم لم یزل ولا یزال ہے نہ کوئی اوس جیسی ذات دوسری موجود ہے نہ کسی ذات میں
اوس جیسی صفات ہو سکتی ہیں۔ اسکو ماننے سے خدا کو ماننا کہا جا سکتا ہے فرمایئے کہ
یہ سب باتیں ماننا ضروری ہیں یا نہیں اور ان کے ماننے سے توحید مکمل ہوتی ہے یا نعوذ باللہ
شرک لازم آتا ہے۔ جواب سوائے اِس کے نہیں ہو سکتا کہ بیشک سب باتوں کا ماننا ضروری
ہے ورنہ بلا ان کے یہ کہے جانا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں ایسا ہوگا جیسے کوئی تسلیم کرے کہ ہمارا

(۴) کوئی بادشاہ تو ضرور ہے مگر اوسمیں ارادہ یا قدرت یا حیات کچھ بھی نہیں ہے تو یہ تسلیم کرنا تو عدم تسلیم کے مرادف ہے۔ اور خدا کو مع ان صفات کے ماننے سے توحید کی تکمیل ہوتی ہے شرک کا کیا ذکر۔ جب خدا کو مع صفات کے مانا تو ممکن ہے کہ اوس نے کچھہ واقعات ماضیہ کی یا واقعات آیندہ کی خبر دی ہو۔ اور بوجہ مالک ہونے کے اپنے بندوں کے لیے کچھہ احکام تجویز کیے ہوں جن کی تعمیل بندوں پر بحکم بندہ ہونے کے ضروری ہوگی۔ ان سب کی تصدیق و تسلیم ضروری ہوگی۔ اور یہ تصدیق و تسلیم توحید کے منافی نہوگی بلکہ اوس کی تکمیل ہوگی۔ جیسا کہ ظاہر ہے تو خدائے تعالیٰ کو ماننا صحیح معنوں میں اس طرح ہوگا کہ خدائے تعالےٰ کی ذات وحدہ لاشریک اور قدیم علیم مع جملہ صفات کمال کے ہے اور اوسکی دی ہوئی خبریں بھی ماضی و مستقبل کی سب سچی ہیں اور اوس کے احکام سب صحیح اور واجب التعمیل ہیں۔ لیکن احکام بہت ہیں اور خبریں بھی بہت ہیں ان کی تفصیل پر حاوی ہونے کو اگر ہر شخص کے لیے ضروری کہا جاوے تو تکلیف مالا یطاق ہے لہذا اجمال کو کافی سمجھا گیا اس اجمال کے لیے
۱۸۴ اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اپنے آپ سے ایک زیادہ جاننے والے کے تابع بنکر یہہ کہدیا جاوے کہ جن خبروں اور احکام کو یہہ شخص خدائی اخبار و احکام کہے اون سب کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے سہل کوئی طریقہ نہیں کیونکہ نہ سب لوگ پڑھے لکھے ہیں نہ دلیل و حجت کو سب سمجھہ سکتے ہیں۔

ایسے ہی شخص کو جسکو متبوع بنایا جاتا ہے رسول کہتے ہیں۔ تو رسول کو ماننا در حقیقت خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات و اخبار و احکام سب کو اجمال کے ساتھہ تسلیم کرنا ہے تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا حاصل یہہ ہوا کہ ہم خدائے تعالیٰ کی توحید کو اور کل اوسکی باتوں کو جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالتفصیل جانتے ہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اسمیں نعوذ باللہ شرک وغیرہ کا ایہام کہاں ہے۔ تعجب یہہ ہے کہ مسلمانوں کو یہہ مغالطہ وہ لوگ دیتے ہیں جو بالتصریح مادہ اور روح کو صفت قدم میں حق تعالیٰ کی نعوذ باللہ برابر مانتے ہیں۔ حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ شبہات غیر ناشی عن دلیل تو قابل التفات چیز نہیں اور شبہ ناشی عن دلیل کلمہ طیبہ کے متعلق کوئی رہا نہیں مزید توضیح کے لیے بیان کر دیا گیا کہ ایمان تفصیلی

(۷) تکلیف مالایطاق ہے لہذا ایمان اجمالی کافی ہے اور ایمان اجمالی کے لئے کوئی عنوان بہتر تصدیق بما جاء بہ الرسول سے نہیں ہے۔ یہ حاصل ہے کلمہ کے جزو دوم یعنے محمد رسول اللہ کا (صلی اللہ علیہ وسلم) تو حضور کی رسالت کو ماننا خدائے تعالے کے تمام اخبار و احکام اور جملہ اون چیزوں کو جو ذات و صفات کے متعلق یا متعلقات ہیں ماننا ہے جن کے بغیر خدا کو ماننا نہ ماننے کی برابر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو جو شخص خدا کو ماننے کا مدعی ہو اوس کے لیے ضروری ہوا کہ رسالت کو بھی مانے جیسا کہ تقریر مذکور سے ثابت ہو چکا۔ تو محمد رسول توحید کا مکمل ہے نہ کہ توحید کے خلاف

ایک ومغالطہ کا بیان

ایک مغالطہ یہ بھی دیا جاتا ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اصل ایمان کہا جاتا ہے حالانکہ قرآن میں کہیں اسکو اصل ایمان نہیں کہا گیا بلکہ یہ پورا کلمہ بہیئت کذائی کہیں قرآن میں آیا ہی نہیں۔ ۱۸۵

جواب - یہ غلط ہے کہ قرآن میں اسکو اصل ایمان نہیں کہا گیا ہے۔ دیکھو شروع پارہ لایحب اللہ میں ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاo اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھیناo والذین امنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجورھم وکان اللہ غفورا رحیماo

ترجمہ - جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کا اور اوس کے پیغمبروں کا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اوس کے رسولوں کے ساتھ الگ الگ معاملہ کریں (جسکی خود شرح فرمائی) کہتے ہیں کہ ہم (اللہ و رسول دونوں میں سے) بعض پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں پکے کافر یہی ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے

(ج) بہت ذلیل کرنیوالا عذاب تیار کیا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے
رسولوں پر اور دونوں کے ساتھ الگ الگ معاملہ نہیں کیا (یعنی دونوں پر
ایمان رکھا) اونکو قریب ہے کہ اونکا ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

اس سے صاف ثابت ہوا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ رسولوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور اس سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی رسول ہیں حتے کہ تصریحاً یہ لفظ موجود ہے محمد رسول اللہ (سورہ انا فتحنا اخیر) اور ارسلنٰک للناس رسولاً یعنے ہم نے آپ کو آدمیوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور سورہ محمد میں ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت واٰمنوا بما نزل علیٰ محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاٰتھم واصلح بالھم ؕ

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اوس پر ایمان لائے۔ جو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا یعنے قرآن پر تو اون کے گناہوں کا کفارہ
کردیا جاوے گا اور اون کی حالت درست کردی جاوے گی یعنی اونکو نجات ہوگی ۱۸۶

ایسی آیتیں قرآن میں بہت ہیں پھر یہ خیال کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ اصل ایمان نہیں ہے رہا یہ کہ پورا کلمہ طیبہ ایک جگہ قرآن میں نہیں ہے سو اول تو اس کا یکجا ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ ایمان تمام قرآن پر ضرور ہے تو تمام قرآن میں ہر دو جزو کا مذکور ہوجانا گو متفرقاً ہی ہو کافی ہے موٹی بات ہے کہ قرآن میں عقائد بھی ہیں اور احکام بھی۔ پس اگر یہ کہا جاوے کہ عقائد وہی لازم ہوسکتے ہیں جن کا ذکر یکجا ہو تو یہ کیوں نہ کہا جائے گا کہ احکام بھی وہی قابل تسلیم ہوں گے جو یکجا ہوں اور یہ جیسی لغو بات ہے ظاہر ہے کیا اس کا التزام وہ لوگ بھی کرسکتے ہیں جو اس قسم کے مغالطے مسلمانوں کو دیتے ہیں کیا وید میں سب عقائد ایک جگہ مذکور ہیں اور کیا سب احکام یکجا مذکور ہیں۔ یا کوئی مذہبی کتاب ایسی ہے یا ہوسکتی ہے یا کوئی کتاب ملکی قانون کی یا کسی فن کی ایسی ہے یا ہوسکتی ہے اگر بالفرض کسی کتاب کو اس طرح ترتیب دے بھی لیا جاوے تو کہنے والے کو یہ کہنے کی اب بھی گنجایش ہے کہ یکجا ہونے کے معنے یہ ہیں کہ ایک جز میں جمع ہوں یا ایک ورق یا ایک

(صفحوں) میں بلکہ ایک سطر میں ہوں۔ یہ کیسی فضول بات ہے یکجا ہونے کے معنے یہی ہو سکتے ہیں
اوس تمام کتاب کے اندر موجود ہوں۔ یہ بات کلمہ طیبہ کے دونوں جزؤں میں بھی موجود ہے
تمام قرآن کے اندر دونوں جزو موجود ہیں۔

غرض دونوں جزوں کا یکجا ہونا ضروری نہیں کسی قاعدہ عقلی یا نقلی سے اسکو کوئی
ثابت نہیں کر سکتا کہ جو جو باتیں واجب التسلیم ہوں سب کا یکجا ہونا ضروری ہے اور تبرعاً ہم
کلمہ طیبہ کے دونوں جزؤں کا قرآن میں یکجا ہونا بھی ثابت کرتے ہیں چنانچہ آیت شریع
سورہ لایحب اللہ میں یعنے آیت ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ الخ میں صاف مذکور
ہے کہ اللہ و رسول کے ساتھ کفر کرنا یا دونوں میں سے ایک کو ماننا اور ایک کو نہ ماننا
برابر ہے اور ایسا کرنے والے سب پکے کافر ہیں اور مومن وہ ہیں جو دونوں کو مانتے
ہیں ثابت ہوا کہ توحید کے ساتھ رسالت کو ماننا بھی جزو ایمان ہے اور یہی حاصل کلمہ طیبہ کا
ہے تو دونوں جزو یکجا اس آیت میں مذکور ہوئے۔

اور سورہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پہلی آیت میں بالتصریح مذکور ہے کہ جو لوگ مسلمان ۱۸۷
ہوئے اور نیکو کار ہوئے اور اوسپر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری گئی
اوسیکا تو ترجمہ ہے رسالت کو ماننا اور وہ حق بات ہے اون کے پروردگار کی طرف سے
اون کے گناہوں کا کفارہ کر دیں گے اور اون کی حالت درست کر دیں گے (یعنی انکو
نجات حاصل ہوگی) اس آیت میں کس تصریح سے پہلے جزو کے ساتھ دوسرا جزو کلمہ طیبہ کا مذکور ہے
کیونکہ اول فرمایا والذین آمنوا۔ ظاہر ہے کہ اس سے ایمان باللہ تو ضروری ہے یعنی توحید کا قائل
ہونا اور اوسی کے ساتھ ایک ہی آیت کے اندر تصریح کے ساتھ فرمادیا کہ وہ اوس کتاب پر بھی
ایمان لائے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی بلفظ دیگر حضور کو رسول مانا یعنے
توحید خداوندی کے ساتھ رسالت محمدی کے بھی قائل ہوئے۔ یہاں ہم نے اس آیت میں
صرف یہ دکھلایا ہے کہ دونوں جزو کلمہ طیبہ کے یکجا موجود ہیں۔ اور جس بلاغت کے ساتھ
اس آیت میں دونوں جزوں کو ملایا گیا اور جو جو نکات اس آیت میں ایک ایک لفظ میں
ہیں اون کا بیان بہت طول چاہتا ہے اور طول کا یہاں موقع نہیں۔ نیز یہ بھی امید

(۶) کہ ناظرین اونکو سمجھیں گے کیونکہ اون کے سمجھنے کے لیے صرف و نحو و علم معانی سے کچھ مناسبت ہونے کی ضرورت ہے جو عام ناظرین میں مفقود ہے اور مخالفین کی نسبت تو کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ دریغ آیدم تربیت ستوران۔ و آئینہ نہادن در محلت کوراں۔ تاہم بطور مشتے نمونہ از خروار۔ عرض ہے کہ آیت مذکورہ میں جب یہ لفظ آچکا والذین آمنوا وعملوا الصلحت یعنے جو لوگ مسلمان ہو گئے اور نیکوکار ہیں تو آگے ضرورت وآمنوا بما انزل علی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہ تھی کیونکہ قرآن کی عام اصطلاح یہ ہے کہ مومن جب ہی کہتے ہیں کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار بھی ہو ورنہ یہود و نصاریٰ کو کافر کہا جاتا تو الذین آمنوا میں اقرار توحید و رسالت دونوں آچکے بلکہ اسپر بھی بس نہیں کیا اور عملوا الصالحات کا اضافہ فرمایا جس سے یہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ صرف اعتقاداً ہی توحید و رسالت کے قائل نہیں ہوئے بلکہ عملاً بھی تمام شریعت اسلامی کے سامنے سر جھکا دیا ہے اور اوس کو اپنا شعار بنا لیا ہے اور یہ جب ہی ممکن ہو جبکہ حضور کو دل و جان سے سچا رسول مان لیا جاوے اس کے بعد کسیطرح واہمہ بھی اسبات کا باقی نہیں رہتا کہ وہ حضور کی رسالت کے قائل ہوں۔ لیکن باوجود اس کے پھر جملہ وآمنوا بما انزل علی محمد کا اضافہ فرمایا اس سے تصریح ضرورت تصدیق رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی او رسہ بارہ تاکید ہوئی کیونکہ ایک بار رسالت کا مضمون لفظ آمنوا میں آچکا اور دوبارہ وعملوا الصلحت میں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور سہ بارہ اس جملہ میں بالکل تصریح کے ساتھ آیا۔ ایک آیت میں توحید کے ساتھ تین بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت کی گئی۔ نہ معلوم پھر کس طرح یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ کلمہ کے دونوں جزو قرآن میں یکجا نہیں ہیں۔ ۱۸۸

تیسری آیت لیجے۔ سورہ والصافات میں کفار کا حال بہت شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن وہ نہایت پشیمان ہوں گے اور ایک دوسرے پر الزام رکھیں گے کہ تم نے ہمکو گمراہ کیا وہ فریق کہیگا تم خود گمراہ ہوئے ہماری زبردستی نہ تھی آخر یہ کہ سب کے سب دوزخ میں ڈالدیے جاویں گے۔ اس کا سبب بیان فرماتے ہیں ا۔ انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون و یقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون بل جاء بالحق و صدق المرسلین

(باقی آئندہ)

جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا خیبر کے دن ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سودیش عنایت فرمائے تھے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے تھے جو کہ صرف حنین کے دن جبکہ لوگوں کے قدم پیچھے ہٹ گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کسی غزوہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زہد و تواضع

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زہد و تواضع میں بے مثل تھے چنانچہ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو شہد کا شربت آپ کے سامنے لایا گیا جب آپ اسکو اپنے منہ کے قریب لے گئے تو ہٹا لیا اور رونے لگے حتیٰ کہ آپ کے
صحابہ بھی رونے لگے پھر وہ سب خاموش ہو گئے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ۱۰۷
نہ ہوئے اس کے بعد آپ اور زیادہ رونے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے خیال کیا کہ ہم اس رونے کا سبب بھی آپ سے دریافت نہ کر سکیں گے کچھ دیر بعد جب آپ بھی چپ ہو گئے لوگوں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول خدا! آپ کیوں روئے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کوئی چیز کو ہٹا رہے ہیں حالانکہ وہاں کوئی چیز نہ تھی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے جسکو آپ ہٹا رہے ہیں حالانکہ میں یہاں کوئی چیز نہیں دیکھتا آپ نے فرمایا کہ دنیا ہے میرے سامنے آئی تھی میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس سے ہٹ جا تو وہ ہٹ گئی اور کہنے لگی کہ اچھا اگر آپ مجھ سے بچ گئے تو بچ گئے مگر آپ کے بعد کے لوگ مجھ سے ہرگز نہ بچیں گے
میں نے اس وقت آپ کی حدیث کو یاد کیا اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں [illegible] سے۔

نیز ابو عاصم نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب آپ کی تعریف کیجاتی تو آپ کہتے کہ اے اللہ آپ مجھ سے بھی زیادہ میرے

نفس کے حال سے واقف ہیں اور میں ان سب لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کے حال سے واقف ہوں یا اللہ مجھے اس سے بھی بہتر کر دے جیسا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں اور جن باتوں کو یہ لوگ نہیں جانتے ان کو معاف فرما دیجئے اور جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس کا مواخذہ مجھ سے نہ کیجئے۔ ابو سفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مرض وفات میں آپ کی عیادت کو گئے اور عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول خدا اگر رائے عالی ہو تو کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھلائیں آپ نے فرمایا طبیب نے مجھے دیکھ لیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ طبیب نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے اِنِّی فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ۔ یعنی جو میں چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کاش میں درخت ہی ہوتا کہ کاٹ ڈالا جاتا اور جانور مجھے کھا جاتے یا گھاس پات ہی ہوتا کہ چوپائے چر جاتے۔ نیز آپ نے ایک چڑیا کو دیکھا اور فرمایا تو بڑی خوش قسمت ہے کہ ہرا ہرا چگتی پھرتی ہو درختوں
کے سایہ میں بیٹھتی ہے اور بغیر حساب کے جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے کاش ابوبکر ۱۰۸
بھی تیرے جیسا ہوتا۔

صاحبو! آپ ایسا اسلئے فرماتے تھے کہ آپ کے سر پر خلافت کی ذمہ داری کا بار تھا اور آپ ہر وقت اپنے آپ کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں جوابدہ سمجھتے تھے حیوانات اور نباتات وغیرہ کی قیامت کے روز کچھ باز پرس نہ ہوگی اس لیے آپ نے ان کی زندگی کو قابل رشک بتایا اور آپ کا ایسا کہنا کمال درجہ کا زہد اور خدا ترسی کی دلیل ہے نزدیکاں را بیش بود حیرانی (مقربوں کو سب سے زیادہ حیرانی ہوتی ہے) آپ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو خوف الٰہی کے مارے لکڑی کی طرح ہو جاتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باوجود سب سے افضل اور سب سے زیادہ دانشمند تھے مگر انکسار اور فروتنی کا یہ عالم تھا کہ آپ فرمایا کرتے کہ بھائیو! میرا بھی تمہارے جیسا ہی دل و دماغ ہے جب تم دیکھو کہ میں سیدھی راہ پر چل رہا ہوں تو میری مدد کرو اور اگر کجروی اختیار کروں تو سیدھا رستہ بتاؤ جب مجھے غصہ میں دیکھو تو میرے پاس سے ہٹ جاؤ تاکہ میں خدانخواستہ

ظلم نہ کر بیٹھوں۔

شعبہ نے خبیب بن عبد الرحمن سے روایت کر کے بیان کیا کہ اونھوں نے اپنی پھوپھی انیسہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال قبل از خلافت اور ایک سال بعد از خلافت ہم لوگوں کے پاس رہے۔ قبیلہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں آپکے پاس لیجاتی تھیں آپ انکا دودھ دوہ دیتے تھے ابن عساکر نے انیسہ رضی اللہ عنہا سے اس طور پر روایت کی ہے وہ کہتی تہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے پاس خلافت سے پہلے تین سال اور خلافت کے بعد ایک سال ٹھیرے جو وقت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لاتیں تو آپ انکا دودھ دوہ دیتے تھے ابن عساکر نے ابو صالح غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک نابینا اپاہج بڑھیا کی خبر گیری کرتے تھے جو مدینہ کے کنارہ کسی مقام میں رہتی تھی اس کا پانی بھرتے روٹی پکاتے اور اس کے دوسرے کام بھی کر دیتے تھے ایک روز جو اس کے پاس تشریف لے گئے تو بلا توقع اس کا تمام کام ہوا پایا اور اب ہمیشہ ہی کوئی آپ سے پہلے کر جانے لگا۔ آپ کو بہت حیرت ہوئی آپ نے اس کی جستجو کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نکلے حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں خلیفہ تھے آپ کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ آپ کے سوا اور کون ہو سکتا تہا۔

109 عبد الرحمن بن عمر نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اسی دن بیعت ہوئی جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی یعنی ۱۲ ربیع الاول سلہ ہجری دوشنبہ کے دن اس وقت آپ کا مکان سُنح میں تھا آپ کی بی بی حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس جو قبیلہ بنی حارث ابن خزرج سے تہیں وہاں انہوں نے بالوں کا ایک حجرہ بنا لیا تھا پھر چند یوم کے بعد آپ مدینہ میں اٹھ آئے خلافت کے بعد مقام سنح میں چھ مہینہ رہے اس زمانہ میں آپ برابر پیادہ پا اور کبھی سوار ہو کر مدینہ میں آتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر لوٹ جاتے تھے قبیلہ کی بکریاں دوہ

دیا کرتے تھے خلافت کے بعد قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا کہ اب ہمارے لیے دودھ تو نہ دوہیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اسکو سنا تو کہا قسم اپنے پروردگار کی میں اب بھی تمہیں دودھ دوہ دیا کرونگا میں امید کرتا ہوں کہ خلافت کی وجہ سے میری کسی قدیم عادت میں تغیر نہ ہوگا چنانچہ آپ برابر ان لوگوں کو دودھ دیا کرتے تھے کبھی کبھی کسی لڑکی سے کہتے تھے کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تیرے لیے گائے کی آواز بولوں یا جیخوں جس بات کو وہ پسند کرتی آپ ویسا ہی کرتے میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا السلام علیک یا خلیفۂ رسول اللہ آپ نے فرمایا ان تمام مسلمانوں پر۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جبکہ آپ سے تمام لوگوں نے بیعت کرلی اللہ تعالی شانہ کی حمد وثنا کے بعد بطور خطبہ کے یہ فرمایا ۔

اے لوگو! میں تمہارا والی بنایا گیا ہوں اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں سو اگر میں کوئی بہتر بات تمہیں کہوں تو اس میں تم میری مدد کرو اور اگر کوئی بُری بات کہوں تو اس میں تم لوگ مجھے سنبھالو سچ بولنا امانت ہے) اور جھوٹ بولنا خیانت ہے۔ جو کوئی تم میں سے ضعیف ہے وہ مجھ پر قوی ہے میں انشاء اللہ تعالی اس کا حق پہنچا دونگا اور جو کوئی تم میں سے قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے میں انشاء اللہ تعالی اس سے حق مسلمانوں کا پورا پورا لونگا جس قوم میں جہاد موقوف ہوگا اللہ تعالی اسکو ذلت میں ڈال دیگا اور جس قوم میں فحش پیدا ہوگا اس قوم پر اللہ تعالی بلائے عام ڈالدیگا سو تم میری اطاعت اسوقت تک کرو جبتک کہ میں اللہ تعالے اور اس کے رسول پاک کی اطاعت کرتا رہوں اور جب میں اللہ اور اس کے رسول پاک کی نافرمانی کروں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرو۔ پس کھڑے ہو تم۔ نماز کے لیے اللہ تعالی تم پر رحم فرمائیں ۱۱۰

(باقی آئندہ)

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری۔ ابتدا یعنی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جا بجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جس کے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جاوے انشاء اللہ وہ مکان وباء سے محفوظ رہتا ہے حرید براں ساتویں بار اور اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مولفہ حکیم الامۃ حضرت مولانا تھانوی مد ظلہ

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہو متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بے مثل ہتھیار ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہو شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہو مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب از دیاد محبت ہے اس کی ہر سطر مدلل آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیف روحانی ہو پس کہاں ہیں علم تصوف پہ نکتہ چینی کرنے والے اور کدھر ہیں طریقت سے شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالی ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہو جائے گا کہ

شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے

ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے قیمت (تین روپے چار آنہ) (عہ)

فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی جانثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

اگر آپ کو مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ رض بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت دلیرانہ کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔

اگر آپ اسلام کے عروج و تنزل کے صحیح اسباب معلوم کرکے ان تمام طمع کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان دھوکہ کھاکر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو۔

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام ملاحظہ فرمائیں ضخامت ۱۲۰۸ صفحات

قیمت تین روپے چار آنے محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

کتاب ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کیے گئے ہیں کہ تا وقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو بحکم حاکم کے وہ بھی نہایت جبر و دشواری سے ہوتا ہے فی زماننا کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں جو احکام شرع پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے اب مسلمانوں کو ہر امر و نہی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت معلوم ہو اس پر عمل مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جس میں احکام شریعت کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت دکھا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جائے سب سے بہتر میرے حقیر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب تھی اور اس کا ترجمہ شروع کرا دیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع ہوتا تھا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین مذہبیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور بہت دیر میں ختم ہو جاتے ہیں ان مضامین کو جمع کر کے کتاب کی صورت میں تیار کرا لیا ہے اسی طرح کی کتابیں اسی سلسلہ کی تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں مثلاً تسہیل المواعظ، المصالح العقلیہ، اکسیر الروایات، التشرف حصہ اول وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل فہرست طلب ہیں تیار ہو چکی ہیں جن میں کچھ حصہ شائع ہو رہے ہیں اسکے اس وقت تک تین حصص تیار ہیں۔

حصہ اول میں ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیشقدمی کرنے اور ترک سنت اور بدعات کے کار بد میں پیشقدمی سے اجتناب کتاب العلم جس میں علماء و طلبہ کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے، اور علم کی ناقدری اور دنیا کیواسطے علم پڑھنے پڑھانے سے اجتناب کتاب الطہارت جس میں قضاء حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کیے ہیں ضخامت ۱۰۸ صفحات قیمت دس آنے (۱۰؍)

حصہ دوم کتاب الصلوۃ جس میں اذان کے اور اسکے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گھر میں نماز ادا کرنے کی ترغیب اور نماز پنجگانہ کے اہتمام، فضائل رکوع و سجود کے اور اول وقت ادا کرنے کی فضیلت آداب جماعت اذکار بعد نماز آداب امامت و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب النوافل جس میں سنت مؤکدہ اور وتر اور تہجد اور چاشت صلوۃ توبہ استخارہ صلوۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے ضخامت ۲۰۴ صفحات قیمت عہ

حصہ سوم کا جزو ثانی یعنی کتاب الجمعہ جس میں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس ساعت میں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنے کی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورہ کہف اور بعض آیات پڑھنے کے اذکار ضخامت ۳ صفحہ

کتاب الصدقات جس میں زکوۃ ادا کرنے کی ترغیب فرضیت کی تاکید اور زکوۃ نہ ادا کرنے پر ترہیب اور زیور کی زکوۃ کا بیان پرہیزگاری کے ساتھ خدمت صدقات بجا لانے کی ترغیب اور اس امر کی ترغیب کہ اگر کسی کو نوبت فاقہ کی پہنچے تو خدا سے مدد طلب کرے، بغیر خوشی کے جو چیز دی جائے اسکے لینے سے ترہیب صدقہ کی ترغیب اور تنگدستی کی ہمت اور نفلی صدقات کا بیان خفیہ صدقہ کرنے کی ترغیب شوہر اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنے اور انکو غیروں پر مقدم رکھنے کی ترغیب فالتو چیز کو اقربا کو دیا وجود مانگنے کے بخل کرنے اور اقربا کے حاجتمند ہوتے ہوئے غیر کو دینے کی ترہیب قرض دینے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان قیمت ۱۲؍

عرضِ مدیر

حق تعالیٰ جل شانہٗ نے رسالہ "الھادی" کا پانچواں سال بھی پورا کر دیا۔ آئندہ
مہینے سے چھٹا سال انشاء اللہ تعالیٰ شروع ہوگا۔ لہٰذا جن حضرات کو آئندہ رسالہ بند کرنا ہو وہ
اطلاع دیں نہ وی۔ پی۔ کی واپسی میں حقیر کا نقصان ہوگا جن حضرات کو فیس رجسٹری
سے بچنا ہو وہ ربیع الثانی کے اندر ہی اندر (عہ) روانہ فرماویں اور جو حضرات
فی الحال کسی وجہ سے وی۔ پی نہیں چھڑا سکتے۔ مگر مضامین رسالہ کو پسند کرتے ہیں وہ اطلاع
دیں حقیر بلا وی۔ پی۔ ارسال کریگا۔ رسالہ کی قیمت سال کے اندر جب گنجایش ہو روانہ فرمائیں
یہ اس وجہ سے عرض کرنا پڑا کہ آجکل بوجہ برسات مندہ ہے اور مندہ میں آمدنی کم ہو جاتی
ہے اور ایسے زمانہ میں عموماً خرچ کرتے ہوئے انسان کی طبیعت رکتی ہے۔
بالخصوص دینی مشغلہ میں۔

لہٰذا بلا وی۔ پی۔ رسالہ طلب فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ دریغ نہ کرونگا

البتہ اگر مضامین ہی ناپسند ہوں تو اوس کا کوئی علاج نہیں فقط

"احقر مدیر"

نقشہ اوقات وکرایہ شاہدرہ سہارنپور ریلوے

چونکہ یکم ستمبر ۲۹ء سے گاڑیوں کے اوقات تبدیل ہوگئے ہیں اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ جدید اوقات سے ناظرین کو اطلاع دی جاوے

شاہدرہ سے سہارنپور

میل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نام اسٹیشن	کرایہ ہر چہار درجہ			
						[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	۱۰	۲۰	۰	۱۰	شاہدرہ				
۵	۳۸	۲۰	۲۱	۱۰	لونی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰	۷	۳۱	۴۴	۱۰	گوٹرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۴	۳۰	۲۱	۱۶	۱۱	کھیکڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰	۵	۲۳	۲۶	۱۱	باغپت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۶	۳۶	۲۲	۵۰	۱۱	سرورہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۰	۴۷	۲۳	۱۲	۱۲	بڑوت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۳	۲۹	۲۳	۳۵	۱۲	باولی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۶	۴۴	۲۴	۵۰	۱۲	قاسم پور کھیڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۲	۴۴	۲۴	۱۸	۱۳	ایلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۵	۹	۱	۳۵	۱۳	کاندھلہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۹	۳۹	۲	۵۶	۱۳	کھنڈراولی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۴	۳	۲	۱۶	۱۴	شاملی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۰	۳۰	۲	۴۸	۱۴	ہینڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۵	۵	۳	۱۰	۱۵	تھانہ بھون ناگل	〃	〃	〃	〃
۶۷	۱۴	۳	۲۲	۱۵	تھانہ بھون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷۳	۵۴	۳	۴۶	۱۵	نانوتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۰	۳۶	۴	۱۷	۱۶	رام پور منیہاران	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۶	۸	۵	۳۴	۱۶	شانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۲	۳۵	۵	۵	۱۶	سہارنپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

سہارنپور سے شاہدرہ

میل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نام اسٹیشن	کرایہ ہر چہار درجہ			
						[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	۴۵	۲۰	۰۰	۱۰	سہارنپور				
۵	۱۰	۲۱	۲۱	۱۰	شانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	۴۴	۲۱	۴۹	۱۰	رام پور منیہاران	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹	۱۸	۲۲	۱۶	۱۱	نانوتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵	۵۴	۲۲	۴۴	۱۱	تھانہ بھون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۷	۱۳	۲۳	۵۶	۱۱	تھانہ بھون ناگل	〃	〃	〃	〃
۳۱	۳۹	۲۳	۱۹	۱۲	ہینڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۸	۷	۲۴	۴۷	۱۲	شاملی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۴	۳۹	۲۴	۱۳	۱۳	کھنڈراولی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۷	۵	۱	۳۳	۱۳	کاندھلہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۰	۳۱	۱	۵۱	۱۳	ایلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۶	۹	۲	۳۷	۱۴	قاسم پور کھیڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۹	۳۱	۳	۲۹	۱۴	باولی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۲	۵۹	۳	۵۲	۱۴	بڑوت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۸	۳۹	۳	۲۰	۱۵	سرورہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷۲	۴	۴	۳۹	۱۵	باغپت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷۸	۳۹	۴	۶	۱۶	کھیکڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۲	۶	۵	۲۵	۱۶	گوٹرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۶	۳۵	۵	۴۷	۱۶	لونی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۲	۵	۶	۱۰	۱۶	شاہدرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

چھوٹی لائن سے سفر کرنے والوں کے واسطے دہلی شاہدرہ کے اوقات

منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	نام اسٹیشن	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	نام اسٹیشن
۳۸	۱۴	۷	۱۹	۳۰	۹	دہلی	۱۹	۱۴	۵۸	۶	شاہدرہ
۵۳	۱۹	۱۲	۱۹	۴۲	۹	شاہدرہ	۳۵	۱۴	۱۵	۷	دہلی

رجسٹر نمبر ایل ۱۰۷۵

قال الله تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بنافعیت تعلیم تدریجی برائے
عامۂ ناس حاضر باشند یا بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست
بر مقاصد بادی و پس اتباعاً للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج بہت تدریج مشہور
مسمی بہ

الہادی

جلد ۵ | بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی و مذکر ست ہر مجلس نادی
و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی و بصورت ترجمہ رسالۃ الانوار المحمدی و تسہیل المواعظ
و حل نغیبات کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و ملفوظات و سیرۃ الصدیق کہ اکثر ان مستفاد ست
از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی و بادارۃ محمد عثمان عامی رہبر راہ اسلامی
در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزر نقد بر صدق رسیگردد

لوح ہذا المقتبس الہامہ ماخوذ من حدیث ... کتاب الدر ... ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ہجری

جو برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	الانوار المحمدیہ	حدیث	مولانا مولوی حافظ ظفر احمد صاحب سلمہ	۳–۹
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۰–۱۴
۳	حیاۃ المسلمین	مضامین مختلفہ	" " "	۱۵–۳۰
۴	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف حصہ دوم	حدیث	" " "	۳۱–۳۴
۵	ملفوظات مزید المجید	ملفوظات	" " "	۳۵–۳۸
۶	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب سلمہ	۳۹–۴۲
۷	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب	۴۳–۴۴

مقاصد و ضوابط "رسالہ الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمالیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ معہ محصولڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے۔ اور وی۔پی۔ کی صورت میں خرچ رجسٹری فیس منی آرڈر اضافہ کر کے عہ کا وی پی روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر کی قیمت معہ محصول پانچ شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں۔ مگر ان کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے بجائے عہ کے معہ محصول (عہ) علاوہ محصول مقرر ہے

الراقم

محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں دہلی

(الہادی) دینیات کا ماہواری رسالہ جس میں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا خزینہ ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۸ھ سے جاری جس کی سالانہ قیمت (عہ) ہے نمونہ نہیں ملتا ہے (عہ) ہیں

لی سے جو ایسے غنی کو قرض دے جو مفلس نہیں اور پورا پورا دینے والا ہے کسی پر ظلم کرنے والا
نہیں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن میں افطار کے وقت ایسے ایسے دس لاکھ
دوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں جو جہنم میں داخل کئے جانیکے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو انہیں
للہ تعالیٰ تمام رمضان کے آزاد شدوں کے برابر مخلوق کو آزاد کرتے ہیں۔ اور جب شب قدر آتی ہے تو
اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ (زمین پر اترو) تو وہ فرشتوں کا ایک
لشکر لیکر اترتے ہیں اُن کے ساتھ ایک سبز جھنڈا بھی ہوتا ہے جسکو خانہ کعبہ کی چھت پر
گاڑ دیتے ہیں جس کے سو بازو ہیں۔ اُن میں سے دو بازو صرف اسی رات میں کھولے
تے ہیں جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں اس کے بعد جبریل علیہ السلام ملائکہ کو
کید کرتے ہیں کہ اس رات میں جو مسلمان کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو اور ذکر کر رہا
ہو اسکو سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں اور اُن کی دعا پر آمین کہیں صبح تک ایسا ہی
کرتے رہیں اس کے بعد جب صبح ہو جاتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کو پکارتے
ہیں کہ اے جماعت ملائکہ اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے جبریل اللہ تعالیٰ نے ۱۴
نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنین کی حاجات و مقاصد کے متعلق کیا فیصلہ
فرمایا جبریل جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات اُن پر (رحمت کی) نظر فرمائی
اور چار شخصوں کے سوا سب کو معاف کر دیا (صحابی کہتے ہیں کہ) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ چار کون ہیں فرمایا (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) اور والدین کی نافرمانی کرنیوالا
(۳) اور قطع رحم کرنے والا (۴) اور دشمنی کینہ رکھنے والا (یعنی جو دشمنی یا کینہ کی وجہ سے
کسی مسلمان سے تعلق قطع کردے اور مراد دنیاوی دشمنی ہے اور اگر دین کیوجہ سے قطع تعلق
کیا جاوے تو وہ اسمیں داخل نہیں) پھر عید الفطر کی رات آتی ہے تو اس کو (عالم بالا میں)
لیلۃ الجائزۃ (انعام کی رات) کہہ کر پکارا جاتا ہے اور عید الفطر کی صبح کو اللہ تعالیٰ
ملائکہ کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں چنانچہ وہ زمین پر اتر کر تمام راستوں کے سروں پر
کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی بلند آواز سے جسکو تمام مخلوق سنتی ہے بجز جن و انسان
کے پکار کر کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! کریم پروردگار کی (بارگاہ کی

ف مراد عیدگاہ ہے ۱۲

طرف چلو جو بہت دیتا ہے اور بڑے سے بڑے جرم کو بخشدیتا ہے پھر جب مسلمان عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ بتلاؤ جس مزدور نے اپنا کام کرلیا ہو اسکی جزا کیا ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اے ہمارے آقا اس کی جزا یہ ہے کہ اسکو پورا پورا عوض دیا جائے۔ اسپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور اس مہینہ کی راتوں کی نمازوں کے بدلہ میں (مراد تراویح ہے) اپنی رضامندی اور مغفرت عطا کردی ہے نیز مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہیں کہ میرے بندو! مجھ سے مانگو قسم ہے میرے عزت وجلال کی کہ آج تم اپنے واسطے عالم آخرت میں جمع کرنے کے لیے جو کچھ مانگوگے میں تمکو ضرور دوں گا اور دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے اس میں (تمھاری مصلحت پر) نظر کروں گا مجھے میری عزت کی قسم ہے کہ جب تک تم میرا خیال کرتے رہوگے میں تمہاری لغزشوں کو چھپاتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم میں تمکو مجرموں (اور کافروں) کے درمیان رسوا اور فضیحت نکروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے ۴۴
(اپنے گھر کو) لوٹ جاؤ تمنے مجکو راضی کردیا۔ اور میں تم سے راضی ہوگیا فرشتے اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو دیکھ کر جو وہ اس امت کو رمضان کے روزے ختم کرنے پر عطا فرماتے ہیں بہت خوشیاں مناتے ہیں۔ اسکو ابو الشیخ بن حبان نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور اسکی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہوچکا ہو۔ **ف** بیہقی رح نے اس کا التزام کیا ہے کہ اپنی تصانیف میں احادیث موضوعہ کو داخل نہیں کرتے اس لیے جس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہو اس کے متعلق یہ اطمینان ہے کہ موضوع نہیں صرح بہ السیوطی فی اللآلی المصنوعۃ واللہ رقیب **ف** اس حدیث میں یہ جملہ قابل دید ہے لا تسئلونی الیوم شیئا فی جمعکم لآخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم (آج تم اپنے واسطے عالم آخرت میں جمع کرنے کے لیے جو کچھ مانگوگے میں تمکو ضرور دوں گا اور دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے اس میں (تمھاری مصلحت پر) نظر کروں گا) اس سے

معلوم ہوا کہ دعا قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ مانگا جائے وہی مل جاوے۔ بلکہ **اجابتِ دعا** کے دو درجے ہیں ایک یہ کہ درخواست لیلی جاوے۔ دوسری یہ کہ درخواست کے موافق عملدرآمد کر دیا جاوے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے مقدمہ کی اپیل کی جاتی ہے تو اپیل منظور ہونے کے دو درجے ہیں ایک یہہ کہ جج نے مقدمہ کو لے لیا یہ بھی ایک قسم کی منظوری ہے کہ اپیل منظور ہو کر مقدمہ لے لیا گیا۔ بڑا ناکام ہے وہ شخص جس کا اپیل پہلی ہی پیشی میں رد ہو جائے۔ دوسرا درجہ منظوری کا یہ ہے کہ مقدمہ اپیل دائر کرنے والے کے موافق طے ہو جاوے۔ آجکل بعض لوگوں نے اجابت و قبول کا صرف ایک ہی درجہ سمجھ رکھا ہے کہ درخواست کے موافق عملدرآمد ہو جائے یہ اُن کی غلطی ہے اور اس غلطی کی وجہ سے بہت لوگوں کو یہ دہوکا ہو گیا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارشاد ادعونی استجب لکم پر شبہ ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو دعا کرو میں قبول کروں گا اور ہم اتنے دنوں سے دعا کر رہے ہیں وہ قبول نہیں ہوتی۔ جو ذرا نیک ہیں ۴۳
وہ یوں دلکو سمجھا لیتے ہیں کہ یہ وعدہ حقیقی دعا کے لیے ہے جو تمام شرائط کو جامع ہے ہماری دعا تو ناقص اور برائے نام ہے اس کے لیے اجابت کا وعدہ نہیں یہ جواب بھی ایک درجہ میں صحیح ہے مگر اس جواب سے دعا کے لیے ہمت نہیں بڑھتی حقیقی جواب وہ ہے جسکی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ دنیا کے لئے جو کچھ دعا کیجاتی ہے اس کے قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جائے گا۔ بلکہ اس کے قبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ تمھاری درخواست کو لے لیا جائے گا اور تمھاری مصلحت پر نظر کر کے جو کچھ مناسب ہو گا عطا کر دیا جائے گا۔ اور یہہ اجابت کا پہلا درجہ ہے جو ہر دعا پر ضرور مرتب ہوتا ہے اس میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم میں اجابت کے اس درجہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ رہا یہ کہ جو مانگا جائے وہی مل جائے اس کا حتمی وعدہ نہیں ہے بلکہ یہ حکمت و مشیت پر موقوف ہے اگر درخواست کا پورا کرنا حکمت کے خلاف نہوا تو پوری کر دی جاتی ہے ورنہ اس کے عوض کوئی

اور نعمت دنیا میں عطا کردی جاتی یا آخرت میں نیکیاں جمع کردی جاتی ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی غایت رحمت ہے کہ جس دعا کا پورا کرنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے اُسکو بالکل رد نہیں فرماتے بلکہ اُس کے عوض کوئی دوسری نعمت عطا فرمادیتے ہیں ورنہ سلاطین دنیا کا قاعدہ یہ ہے کہ جس درخواست کا پورا کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے اُسکو ردی میں ڈالدیتے ہیں۔ دوسری رحمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے پورا کرنے یا نکرنے میں صرف بندہ کی مصلحت پر نظر فرماتے ہیں خود اُن کی کچھ مصلحت نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ جس درخواست کا پورا کرنا درخواست کرنے والے کے لیے مناسب نہو اُس کا پورا نکرنا ہی کامیابی ہے خصوصاً جبکہ اُس کے عوض دوسری شے بندہ کے مناسب حال عطا کردی جائے پس دعا کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی غلط خیال ہے جو شیطانی دہوکا ہے جس کے ذریعہ سے شیطان نے مسلمانوں کو دعا سے روک رکہا ہے۔ اور ایک فائدہ دعا میں ایسا ہے جس سے کسیوقت بہی دعا خالی نہیں ہوتی وہ یہ کہ دعا کے بعد دلکو اطمینان اور قوت حاصل ہوتی ہے پریشانی اور بےچینی اُسیوقت کم ہوجاتی اور ایک خاص سکون پیدا ہوجاتی ہے بشرطیکہ دعا دل سے ہو محض آموختہ سا نہ پڑھا جائے۔ دوسرے یہ کہ دعا سے بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتہ ایک خاص تعلق قرب محسوس ہوتا ہے کیونکہ دعا میں بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتہ باتیں کرتا ہے اُن کی جناب میں عرض و معروض کرتا ہے اُسوقت اُسکو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجہ سے قریب ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے قریب ہوں اور چونکہ اس کا وعدہ ہے کہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ خواہ پہلے درجہ میں ہو یا دوسرے درجہ میں ہو اس لیے دعا سے اللہ تعالیٰ کا قرب ضرور ہوتا ہے اور اُسی قرب کا یہ اثر ہے کہ دلکو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور عشاق کے نزدیک تو یہی دولت بڑی دولت ہے کہ محبوب کے ساتہ باتیں کرنے کا موقع مل جائے اور محبوب راضی ہو جائے ؎

از دعا نبود مراد عاشقاں   جز سخن گفتن باآں جان جہاں۔

(باقی آیندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا بارھواں وعظ

مسمٰی بہ

اتباعِ نفس کی بُرائی

(منتخب از وعظ دہم دعوات عبدیت حصہ اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؂

خطبۂ ماثورہ — اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ
بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ؂

(ترجمہ) اے داؤد (علیہ السلام) بیشک ہمنے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تم لوگوں کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ کرو اور نفس کی خواہش کی پیروی مت کرو کہ یہ تم کو اللہ کے راستہ سے بے راہ کردیگی۔ بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے گم ہوگئے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہوگا۔ اس سبب سے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ہیں۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں:۔

(۱) اس آیت میں اگرچہ داؤد علیہ السلام کو کہا گیا ہے کہ آپ نفس کی خواہش کی

پیروی مت کیجئے لیکن یہ حکم سب کو شامل ہے کچھ داؤد علیہ السلام ہی کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ داؤد علیہ السلام کو حکم کرنے سے اسبات کی اور تاکید ہوگئی کہ یہ حکم سب کے لیے ہے اس لیے کہ جب بڑوں کو کسی بات کا حکم کیا جاتا ہے اور باوجود اُن کی بڑائی کے اُس کے خلاف کرنے پر اُن کو عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے تو چھوٹے بھی اس حکم میں ضرور آجاتے ہیں جیسے حکیم اگر کسی تندرست مضبوط آدمی کو کہے کہ فلانی چیز نہ کھاؤ تم کو نقصان دے گی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ جب اس چیز سے پرہیز کرنے کی تندرست مضبوط آدمی کو ضرورت ہے تو کمزور بیمار کو کیسے ضرورت نہ ہوگی اسی طرح سے یہاں داؤد علیہ السلام کو حکم ہے گویا مطلب یہ ہے کہ جب داؤد علیہ السلام کو باوجود نبی ہونے کے یہ حکم ہے تو اوروں کو تو ضرور اس حکم کی پابندی کرنا چاہیئے اور اس حکم کو نبوت کے ساتھ کچھ خصوصیت بھی نہیں ہے جس سے یہ شبہ ہو کہ یہ حکم نبی کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ حکم جو داؤد علیہ السلام کو اس آیت میں

۲ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اپنی جی چاہی بات پر عمل نہ کرو اب ظاہر ہے کہ داؤد علیہ السلام پیغمبر ہیں اور پیغمبر بھی صاحب کتاب کہ خدا کی کتاب زبور شریف اُن پر اتری ہے اور نبی جتنے بھی ہیں سب پاکیزہ نفس ہوتے ہیں اور اُن کے اخلاق اور خواہشیں پاک صاف ہوتی ہیں خاصکر جو نبی صاحب کتاب ہیں اُن کے تو کیا ہی کہنے جب باوجود اس کے اُن کو نفس کی خواہش کی پیروی سے منع کیا گیا ہے حالانکہ اُن کا نفس بالکل پاک صاف ہے اور اگر اس میں خواہش ہی ہوگی تو بری نہ ہوگی تو ہم جو کہ سر سے پیر تک گندہ ہی گندہ ہیں ہم اگر نفس کی خواہش پر چلیں گے تو بالکل ہی ہلاک ہوجائیں گے خدا بچائے رکھے۔

(۳) اور آج اس مضمون کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مضمون وہ بیان کرنا چاہیئے جس کی ضرورت ہو اور یوں تو ہر حکم کی ہر وقت ہم کو ضرورت ہے لیکن آدمیوں کی حالت اور زمانے کے بدلنے سے بعض حکم زیادہ ضروری ہوجاتے ہیں جیسے اگر حکیم بیمار کو ایسے وقت میں جب کہ موسم آموں کا نہ ہو یہ کہے کہ دیکھو ترش آم نہ کھانا تو یہ منع کرنا فضول

ضروری ہے لیکن اسوقت اسکی ممانعت کرنا بالکل بیکار ہے اسوقت تو اس چیز سے منع کرنا چاہیئے جو موجود ہو۔ اسیطرح نصیحت کرنے والے کا حق یہ ہے کہ جو مرض اسوقت ہے اوسی کی اصلاح کرے اور اگر کئی مرض ہوں تو جو ان میں زیادہ سخت ہو اس کی پہلے خبر لے۔ مجکو اسی قاعدہ کیوجہ سے اس مضمون کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوا کرتا ہے جو اسوقت ضروری ہو۔ اسوقت مجکو یہ خیال ہوا کہ نفسانی خواہش کی پیروی ایسا مرض ہے جس میں عام طور پر آجکل لوگ مبتلا ہیں اور یہ اصل ہے تمام مرضوں کی پھر اس مرض میں جاہل اور عالم سب مبتلا ہیں بلکہ عالموں میں جو اللہ والے اور دوسروں کو ہدایت کرنے والے ہیں وہ بھی اس سے بچے ہوئے نہیں اگر ہم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں تو تو اپنے اندر شریعت کی پابندی بہت کم پائیں گے زیادہ حصہ نفسانی خواہش کی پابندی ہی کا نظر آوے گا۔ کیونکہ جن کاموں میں ہم شریعت پر چلتے ہیں اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ انکی اصلی وجہ نفسانی خواہش ہوتی ہے شریعت کی پیروی مقصود نہیں ہوتی ہے شریعت
۳ کی پیروی تو صرف حیلہ اور بہانہ ہے اور یہ مرض عوام کے اندر اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور عالموں میں اور رنگ ہیں۔ عوام میں جو دنیا دار کہلاتے ہیں وہ تو آزاد ہوکر نفسانی خواہشوں کو گناہوں کی صورت میں پورا کرتے ہیں مگر جو پرہیزگار دیندار کہلاتے ہیں وہ دین کی صورت میں نفسانی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں چنانچہ مولویوں کے پاس جاکر کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جسمیں یہ کام اس طرح ہو جاوے کیوں صاحب تم سے اپنی حالت کو شریعت کے حکم کے تابع نہیں بنایا جاتا شریعت کے حکم کو چاہتے ہو کہ تمہارے تابع ہو جاوے اسکی کوشش ہوتی ہے کہ مولوی صاحب کوئی فتوے ہمارے موافق کہیں سے نکالدیں۔ کچھ دن ہوئے کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور کہا کہ دودھ شریک بھائی بہن کا آپس میں نکاح ہوگیا ہے اور نکاح کے وقت خبر نہ تھی بعد نکاح کے معلوم ہوا اب کیا کیا جاوے میں نے کہا کہ ان دونوں میں جدائی کرادو یہ حکم سنکر وہ شخص سہم ہی تو گیا اور کہنے لگا صاحب اس میں تو بڑی بدنامی ہے کسقدر افسوس کی بات ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کیساتھ مسلمانوں کی یہ حالت ہو کہ یہ فرمایا

کیجائے کہ ہمارے موافق مسئلہ مل جاوے میں نے ان سے کہا کہ بھائی اس میں تو نیکنامی ہوگی کہ بڑے اچھے آدمی ہیں کہ ان سے ایک غلطی ہوگئی تھی جب حق بات معلوم ہوئی تو حق کو اختیار کر لیا اور بدنامی تو اب ہو رہی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی بہن دونوں جمع ہو رہے ہیں۔ اور یہ جواب تو احسان کے طور پر تھا ورنہ اصلی جواب تو یہ ہے کہ بلا سے بدنامی ہو ہونے دو اگر ایسا ہی بدنامی کا خوف ہمارے بزرگوں کو ہوتا تو آج ہم مسلمان نہ ہوتے مگر ہمارے بزرگوں نے اسلام لانے میں کیسی کیسی مصیبتیں اور بدنامیاں اٹھائی ہیں کیونکہ جب کوئی باطل مذہب کو چھوڑتا ہے تو باطل مذہب والے اس پر ایسی ہی ملامت کرتے ہیں جیسے حق کو چھوڑتے وقت حق مذہب والے ملامت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ باطل مذہب پر ہیں وہ اپنے بیہودہ گمان میں اپنے مذہب کو حق اور عمدہ سمجھتے ہیں میں ایک مرتبہ موضع سونتہ[1] میں گیا وہاں ایک بوڑھے چمار کو دیکھا کہ بہت پاک صاف ستھرا رہتا ہے اور رات کو اٹھکر رام رام ہی کرتا ہے اور معلوم ہوا کہ اس کے اولاد وغیرہ بھی کچھ نہیں میں نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ تو مسلمان ہو جا اس نے کہا کہ میں اپنے لوگوں سے صلاح کر کے جواب دوں گا۔ صلاح کر کے اس نے جواب دیا کہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ بڑھاپے میں کیوں ایمان کھوتا ہے غرض کافر بھی اپنے کو ایمان دار سمجھتا ہے اس لیے وہ اپنے مذہب کو چھوڑنے والے پر ملامت کرتے ہیں تو میں نے ان صاحب سے کہا جو اپنے موافق مسئلہ کی فرمائش کرتے تھے کہ جناب اگر سب کے سب آپ جیسے ہوتے اور حق کے اختیار کرنے میں بدنامی سے ڈرتے تو اس وقت آپ بھی کافر ہوتے۔ مسلمان کو تو ملامت کی کچھ پروا نہ کرنی چاہیئے بلکہ جو حق کی طلب میں ہو اسکو تو ملامت میں اور زیادہ مزہ آتا ہے اور ملامت میں ایک عجیب خوبی یہ ہے کہ آدمی اس سے دین میں پکا ہو جاتا ہے۔ جب تک ملامت نہ ہو کچا رہتا ہے وجہ یہ ہے کہ جب چاروں طرف سے ملامت کی بوچھاڑ پڑنے لگتی ہے تو طبیعت کا خاصہ ہے کہ اسکو اپنی بات پر اور ضد ہو جاتی ہے اور اسکو اپنے کام پر ہٹ ہو جاتی ہے اور اس سے اپنے کام میں

[1] جو تھانہ بھون سے دو کوس پر ایک گاؤں ہے ۱۲ منہ

تبلیغ کا ایک واقعہ

دین میں پکا ہونے کا ذریعہ ملامت بھی ہے

اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص نے شادی میں کوئی رسم نہیں کی اس پر لوگوں نے ملامت شروع کی تو یہ شخص رسموں کے چھوڑنے میں اور پکا ہو جاوے گا یہاں سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے کوئی چیز خواہ کسی قسم کی ہو بے حکمت پیدا نہیں فرمائی دیکھئے ملامت ظاہر میں تکلیف دینے والی چیز معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس میں یہ نفع نکلا کہ اس سے دین کو مضبوطی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح طبیعت میں جسقدر کیفیتیں رکھی گئی ہیں کنجوسی اور غصہ وغیرہ سب نفع کی چیزیں ہیں ہمارے حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ کنجوسی اور بزدلی بھی ہر جگہ بری نہیں ہیں بلکہ کبھی اچھی بھی ہیں جیسا کہ ان سے اچھی جگہ کام لیں جیسے کوئی مانگنے والا آیا کہ مجھے سو روپے دیدیجئے شادی میں ناچ کراؤنگا سو یہاں کنجوسی ہی بہتر ہے اسی طرح غصہ کو سمجھو کہ جب تک نفس کی اصلاح نہوئی تھی مسلمانوں پر غصہ آیا کرتا تھا بعد اصلاح کے اپنے نفس اور شیطان اور کافروں پر غصہ آنے لگا پس غصہ کی جگہ بدل گئی اور یاد رکھو اصلاح کے بعد اخلاق نہیں بدلتے بلکہ اخلاق اسی طرح باقی رہتے ہیں۔ صرف ان کے برتنے کی جگہ بدل جاتی ہے کہ پہلے بے موقع ان سے کام ۵ لیتے تھے اب موقع پر کام لیتے ہیں اسی طرح انسان کے اندر ایک چیز ضد اور ہٹ بھی ہے کہ وہ بھی نفع کی چیز ہے اگر اپنے موقع میں ہو جیسا کہ پہلی مثال میں بیان ہوا کہ ضد سے رسموں کے چھوڑنے میں اور پکا ہو گیا ہاں اگر اس سے بری جگہ کام لیا جاوے تو یہ ضد دوزخ لیجانیوالی ہے عرب کے کافروں کو ضد ہی ہو گئی تھی حالانکہ حق [illegible] ظاہر ہو گیا تھا چنانچہ ایک شخص نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میں ایمان تو لے آتا لیکن قریش کی بڑھیاں کہیں گی کہ دوزخ سے ڈر گیا بہادری میں فرق آ جائے گا چنانچہ اسی حال میں مر گیا آپ کو بہت رنج ہوا اس پر یہ آیت اتری کہ آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جسکو چاہے ہدایت کرتا ہے تو بے موقع ضد ایسی بری ہے اور اگر حق پر ملامت ہونے سے ضد بڑھ جائے تو وہ اچھی ہے خلاصہ یہ کہ اللہ کے بندوں نے تو ملامت اپنے سر پر لی ہے اور نفسانی خواہش کے مقابلہ میں حق کو اختیار کیا ہے۔ غرض یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ نفسانی خواہش کی پیروی بہت بری چیز ہے اب یہ بات رہی کہ پیروی کس چیز کی کرنی چاہئے

سو اس کے قابل سوائے وحی[1] کے اور کچھ نہیں اسلئے کہ طبیعت تو اس قابل ہے نہیں کہ اُس کی پیروی کیجاوے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ کہ نبیوں کو بھی نفسانی خواہش کی پیروی سے منع کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی کی نفسانی خواہش پیروی کے قابل نہیں۔ رہی عقل سو ظاہر ہے کہ عقلوں میں خود اختلاف ہے ایک عقلمند کی کچھ رائے ہے تو دوسرا اُس کے خلاف ہے تو آخر کس کی عقل کو صحیح مانا جائے پھر کسکو لیا جاوے اور دوسرے یہ کہ خود عقل پر اکثر طبیعت اور رسموں کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے عقل اس کام کی نہیں رہتی کہ اچھے بُرے میں تمیز کر سکے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر رسم و رواج کے غلبہ سے عقلمند بلکہ بڑے بڑے مولوی بھی بیوقوفی کے کام کرنے لگتے ہیں جیسے جب بیاہ لکھا آتا ہے تو نائی کے سامنے شکرانہ بنا کر رکھتے ہیں اور کھانے کے بعد جوڑے کے ساتھ اس کے سامنے بہت سے روپے خوان میں ڈالتے ہیں اور وہ اُنمیں سے ایک دو اٹھا لیتا ہے باقی پھیر دیتا ہے سب جانتے ہیں کہ واقع میں اسکو اتنی بڑی رقم دینا منظور نہیں مگر پھر بھی اُس کے سامنے اتنے بہت سے روپے نہ معلوم کس غرض سے رکھے جاتے ہیں اس میں تو نام بھی نہیں اسلئے کہ یہ سب جانتے ہیں کہ دینا منظور نہیں پھر کیا نام ہوا۔ یہ تو نرا لڑکوں کا کھیل اور بالکل بیہودہ حرکت ہے مگر بڑے بڑے عقلمند جو دوسروں کو عقل سکھاتے ہیں وہ بھی اسمیں مبتلا ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عقلوں پر بھی رسمیں غالب ہو جاتی ہیں۔ پس ہماری عقل بھی اس قابل نہیں کہ اسکی پیروی کی جاوے۔ اور وحی ان تمام نقصان سے پاک ہے پس ثابت ہو گیا کہ پیروی کے لائق صرف وحی ہے لیکن یہ بھی جب ہے کہ وحی میں الٹ پھیر کر کے اُسکو نفسانی خواہش کے موافق نہ بنا لیا ہو ورنہ اُس کی پیروی ہرگز جائز نہیں جیسا آجکل اکثر عوام اور پڑھے لکھے پیروی تو کرتے ہیں نفسانی خواہش کی اور وحی کو صرف آڑ بنا لیتے ہیں سو یہ کتنا بڑا حیلہ و فریب ہے اس سے صرف اتنا تو نفع ہو جاتا ہے کہ خلق کے اعتراض سے بچ جاتے ہیں۔ مگر اللہ تو ظاہر اور باطن کا جاننے والا ہے اُس سے کیسے بچیں گے خدا تعالیٰ کے ساتھ تو دھوکا نہ کرنا چاہئیے اور اُن کے حکموں کی سچی پیروی

[1] خدا کا پیام جو نبیوں کے پاس آتا ہے اُس کا نام وحی ہے ۱۲

کرنی چاہیئے اور ہمیں نیکنامی اور بدنامی کی کچھ پروانہ کرنی چاہیئے کسی نے خوب کہا ہے شعر

عاشق بدنام کو پروائے ننگ و نام کیا ۔ خود ہی جو ناکام ہو اسکو کسی سے کام کیا

آجکل یہ کیفیت ہے کہ دین پر بھی عمل اُسوقت کریں گے جب وہ حکم اپنی خواہش کے خلاف نہ ہو اور نہ اسمیں کچھ خرچ ہو اور نہ کسی دنیا کی مصلحت کے خلاف ہو اور اسپر بھی دینداری کا دعویٰ ہے چنانچہ میں نے جن صاحب کا پہلے ذکر کیا ہے انہوں نے بھی یہی کہا کہ کوئی مسئلہ ایسا نکالدو کہ جس میں یہ عورت حلال ہو جاوے میں نے کہا کہ دیوانہ ہوئے ہو میں حرام کو حلال کہدینے والا کون ہوتا ہوں اور اگر کہہ بھی دیا تو اس سے حلال تو نہیں ہو جاوے گی جب تک شرع سے حلال نہو۔ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ فلاں مرد و عورت کا آپس میں یہ رشتہ ہے ان میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں ہوسکتا اسپر وہ کیا کہتا ہے کہ ہم نے تو کیا تھا ہوگیا تھا تو وہ بیوقوف نکاح نہ ہونے کا مطلب یہ سمجھے کہ زبان سے نکاح کی بات چیت نہ نکل سکتی ہوگی اسیواسطے وہ کہتے ہیں کہ ہمنے تو کیا تھا اور ہوگیا تھا یعنے ۷
منہ بند نہیں ہوگیا تھا اسی طرح یہ شخص بھی اُس دودھ شریک بہائی بہن کو حلال کرنا چاہتا تھا جب انہوں نے مجھ سے صاف جواب سنا تو اب اسکی فکر ہوئی کہ باتیں بنا کر کسی طرح کام نکالنا چاہیئے تو فرمانے لگے کہ اُس لڑکی نے دودھ پیا تو تھا مگر تھوڑا سا پیا تھا وہ عقلمند یہ سمجھے کہ بہت سا پینے سے نکاح حرام ہوتا ہوگا تھوڑا پینے میں کیا حرج ہے میں نے کہا کہ جناب ایک قطرہ پینے میں بھی نکاح حرام ہو جاوے گا اسپر فرمانے لگے کہ جی جو کچھ پیا تھا وہ بھی قے ہوگیا تھا اندر نہیں رہا وہ یہ سمجھے کہ بس دودھ نکلنے کے ساتھ حرام ہونیکا بھی حکم جاتا رہا میں نے کہا بس حلق کے نیچے اُترتے ہی نکاح حرام ہوگیا اور حرام ہو جانے کے بعد حلال نہیں ہوسکتا اسپر وہ نا امید ہوکر چلے گئے اور دہلی پہونچے غیر مقلدوں سے جاکر مسئلہ پوچھا غیر مقلدوں کا چونکہ یہ مذہب ہے کہ پانچ گھونٹ سے کم میں نکاح حرام نہیں ہوتا اور یہی مذہب امام شافعی صاحب کا بھی ہے اس لیے انہوں نے یہی جواب دیا کہ اگر اُس لڑکی نے پانچ گھونٹ پیے ہیں تو نکاح حرام ہے اور اگر اس سے کم

پئے ہیں تو حرام نہیں اِس شخص نے جو یہ جواب سُنا فوراً ایک سوال اِسی قید کے ساتھ تیار کیا کہ ایک لڑکی نے پانچ گھونٹ سے کم دودھ پیا ہے اِس سے دودھ شریک بھائی کے ساتھ نکاح حرام ہوا یا نہیں۔ اِن میں سے کسی نے جواب لکھ دیا کہ اِس صورت میں نکاح حرام نہیں ہوگا۔ پس آپ خوش خوش گئے اور بھائی بہن کو اسی حالت میں جمع رکھا۔ دیکھئے اِس مسئلہ میں اِن حضرات نے کسقدر اپنے نفس کی پیروی کی ہے جیسا کہ اسکی بات چیت سے ظاہر ہے۔ پھر یہ بھی امید نہیں کہ امام شافعی کے مذہب پر یہ نکاح جائز ہوا ہو اِس لیے کہ بچے کے دودھ پینے کیوقت کسے خیال تہا کہ ایسا واقعہ ہوگا تو کس نے گنا تہا کہ اوس نے پانچ گھونٹ پیے ہیں یا کم۔ دوسرے یہ شخص امام ابوحنیفہ کے مذہب پر تہا اور پہلے سے اِس کا عقیدہ وہی تہا جو امام حنیفہ صاحب کا مذہب ہے یہ عقیدہ نہ تہا جس پر اُسنے عمل کیا۔ اگر پہلے سے امام شافعی صاحب کے مذہب پر ہوتا تو اوس فتوے پر عمل کرنا مضائقہ نہ تہا اب تو کھلی نفس کی پیروی ہے جب کہ امام شافعی صاحب کے مسئلہ سے اپنا کام نکلتے دیکھا تو اُسے لے لیا۔ ۸

اِسی طرح لوگ ہم سے فرائض نکلواتے ہیں اور بعضے اول ہی پوچھ لیتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ حصہ ہے یا نہیں اگر کچھ حصہ ہوا تو مسئلہ نکلواتے ہیں اور اگر نہ ہوا تو چل دیتے ہیں اور بعضے اِس امید پر مسئلہ نکلواتے ہیں کہ شاید ہمارا بھی کچھ حصہ ہو مگر جب اون کو مسئلہ نکال کر سنایا جاتا ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا اِس میں کچھ نہیں ہے تو بہت بددل ہوتے ہیں اور بعض وقت فرائض بھی مسئلہ نکالنے والے ہی کے پاس چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ نکالنے والے کا جی بُرا ہوگا اوسکی خاطر ہی سے لیجاویں ایک شخص میرے پاس ایک فرائض لائے اور پوچھا کہ میرا کتنا حصہ ہے میں نے بتلا دیا کہ اسقدر ہے اُن کو وہ بہت کم معلوم ہوا کہنے لگے کہ میرا حصہ کیوں گھٹ گیا میں نے کہا کہ فلانے حصہ دار کیوجہ سے کم ہوگیا اگر وہ نہ ہوتا تو تمکو زیادہ ملتا تو کہنے لگے کہ جناب پھر اُسکو نہ لکھیے اور اکثر فرائض وہی شخص پوچھتا ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو۔ اور قبضہ کرنا چاہتا ہو اور جس کا قبضہ ہوتا ہے وہ کبھی فرائض نہیں نکلواتا کیونکہ جانتا ہے

(باقی آئندہ)

روح نوزدہم آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا (یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اسکے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو (۱) ابن مسعود رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کی جگہ سے) نہ ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائیگا اور (ان پانچ میں دو یہی ہیں کہ) اسکے مال کے متعلق بھی (سوال ہوگا) کہ کہاں سے کمایا (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا الخ (ترمذی) ف تفصیل اسکی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا جھوٹی کا دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کا حصہ میراث کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اسکے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پرواہ نہ رہے یا آخرت کو بھول جاوے یا زکوٰۃ و حج ادا کرنے دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کیلئے خرچ کرنا یا محض نفس کے خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا سو ان سب خیالوں کے ساتھ اگر مال کماوے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں تو ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہو اور ان کے کھانے پینے یا انکو دین سکھلانے میں روپیہ کی حاجت ہو یا دین کی حفاظت میں روپیہ کی ضرورت ہے جیسے علم دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں خاص کر جب دشمنان دین ان چیزوں کے مٹانے کیلئے روپیہ خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپیہ کا مقابلہ روپیہ ہی سے ہو سکتا ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کیلئے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہے (انفال ع ۸) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص وجہ کی ثواب کا اور ان گھوڑوں کی بہ برکت بہت بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) بس ایسی حالتوں میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا اگلی حدیثوں میں اسیکا ذکر ہے (۲) حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے بعد فرض (عبادت) کے (بیہقی) (۳) ابو کبشہ انماری سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کیلئے ہے (تمیں سے) ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی سو وہ اسمیں اپنے رب سے ڈرتا ہے اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اسمیں اللہ تعالیٰ کیلئے اسکے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے الخ (ترمذی) (۴) حضرت ابو سعید خدری رضی سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال خوشنما خوش مزہ چیز ہے جو شخص اسکو حق کیساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز

دل علی ہذا التعمیم قولہ تعالیٰ و آخرین من دونہم لا تعلمونہم (انفال ع ۸) اشارۃ الی تاخر المقصود بالغیر عن المقصود بالذات ۱۲

اعلان = اگر اس مضمون کو کوئی صاحب چھاپنا چاہیں خواہ مستقل خواہ کسی رسالہ میں یا اخبار میں انکو اجازت ہے اور اگر کسی خاص مقام کی رعایت سے کسی دوسری زبان میں اسکا ترجمہ کرادیں تو زیادہ ثواب ہوگا

سہ مثلاً کوئی کافر زمیندار کسی مسلمان رعایا کو تنگ کرے اگر مسلمان کے پاس روپیہ ہو وہ اسکو پناہ دے سکتا ہے ۱۲

موقع میں خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری ومسلم) (ع۵) عمرو بن العاص سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کے لئے اچھی چیز ہے (احمد) (ع۶) مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسمیں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دیگا (ع۷) حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانہ میں (یعنی صحابہ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا کیونکہ قلب میں دین میں قوت ہوتی تھی اسلئے مال سے قوت حاصل کرنیکی ضرورت نہ تھی اور انکی خرابی پر نظر کر کے اس سے وہ بہت ناپسند کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اسکو دین سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں پس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنا لیتے (یعنی ذلیل وخوار سمجھتے اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہو جاتا ہے پس مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اسکی درستی کرتا رہے (یعنی اسکو بڑھاتا رہے یا کم از کم اسکو برباد نہ کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی (اسمیں) محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونیکے مطلب میں ابھی گذرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال
فضول خرچی کی برداشت نہیں کر سکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اسکو بے موقع اڑایا جاوے اور وہ پھر ۷۸
بھی ختم نہ ہو اسلئے اسکو سنبھال کر ضرورت ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے سے پریشانی نہ ہو) (شرح سنہ) آگے حلال مال حاصل کرنیکے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے (ع۸) ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ترمذی ودارمی ودارقطنی) ف اسمیں حلال تجارت کی فضیلت ہے (ع۹) مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھائے اور اللہ تعالی کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے (بخاری) اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی البتہ حرام دستکاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا یا باجے بنانا (ع۱۰) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ نے عرض کیا اور آپ نے بھی چرائی ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا (بخاری) ف قیراط دینار کا بیسواں حصہ ہوتا ہے اور دینار ہمارے سکہ سے تو روپیہ کے تین روپیہ کے ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنہ کا ہوا غالبا ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جسمیں کئی شخصوں کا کام کیا جاوے

عہ وہی بالاجر المشترک ۱۲

(۱۱) عتبہ بن المنذر سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کیلئے نوکر رکھدیا تھا (شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے کیلئے) (احمد ابن ماجہ) **ف** یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اس سے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی جسمیں کسی شخص کا کام کیا جاوے (۱۲) ثابت بن الضحاک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکا کچھ حرج نہیں (مسلم) **ف** اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی (۱۳) حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگاوے یا کچھ کھیتی کرے پھر اس میں سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مواشی کھاوے مگر اس شخص کے لئے وہ (بجائے) خیرات ہوتا ہے (یعنی خیرات کا ثواب ملتا ہے) (بخاری ومسلم) **ف** اس سے کھیتی کرنے کی یا اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی فضیلت ثابت ہوئی تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا (۱۴) حضرت انس سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا آپ نے (اسکے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور ان کو نیلام کر کے انکی قیمت میں سے کچھ اناج اور ایک کلہاڑی خرید کر اسکو دیکر فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو پھر فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرے پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو (ابوداؤد ابن ماجہ) **ف** اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو مانگنے سے اچھا ہے اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جاوے جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس سے اپنی ذلت اور دوسرے پر گرانی ہوتی ہے البتہ اگر دینی کام کیلئے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کیجاوے تو مضائقہ نہیں (۱۵) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنیوالے مومن سے محبت کرتا ہے (یعنی ترغیب طبرانی وبیہقی) **ف** اسمیں ہر حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا چاہئے آگے اسکا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کیلئے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے (۱۶) حضرت عمر رضی سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود بنی نضیر کے اموال (مراد وہ ہیں جو بغیر جنگ کے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی تھیں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خرچ کیلئے مخصوص تھے آپ اسمیں سے اپنی بیبیوں کا خرچ ایک سال کا دیدیتے تھے (اور) جو بچتا اسکو ہتیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان) میں لگا دیتے (یعنی بخاری) (۱۷) کعب بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولونگا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤنگا آپ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہئے یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھکو ملا ہے (یعنی ترمذی) **ف** پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور کا اسکے لئے مشورہ دینا ثابت

۴۹

۵ وسیمی بالاجیر الخاص ۱۲ ۵ بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے ۱۲

ہوتا ہے (۱۸) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو (رزین مقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ) ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اسکو چاہیے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے بیکار عمر نہ گذارے باقی دینی کام کرنیوالوں کا ذمہ دار خود خدا تعالےٰ ہے وہ معاش کی فکر نہ کریں یہانتک آمدنی کا ذکر تھا آگے خرچ کا ذکر ہے (۱۹) حضرت مغیرہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے (بخاری و مسلم) ف ضائع کرنیکا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے جسکی کچھ تفصیل حدیث مسلکہ ذیل میں مذکور ہے (۲۰) انسؓ و ابو امامہؓ و ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے بلکہ سوچ سمجھکر اور سنبھالکر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کیساتھ ضرورت کے موقع میں صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) آدھی کمائی ہے جو شخص خرچ کرنے میں اس طرح (بیچ کی چال چلیگا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں ٹھہرتا (رزین مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہما) ف آجکل خرچ کے انتظام کا اہتمام بالکل چھوڑ دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بدحالی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر قرض لینا شروع کردیتے جسکے برے نتیجے بیشمار ہیں دنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی جیسا کہ (۲۱) عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارہ میں فرمایا (یعنی جو کسیکا مالی حق کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات ۸۰
کی کہ میری جان اسکے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جاوے اور اسکے ذمہ کسیکا دین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاویگا جب تک اسکا دین ادا نہ کیا جاویگا (ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظ و تصحیح حاکم) ف البتہ جو دین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اسکی ادا کی دھن میں بھی لگا رہا اسکی اجازت ہے (الاحادیث فی الترہیب من الدین من الترغیب) ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کے موافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اسمیں کوئی برائی نہیں اور جہاں برائی آئی ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آئی ہے (کما فی الروح الآتی) پھر بی بی اور اولاد کو دشمن ... بھی فرمایا ہے (التغابن) یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین) یہی حالت مال کی ہے اسی لئے فتنہ ہونے میں بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (التغابن) یعنی جب آخرت سے غافل کرے (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو مگر غلام بن کر نہ کہ باغی بن کر۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان کے نام کی ساتھ لفظ عن بڑھا دیا۔

کتبہ اشرف علی۔

روح بستم

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا (یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہ ہو اسکے لئے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے

چنانچہ (۱) ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جسکی بی بی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جسکا خاوند نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو (رزین) **ف** کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت و بے فکری وہ اس مرد کو نصیب ہے جسکی بی بی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جسکے خاوند نہ ہو چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی چنانچہ (۲) عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانیکی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اسکو نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے) (ستہ الا مالک) **ف** اسکا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو اوپر معلوم ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں (۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لئے مال لاویں گی (بزار) **ف** یہ بات اس وقت ہے ۸۱
جب میاں بی بی دونوں سمجھدار اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کریگا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کریگی جو مرد نہیں کرسکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے اور مال کا بھی فائدہ ہے یہ مطلب ہے مال لانیکا (۴) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے آپ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اسکو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اسکو بجالاوے اور اپنی ذات اور مال کے بارہ میں کوئی ناگوار بات کر کے اسکے خلاف نہ کرے (نسائی) **ف** خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں (۵) حضرت علیؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینہ میں چکی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان ہوگئے اور جھاڑو کی گرد اور چولھے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہوگئے کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی آپ نے فرمایا اے فاطمہ اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو (بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی) **ف** حضرت فاطمہؓ سے بڑی کون ہوگی جو گھر کا کام نہ کریں تو گھر کا انتظام رہتا کتنا بڑا فائدہ ہے (۶) معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اسکی تندرستی سے اور اسکے خاندان کی نکاح کی ہوئی

عورتوں سے اسکا اندازہ ہو سکتا ہے) کیونکہ میں تمھاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کرونگا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے) (ابوداؤد
ونسائی) ف اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھکر اپنی خدمت گزار اور مددگار اور فرمانبردار
اور خیر خواہ ہوتی ہیں (کما ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنیکے بعد اسکے لئے دعا بھی کرتے ہیں (علیٰ مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور
اگر آگے نیک نسل چلی تو اسکے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح دوم ۵) اور قیامت میں بھی اسطرح
کہ جو بچپن میں مر گئے وہ اسکو بخشوائیں گے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہو کر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کرینگے (روح سوم
۱۵ و ۳۰) اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت
میں ہمارے پیغمبر خوش ہو کر فخر فرماوینگے سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرنا ہے اور اگر کسی ملک میں شرعی لونڈی
باندی مل سکے تو ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے
کی برائی آتی ہے چنانچہ (۶۱) ابوذرؓ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشر تمیمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپنے
اُن سے فرمایا اے عکاف کیا تمہاری بی بی ہے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا اور باندی بھی نہیں عرض کیا باندی بھی نہیں
آپنے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں آپنے فرمایا پھر تو تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہو
اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے تو اُن کے راہبوں میں سے ہوتے ہمارا (یعنی اہل اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی
باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنیوالا ہو ۸۲
عورتوں سے بڑھکر نہیں مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں (احمد مختصراً) ف اُس
حالت میں ہو جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہے اور یہ سب فائدے دین و دنیا کے
جو ذکر کئے گئے پورے طور سے اُسوقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو اور محبت اُسوقت ہوتی ہے
جب ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں پھر ان حقوق کا علم بھی ہو اسلئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا
ہے باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجاوینگے بی بی کے حقوق یہ ہیں (۶۲) ابوموسیٰ اشعری سے ایک لمبی حدیث میں
روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اُس شخص کی فضیلت فرمائی جس کے پاس کوئی باندی تھی اُس نے
اُسکو دینی ادب و علم اچھی طرح سکھلایا الخ (عین مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) ف ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہے
تو اُسکو علم دین سکھلانے کی کیسی کچھ فضیلت ہوگی و روح دوم ۱۲ میں اسکا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہے (۶۳) ابوہریرہؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے حق میں (انکی) اچھے برتاؤ کی نصیحت (کرتا ہوں تم اسکو
قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اسکو سیدھا کرنا چاہوگے تو اسکو توڑ دوگے اور اسکا توڑنا طلاق
دیدینا ہے اور اگر اسکو اسکے حال پر رہنے دوگے تو وہ ٹیڑھی ہی رہیگی اسلئے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو (بخاری
ومسلم و ترمذی) ف سیدھا کرنیکا یہ مطلب کہ اُن سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو سو اس کوشش میں کامیابی

نہ ہوگی انجام کار طلاق کی نوبت آویگی اسلئے معمولی باتوں میں درگذر کرنا چاہئے نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کردیتا ہے اسکا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے (۹) حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا یہ کہ جب تم کھانا کھاؤ اسکو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اسکو بھی پہناؤ اور اسکے مونہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی مونہ پر مت مارو اور ویسے قصور پر مارنا تو سب جگہ برا ہی) اور نہ اسکو برا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہکر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ) (ابوداؤد) (۱۰) عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ مارے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہمبستری کرنے لگے (بخاری و مسلم و ترمذی) ف یعنی پھر کیسے آنکھیں ملیں گی (۱۱) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (نابینا) آئے اور یہ واقعہ ہمکو پردہ کا حکم ہونیکے بعد کا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ میں ہوجاؤ ہم نے عرض کیا وہ اندھا نہیں ہے نہ ہمکو دیکھتا ہے نہ ہمکو پہچانتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اسکو نہیں دیکھتیں (ترمذی و ابوداؤد) ف یہ بھی بی بی کا حق ہے کہ اسکو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ کرادے کہ نہ یہ اسکو دیکھے نہ وہ اسکو دیکھے اور اسمیں بی بی کو دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہیگی اور اسکی دنیا کی بھی حفاظت ہے اسلئے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جسقدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسیقدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے ۸۴
اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردہ میں خصوصیت ظاہر ہے اسلئے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا حق زیادہ ادا ہوگا تو پردہ میں بی بی کا دنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے (۱۲) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسیکو حکم دیتا کہ کسیکو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کیے (ترمذی) ف اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے (۱۳) ابن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نکریگی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نکریگی (ابن ماجہ) ف یعنی صرف نماز روزہ کرکے یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کردیا وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا (۱۴) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کی نماز اس کے سر سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے جب تک وہ اس سے باز نہ آجاوے (اوسط و صغیر طبرانی) یہاں تک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہوچکا البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی قوی عذر ہو تو اس حالت میں نہ مرد کیلئے نکاح ضروری رہتا ہے نہ عورت کیلئے اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے (۱۵) ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے آپ نے اس لڑکی سے فرمایا (نکاح کے بارہ میں) اپنے باپ کا کہنا مان اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپکو سچا دین دیکر بھیجا میں نکاح نکرونگی جب تک

آپ مجھکو یہ بتلادیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا (اسمیں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) اُس نے عرض کیا قسم اُس ذات کی جس نے آپکو سچا دین دیکر بھیجا میں کبھی نکاح نکرونگی آپ نے فرمایا عورتوں کا نکاح (جبکہ وہ شرعاً بااختیار ہوں) بدوں انکی اجازت مت کرو (بزار) **ف** اسکا عذر یہ تھا کہ اسکو امید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کرسکونگی آپ نے اسکو مجبور نہیں فرمایا (۱۶) عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جسکے رخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہوگئے ہوں قیامت کے دن اسطرح ہونگے جیسے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن و جمال والی ہو (جسکے طالب نکاح بہت ہوسکتے ہیں) مگر اُس نے اپنے کو یتیموں (کی خدمت) کیلئے مقید کردیا یہانتک کہ (وہ سیانے ہوکر) جدا ہوگئے یا مرگئے (ابو داؤد) **ف** یہ اُس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہوجائینگے پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے یہ عذر عورت کیلئے تھے آگے مردوں کے عذر کا ذکر ہے (۱۷) یحیی بن جابر طائی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسی سنہ ہو (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پونے دو سو برس کے قریب گذر جاویں جسمیں فتنوں کی کثرت ہوگی اور بعضی روایت میں دو سو برس آئے ہیں کما فی عین تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی یعلی والخطابی سو ایسی کسر کو شمار نہ کرنے سے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا) میں (اُسوقت) اپنی امت کے لیے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں (رزین) **ف** اسکا مفصل مطلب آگے آتا ہے (۱۸) ابن مسعود و ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو بیشک ایک ایسا زمانہ آویگا کہ آدمی کی ہلاکت اُسکی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اُس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمایش کرینگے جسکو یہ اٹھا نہیں سکیگا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاویگا جسمیں اسکا دین جاتا رہیگا پھر یہ برباد ہوجائیگا (عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی) **ف** حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں انکی نسبت یہ حدیث آئی ہے (۱۹) عیاض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمی دوزخی ہیں (انمیں سے) ایک کم ہمت ہے جسکو (دین کی) عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بنکر رہتے ہیں نہ اہل و عیال رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بیبیوں کی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں جنکا علم بھی ہے اور انکے ادا کرنے سے بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کرینگے انمیں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کے ۲ و ۷ حدیث میں اور روح سوم کے ۲۰ حدیث میں ہوچکا ہے اور انکا دنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلادے (۲۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورت کو کاتنا سکھلاؤ (عین مقاصد از بیہقی) **ف** ان تینوں کا نام مثال کے طور پر ہے مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جمع دوسری

۸۴

روح بست و پنجم

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا اس سے دین میں پختگی
اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ
یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے خاص کر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گزر جائے گی
اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنے والی ہے جس میں موت تو بہت ہی جلد آ کھڑی ہوگی پھر لگاتار یہ واقعات
ہونا شروع ہو جائیں گے قبر کا ثواب عذاب، قیامت کا حساب کتاب جنت دوزخ کی جزا و سزا۔ اسی مضمون
کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو
محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں۔ اور بیٹے ہیں۔ اور لگے ہوئے ڈھیر ہیں سونے اور چاندی کے
اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں۔ اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں
دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی
خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا)
بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کیلئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں ان کے مالک
حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں ان (بہشتوں)
میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں ۸۵
اور (ان کیلئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آل عمران) (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں)
تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ختم ہو جاوے گا (خواہ زوال ہو یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم
رہیگا (نحل) (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ
(ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں) ثواب کے اعتبار سے
بھی (بدرجہا) بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ پر جو امیدیں وابستہ
ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہونگی اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملیگا بخلاف متاع دنیا کے کہ اس سے خود
دنیا ہی میں امیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں (کہف) (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے
تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض
لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال میں) اور دنیوی منزل کی
میں) اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال
سے بیان کر کے فرماتے ہیں) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اس) میں (کفار کیلئے) عذاب شدید ہے اور (اہل ایمان
کیلئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید) (۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم دنیوی زندگی کو

مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے بدرجہا بہتر اور پائدار ہے (اعلی) (عـ۶) مستورد بن شداد سے روایت
کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلہ آخرت کو صرف
ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کتنا پانی لیکر واپس آتی ہے ......
...... (اس پانی کو جو نسبت تمام دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے) (مسلم) (عـ۷) حضرت
جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچہ پر گذر ہوا آپ نے
فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) اسکو ایک درہم کے بدلے مل جاوے لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی
چیز ہے) ہم تو اسکو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہمکو کسی ادنی چیز کے بدلے بھی مل جاوے آپ نے فرمایا قسم اللہ
کی دنیا اللہ تعالی کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جسقدر یہ تمہارے نزدیک (مسلم) (عـ۸) سہل بن
سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر
بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) (عـ۹) ابو موسیٰ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا سے محبت کریگا وہ اپنی آخرت کا ضرر کریگا
اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کریگا وہ اپنی دنیا کا ضرر کریگا سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو)
۸۶ فانی ہونیوالی چیز پر (یعنی دنیا پر) ترجیح دو (احمد و بیہقی) (عـ۱۰) کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی بکریوں کو
اتنا تباہ نہ کریں جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے (ترمذی و دارمی) ف یعنی
ایسی محبت کہ اسمیں دین کے تباہ ہونیکی بھی پرواہ نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا بھی دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے خواہ
دینی سرداری ہو جیسے استاد یا پیر یا واعظ بنکر اپنی تعظیم و خدمت چاہتا ہو خواہ دنیوی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا
صدر انجمن وغیرہ بنکر اپنی شان شوکت یا حکومت چاہتا ہو قرآن مجید میں بھی اسکی برائی آئی ہے چنانچہ (عـ۱۱) فرمایا
اللہ تعالی نے یہ عالم آخرت ہم اُن لوگوں کیلیئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو (نفس کیلئے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور
نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں (قصص) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالی کسیکو بڑائی دیدے اور وہ اُس
بڑائی سے دین کا کام لے وہ اللہ تعالی کا انعام ہے جیسا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تعالی بندہ سے قیامت میں فرماویگا کیا میں نے تجھکو سرداری نہ دی تھی (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ہونا
ظاہر ہے اور جیسا موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا (احزاب) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں وجاہت
والا فرمایا (آل عمران) یہانتک کہ بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام
اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے (ص وغیرہا) بلکہ دین کی ضرورت کیلئے خود سرداری کی خواہش کرنا بھی مضائقہ نہیں

ے یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر با اختیار ہونے کی خود خواہش کی (یوسف) لیکن باوجود نعمت اور جاہ کے تم کو بھی
بھی آج ہمیں خطرہ ہے چنانچہ (۱۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس
آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جاویگا کہ اسکی مشکیں کسی ہونگی یہاں تک
کہ اسکا انصاف (جو دنیا میں کیا ہوگا) اسکی مشکیں کھلوا دیگا یا اسکی بے انصافی (جو اس نے دنیا میں کی ہوگی)
اسکو ہلاکت میں ڈالدیگی (دارمی) ف اسکا خطرہ ہونا ظاہر ہے (۱۳) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہو گیا تھا ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا
رسول اللہ آپ ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم آپ کیلئے بستر بچھادیں اور (بستر) بنادیں آپ نے فرمایا مجھکو دنیا سے کیا واسطہ
میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جاوے پھر اسکو چھوڑ کر
چلدے (احمد و ترمذی وابن ماجہ) (۱۴) حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں
آپ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جسکا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جسکے پاس کوئی مال نہ ہو اور اسکو (حد
ضرورت سے زیادہ) وہ شخص جمع کرتا ہے جسکو عقل نہ ہو (احمد و بیہقی) (۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنے خطبہ میں یہی فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (رزین و
۸۷ بیہقی عن الحسن مرسلاً) (۱۶) حضرت جابرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ دنیا ہے جو سفر کرتی ہوئی جارہی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی آرہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند
ہیں سو اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے فرزندوں میں سے نہ ہو تو ایسا کرو کیونکہ تم آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے
اور کل کو آخرت میں ہوگے اور وہاں عمل نہ ہوگا (بیہقی) (۱۷) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ آیت پڑھی (جسکا ترجمہ یہ ہے) کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اسکا سینہ اسلام کیلئے کھولدیتا
ہے پھر آپ نے فرمایا جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اسکی کوئی علامت ہے
جس سے اس نور کی پہچان ہو جاوے آپ نے فرمایا ہاں دھوکے کے گھر سے (یعنی دنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف
(یعنی آخرت کی طرف) توجہ ہو جانا اور موت کیلئے اسکے آنے سے پہلے تیار ہو جانا (بیہقی) یہاں تک دنیا سے دل ہٹانے کا
مضمون چلا آگے آخرت سے دل لگانے اور اسکے خیال رکھنے کا مضمون ہے (۱۸) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کی قطع کرنیوالی چیز کو یعنی موت کو (ترمذی و نسائی وابن ماجہ)
(۱۹) عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا (بیہقی) ف تحفہ سے خوش
ہوا کرتے ہیں اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ و رسول کے احکام کو بجا لاوے کوتاہی ہو تو توبہ کرے (۲۰)
عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہ جیسے

گویا تو پردیسی ہے (جسکا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اسلئے وہاں سے دل نہیں لگاتا) یا (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو) راستہ میں چلا جا رہا ہے (جسکا بالکل ہی قیام نہیں) اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آوے تو صبح کے وقت کا انتظار مت کرو اور جب صبح کا وقت آوے تو شام کے وقت کا انتظار مت کرو الخ (بخاری) (**۱۵**) براء بن عازبؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اسکے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں انکے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اسکو لیلیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اسکو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اسکو لیکر اوپر چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اسکا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے پھر آسمان دنیا تک اسکو پہونچاتے ہیں اور اسکے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اسکی ساتھ جاتے ہیں یہانتک کہ ساتویں آسمان تک اسکو پہونچایا جاتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمالنامہ علیین میں لکھدو اور اسکو (سوال جواب کیلئے) زمین کی طرف لیجاؤ سو اسکی روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جسکی حقیقت دیکھنے
سے معلوم ہوگی) پھر اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر کہتے ہیں تیرا ۸۸
دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر کہتے ہیں کون شخص ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنیوالا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا اسکے لئے جنت کا فرش کردو اور اسکو جنت کی پوشاک پہنادو اور اسکے لئے جنت کی طرف دروازہ کھولدو سو اسکو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اسکے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اسکی ضد ہے (احمد) **ف** اسکے بعد یہ واقعات ہونگے **الف** صور پھونکا جاویگا **ب** سب مردے زندہ ہونگے **ج** میدان حشر کی بڑی بڑی تکلیفیں ہونگی **د** حساب کتاب ہوگا **ہ** اعمال تولے جائینگے جسکا حق رہگیا ہوگا اسکو نیکیاں دلائی جائینگی **و** خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملیگا **ز** پل صراط پر چلنا ہوگا **ح** بعضے گناہوں کی سزا کیلئے جہنم میں عذاب ہوگا **ط** ایمان والوں کی شفاعت ہوگی **ی** جنتی جنت میں جاوینگے وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کانوں میں بارہا پڑی ہے اور جس نے نہ سنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اردو پڑھ لے۔ ان سب باتوں کو سوچا کرے اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں

اشرف علی

روح بست ودوم } گناہوں سے بچنا۔ گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اسمیں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچکر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کو کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہو جاتی ہے اگر
...یا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اُسکو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندے کی
...الت بیشمار ہیں اُسکے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جاوے
... صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے
...یت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اُسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی
...یسا روح بست ویکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی پھٹکنا
...ہئے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب
...میں مشترک ہے اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں ان سب کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱)
...ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے اُسکے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے
...اگر توبہ و استغفار کر لیا تو اُسکا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہو جاتا ہے
...یہی ہے وہ زنگ جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ اُن کے
...و پر اُن کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے (احمد ترمذی ابن ماجہ) (۲) حضرت معاذ سے ایک لمبی حدیث میں روایت
۸۹ ...ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے
...احمد) (۳) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلا...
...لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے (عین ترغیب از بیہقی والاشبہ انہ قول قتادہ) (۴)
...سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اُسکی
...صفائی استغفار ہے (عین ترغیب از بیہقی) (۵) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق
...اہ کے سبب سے جسکو وہ اختیار کرتا ہے (عین جمع الاعمال از مسند احمد غالباً) ف ظاہر میں یہ بھی محروم ہو جانا کبھی ہوتا ہے اور رزق
...برکت سے محروم ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے (۶) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم
...خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ انکو پاؤ
...جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہونگے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار
...ہونگے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کریگی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا
...ہوگی اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاویگا اُن سے باران رحمت۔ اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی اُن پر بارش نہ ہوتی
...اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دیگا اللہ تعالیٰ اُن پر اُن کے دشمن کو غیر قوم سے پس چھین لینگے وہ اُن کے

...کا تفسیر فی الحدیث قولہ تعالیٰ من یعمل سوء یجز بہ ۱۲ سہ وجہ صحیح فی الحدیث الآتی (رش) ۱۲ سہ قال تعالیٰ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ ۱۲

اموال کو (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں میں رعب ڈالدیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی اُن پر دشمن مسلط کردیا گیا (مالک) (۸) ثوبانؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ میں ایک
دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اُس روز (کیا) شمار
میں کم ہونگے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اُس روز بہت ہوگے لیکن تم کوڑا (اور ناکارہ) ہوگے جیسے رَو میں کوڑا آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ
تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈالدیگا ایک کہنے والے نے عرض کیا
کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اسکا سبب کیا ہے) آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (ابوداؤد و بیہقی) (۹) ارشاد
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے بچے بکثرت مرتے
ہیں اور عورتیں بانجھ ہوجاتی ہیں (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا) (۱۰) ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بادشاہوں کا مالک ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب
بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو اُن پر رحمت اور شفقت کیساتھ پھیر دیتا ہوں
اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کیساتھ پھیر دیتا ہوں
پھر وہ اُنکو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں (اہ مختصراً) (ابونعیم) (۱۱) وہبؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل ۹۰
سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کیجاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور
میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور
میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہونچتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد) **ف** یہ مطلب نہیں کہ سات پشت
پر لعنت ہوتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی وہ نہ ملیگی (۱۲) وکیع سے روایت
ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اُس کی تعریف کرنیوالا خود ہجو کرنے لگتا ہے
(عین جزاء الاعمال از احمد) **ف** ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں اب بعض بعض گناہوں کی
خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں (۱۳) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی
سود کھانیوالے (یعنی لینے والے) پر اور اسکے کھلانیوالے (یعنی دینے والے) پر اور اُسکے لکھنے والے پر اور اُسکے گواہوں پر اور
فرمایا یہ سب برابر ہیں (یعنی بعضی باتوں میں) (مسلم) (۱۴) ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجاوے اور اُس پر دَین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اُسکے ادا
کرنیکے لئے کچھ نہ چھوڑ جاوے (اہ مختصراً احمد و ابوداؤد) (۱۵) ابی حرہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ظلم مت کرنا سنو کسیکا مال حلال نہیں بدون اُسکی خوشدلی کے (بیہقی و دارقطنی)

ف اسمیں جیسے ظلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آگیا جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ
دبا لینا ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آگیا (عـ۱۶) سالم اپنے باپ سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے
ذرا سی بھی لیلے (احمد کی) ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے اُسکو قیامت کے روز ساتوں زمین میں
دہسایا جاویگا (بخاری) (عـ۱۷) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر (ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی) اور
ثوبان کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور (لعنت فرمائی ہے) اُس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں معاملہ
ٹھہرانے والا ہو (احمد و بیہقی) ف البتہ جہاں بدون رشوت دئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں
دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے (عـ۱۸) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے شراب اور جوے سے منع فرمایا الخ (ابوداؤد) ف شراب میں سب نشہ کی چیزیں آگئیں
اور جوے میں بیمہ و لاٹری وغیرہ سب آگئی (عـ۱۹) ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاوے (یعنی عقل میں فتور لاوے) یا جو
حواس میں فتور لاوے (ابوداؤد) ف اسمیں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جن سے دماغ ۹۱
یا ہاتھ پانو بیکار ہو جاویں (عـ۲۰) ابو امامہ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا جو ہاتھ سے بجائے جاویں
اور جو مونہہ سے بجائے جاویں الخ (احمد) (عـ۲۱) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا
ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا
زنا (شہوت سے) قدم بڑھا (کر جا) نا ہے اور قلب (کا زنا یہ ہے کہ وہ) خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے (الخ مسلم)
ف اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث
کیساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں (عـ۲۲) عبد اللہ بن
عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک
کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کرکے اُن) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا
(بخاری) (عـ۲۳) حضرت انسؓ سے (اس حدیث میں بجائے اس کے جھوٹی گواہی دینا ہے (بخاری و مسلم)
(عـ۲۴) ابو ہریرہ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافروں کی)

ع۵ لقولہ تم اتاتون الرجال ۱۲

جنگ کے وقت (جس شرع کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو جنکو (ایسی بری باتوں کی) خبر بھی نہیں تہمت لگانا (بخاری ومسلم) (ع۲۵) ابوہریرہ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں زنا کرنا چوری کرنا ڈکیتی کرنا (بخاری ومسلم) (ع۲۶) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں چاروں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جسمیں ایک خصلت ہو اسمیں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اسکو چھوڑ نہ دیگا (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اسکو امانت دیجاوے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اسکو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں بکنے لگے (بخاری ومسلم) اور ابوہریرہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے خلاف کرے (ع۲۷) صفوان بن عسال سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے انمیں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لیجاؤ کہ وہ اسکو قتل کرے (یا اسپر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو (الخ ترمذی وابوداؤد ونسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ حقارت سے کسیکو ہنسنا کسی پر طعن کرنا برے لقب سے پکارنا۔ بدگمانی کرنا کسی کا عیب تلاش کرنا غیبت کرنا۔ بلاوجہ برا بھلا کہنا چغلی کھانا دورویہ ہونا یعنی اسکے منہ پر ایسا اسکے منہ پر ویسا۔ تہمت لگانا۔ دھوکہ دینا۔ عار دلانا۔ کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ تکبر وفخر کرنا۔ ظلم کرنا۔ ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔ کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ بھوکوں ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا۔ کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا۔ جاندار کی تصویر بنانا۔ زمین پر موروثی کا دعوی کرنا۔ ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا۔ ان امور کے متعلق آیتیں اور حدیثیں روح ہشتم ونوزدہم میں گذر چکی ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔ کافروں کا یا فاسقوں کا سا لباس پہننا۔ عورتوں کیلئے مردانہ وضع بنانا۔ جیسے مردانہ جوتا پہننا ان کا بیان روح بست وپنجم میں آویگا انشاء اللہ تعالی۔ اور بہت سے گناہ ہیں نمونہ کے طور پر لکھدیے سب سے بچنا چاہیے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ (ع۲۸) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اسکا کوئی گناہ ہی نہ تھا (بیہقی مرفوعاً وشرح السنۃ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے چنانچہ (ع۲۹) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اسکے بھائی (مسلمان) کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اسکو آج معاف کرالینا چاہیے اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے) بقیہ (ع۳۰) الخ

۹۲ اسکے پاس کچھ نیک عمل ہوا تو بقدر اسکے حق کے اس سے لیلیا جاویگا (اور صاحب حق کو دیدیا جاویگا) اور اگر اسکے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو صاحب حق کے گناہ لیکر اسپر لاد دیے جاوینگے (یعنی جمع الفوائد از مسلم وترمذی) یہ سب

الحديث اكثر اهل الجنة
البله البيهقي في الشعب
والبزار والديلمي في مسندهما
والخلعي في فوائده كلهم من
حديث سلامة بن روح
ابن خالد قال عقيل
حدثني ابن شهاب عن
انس ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال وذكره وسلامة
فيه لين ولم يسمع من جده
عقيل انما اخذ من كتبه
لكن هو عند القضاعي من
حديث يحيى بن ايوب ثنا
عقيل به وجاء عن
سهل بن عبد الله
التستري في تفسيره
هم الذين ولهت قلوبهم
وشغلت بالله عز وجل
وعن ابي عثمان قال
هو الابله في دنياه
الفقيه في دينه

حدیث۔ اکثر جنتی لوگ ابلہ یعنی بھولے ہوتے
ہیں اسکو بیہقی نے شعب میں اور بزار اور دیلمی
نے اپنے مسندوں میں اور خلعی نے اپنے فوائد میں
روایت کیا ہے اور ان سب نے سلامہ بن روح
ابن خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے سلامہ کہتے
ہیں کہ عقیل نے (جو کہ ان کے باپ کے دادا ہیں)
کہا ہے کہ مجھ سے ابن شہاب نے حدیث بیان
کی حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اور اس حدیث کو ذکر کیا اور سلامہ
میں قدرے ضعف ہے اور انہوں نے اپنے باپ
کے دادا عقیل سے سنا بھی نہیں صرف ان کی ۷۳
کتابوں سے لیا ہے لیکن یہ حدیث قضاعی کے
یہاں یحیی بن ایوب کی روایت سے اسطرح
ہے کہ ہم سے عقیل نے یہی حدیث بیان
کی ہے (تو انقطاع بھی جاتا رہا) (آگے ابلہ
کی تفسیر ہے) اور سہل بن عبداللہ تستری
سے اسکی تفسیر میں منقول ہے وہ وہ لوگ
ہیں جن کے قلوب شیدا اور حق تعالی کے
ساتھ مشغول ہوگئے ہیں اور ابو عثمان سے
روایت ہے انہوں نے فرمایا وہ ہے جو
اپنی دنیا میں بے سمجھ ہو اور اپنے دین میں سمجھدار ہو

شان بعض اہل اللہ عن العلم والادراک

۴۷ وعن الاوزاعی قال هو
الاعمى عن الشر البصير
بالخير اخرجها البيهقي
في الشعب **ف** و
ترى اكثر اهل الله بهذا
الشان واما الانبياء
عليهم السلام ومن مثل
عباد الله كالانبياء
فلهم شان اخر
من الكياسة والفراسة
والتيقظ في كل امر لحكمة
السياسة التي وكل الله
تعالى اليهم

الحديث اكثروا
ذكر الله حتى يقولوا مجنون
احمد وابو يعلى والبيهقي
في الشعب وغيرها من حديث
ابن وهب عن عمرو بن
الحارث عن دراج ابي السمح
عن ابي الهيثم عن
ابي سعيد مرفوعا وصححه الحاكم

اور اوزاعی سے منقول ہے اونہوں نے
کہا وہ وہ شخص ہے جو شر سے نابینا (یعنی بیخبر)
ہو اور خیر کا بینا (یعنی باخبر) ہو ان سب اقوال کو
بیہقی نے شعب میں نقل کیا ہے (مجموعہ اقوال
کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ وہ حق تعالیٰ اور دین
کے ساتہ زیادہ مشغول ہے اسلئے دنیا کی طرف
اوسکو توجہ اور اسکی باتوں کی خبر نہیں رکہتا)
ف تم اکثر اہل اللہ کو اس شان کا دیکہوگے
لیکن حضرات انبیا علیہم السلام اور جو شخص
انبیا کی طرح بندگان خدا کی سیاست و صلاح
کرتا ہے اونکی دوسری شان ہے یعنی زیرکی
اور فراست اور ہر امر میں بیداری تاکہ حکمت
سیاست مرتب ہو جو خدا نے انکے سپرد کی ہے

حدیث ذکر اللہ اس کثرت سے کرو کہ
لوگ مجنون کہنے لگیں روایت کیا اسکو
احمد اور ابو یعلی نے اور بیہقی نے شعب
وغیرہ میں ابن وہب کی حدیث سے
اونہوں نے عمرو بن الحارث سے اونہوں نے
دراج ابوالسمح سے اونہوں نے ابوالہیثم
سے اونہوں نے ابو سعید سے مرفوع
کرکے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

والبیھقی من حدیث عمرو بن مالك عن ابی الجوزاء رفعہ مرسلاً اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤن **ف** دل علی ان لا یترك الذکر ولا یقل ولا یخفی خوف ملامۃ الطعن او الریاء وھذا ھو مسلك المحققین علی عکس ما علیہ الضعفاء من الاخفاء والتقلیل ثم یتطرق منہ الشیطان الی حملہ علی الترك وھذا الکید منہ عظیم یتنبہ لہ اھل البصائر۔

طرف منسوب کرکے) اور بیہقی نے اسکی تصحیح کی عمرو بن مالک کی روایت سے وہ ابو الجوزاء سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے اسکو مرسلاً مرفوع کیا ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ یہاں تک کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ **ف** حدیث اسپر دال ہے کہ کسی کے طعن یا ملامت ریا کے خوف سے ذکر کو نہ ترک کرے اور نہ اوس کا اخفاء کرے اور محققین کا مسلک یہی ہے بعکس اوس طریق کے جو ضعفاء نے تجویز کیا ہے کہ اخفا کرتے ہیں یا تقلیل پھر اس سے شیطان کو ایک راہ ملتا ہے کہ اوس کو ترک پر آمادہ کرتا ہے اور یہ اوس کا ایک بڑا فریب ہے جسپر اہل بصیرت متنبہ ہوجاتے ہیں۔

حدیث اکرموا الخبز۔ [فی] المستدرك للحاکم من طریق غالب بن قطان عن کریمۃ بنت ھمام عن [عا]ئشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم [ق]ال **ف** ومن ثم تری اکثر [ا]ھل الادب یھتمون لصون الخبز

حدیث روٹی کا ادب کرو مستدرک میں حاکم سے غالب بن قطان کی روایت سے ہے وہ کریمہ بنت ہمام سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا **ف** اوس ہی وجہ سے تم اکثر اہل ادب کو دیکھتے ہو

ذ الرسائل ان مجموعہ رسائل اشرفیہ ۷۵

عن الدوس ونقل فی
المقاصد قول بعض
العلماء الحنطة اذا
دیست اشتکت الی
ربها ومنه یکون
القحط

الحدیث ان الله یبعث
لهذه الامة علی رأس
کل مائة سنة من
یجدد لها دینها
ابوداؤد فی الملاحم ۲۷
(بسنده) عن ابی هریرة
فیما اعلم عن رسول
الله صلی الله علیه وسلم
بهذا وقد اخرجه
الطبرانی فی الاوسط
وسنده صحیح ورجاله
کلهم ثقات وکذا
صححه الحاکم وقوله
فیما اعلم لیس بشك
فی وصله بل قد جعل وصله معلوما

کہ وہ ان کو پاؤں میں آنے سے بچانے کا
بہت اہتمام کرتے ہیں اور مقاصد حسنہ
میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ گیہوں
جب پاؤں میں آتا ہے تو خدا تعالیٰ سے
شکایت کرتا ہے اور اس کے سبب قحط
ہوجاتا ہے۔

حدیث اللہ تعالیٰ اس امت (کی
اصلاح) کے لیے ہر صدی کے سرے پر
ایسا شخص مقرر فرمادے گا جو اس کے
لیے دین کو تازہ کردے گا اسکو ابوداؤد نے
ملاحم میں (اپنی سند کے ساتھ) ابوہریرہؓ سے
روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کوئی راوی کہتے
ہیں کہ میرے علم میں اسیطرح موصول ہے
اور اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت
کیا ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اس کے
سب رجال ثقہ ہیں اور اسیطرح حاکم نے
اسکی تصحیح کی ہے اور راوی کا یہ کہنا کہ میرے
علم میں اسیطرح ہے یہ اس حدیث کے
موصول ہونے میں شک کیلئے نہیں بلکہ اپنے نزدیک
اس کے موصول ہونیکا یقینی ہونا بتلایا ہے۔

(باقی آئندہ)

وہ یہی معلوم ہے کہ یہ رات کو کیا کام کرتے ہیں۔ ساری رات تو اپنی آنکھیں پھوڑیں اور دن کو کیسے
ل کریں تو کیا یہ آدمی نہیں ہیں انکو آرام کی ضرورت نہیں خبردار اگر اب آئے تو ٹانگیں توڑ
ں گا۔ فرمایا ہر شخص کا مزاج حق تعالے نے جدا جدا بنایا ہے۔ تفاوت مزاج کوئی بری چیز نہیں ہے
ہونی چاہیئے شرارت نفس نہو اور اوسکی پہچان یہ ہے کہ جب ہم کسیکو مسئلہ بتلادیں اور
ل اوسپر ہم کو سخت سست کہیں اور ہمکو غصہ آوے تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ گستاخی
دوسرے شخص کے ساتھ اوس کے مسئلہ بتلانے پر کی جاوے تو تب بھی غصہ آتا یا نہیں۔ اگر
غصہ آتا تب تو یہ خدا کے واسطے ہے اور اگر دوسرے کے لیے نہیں آتا تو محض نفس کی شرارت
ہے اور یہ اشتقار غیظ ہے ورنہ مسئلہ تو دونوں جگہ وہی ہے۔ اگر غیظ کا سبب رد حق ہے
دونوں جگہ ہونی چاہیئے۔ اسیطرح اگر خوشی ہو تو اوسکی بھی یہی پہچان ہے کہ اگر خوشی
وہی بات دوسرے کو حاصل ہو تب بھی خوشی ہوتی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸) فرمایا جو لوگ حالات کو قال سے سمجھنا چاہتے ہیں یہ اونکی سخت غلطی ہے
چونکہ حالات میں بھی کچھ مبادی حالیہ ہوتے ہیں بدون اون کے پیدا ہوئے کیونکر سمجھ 49
میں آسکتے ہیں میں نے اپنے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی اوسمیں لکھا تھا
کہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ ابھی
ہی بتاؤ اوس کتخدا شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجھ جیسی ہو جاؤگی خود جان لوگی سے

بیاہ یونہیں جب تمہارا ہووے گا ۔۔۔ جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(۱۳۹) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے۔ انہوں نے قنوت نازلہ کے بارہ میں دریافت
کیا ہے کہ آجکل یہ نماز میں پڑھنی چاہیئے یا نہیں اور اگر پڑھیں تو ہاتھ چھوڑکر پڑھیں یا ہاتھ باندھکر
اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھادیں یا نہیں۔ میں نے اونکو جواب لکھا ہے بھلا ایسا جواب کیا
کسیکو پسند آوے گا۔ مگر اسکی حقیقت تو میں ہی جانتا ہوں آپنے قنوت نازلہ میں تو استفسار
کیا جو چنداں ضروری نہیں اور رذائل نفس کے متعلق کچھ نہ پوچھا جو نہایت ضروری ہیں اور
اس کے بعد فرمایا کہ یہ شخص ایک کم قوم کے ہیں انہوں نے باہر جاکر اپنے کو سید ظاہر کیا
اور نام بھی بدل دیا مجھے معلوم ہوا تو میں نے سمجھایا کہ اب مجھ سے تعلق رکھنے کی یہ صورت ہے

کہ جہاں اپنے کو سید ظاہر کیا ہے وہاں جامع مسجد میں علی الاعلان اپنی قوم کو ظاہر کرو پھر اوس کے بعد جو کچھ پوچھوگے بتلاؤں گا اونہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے ظاہر کر دیا ہے میں نے اپنے ایک دوست سے معلوم کیا تو غلط ثابت ہوا خیر اگر یہ لکھدیتے کہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تو کچھ مضائقہ نہیں تھا انہوں نے مجھ سے جھوٹ بولا اور اب جو خط قنوت کی تحقیق کے لیے بھیجا ہے اوسمیں بھی چالاکی کی ہے کہ نہ اصلی نام لکھا اور نہ وہ نام لکھا جواب رکھا ہے۔ بلکہ اور ایک تیسرا نام لکھا پہلے تو میں بالکل نہیں سمجھا مگر جب جواب لکھنا شروع کیا تو سمجھ میں آگیا کہ یہ وہ شخص ہیں اسلئے ایسا جواب لکھا تو اب رہی یہ بات کہ جواب کے اور سوال سے کیا مناسبت ہے تو اس کا ثبوت کلام اللہ میں موجود ہے کقولہ تعالیٰ۔ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس کہ سوال تو کرتے ہیں چاند کے گھٹنے بڑہنے کی علت سے اور جواب ملا ہے اسکی حکمت و فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ علت سے سوال مت کرو۔ فائدہ دیکھو تو جو جوڑ یہاں ہے وہی میرے جواب میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ضرورت سے سوال کرو۔

۷۰ (۱۴۰) فرمایا کہ ایک شخص کا خط آیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ میرے اوپر قرضہ بہت ہو گیا ہے ہمیشہ دعائیں کرتا ہوں مگر ایک نہیں قبول ہوتی قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں حالانکہ میری دعا قبول نہیں ہوتی سخت پریشان ہوں آپ ہی دعا کر دیجئے آپ اللہ کے نیک بندہ ہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ توبہ کرو اللہ تعالیٰ نے تو شیطان تک کی بھی دعا قبول کرلی کہ قیامت تک کے لیئے عمر دیدی اور فرمایا کہ لوگوں کو اس سے دہوکا ہوتا ہے اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان چونکہ یہ مطلق ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے جواب دیا ہے بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء کہ اس کے ساتھ مقید ہے اگر خدا چاہے گا اور مناسب ہوگی تو قبول ہوگی دوسری بات کہ کچھ امور تو ایسے ہوتے ہیں کہ اون میں بندہ کے اختیار و کوشش کو دخل ہے اور کچھ ایسے امور ہیں جنمیں بندہ کے اختیار و کوشش کو دخل نہیں تو جن امور میں دخل ہے انمیں کوشش کے ساتھ دعا کرنیسے برکت ہوتی ہے تنہا دعا سے کچھ نہیں ہوتا جیسے کوئی اولاد کیواسطے دعا کرے اور نکاح نہ کرے تو ہرگز دعا قبول نہ ہوگی۔

جو امور غیر اختیاری ہیں جیسے کہ بارش تو دعا قبول ہو جاتی ہے جو ان کے مصلحت کے خلاف
یہ تو ہمارا بھی محاورہ ہے جیسے کہ بچوں سے خوش ہو کر کہدیتے ہیں جو تم مانگو گے وہ ہی
ں گے تو کیا وہ سانپ یا سنکھیا مانگے تو کیا دیدیں گے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز بچہ
کے مناسب ہوگی وہ دیدیں گے ہاں یہ تفصیل امور دنیاوی میں ہے آخرت کے متعلق
سوال کرے گا وہی عنایت ہو گا کیونکہ وہ مقصود بالذات ہے۔

(۱۴۱) ایک کم سن بچے نے بعد عصر ۲۲ رجب کو حضرت والا کی خدمت میں ایک پرچہ
پیش کیا جسمیں اپنی مظلومیت کا اظہار کیا تھا حضرت والا نے اوس کے حالات سنکر اون
شخصوں کو بلایا جو اس پر ظلم کرتے تھے اونمیں ایک نابینا حافظ تھے جو اس بچہ کو اپنے
ان سے ملازم رکھکر اپنی خدمت کے لیے لائے تھے اور ایک مولوی صاحب کہ جو بیعت
ت سے اپنی اصلاح باطن کے لیے خانقاہ میں مقیم ہیں کہ یہ دونوں مجہپر ظلم کرتے ہیں
حافظ جی کہانے کو نہیں دیتے فقط ۲۔ روٹی دیتے ہیں اور مجھے سخت مار بھی دیتے ہیں۔ اور وہ
مولوی صاحب بھی حافظ جی کو سکھلاتے ہیں اور خود بھی مارتے ہیں اور کئی شخص بطور گواہ ۱۷
کے بلائے جو اپنی آنکھوں سے ان کے جور دیکھ چکے تھے اون سے ان دونوں صاحبوں
کے سامنے شہادت لی اب حافظ جی سے دریافت کیا کہ حافظ صاحب آپ اس بچہ پر
کچھ زیادتیاں کرتے ہیں حافظ جی نے کہا کہ اوس میں چوری کا مرض ہے۔ حضرت نے
فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا کہ اس کے اندر کیا مرض ہے میں تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ تمہارے
اندر بھی یہ مرض ہے یا نہیں کہ تم اسپر ظلم کرتے ہو نصف خوراک کہانا دیتے ہو جب حافظ جی
نے صاف جواب نہ دیا تو لڑکے سے کہا کہ تو بتلا سچ سچ کیا بات ہے کسی سے نہ ڈرنا
اوس بچہ نے کہا کہ مجھے روٹی کم دیتے ہیں اور مارتے ہیں اور مولوی صاحب بھی مارتے
ہیں اب حافظ جی سے پوچھا کہ حافظ جی بتلاؤ کہ یہ ٹھیک کہتا ہے یا نہیں حافظ جی نے کہا
ٹھیک کہتا ہے فرمایا پھر کیوں مارتے ہو اسے اور روٹی پیٹ بھر کے کیوں نہیں دیتے
کیا تمنے یہ شرط ٹھیرالی تھی کہ پیٹ بھر کے روٹی نہیں دونگا حافظ جی نے کہا کہ ہم نے
روٹی کم کردی تاکہ چوری کا مرض جاتا رہے فرمایا ارے عقل کے دشمن اس سے تو

اوز مرض بڑھے گا کہ جب بھوکا ہوگا چوری کرے گا نیز آپ نے یہ چوری کا علاج کسی شرعی
دلیل سے تجویز کیا ہے یا اپنے کسی عالم سے دریافت کیا تھا اور مارنے کو بھی آپ نے چوری
کی سزا کہاں سے تجویز کی ہے اور فرمایا کہ ظالم خدا کا خوف نہیں رہا آنکھیں تو پھوٹ گئیں
دل بھی اندھا کر لیا اب مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولانا آپ نے اِس لڑکے کو کیوں
مارا آپ کا کیا قصور کیا تھا آپ کو کیا حق تھا اونہوں نے کہا کہ جی یہ چوری کیا کرتا تھا فرمایا
کیا آپ کا کچھ چرایا تھا فرمایا میرا تو نہیں فلاں صاحب کا حلوہ کھا لیا تھا۔ حضرت نے
فرمایا کہ آپ کو کیا حق تھا اگر کچھ سے کہتے تو وہ سب کہتے جاؤ دور ہو جاؤ ابھی خانقاہ سے چلے جاؤ
اور اندھے تو یہی نکل اور پھر فرمایا جاؤ ابھی یہاں سے دور ہو جاؤ دونوں (ملے نیاز
پھینکدو ان کا اسباب ابھی نکالدو اور حافظ جی سے کہا کہ جاؤ ابھی اس لڑکے کا کرایہ لاؤ
(مظفر پور کا) ہاں یہ بچہ اکیلا نہیں جا سکتا دو آدمیوں کا کرایہ لاؤ اور اگر بارہ برس کا نہیں ہے
تو نصف کرایہ اس کا اور ایک شخص کا جو اوسکو پہونچا کر واپس آوے اسے کرایہ دو اور
اگر بارہ برس کی عمر ہے تو ۲۔ کرایہ لاؤ ہم اپنے اہتمام سے پہونچا دیں گے اور لڑکے سے خطاب ۴۲
کرکے کہا کہ تم آج سے ہمارے یہاں کھانا کھایا کرو اور نیاز میرے سامنے کھلایا کرو اور یہی
فرمایا کہ ان کمبختوں کو فقط ہاہو کرنی آتی ہے یا بیٹھکر تسبیح گھمائی خدا کا خوف ذرا دل میں نہیں
میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ سے محبت رکھنے والا تو کسی کافر کسی۔ (بلی) کے ساتھ بھی ان
مظالم کو گوارا نہ کرے گا اور یہ پیر آزاد بنتے ہیں مجھے تو اسقدر حافظ جی پر غصہ نہیں کہ یہ معذور
ہیں مگر مولانا کو کیا ہوا پڑھ لکھ کر سب ڈبو دیا حافظ جی چونکہ معذور تھے اِس لیے حضرت نے انکو
۱۵ یوم بیٹھنے کی اجازت دی کہ اتمیں اپنا انتظام کر لو اور جاؤ۔ دوسرے دن مجلس میں حافظ جی کو
حضرت نے نہ دیکھا تو حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ آج حافظ جی نہیں آئے اون صاحب نے
کہا کہ وہ خوف کیوجہ سے نہیں آئے کہ شاید میرے جانیسے حضرت کو تکلیف ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ جب
بیٹھنے از مکرہ ۱۵ یوم کی اجازت دیدی ہے اوسکا تو یہی مطلب ہے کہ ان دنوں میں آکر سنا کریں بعد میعاد البتہ انکو
نہیں آنا چاہیے ہاں ان مولوی صاحب کو ہرگز تشریف لانیکی اجازت نہیں کیونکہ ان کو ایکدن بھی اجازت
نہیں ہے اوس کے بعد حضرت والا حافظ جی کو مظالم اور بخل کی برائیاں سمجھاتے رہے۔

(باقی آیندہ)

(؎) ترجمہ یہ دخول جہنم اس وجہ سے ہوا کہ یہ لوگ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے خدا کے تو تکبر کرتے تھے (یعنے خدائے تعالیٰ کی خدائی کو اور توحید کو نہیں مانتے تھے) اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے اور معبودوں کو ایک شاعر پاگل کے (یعنی نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے سے چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ شاعر اور مجنون کہنا اون کا غلط تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق بات کو لائے تھے اور اور پہلے رسولوں کے ہمزبان تھے دیکھئے لا الہ الا اللہ کے ساتھ حضور کی رسالت کیسی صراحت کے ساتھ اس آیت میں موجود ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہے کہ لفظ محمد رسول اللہ تو نہیں آیا تو اس کا کچھ علاج نہیں کیونکہ اگر یہی لفظ بجنسہ آجاتا تب بھی یہ کہنے کی گنجائش ہو سکتی تھی کہ عربی زبان میں آیا اردو میں یا انگریزی یا سنسکرت میں تو نہیں آیا۔ جب مضمون رسالت کا موجود ہے تو عنوان کی تخصیص محض مغالطہ ہے۔

چوتھی آیت کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشھدوا ان الرسول حق۔ (ترجمہ) کیسے ہدایت کرے گا اللہ اوس قوم کو جس نے کفر کیا بعد ایمان کے اور وہ اقرار کر چکے تھے کہ رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں۔ اس آیت میں بھی توحید کے ١٨٩
ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کھلے الفاظ میں مذکور ہے۔

غرض کلمہ طیبہ کے دونوں جزو یکجا بھی قرآن کی بہت سی آیتوں میں موجود ہیں گو یکجا ہونے کی ضرورت مطلق نہیں قرآن میں متفرقا ہونا بھی رسالت کی تصدیق کی ضرورت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ہماری اس تقریر سے چند وہ مواقع معلوم ہو گئے جنمیں قرآن پاک میں کلمہ کے دونوں جزو یکجا مذکور ہیں اور اسی کے لیے ہم نے مختصرا چند آیتیں پیش کی ہیں قرآن میں ایسی آیتیں اور بہت ملیں گی جنمیں دونوں جزو یکجا ہوں اور اس سے مراد ہماری بلا واسطہ ہے۔ یعنے خاص آیات قرآنی ہی میں دونوں جزوں کا یکجا ہونا۔ اور اگر بلا واسطہ کی قید کو اٹھا دیا جاوے تب تو ہزاروں جگہ دونوں جزوں کا یکجا ہونا نکل آوے گا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ جب قرآن نے تصریح کر دی کہ ما آتاکم الرسول فخذوہ یعنے جو بات تمکو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بتا دیں تو اوسکو لے لو۔ اور یہ بھی فرما دیا"

(۱) دوسری غلطی معجزات کے متعلق ہے جن کی حقیقت ایسے امور ہیں جنکا وقوع بلا واسطہ اسباب طبعیہ کے ہوتا ہے۔ سو علوم جدیدہ بلا دلیل ان کے وقوع کے بھی منکر ہیں۔ اور اسی بنا پر جو معجزات نصوص میں مذکور ہیں اونمیں تاویل بعید جسکو تحریف کہنا بجا ہے کر کرا کر اون کو امور عادیہ بنایا جاتا ہے۔

(۲) وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُوحَیٰ یعنے جو کچھ ہمارے رسول فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے وہ سب وحی ہی ہوتی ہے۔ وغیر ما من الآیات الکثیر تو حدیث صحیح میں جو کچھ آیا ہو وہ بواسطہ ان آیات کے سب قرآن ہی میں داخل ہے ظاہر ہے کہ پارلیمنٹ کے فرمودہ حکم کی مخالفت اور پارلیمنٹ کے مقرر کردہ وایسرائے کے حکم کی مخالفت ایک ہی حکم میں ہے۔ اور حدیث میں سینکڑوں جگہ کلمہ طیبہ کے دونوں جزو یکجا آئے ہیں بلکہ ہر جگہ یکجا ہی آئے ہیں اور اگر کہیں صرف ایک جزو آیا ہے تو بطور اختصار او سپر اکتفا کیا گیا ہے نہ یہ کہ صرف ایک ہی جزو کو اصل ایمان قرار دیا ہے جیسا کہ ادنیٰ علم و فہم رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ غرض کلمہ طیبہ کے ہر دو جزو قرآن میں بواسطہ بلاواسطہ یکجا موجود ہیں۔ اور یہ صرف مغالطہ ہے کہ قرآن میں ہر دو جزو یکجا نہیں ہیں اور اسکو ہم پھر دہراتے ہیں کہ معترض کا جواب اوس کے مذاق کے موافق دینا ضروری نہیں تو جب کوئی ملحد کہے کہ کلمہ طیبہ کے دونوں جزو قرآن میں یکجا نہیں تو اوس کے مذاق کا اتباع کرنا اور اسکی کوشش کرنا کہ قرآن میں یکجا ہونا ثابت کریں بے سود اور التزام مالایلزم ہے ہمنے تبرعاً اور تنشیط طبع ناظرین کے لیے اور مزید اطمینان کیواسطے یکجا ہونا بھی ثابت کردیا ۱۹۰

دوسری غلطی نبوت کے متعلق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو خلاف عقل سمجھکر اون کا انکار کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ہمارے تعلیم یافتہ بھائیوں کے ساتھ مسلمان ہونیکا نام لگا ہوا ہے۔ لہذا صاف الفاظ میں یہ نہیں کہتے کہ معجزہ کوئی چیز نہیں بلکہ ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ سائنس کے خلاف بھی نہو اور معجزہ کا بھی صاف انکار نہو وہ یہ کہ جن

۱) اکثر کو تو بالکل غیر عجیب واقعہ جیسے اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ وغیرہ۔ اور جہاں غیر
عجیب نہ بن سکے وہاں مسمریزم کی نوع میں داخل کیا جاتا ہے۔

---

۲) معجزات کا ثبوت قرآن سے ہے انہیں جہاں تک ہوسکتا ہے بعید سے بعید معنے
کھینچ تان کر لے لیتے ہیں تاکہ وہ کوئی عجیب بات نہ رہے اور جہاں کوئی بعید سے بعید معنے
بھی نہیں ملتے اور واقع میں وہ معجزہ بالکل عجیب ہوتا ہے جو ان کی عقل میں نہیں آتا تو اوسکو
مسمریزم کی قوت کا اثر کہہ کر دل کو سمجھا لیتے ہیں۔ غرض سائنس کے انکار کی جرأت نہیں کرتے
آیت کی تحریف کی جرأت کر لیتے ہیں اور جن معجزات کا ثبوت حدیث یا تاریخ سے ہے انکا
تو انکار ہی کرتے ہیں حدیثوں کی نسبت کہہ دیا کہ ان کا کیا اعتبار یہ تو تین سو برس کے بعد بنائی
گئی ہیں۔ اور تاریخ کا انکار تو کچھ بات ہی نہیں ہے۔
ہم اول معجزہ کی حقیقت بیان کرتے ہیں پھر اُن پر جو اشکال کیے جاتے ہیں اونکی تردید
کریں گے معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ جیسا کہ عالم میں ہر چیز کو کسی سبب عادی کے 191
بعد پیدا کرتے ہیں کسی وقت اپنے کسی پیغمبر کی خصوصیت اپنے ساتھ دکھانے اور اون کی
سچائی ثابت کرنے کے لیے اون کے ہاتھ سے کسی چیز کو بلا واسطہ سبب عادی کے محض ارادہ
سے پیدا کر دیتے ہیں۔ عادۃ اللہ اوسکو بواسطہ سبب کے پیدا کرنے کی تھی مگر اس وقت
اوسکو عادت کے خلاف بلا واسطہ سبب کے پیدا کر دیا اسیواسطے معجزہ کو خارق عادت کہتے
ہیں جس کا ترجمہ عادت کو پھاڑنے والا بلفظ دیگر خلاف عادت ہے۔ علوم جدیدہ کی
نظر چونکہ طبیعیات ہی تک محدود ہے اسوجہ سے مشاہدات کے سوا کوئی چیز اسمیں
نہیں ہے اور مشاہدات کا وجود اکثر کسی سبب کے بعد ہوتا ہے اور معجزہ سے کسی شے
کا وجود بلا واسطہ سبب کے ہوتا ہے لہذا علوم جدیدہ میں معجزات کا انکار کیا گیا ہے۔
اور اہل زمان علوم جدیدہ کا لوہا مانے ہوے ہیں اسوجہ سے انپر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایسے
متحیر ہوتے ہیں کہ سوائے انکار کے کچھ نہیں بنتی مگر مسلمان کہلانے کی وجہ سے صاف
انکار نہیں کر سکتے لہذا ایسی تاویلوں سے من سمجھوتا کرتے ہیں جن کی حقیقت تحریف ہے

(۴) اور جہاں کوئی تاویل بھی نہیں بن سکتی وہاں اس سے دل کو سمجھا لیتے ہیں کہ یہ اثر ایک قسم کی مسمریزم کی قوت کا ہے۔ تاویل کی مثال یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا معجزہ نقل فرمایا ہے واذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا یعنے ایک دفعہ بنی اسرائیل کو پانی کی سخت ضرورت ہوئی اور موسے علیہ السلام نے حق تعالےٰ سے دعا کی اور حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو چنانچہ پتھر پر عصا مارا تو فوراً ہی اوس پتھر میں سے بارہ چشمے پانی کے پھوٹ نکلے (بنی اسرائیل میں بارہ خاندان تھے ہر ایک کے لیے الگ الگ چشمہ حق تعالیٰ نے نکال دیا) یہ واقعہ ابناء زمان کی سمجھ میں نہیں آتا لہٰذا اس آیت کے معنے میں ایسی تاویل کی کہ بالکل عجیب تر ہے اور سمجھ میں آنے لگے وہ یہ کہ اضرب بعصاک الحجر کے معنے یہ اپنی لاٹھی ٹیک کر پتھر پر چڑھ جاؤ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے وہاں دیکھا کہ بارہ چشمے پانی کے بہہ
رہے ہیں۔ پہاڑوں پر چشمے پانی کے ہوتے ہی ہیں اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں ۱۹۲
اس شخص نے اپنے نزدیک بڑا کام کیا کہ سائنس اور قرآن کو مطابق کر دیا۔ مگر درحقیقت سخت غلطی کی کیونکہ قرآن میں ایسی توڑ مروڑ کی جس کی نظم قرآنی میں بالکل گنجایش نہیں اور جس سے بلاغت تو غت ربود ہوگئی یہ نظم قرآنی ایک عامیانہ کلام بھی نہیں رہا۔ یہ مانا کہ اضرب ضرب سے مشتق ہے اور ضرب کے معنے رفتن بروئے زمین بھی آتے ہیں لیکن ایک لفظ کا ترجمہ لغت کے اعتبار سے بن جانا اور بات ہے اور ترکیب اور محاورہ میں صحیح ہو جانا اور بات ہے۔ اضرب کا ترجمہ کہیں کلام عرب میں زمین پر چل آگیا ہوگا لیکن اضرب بعصاک الحجر میں اضرب کا ترجمہ کسی گنوار سے گنوار نے بھی زمین پر چلنے کا نہیں کیا۔ اور حجر پتھر کو بیشک کہتے ہیں مگر پہاڑ کو نہیں کہتے اگر کوئی کہے پتھر اوٹھا لاؤ تو اس کا مطلب یہ کوئی نہیں سمجھیگا کہ پہاڑ اوٹھا لاؤ تو یہ دوسری غلطی ہے اس ترجمہ سے آیت قرآنی بالکل کایستھوں والی فارسی ہوگئی۔ کسی کایستھ نے اس عبارت کا کہ (ایک عورت دوکان پر گوبر مل رہی تھی ہر چند بلایا مینے مگر نہ آئی)

(باقی آئندہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت وفیاضی کا بیان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سخاوت وفیاضی میں عدیم النظیر تھے آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ ابوصالح نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہونچایا جسقدر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع پہونچایا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو پڑے اور کہا کہ میں اور میرا تمام مال یارسول اللہ آپ ہی کا ہے۔ ایک اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے بلکہ ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال کی طرح اپنا مال سمجھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے موسیٰ بن عمیر قریشی نے شعبی سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے جب آیۃ اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لوگوں کے سروں پر لاد کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال نہایت پوشیدگی کے ساتھ لائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کے رسول کے وعدہ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری جان آپ پر فدا ہوجائے اور میرے گھر والے آپ پر فدا ہوجائیں جس نیکی کی طرف ہم جانا چاہتے ہیں آپ ہیں ہم سے سبقت لیجاتے ہیں (کذا فی اسد الغابہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حکم فرمایا کہ ہم کچھ مال تصدق کریں میں نے دل میں یہ پختہ ارادہ کرلیا کہ میں آج ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر تصدق کروں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت

ا۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم لوگ صدقہ ظاہر کرکے دو تو وہ بھی اچھا ہے اور چھپا کے دو تو وہ تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے ۱۲

فرمایا اپنے اہل وعیال کے واسطے کتنا چھوڑا عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں تب میں ابوبکر صدیق رض اپنا کل مال لیے ہوئے تشریف لائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اہل وعیال کے لیے بھی چھوڑ آئے کہا کہ ان کے پاس اللہ اور رسول کافی ہیں۔ تب میں نے سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیے۔ نیز ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کر کے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار روپیہ تھا انہوں نے سب کا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور سات غلام آزاد کیے جن پر اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا انہوں نے حضرت بلال کو آزاد کیا اور عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ اور نہدیہ کی لڑکی، بنی مومل کی لونڈی اور ام عُبیس کو آزاد کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر تھا اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بھی تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک ۱۱۲
عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ ڈھکتے تھے پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آج خلاف معمول یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق عبا میں کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرئیل آج انہوں نے مجھ پر اپنا کل مال خرچ کر دیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ خداوند تعالیٰ ابوبکر صدیق پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے ابوبکر! تمہیں جو میری وجہ سے مفلسی و تہیدستی ہو گئی ہے تم اس بارے میں مجھ سے راضی ہو یا ناخوش حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے مربی و مولا سے ناراض (اور بار بار بطور ارباب وجد اور شوق کے شوق میں آکر یہ نغمہ بار بار گاتے تھے) اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ (یعنی میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں) اور بہت سی روایتیں اس کے مثل بھی وارد ہوئی ہیں۔

اسی کی مثل اور بہت سی روایتیں آئی ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام

ب جبکہ اس طرز کا اس میں ایک کانٹا لگاتے ہیں پہن کر نازل ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا جبرائیل! یہ کیا ڈھنگ ہے؟ عرض کیا کہ اللہ تعالی نے تمام ملائکہ کو حکم دیا
ہے کہ وہ اسی لباس میں ملبوس ہوجائیں جس میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق تاریخ الخلفاء میں
کلمات ارقام فرماتے ہیں اسکی سند بالکل ضعیف ہے اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس سے
نیز بہی لوگ اسکو روایت کرتے اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے حسن بصری فرماتے ہیں
ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ ایک مرتبہ صدقہ لائے اور اوسکی مالیت چھپا کر عرض کیا کہ حضور
میرا صدقہ ہے واللہ مجھے اب اللہ تعالی ہی کا سہارا کافی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی
عنہ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کرکے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا ہی سہارا کافی ہے
ی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے صدقہ میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم
دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے۔

۱۱۳ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے
اوپر کسیکا کچھ احسان نہیں رہا سب کا بدلہ اتار دیا مگر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا احسان
البتہ میرے ذمہ باقی ہے اس لیے اون کا اتنا بڑا احسان میرے ذمہ باقی ہے کہ اس کا بدلہ قیامت
کے دن اللہ تعالی ہی دیں گے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہونچایا جسقدر ابوبکر (رضی اللہ
عنہ) کے مال نے پہونچایا ہے۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کسی شخص
نے احسان نہیں کیا اونھوں نے اپنی جان سے بھی میری غمخواری کی، مال سے بھی مدد کی۔
اور اپنی بیٹی سے بھی میرا عقد کر دیا۔ نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ
میں ایک دن جناب والد صاحب قبلہ کو لیکر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں
حاضر ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بڑے میاں کو کیوں تکلیف دی؟
میں خود آجاتا۔ میں نے عرض کیا آپ کے تکلیف دینے سے تو ان ہی کا آنا بہتر ہے آپنے
فرمایا مجھ پر تمہارے اسقدر احسانات ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا میں گوارا نہیں کرسکتا۔

آیات مناقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے محامد و اوصاف بیشمار ہیں جن کا تفصیلی لباس میں جلوہ آرا عالم کرنا مجھ جیسے بے مایہ کے قلم سے ناممکن ہے اور قریب محال ہے ؂

پشہ چہ باشد کہ پرو بر فلک مور چہ باشد کہ دود با ملک"

آیات قرآنی اور احادیث نبوی آپ کے فضائل میں بکثرت وارد ہیں علاوہ ان آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت پر صراحۃً یا کنایۃً دال ہیں وہ آیات جن سے مفسرین فضائل جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ثابت کرتے اور اس مدعا پر دلیل لاتے ہیں ذیل میں ذکر کیجاتی ہیں۔

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ
۱۱۳ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا
فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ
إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ
عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا
(واعلموا سورۃ توبہ)

اگر تم نہ مدد کروگے نبی کی تو (کچھ پروا نہیں) اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی جبکہ کافروں نے انکو نکالا اس حالت میں کہ اون کے ہمراہ ایک شخص اور تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور جبکہ وہ اپنے ساتھی کو کہہ رہے تھے کہ تم رنجیدہ نہ ہو بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے پس اللہ نے اپنا سکینہ نازل کیا اور اس کی مدد کی ایسے لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سکینہ کبھی زائل نہیں ہوئی لہذا یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں علمائے شیعہ نے بھی صاحب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو تسلیم کیا ہے چنانچہ تفسیر خلاصۃ المنہج میں جو مذہب شیعہ کی معتبر تفسیر ہے اس آیت اذ اخرجہ الخ کا ترجمہ اس طرح تحریر ہے۔

وقتیکہ بیرون کردند او را کافران یعنی قصد اخراج او

یعنی جس وقت نکالا ان کو کافروں نے یعنی ان کو

(باقی آئندہ)

رعایتی اعلان

صرف خریداران الہادی کے واسطے ۱۰ ربیع الثانی سے ۱۰ جمادی الثانی ۵۴ھ تک مندرجہ ذیل کتب میں رعایت رہے گی

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
کتب مصنفہ حضرت حکیم الامۃ مدظلہ			حق السماع	۲ر	۱ر
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب	عہ	۳؎	الخطاب الملیح	۲ر	۱ر
مسائل السلوک مع رفع الشکوک	۱۴؎	۶؎	فروع الایمان	۴ر	۲ر
تنویر السراج فی قصۃ المعراج	۱۰ر	۶ر	قصد السبیل	۲ر	۱ر
احکام التجلی	۳ر	۲ر	شوق وطن	۴ر	۳ر
التشرف بمعرفۃ احادیث تصوف حصہ اول	عہ	۲ر	صفائی معاملات	۲ر	۲ر
التکشف عن مہمات التصوف	صہ	۱۲؎	طریقہ مولد شریف	۱ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد	۴ر	۳ر	القول الصواب	۲ر	۱ر
اصلاح الرسوم	۶ر	۴ر	کلید مثنوی دفتر اول کی پہلی جلد	عہ	۱۰؎
اعمال قرآنی کامل ہر سہ حصص	۵ر	۳ر	״ ״ دوسری جلد	عہ	۹؎
الانتباہات المفیدہ	۹ر	۶ر	״ دفتر دوم کامل در دو جلد	ے	۱۲؎
اغلاط العوام	۱ر	۱ر	״ دفتر ششم کامل در سہ جلد	ے	۱۲؎
اکسیر فی اثبات التقدیر	۱۲ر	۸ر	تسہیل المواعظ کی دوسری جلد کے گیارہ وعظ	۱۵ر	۱۱ر
اخبار الزلزلہ	۱ر	۱ر	تربیۃ السالک	۲ر	۴ر
بہشتی زیور قدیم دس حصص	عہ	۲؎	حقوق الاسلام	۱ر	۱ر
بہشتی گوہر	۸ر	۵ر	وعظ التبشیر	۳ر	۲ر
تعلیم الدین	۸ر	۶ر	״ الصلوٰۃ	۳ر	۲ر
تجوید القرآن	۱ر	۱ر	״ الحیوٰۃ	۳ر	۲ر
جزاء الاعمال	۲ر	۲ر	تجارت آخرت	۲ر	۱ر

[illegible]

نام کتاب	قیمت	قیمت	نام کتاب	قیمت	قیمت
دعوت عبدیت کی جلد ششم	عہ	۲ر	ترجمہ موطا امام محمد رح	۱۲ر	۱۲
دشمن و غلطون کا مجموعہ			ترجمہ تحفۃ الفاخرہ	۲ار	شمر
ترجمہ کتاب ترغیب و ترہیب اول	۱۰ار	۷ر	مجموعہ ردِ وحشیہ منذی	۸ر	۶ر
،، کتاب الصلوٰۃ حصہ دوم	عہ	۵ار	فتاوے عزیزی اردو	۶ر	۱۰ار
،، کتاب الجمعہ ،،	۲ر	۱ر	حصن حصین مترجم	عہ	عہ
،، کتاب الصدقات حصہ سوم	۲ار	۹ر	زلزلۃ الساعۃ ترجمہ قیامت نامہ	.	.
بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء	۶	عہ	شاہ رفیع الدین صاحبؒ	۴ر	۳ر
یرموک الاسلام ترجمہ فتوح الشام	عہ	عہ	عقد انامل	۱۰ار	۸ر
سفرنامہ بالشا	۱۰ار	۱۰ر	البارون	عہ	عہ
تاریخ نجد و حجاز	عہ	۱۵ار	سفرنامہ ابن بطوطہ	۵ر	۱۲ار
امیر الروایات	عہ	۱۲ار	الدر المنثور	۱۰ار	۸ر
تفسیر حسن القرآن	عہ	۲۰ار	احسن المواعظ	عہ	عہ
تفسیر موضح القرآن	للعہ	عہ	افضل المواعظ	عہ	عہ
تفسیر عزیزی پارہ عم	عہ	عہ	فتاوے رشیدیہ حصہ اول	۱۲ر	۱۰ار
،، ،، پارہ تبارک الذی	۶	عہ	،، ،، ،، دوم	۱۲ر	۱۰ار
مشارق الانوار	۶	عہ	،، ،، ،، سوم	۱۴ر	۱۰ار
شرح وقایہ اردو	للعہ	عہ	مالابد منہ اردو	۴ر	۳ر
احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق	عہ	عہ	مفتاح الجنۃ	۴ر	۳ر
شان الفردوس	۲ر	لہ	عقائد الاسلام ترجمہ فقہ اکبر	۴ر	۳ر
تحفۃ الزوجین	۸ر	۳ر	علاوہ اس کے فہرست کتب منگا کر ملاحظہ کریں		

المشتہر
محمد عثمان ۔ مدیر رسالہ الہادی دریبہ کلاں دہلی